

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

0394

سورة الانفال (8)

آیت نمبر (8/ الانفال: 1 تا 4)

ن ف ل

(ن)

نَفَلًا

(1) زیادہ عطیہ دینا۔ (2) مال غنیمت تقسیم کرنا۔

نَفَلٌ

ج: أَنْفَالٌ۔ اسم ذات ہے۔ مال غنیمت۔ زیر مطالعہ آیت۔ 1

نَافِلَةٌ

(1) فرض سے زیادہ۔ اضافی۔ (2) اولاد کی اولاد۔ پوتا۔ ﴿وَمِنَ الْكَيْلِ فَتَهَجِدُ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ﴾ (17/ بنی اسرائیل: 79) ”اور رات میں سے جاگ کر نماز پڑھیے اس میں، اضافی ہوتے ہوئے آپ کے لیے۔“ ﴿وَهَبْنَا لَكَ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ط﴾ (21/ الانبیاء: 72) ”اور ہم نے عطا کیا ان کو اسحاق اور یعقوب پوتا ہوتے ہوئے۔“

و ج ل

(س)

وَجَلًا

دل میں خوف محسوس کرنا۔ کانپ اٹھنا۔ ڈرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 2

وَجَلٌ

صفت ہے جو اسم الفاعل کے معنی میں آتا ہے۔ خوف محسوس کرنے والا۔ ڈرنے والا۔ ﴿إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ﴾ (52/ الحجر: 52) ”بیشک ہم تم لوگوں سے خوف محسوس کرنے والے ہیں۔“

ترجمہ

يَسْأَلُونَكَ	عَنِ الْأَنْفَالِ ط	قُلْ	الْأَنْفَالُ	لِلَّهِ	وَالرَّسُولِ ؎
یہ لوگ پوچھتے ہیں آپ سے	مال غنیمت کے بارے میں	آپ کہہ دیجیے	مال غنیمت	اللہ کے لیے ہے	اور ان رسول کے لیے ہے
فَاتَّقُوا	اللَّهَ	وَأَطِيعُوا	اللَّهَ	وَرَسُولَهُ	إِنْ كُنْتُمْ
پس تم تقویٰ اختیار کرو	اللہ کا	اور اطاعت کرو	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اگر تم لوگ
مُؤْمِنِينَ ①	إِنَّمَا	الْمُؤْمِنُونَ	الَّذِينَ	إِذَا	ذُكِرَ
ایمان لانے والے ہو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ایمان لانے والے	وہ لوگ ہیں جو کہ	جب کبھی بھی	ذکر کیا جاتا ہے
قُلُوبُهُمْ	وَإِذَا	تَلَيَّتْ	عَلَيْهِمْ	أَيُّتُهُ	زَادَتْهُمْ
ان کے دل	اور جب کبھی	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں	ان کو	اُس کی آیات	تو وہ زیادہ کرتی ہیں ان کو
وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ	رَائِبَانَا	يُنْفِقُونَ ط	أُولَٰئِكَ	وَمِمَّا	رَزَقْنَاهُمْ
اور اپنے رب پر ہی	بلحاظ ایمان کے	وہ خرچ کرتے ہیں	وہ لوگ	اور اس میں سے جو	ہم نے عطا کیا ان کو
يَتَوَكَّلُونَ ②	الَّذِينَ	يُقِيمُونَ	الصَّلَاةَ	وَمِمَّا	رَزَقْنَاهُمْ
وہ لوگ بھروسہ کرتے ہیں	وہ لوگ جو	قائم رکھتے ہیں	نماز کو	اور اس میں سے جو	ہم نے عطا کیا ان کو

هُمُ الْمُؤْمِنُونَ	حَقًّا	لَهُمْ	دَرَجَاتٌ	عِنْدَ رَبِّهِمْ	وَمَغْفِرَةٌ	وَنَزَقْنَاكَ مِنْ أَشْفَىٰ مَكَانٍ ۖ
ہی ایمان لانے والے ہیں	حقیقتاً	ان کے لیے ہی	درجے ہیں	ان کے رب کے پاس	اور مغفرت ہے	اور باعزت رزق ہے

نوٹ: 1

آیت نمبر- 2 میں زَادْتُهُمْ اِيْمَانًا کے الفاظ سے معلوم ہو گیا کہ ایمان ایک ایسے درخت کی مانند ہے جس کی جڑ بھی ہے اور شاخیں بھی۔ عقائد اس کی جڑ ہیں اور احکام شرعی اس کی شاخیں اور برگ و بار ہیں، جس طرح ایک شاداب درخت اپنی جڑوں سے بھی غذا حاصل کرتا ہے اور اپنی شاخوں اور پتوں سے بھی، اسی طرح ایمان عقائد کی معرفت اور احکام کی بجا آوری، دونوں سے غذا اور قوت حاصل کرتا ہے۔ اس لیے اس کے صحیح نشوونما کے لیے ضروری ہے کہ اس کی جڑ اور اس کی شاخوں، دونوں کی دیکھ بھال ہوتی رہے۔ اس طرح یہ بڑھتا اور پھلتا پھولتا ہے اور اس کے مفقود ہو جانے سے وہ گھٹتا، سکڑتا اور مردہ ہو جاتا ہے۔ (تدبر القرآن)

آیت نمبر (8/ الانفال: 5 تا 10)

ش و ک

(ن) شَوْكًا کسی کو کاٹنا چھوٹا۔
شَوْكُ اسم جنس ہے۔ واحد شَوْكَةٌ. ج: أَشْوَاكٌ۔ کاٹنا۔ جنگی ہتھیار۔ آیت زیر مطالعہ- 7

غ و ث

(ن) غَوْثًا مدد کرنا۔ ﴿وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ﴾ (18/ الکہف: 29) ”اگر وہ لوگ مدد کے لیے پکاریں گے تو ان کی مدد کی جائے گی ایسے پانی سے جیسے گھلی ہوئی دھات۔“
(استفعال) اسْتِغَاثَةً مدد کے لیے پکارنا۔ زیر مطالعہ آیت- 9

ر د ف

(س) رَدْفًا کسی کے پیچھے سوار ہونا۔ کسی کے پیچھے لگنا۔ ﴿عَلَىٰ أَنْ يَكُونَ رَدِفٌ لَّكُم بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ﴾ (27/ النمل: 72) ”ہو سکتا ہے کہ تمہارے پیچھے آگئی ہو اس کی بعض جس کی تم جلدی مچاتے ہو۔“
رَادِفَةٌ پیچھے لگنے والی۔ ﴿تَتَّبِعُهَا الرَّادِفَةُ﴾ (79/ الذُّرُوعَات: 7) ”پیچھے آئے گی اس کے پیچھے لگنے والی۔“
(افعال) اِرْدَافًا (۱) کسی کو کسی کے پیچھے لگانا۔ (۲) کسی کو اپنے پیچھے لگانا۔ لگا تار آنا۔
مُرْدِفٌ لگا تار آنے والا۔ زیر مطالعہ آیت- 9

ترکیب

(آیت- 7) يَعِدُ کا مفعول اول کُم ہے اور مفعول ثانی اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ ہے۔ اس لیے اِحْدَى حالت نصب میں آیا ہے۔ اِنَّهَا لَكُم تَاكِيد کے لیے ہے، اَنْ يُحَقِّقَ کے اَنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے يَقْطَعُ حالت نصب میں ہے۔ اس لیے اس کا ترجمہ اسی لحاظ سے ہوگا۔

ترجمہ

كَمَا	اَخْرَجَكَ	رَبُّكَ	مِنْ بَيْتِكَ	بِالْحَقِّ ۖ	وَاِنَّ	فَرِيقًا	مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ
جیسے کہ	آپ کو نکالا	آپ کے رب نے	آپ کے گھر سے	حق کے ساتھ	اور بیشک	ایک فریق	مومنوں میں سے

لَكَرْهُونَ ۝	يُجَادِلُونَكَ	فِي الْحَقِّ	بَعْدَ مَا	تَبَيَّنَ	كَانَمَا	يَسْأَلُونَ
یقیناً ناپسند کرنے والا تھا	وہ لوگ بحث کرتے تھے آپ سے	حق (بات) میں	اس کے بعد کہ جو	واضح ہوا	گویا کہ	وہ لوگ ہانکے جاتے ہیں

إِلَى الْمَوْتِ	وَ	هُمْ	يَنْظُرُونَ ۝	وَإِذْ	يَعِدُّكُمْ	اللَّهُ	إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ	أَنَّهُمَا	لَكُمْ
موت کی طرف	اس حال میں کہ	وہ	دیکھتے ہیں	اور جب	وعدہ کیا تم سے	اللہ نے	دو جماعتوں میں سے ایک کا	کہ وہ	تمہارے لیے ہے

وَتَوَدُّونَ	أَنَّ	عَذَابَ ذَاتِ الشُّوْكَةِ	تَكُونُ	لَكُمْ	وَيُرِيدُ	اللَّهُ	أَنْ	يُحَقِّقَ	الْحَقَّ
اور تم لوگ چاہتے تھے	کہ	تھہیر والی کے علاوہ	ہو	تمہارے لیے	اور چاہتا تھا	اللہ	کہ	وہ حق کرے	حق کو

بِكَلِمَتِهِ	وَيَقْطَعُ	دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۝	لِيُحَقِّقَ	الْحَقَّ	وَيُبْطِلَ	الْبَاطِلَ	وَكُوْ	كَرِهَ
اپنے فرمانوں سے	اور وہ کاٹے	کافروں کی جڑ کو	تاکہ وہ حق کرے	حق کو	اور باطل کرے	باطل کو	اور اگرچہ	ناپسند کریں

الْمُجْرِمُونَ ۝	إِذْ	تَسْتَغِيثُونَ	رَبَّكُمْ	فَاسْتَجَابَ	لَكُمْ	أَنِّي	مُهِدٌ
مجرم لوگ	جب	تم لوگ مدد کے لیے پکارتے تھے	اپنے رب کو	تو اس نے جواب دیا	تمہیں	کہ میں	مدد کرنے والا ہوں

كُمُ	بِالْفِ	مِّنَ الْمَلَكَةِ	مُرْدِفِينَ ۝	وَمَا جَعَلَهُ	اللَّهُ	إِلَّا	بُشْرَى	وَلِتَطْمَئِنَّ
تمہاری	ایک ہزار سے	فرشتوں میں سے	لگا تار آنے والے ہوتے ہوئے	اور نہیں بنایا اس کو	اللہ نے	مگر	خوشخبری	اور تاکہ مطمئن ہوں

يَه	قُلُوبَكُمْ ۝	وَمَا النَّصْرُ	إِلَّا	مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۝	إِنَّ اللَّهَ	عَزِيزٌ	حَكِيمٌ ۝
اس سے	تمہارے دل	اور نصرت نہیں ہے	مگر	اللہ کے پاس سے	بیشک اللہ	بالادست ہے	حکمت والا ہے

نوٹ: 1

یہ آیات ان روایات کی تردید کر رہی ہیں جو جنگ بدر کے سلسلے میں عموماً کتب سیرت و مغازی میں نقل کی جاتی ہیں، یعنی یہ کہ ابتداءً نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین قافلے کو لوٹنے کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے تھے۔ پھر چند منزل آگے جا کر جب معلوم ہوا کہ قریش کا لشکر قافلہ کی حفاظت کے لیے آ رہا ہے۔ تب یہ مشورہ کیا گیا کہ قافلے پر حملہ کیا جائے یا لشکر کا مقابلہ۔ اس کے برعکس قرآن یہ بتا رہا ہے کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے تھے اسی وقت یہ امر آپ کے پیش نظر تھا کہ قریش کے لشکر سے فیصلہ کن مقابلہ کیا جائے۔ اور یہ مشاوت بھی اسی وقت ہوئی تھی کہ قافلہ اور لشکر میں سے کس کو حملہ کے لیے منتخب کیا جائے اور باوجود اس کے کہ مومنین پر یہ حقیقت واضح ہو چکی تھی کہ لشکر ہی سے نمٹنا ضروری ہے، پھر بھی ان میں سے ایک گروہ اسے بچنے کے لیے حجت کرتا رہا۔ اور بالآخر جب آخری رائے یہ قرار پائی کہ لشکر ہی کی طرف چلنا چاہیے تو یہ گروہ مدینہ سے یہ خیال کرتا ہوا چلا کہ ہم سیدھے موت کے منہ میں ہانکے جا رہے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (11 تا 19)

ع ن ق

(س)

عَنْقًا

لمی گردن والا ہونا۔

عُنُقُ

ج: اَعْنَاقُ۔ گردن۔ زیر مطالعہ آیت۔ 12

ب ن ن

9394

(ض)

بَنَّا

کسی جگہ اقامت پذیر ہونا۔

بَنَانٌ

اسم جنس ہے۔ واحد بَنَانَةٌ۔ ج: بَنَاتٌ۔ انگلیوں کے پور۔ زیر مطالعہ آیت۔ 12

ز ح ف

(ف)

زَحَفًا

آہستہ آہستہ گھسٹنا۔ کثرت کی وجہ سے لشکر کا آہستہ آہستہ چلنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 15

ح و ز

(ن)

حَوَزًا

اکٹھا کرنا۔ جمع کرنا۔

(تفعل)

تَحَوَّزًا

سانپ کا کندلی مارنا۔ حمایتی سے جاملنا۔

مُنَحَيِّزٌ

اسم الفاعل ہے۔ جاننے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 16

ترجمہ

إِذْ	يُغَشِّبِكُمْ	النَّعَاسَ	أَمْنَةً	مِّنْهُ	وَيُنَزِّلُ	عَلَيْكُمْ	مِّنَ السَّمَاءِ	مَاءً
جب	اس نے ڈھانپ دیا تم لوگوں کو	اونگھ سے	امن ہوتے ہوئے	اپنی طرف سے	اور اس نے اتارا	تم پر	آسمان سے	پانی

لِّيَطَهِّرَكُمْ	بِهِ	وَيَذْهَبَ	عَنْكُمْ	رِجْزَ الشَّيْطَانِ	وَلِيُزِيلَ	عَلَى قُلُوبِكُمْ
تاکہ وہ پاک کرے تم لوگوں کو	اس سے	اور وہ لے جائے	تم سے	شیطان کی نجاست کو	اور تاکہ وہ مضبوط کرے	تمہارے دلوں کو

وَيُنَبِّئُ	بِهِ	الْأَقْدَامَ ۝	إِذْ	يُوحِي	رَبُّكَ	إِلَى الْمَلَكَةِ	أَنِّي	مَعَكُمْ
اور وہ جمادے	اس سے	قدموں کو	جب	وحی کیا	آپ کے رب نے	فرشتوں کی طرف	کہ میں	تمہارے ساتھ ہوں

فَتَنَّبَتُوا	الَّذِينَ	أَمْنُوا	سَأَلْنِي	فِي قُلُوبِ الَّذِينَ	كَفَرُوا	الرُّعْبَ	فَاضْرِبُوا
پس تم لوگ جمادو	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	میں ڈالوں گا	ان کے دلوں میں جنہوں نے	کفر کیا	رعب	پس تم لوگ مارو

فَوْقَ الْأَعْنَاقِ	وَاضْرِبُوا	مِنْهُمْ	كُلَّ بَنَانٍ ۝	ذَلِكَ	بِأَنَّهُمْ	شَاقُوا	اللَّهُ
گردنوں کے اوپر	اور مارو	ان میں سے	ہر ایک پور کو	یہ	اس سبب سے کہ انہوں نے	مخالفت کی	اللہ کی

وَرَسُولُهُ ۚ	وَمَنْ	يُشَاقِقِ	اللَّهُ	وَرَسُولَهُ	فَإِنَّ	اللَّهُ	شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝	ذِكْرُكُمْ
اور اس کے رسول کی	اور جو	مخالفت کرے گا	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	تو بیشک	اللہ	گرفت کرنے کا سخت ہے	یہ ہے

فَذُوقُوهُ	وَأَنَّ	لِلْكَافِرِينَ	عَذَابَ النَّارِ ۝	يَأْتِيهَا الَّذِينَ	أَمْنُوا	إِذَا	لَقِيتُمْ
پس تم لوگ چکھو اس کو	اور یہ کہ	کافروں کے لیے	آگ کا عذاب ہے	اے لوگو جو	ایمان لائے	جب کبھی	تم لوگ ملو

الَّذِينَ	كَفَرُوا	زَحَفًا	فَلَا تَوَلَّوْهُمْ	الْأَذْبَارَ ۝	وَمَنْ	يُولِّهِمْ	يَوْمَئِذٍ
ان سے جنہوں نے	کفر کیا	میدان جنگ میں	تو تم لوگ مت پھیرو ان سے	پیٹھوں کو	اور جو	پھیرے گا ان سے	اس دن

دُبْرَا	إِلَّا	مُتَحَرِّفًا	لَّقَاتِلِ	أَوْ	مُتَحَيِّرًا	إِلَىٰ فِتْنَةٍ
اپنی پیٹھ کو	سوائے اس کے کہ	جھکائی دینے والا ہوتے ہوئے	قتال کے لیے	یا	ملنے والا ہوتے ہوئے	کسی جماعت سے

فَقَدْ بَاءَ	بِعْضِبٍ	مِّنَ اللَّهِ	وَمَا وَهُ	جَهَنَّمَ	وَبِئْسَ الْبَصِيرُ ⑩	فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ
تو وہ لوٹا ہے	ایک غضب کے ساتھ	اللہ (کی طرف) سے	اور اس کا ٹھکانہ	جہنم ہے	اور کتنی بری ہے لوٹنے کی جگہ	تو تم لوگوں نے قتل نہیں کیا ان کو

وَلَكِنَّ	اللَّهُ	قَتَلَهُمْ ⑪	وَمَا رَمَيْتَ	إِذْ	رَمَيْتَ	وَلَكِنَّ	اللَّهُ	رَحِمَ ⑫	وَلِيَبْلِي
اور لیکن	اللہ نے	قتل کیا ان کو	اور آپ نے نہیں پھینکا	جب	آپ نے پھینکا	اور لیکن	اللہ نے	پھینکا	اور تاکہ وہ آزمائے

الْمُؤْمِنِينَ	مِنْهُ بَلَاءٌ حَسَنًا	إِنَّ اللَّهَ	سَبِّحُ ⑬	عَلَيْهِ ⑭	ذِكْرُكُمْ	وَإِنَّ	اللَّهُ	مُوْهِنٌ كَيْدَ الْكَافِرِينَ ⑮
مومنوں کو	جیسا کہ خوبصورت آزمائے کا حق ہے	بیشک اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	یہ ہے	اور یہ کہ	اللہ	کافروں کی تدبیر کو کمزور کر دینا ہے

إِنْ	تَسْتَفْتِحُوا	فَقَدْ جَاءَكُمْ	الْفَتْحُ ⑯	وَإِنْ	تَنْتَهُوا	فَهُوَ	خَيْرٌ	لَّكُمْ ⑰	وَإِنْ
اگر	تم لوگ فیصلہ مانگتے ہو	تو آپ کا ہے تمہارے پاس	فیصلہ	اور اگر	تم لوگ باز آ جاؤ	تو یہ	بہتر ہے	تمہارے لیے	اور اگر

تَعُوذُوا	نَعُدُّ ⑱	وَلَنْ تُغْنِيَ	عَنْكُمْ	فِتْنَتُكُمْ	شَيْئًا	وَلَوْ
تم لوگ دوبارہ کرو گے	تو ہم (بھی) دوبارہ کریں گے	اور ہر گز بے نیاز نہیں کرے گی	تم کو	تمہاری جماعت	کچھ بھی	اگرچہ

كَثُرَتْ ⑲	وَإِنَّ	اللَّهُ	مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ⑳
وہ زیادہ (بھی) ہو	اور یہ کہ	اللہ	مومنوں کے ساتھ ہے

نوٹ: 1

ہمارے کچھ بھائیوں کی رائے ہے کہ احادیث کی سند پر تو بہت تحقیق ہوئی ہے لیکن ان کے من پر تحقیق نہیں ہوئی، حالانکہ اس کی سخت ضرورت ہے۔ اس ضمن میں وہ لوگ جو حوالے دیتے ہیں، ان میں زیر مطالعہ آیت - 11 کا حوالہ شامل ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ عین اس وقت اوگھ طاری ہو جائے جب زور شور سے جنگ جاری ہو اور حالت یہ ہو جائے کہ لوگوں کے ہاتھوں سے تلواریں چھوٹ کر گر پڑی ہوں، یہ بات عقل قبول نہیں کرتی۔ جبکہ ابن کثیر میں یہی مفہوم دیا ہے۔ اس لیے احادیث کے متن پر تحقیق کی ضرورت ہے۔ حقیقت واضح کرنے کے لیے پہلے ہم ابن کثیر کی متعلقہ عبارت نقل کر رہے ہیں اس کے بعد اپنی وضاحت پیش کریں گے۔

”اللہ پاک ان احسانات کو یاد دلاتا ہے کہ وقت جنگ تم پر غنودگی طاری کر کے ہم نے تم پر احسان کیا ہے کہ اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کا جو تمہیں احساس تھا اور اس احساس کے تحت تم پر ایک خوف سا طاری ہوا اس سے تمہیں مامون کر دیا اور اسی طرح اللہ نے یوم احد میں بھی کیا تھا۔ (یہاں آیت 3 / آل عمران: 154 کی متعلقہ عربی عبارت اور ترجمہ ہے)۔ ابو طلحہؓ کہتے ہیں کہ جنگ احد کے روز مجھے بھی غنودگی آ گئی تھی کہ تلوار میرے ہاتھ سے گری جاتی تھی اور میں اٹھاتا جاتا تھا اور میں لوگوں کو بھی دیکھ رہا تھا کہ ڈھال سر پر لگائے ہوئے نیند میں جھول رہے تھے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ بدر کے روز مقدادؓ کے سوا کسی کے پاس واری نہیں تھی۔ ہم سب نیند کے عالم میں تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے نیچے صبح تک نمازیں پڑھتے رہے اور خدا کے آگے روتے رہے، ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ بروز جنگ یہ اوگھ خدا کی طرف سے گویا ایک امن کی شکل میں تھی اور نماز میں یہی اوگھ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ قتادہؓ کہتے ہیں اوگھ سر میں

ہوتی ہے اور نیند دل میں ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ غنودگی یوم احد میں گھیرے ہوئے تھی اور یہ خبر تو بہت عام اور مشہور ہے اور یہاں آیت شریفہ سیاق قصہ بدر میں ہے اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ بدر میں غنودگی طاری تھی اور یہ شت جنگ میں مومنین پر طاری ہو یا یا کرتی تھی تاکہ ان کے قلوب اللہ کی مدد سے مطمئن اور مامون رہیں اور یہ مومنین پر اللہ کا فضل اور رحمت ہے۔“

اب پہلی بات یہ نوٹ کریں کہ اس پوری عبارت میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی ارشاد منقول نہیں ہے۔ وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا۔ وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے۔ دوسری بات یہ نوٹ کریں کہ صحابہ کرامؓ کے کسی قول سے یہ مترشح نہیں ہے کہ یہ اونگھ عین حالت کارزار میں طاری ہوئی تھی، نہ احد میں اور نہ ہی بدر میں۔ آل عمران کی آیت اس ضمن میں بہت واضح ہے کہ احد میں شکست ہو جانے کے بعد مسلمان فوج کے ایک گروہ پر ایک اونگھ طاری کی گئی تھی اور طلحہؓ اس کی کیفیت بیان کر رہے ہیں۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہ عین حالت جنگ کی کیفیت بیان کر رہے ہیں تو یہ اس کے اپنے ذہن کا تصوراتی ہیولہ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت علیؓ کا قول بہت واضح ہے کہ یہ اونگھ رات کے وقت طاری کی گئی تھی۔ جبکہ ابن مسعودؓ اور قتادہؓ کے اقوال آیت زیر مطالعہ کی تفسیر سے متعلق ہیں، جنگ کے ذاتی تجربہ کا بیان نہیں ہے، البتہ ابن کثیرؒ کا اپنا قول یہ ہے کہ اونگھ عین حالت جنگ میں طاری کی گئی تھی۔ تو یہ ایک مفسر کا قول ہے جس سے اختلاف ممکن ہے اور اکثر مفسرین نے ان کی اس رائے سے اختلاف کیا بھی ہے۔

مذکورہ تجربہ سے یہ بات پوری واضح ہو جاتی ہے کہ اسناد کی تحقیق کے بعد جب معلوم ہو جائے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے تو پھر اس کے متن پر تحقیق کرنا چہ معنی دارو۔ ایسا سوچنا بھی بڑی جسارت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی امان میں رکھے۔ البتہ کسی متن سے کوئی جو مفہوم اخذ کرتا ہے، اس مفہوم پر تحقیق ہو سکتی ہے اور اس ضرورت کے ہم معترف ہیں۔ فی زمانہ اس ضمن میں ایک مزید ضرورت کا اضافہ ہو گیا۔ وہ اس طرح کہ پاکستان بننے کے بعد ہمارے معاشرے میں نو دہائیوں کا ایک طبقہ وجود میں آیا تھا۔ آج کل نو تعلیمیوں کا ایک طبقہ وجود میں آ گیا ہے۔ یہ لوگ جس طرح کے مفہیم اخذ کرتے ہیں۔ اس کا ایک نقشہ آپ مذکورہ بالا تجزیہ میں دیکھ چکے ہیں۔ ان کے دو چار اور مفہیم اگر آپ کے سامنے آ گئے تو آپ کو بھی اس ضرورت کا احساس ہونے لگے گا کہ مفہوم اخذ کرنے والے کے دماغ پر بھی تحقیق ہونی چاہیے کہ وہ ورکنگ آرڈر میں ہے کہ نہیں۔

آخری بات یہ ہے کہ احادیث کے متن پر تحقیق کرنے سے بات ختم نہیں ہوگی بلکہ بات شروع ہوگی۔ ایک صاحب کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں جو قرآن مجید کی چند آیات کے متن پر تحقیق کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ ایہ اللہ کا کلام اور قرآن مجید کی آیات نہیں ہو سکتیں بلکہ یہ من گھڑت (موضوع) آیات ہیں جو کسی نے قرآن میں شامل کر دی ہیں۔ اپنی تحقیق کا لب لباب بڑی داد طلب نظروں سے جب وہ میرے سامنے پیش کر چکے تو میں نے اعتراف کیا کہ آپ کی ریسرچ اتنی گہری ہے کہ وہ ”خوض“ کے ”رتبہ“ کو پہنچی ہوئی ہے۔ اس لیے صرف آپ ہی اس کے اہل ہیں کہ اب آپ اس آیت کے متن پر تحقیق کریں جس میں اللہ نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ جیسے جاہل سے ہمیشہ کے لیے قطع تعلق کر لیا۔

آیت - 19 میں خطاب مومنوں سے نہیں بلکہ کافروں سے ہے۔ مشرکین جنگ بدر کے لیے مکہ سے چلنے لگے تو غلاف کعبہ پکڑ کر دعا مانگنے لگے کہ اے خدا دونوں فریقوں میں جو تیرے نزدیک افضل ہے اور جس کا قبلہ بہتر ہے اس کی مدد فرما (ابن کثیر)۔ آیت میں اسی کا حوالہ ہے۔

نوٹ: 2

آیت نمبر (20 تا 28)

0394

ترکیب

(آیت - 20) وَلَا تَوَلَّوْا دِرَاصِلَ وَلَا تَتَوَلَّوْا هَـ (آیت - 22) شَرَّ الدَّوَابِّ مَبْتَدَا هَـ۔ اَلصُّمُّ اور اَلْبُكْمُ اس کی معرفہ خبریں ہیں جبکہ اَلَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ خبروں کا بدل ہے۔ (آیت - 24) وَاِنَّهُۥٓ فِي ضَمِيرِ الشَّانِ هَـ۔ (آیت - 25) فِتْنَةً نَّكَرَ مَخْصُوصَ هَـ جبکہ لَا تُصِيبَنَّ سے آگے پورا جملہ اس کی خصوصیت ہے۔ (آیت - 26) اَنْتُمْ کی خبر اول قَلِيلٌ ہے اور مُسْتَضْعَفُونَ اس کی خبر ثانی ہے۔ (آیت - 27) لَا تَخُونُوا کی لائے نہیں پر عطف ہونے کی وجہ سے آگے وَتَخُونُوا مجزوم ہوا ہے۔

ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	اٰمَنُوْا	اَطِيعُوا	اَللّٰهُ	وَرَسُوْلَهُ	وَلَا تَوَلَّوْا	عَنْهُ	وَ
اے لوگو جو	ایمان لائے ہو	تم لوگ اطاعت کرو	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اور روگردانی مت کرو	ان سے	اس حال میں کہ

اَنْتُمْ	تَسْمَعُوْنَ ۝۲۰	وَلَا تَكُوْنُوْا	كَالَّذِيْنَ	قَالُوْا	سَمِعْنَا	وَ	هُمْ	لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۲۱
تم لوگ	سننے ہو	اور تم لوگ مت ہو	ان کی مانند جنہوں نے	کہا	ہم نے سنا	حالانکہ	وہ لوگ	نہیں سنتے

اِنَّ	شَرَّ الدَّوَابِّ	عِنْدَ اللّٰهِ	الصُّمُّ	اَلْبُكْمُ	اَلَّذِيْنَ	لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۲۲	وَلَوْ	عَلِمَ	اَللّٰهُ
بیشک	زمین پر چلنے والوں کے بدترین	اللہ کے ہاں	بہرے ہیں	گونگے ہیں	وہ لوگ جو	عقل نہیں کرتے	اور اگر	جانتا	اللہ

فِيْهِمْ	خَيْرًا	لَّا تَسْمَعُهُمْ ۝۲۳	وَلَوْ	اَسْمَعُهُمْ	لَتَوَلَّوْا	وَهُمْ	مُعْرِضُوْنَ ۝۲۴
ان میں	کوئی بھلائی	تو وہ ضرور سنا تا ان کو	اور اگر	وہ سنا تا ان کو	تو وہ ضرور روگردانی کرتے	اور وہ ہیں (ہی)	اعتراض کرنے والے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	اٰمَنُوْا	اَسْتَجِیْبُوْا	لِلّٰهِ	وَلِلرَّسُوْلِ	اِذَا	دَعَاكُمْ	لِہَا	يُحْیِیْكُمْ ۝۲۵
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ حکم مانو	اللہ کا	اور ان رسول کا	جب بھی	وہ بلائیں تم کو	اس کے لیے جو	زندگی دیتی ہے تم کو

وَاعْلَمُوْا	اَنَّ	اَللّٰهُ	يَحُوْلُ	بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ	وَ اِنَّہٗ	اِلَیْہِ	تُحْشَرُوْنَ ۝۲۶
اور جان لو	کہ	اللہ	حائل کر دیتا ہے	آدمی اور اس کے دل کے درمیان	اور حقیقت تو یہ ہے کہ	اس کی طرف ہی	تم لوگ جمع کیے جاؤ گے

وَاتَّقُوا	فِتْنَةً	لَّا تُصِیْبَنَّ	اَلَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	مِنْكُمْ	خَاصَّةً ۝۲۷
اور تم لوگ بچو	ایک ایسی آزمائش سے جو	ہرگز نہیں پہنچے گی	(صرف) ان لوگوں کو (ہی) جنہوں نے	ظلم کیا	تم میں سے	خاص کر نیوالی ہوتے ہوئے

وَاعْلَمُوْا	اَنَّ	اَللّٰهُ	شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۲۸	وَ اذْكُرُوْا	اِذْ	اَنْتُمْ	قَلِيْلٌ	مُسْتَضْعَفُوْنَ	فِي الْاَرْضِ
اور جان لو	کہ	اللہ	پکڑ کا سخت ہے	اور یاد کرو	جب	تم لوگ	اقلیت میں تھے	کمزور سمجھے جاتے تھے	زمین میں

تَخَافُوْنَ	اَنَّ	يَتَخَفَنَّكُمْ	النَّاسُ	فَاَوْسَكُم	وَ اَيَّدَكُمْ	بِنَصْرِہٖ
تم لوگ ڈرتے تھے	کہ	اچک لیں گے تم کو	لوگ	تو اس نے ٹھکانہ دیا تم کو	اور اس نے تائید کی تمہاری	اپنی مدد سے

وَرَزَقَكُمْ	مِّنَ الطَّيِّبَاتِ	لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُونَ ﴿٥٨﴾	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	آمِنُوا	لَا تَخُونُوا
اور رزق دیا تم کو	پاکیزہ (چیزوں) میں سے	شاید کہ تم لوگ	شکرا ادا کرو	اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ خیانت مت کرو

اللَّهُ	وَالرَّسُولَ	وَتَخُونُوا	آمَنْتُمْ	وَا	أَنْتُمْ	تَعْلَمُونَ ﴿٥٩﴾	وَأَعْلَمُوا
اللہ سے	اور ان رسول سے	اور خیانت مت کرو	اپنی (آپس کی) امانتوں میں	اس حال میں کہ	تم لوگ	جانتے ہو	اور تم لوگ جان لو

أَنْبَاءً	أَمْوَالَكُمْ	وَأَوْلَادَكُمْ	فِتْنَةً ﴿٦٠﴾	وَأَنَّ	اللَّهُ	عِنْدَكَ	أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٦١﴾
کہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	تمہارے مال	اور تمہاری اولاد	ایک آزمائش ہیں	اور یہ کہ	اللہ!	اس کے پاس ہی	اجر عظیم ہے

نوٹ: 1

آیت - 24 میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل کر دیتا ہے۔ کیا حائل کر دیتا ہے؟ یہ بات مخدوف ہے۔ اس وجہ سے آیت کے اس جملے کے مفہوم میں وسعت پیدا ہوئی ہے اور اس کے ایک سے زیادہ مفاہیم بیان کیے گئے ہیں۔ البتہ اسی آیت میں مذکورہ جملے سے پہلے یہ ہے کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ تمہیں حیات بخش چیز کی طرف بلائیں تو لبیک کہو۔ اس کے پیش نظر مذکورہ جملے کا زیادہ قابل ترجیح مفہوم یہ بنتا ہے کہ جب کسی نیک کام کرنے یا گناہ سے بچنے کا موقع آئے تو اس کو فوراً کر گزرو، دیر نہ کرو اور اس فرصت کو غنیمت سمجھو۔ بعض اوقات آدمی کے ارادے کے درمیان قضائے الہی حائل ہو جاتی ہے اور وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہو پاتا۔ موت آجائے، کوئی بیماری پیش آجائے یا کوئی واقعہ ایسی مصروفیت پیدا کر دے کہ اس کام کی فرصت نہ مل سکے۔ اس لیے انسان کو چاہیے کہ فرصتِ وقت کو غنیمت سمجھے اور آج کا کام کل پر نہ ٹالے کیونکہ معلوم نہیں کل کیا ہوتا ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

نوٹ: 2

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ خواص کے عمل کے سبب عوام پر عذاب نہیں بھیجتا۔ لیکن جب خاص لوگ امر منکر قوم میں پھیلا ہوا دیکھتے ہیں اور اس کو روکنے پر قادر ہوتے ہیں لیکن اپنے اقتدار کو کام میں لا کر نہیں روکتے، تو پھر عمومی عذاب آجاتا ہے اور اس میں خاص و عام سب گرفتار بلا ہو جاتے ہیں۔ (ابن کثیرؒ)۔ آیت - 25 میں ایسے ہی عمومی عذاب کو فتنہ کہا گیا ہے اور اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

نوٹ: 3

آیت - 26 فی زمانہ پاکستان پر پوری طرح چسپاں ہوتی ہے۔ تقسیم سے پہلے ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں تھے۔ تعلیمی، معاشی، سرکاری ملازمتوں، غرض کہ ہر میدان میں پسماندہ تھے۔ انہیں خوف تھا کہ برطانیہ سے آزادی حاصل کرنے کے بعد ہندو اکثریت انہیں بالکل ہی پھیل دے گی۔ اس خطرہ کے پیش نظر مسلمانوں نے پاکستان کا مطالبہ کیا تھا۔ کانگریس اور برطانوی حکومت، دونوں اس کے شدید مخالف تھے۔ چنانچہ برطانوی حکومت نے صوبوں کی فیڈریشن بنا کر متحدہ ہندوستان کو آزادی دینے کا منصوبہ پیش کیا تھا۔ مسلم لیگ نے اس منصوبہ کو قبول کر لیا تھا اور اس کا اعلان بھی کر چکی تھی۔ گویا مسلمانوں کی کمان سے تیر نکل چکا تھا۔ اب اگر کانگریس بھی اسے قبول کر لیتی ہے تو پاکستان کبھی وجود میں نہ آتا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تائید و نصرت اس طرح کی کہ کانگریسی لیڈروں کی عقل الٹ دی اور انہوں نے اس منصوبہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس طرح پاکستان کے مطالبے کو نئی زندگی ملی اور برطانوی حکومت مجبور ہو گئی کہ وہ ہندوستان کو تقسیم کرے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

آیت نمبر (29 تا 37)

م ک و

(ن) مُكَاءٌ منہ سے سیٹی بجانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 35

ص د و

(ن) صَدَّوْا کسی چیز کا لمبا ہونا۔ (۲) تالی بجانا۔

(تفعیل) تَصَدَّيَّةٌ دونوں ہاتھوں سے تالی پیٹنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 35

(تفعّل) تَصَدَّيٌّ کسی کی طرف متوجہ ہونا۔ ﴿فَأَنْتَ لَهُ تَصَدَّيٌّ﴾ (80/عس: 6) ”تو آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔“

ر ک م

(ن) رَكْمًا تہہ در تہہ کرنا۔ ڈھیر لگانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 37

مَرْكُومٌ اسم المفعول ہے۔ تہہ بہ تہہ کیا ہوا۔ ﴿يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ﴾ (52/الطور: 44) ”تو وہ لوگ کہیں گے تہہ بہ تہہ کیا ہوا بادل ہے۔“

رُكَّامٌ اسم ذات ہے۔ تہہ در تہہ چیز۔ ﴿أَنَّ اللَّهَ يُرْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَّامًا﴾ (24/النور: 43) ”کہ اللہ ہانکتا ہے بادل کو پھر وہ اکٹھا کرتا ہے اس کو آپس میں پھر وہ بناتا ہے اس کو ایک تہہ در تہہ چیز۔“

ترکیب

(آیت۔ 32) اِنْ شَرَطِيْهِ كِي وَجِهٍ سَے گان کا ترجمہ حال میں ہوگا، گان کا اسم ہذا ہے اور اَلْحَقُّ اس کی خبر ہے، جبکہ هُوَ ضمیر فاعل ہے۔
 (آیت۔ 33) گان کی خبر ہونے کی وجہ سے مُعَذِّبُهُمْ حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔ 34) اَوَّلِيَاءُ ؓ کی ضمیر اَلْمُسْجِدِ الْحَرَامِ کے لیے ہے۔ (آیت۔ 36) فَسَيَنْفِقُوْهَا میں ہا کی ضمیر اَمْوَال کے لیے ہے۔ تَكُوْنُ کا اسم اس میں شامل ہا کی ضمیر ہے جو اَمْوَال کے لیے ہے اور حَسْرَةً اس کی خبر ہے۔ (آیت۔ 37) فَيَرْكُمُهُ اور فَيَجْعَلُهُ کے فاسیہ ہیں اس لیے يَرْكُمُ اور يَجْعَلُ حالت نصب میں ہیں۔

ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اِنْ	تَتَّقُوا	اللَّهُ	يَجْعَلُ	لَكُمْ	فُرْقَانًا
اے لوگو جو ایمان لائے	اگر	تم لوگ تقویٰ کرو گے	اللہ کا	تو وہ بنادے گا	تمہارے لیے	ایک واضح فرق کرنے والا

وَيُكَفِّرُ	عَنْكُمْ	سَيِّئَاتِكُمْ	وَيَغْفِرُ	لَكُمْ ط	وَاللَّهُ	ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝۹۰	وَإِذْ	يَمْكُرُ
اور وہ دور کر دے گا	تم سے	تمہاری برائیوں کو	اور وہ معاف کر دے گا	تم کو	اور اللہ	عظیم فضل والا ہے	اور جب	سازش کی

بِكَ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	لِيُنْزِلُوْكَ	أَوْ	يَقْتُلُوْكَ	أَوْ	يُخْرِجُوْكَ ط	وَ
آپ کے لیے	ان لوگوں نے جنہوں نے	کفر کیا	کہ وہ قید کریں آپ کو	یا	قتل کریں آپ کو	یا	نکال دیں آپ کو	اس حال میں

يَسْكُرُونَ	وَيَمْكُرُ	اللَّهُ ط	وَاللَّهُ	خَيْرُ الْمَكْرِيْنَ ۝	وَإِذَا	تُثْلَىٰ عَلَيْهِمْ	إِنَّمَا
وہ لوگ چال چلتے تھے	اور تدبیر کرتا تھا	اللہ	اور اللہ	بہترین تدبیر کرنے والا ہے	اور جب کبھی	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو	ہماری آیتیں

قَالُوا	فَدَسَّعْنَا	كُو	نَشَاءُ	لَقُلْنَا	مِثْلَ هَذَا ۚ	إِنْ	هَذَا	إِلَّا
تو وہ لوگ کہتے ہیں	ہم سن چکے ہیں	اگر	ہم چاہیں	تو ہم (بھی) ضرور کہہ لیں گے	اس کے جیسا	نہیں ہے	یہ	مگر

أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝	وَإِذْ	قَالُوا	اللَّهُمَّ	إِنْ	كَانَ	هَذَا	هُوَ الْحَقُّ	مِنْ عِنْدِكَ	فَاَمْطُرْ	عَلَيْنَا
پہلے لوگوں کی کہانیاں	اور جب	انہوں نے کہا	اے اللہ	اگر	ہے	یہ	ہی حق	تیرے پاس سے	تو تو برس	ہم پر

حِجَارَةً	مِّنَ السَّمَاءِ	أَوْ	اِغْتِنَا	بِعَذَابِ آلِيمٍ ﴿٣١﴾	وَمَا كَانَ	اللَّهُ	لِيُعَذِّبَهُمْ	وَ
پتھر	آسمان سے	یا	تو لے آہم پر	کوئی دردناک عذاب	اور نہیں ہے	اللہ	کہ وہ عذاب دے ان کو	اس حال میں کہ

أَنْتَ	فِيهِمْ ط	وَمَا كَانَ	اللَّهُ	مُعَذِّبَهُمْ	و	هُمْ	يَسْتَغْفِرُونَ ۝	وَمَا لَهُمْ
آپ	ان میں ہیں	اور نہیں ہے	اللہ	ان کو عذاب دینے والا	اس حال میں کہ	وہ لوگ	استغفار کرتے ہیں	اور انہیں کیا ہے

أَلَا يَعْلَمُ بِهُمُ	اللَّهُ	و	هُمْ	يَصُدُّونَ	عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	و	مَا كَانُوا	أَوَّلِيَاءَ ط
کہ عذاب نہ دے ان کو	اللہ	اس حال میں کہ	وہ لوگ	روکتے ہیں	مسجد حرام سے	حالانکہ	وہ نہیں ہیں	اس کے متولی

إِنْ	أَوَّلِيَاءُ وَكَ	إِلَّا	الْمُتَّقُونَ	وَلَكِنَّ	أَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُونَ ۝	وَمَا كَانَ	صَلَاتُهُمْ
نہیں ہیں	اس کے متولی	مگر	تقویٰ کرنے والے	اور لیکن	ان کے اکثر	جانتے نہیں ہیں	اور نہیں تھی	ان کی نماز

عِنْدَ الْبَيْتِ	إِلَّا	مُكَّاءَ	وَتَصْدِيَّةً ط	فَدُّوْا	الْعَذَابَ	بِمَا	كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝	إِنْ
اس گھر کے پاس	مگر	سیٹی بجانا	اور تالی بجانا	پس تم لوگ چکھو	اس عذاب کو	بہ سبب اس کے جو	تم لوگ کفر کرتے تھے	بے شک

الَّذِينَ	كَفَرُوا	يُنْفِقُونَ	أَمْوَالَهُمْ	لِيَصُدُّوا	عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ط	فَسَيَنْفِقُونَهَا
جن لوگوں نے	کفر کیا	وہ خرچ کرتے ہیں	اپنے مال	تاکہ وہ روکیں	اللہ کے راستے سے	پس وہ لوگ (ابھی اور) خرچ کریں گے ان کو

ثُمَّ	تَكُونُ	عَلَيْهِمْ	حَسْرَةً	ثُمَّ	يُغْلَبُونَ ط	وَالَّذِينَ	كَفَرُوا	إِلَىٰ جَهَنَّمَ
پھر	وہ ہوگا	ان پر	ایک حسرت	پھر	وہ لوگ مغلوب کیے جائیں گے	اور جنہوں نے	کفر کیا	جہنم کی طرف ہی

يُحْشَرُونَ ۝	لِيَمِيزَ	اللَّهُ	الْخَبِيثَ	مِنَ الطَّيِّبِ	وَيَجْعَلَ	الْخَبِيثَ	بَعْضَهُ
وہ اکٹھا کیے جائیں گے	تاکہ الگ کرے	اللہ	ناپاک کو	پاکیزہ سے	اور تاکہ وہ کر دے	ناپاک کو	اس کے بعض کو

عَلَىٰ بَعْضِ	فَيَرْكَبُهُ	جَمِيعًا	فَيَجْعَلُهُ	فِي جَهَنَّمَ ط	أُولَٰئِكَ	هُمْ الْخٰسِرُونَ ۝
بعض کے اوپر	تب وہ ڈھیر لگائے گا اس کا،	سب کے سب کا	تب وہ رکھے گا اس کو	جہنم میں	وہ لوگ	ہی خسارہ پانے والے ہیں

نوٹ: 1

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ پوری قوم کا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ یہ فیصلہ کن عذاب ہوتا ہے جیسا کہ قوم نوح، قوم لوط، قوم شعیب وغیرہ پر نازل ہوا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی فرد یا افراد کے کسی گروہ پر کوئی عذاب آئے یا اگر کسی قوم پر کوئی عمومی عذاب آئے، تب بھی عذاب گزر جانے کے بعد قوم کا وجود باقی رہے۔ یہ وارننگ دینے والا عذاب ہوتا ہے۔

آیت نمبر 33 میں فیصلہ کن عذاب کا ذکر ہے۔ یہ عذاب اس وقت تک نازل نہیں کیا جاتا جب کسی قوم میں اس کا نبی موجود ہو یا کچھ اہل ایمان موجود ہوں جو استغفار کرتے ہوں۔ مکہ سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے ہجرت کر جانے کے بعد بھی کچھ کمزور مسلمان رہ گئے تھے جو ہجرت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے مکہ فیصلہ کن عذاب سے محفوظ رہا۔ اس فیصلہ کن عذاب کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی قیامت تک استغفار لوگوں کو عذاب سے بچاتا رہے گا۔ (ابن کثیرؒ سے ماخوذ) جبکہ آیت - 34 میں وارننگ دینے والے عذاب کا ذکر ہے کہ کسی قوم کی بد اعمالیوں کے نتیجے میں ان پر عذاب نہ بھیجنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ آیت نمبر - 35 میں فَذُوقُوا الْعَذَابَ میں اس عذاب کی طرف اشارہ ہے جو میدان بدر میں اہل مکہ پر نازل ہوا۔

آیت نمبر (38 تا 44)

م ض ی

(ض)

مُضِيًّا

إِمُضٍ

گزر جانا۔ زیر مطالعہ آیت - 38

فعل امر ہے۔ تو گزر جا۔ ﴿وَأَمْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُونَ﴾ (15/ الحج: 65) ”اور تم لوگ گزر جاؤ جہاں سے تمہیں حکم دیا جاتا ہے۔“

ق ص و

(ن-س)

قَصُوْا اور قَصَّ

قَصِيٌّ

أَقْصَى

دور ہونا۔

فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ دور۔ ﴿فَأَنْتَبَذَتْ بِهَا مَكَاثًا قَصِيًّا﴾ (19/ مریم: 22) ”پھر وہ گوشہ نشین ہوئیں اس کے ساتھ ایک دور والے مکان میں۔“

مَوْثَقُ قُصُوٰی۔ فعل تفضیل ہے۔ زیادہ دور۔ زیر مطالعہ آیت - 42 اور ﴿وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدْيَنَةِ يَسْعَىٰ﴾ (28/ القصص: 20) ”اور آیا ایک شخص شہر کے کنارے سے دوڑتا ہوا۔“

ترکیب

(آیت - 39) حَتَّىٰ پر عطف ہونے کی وجہ سے يَكُونُ حالت نصب میں ہے۔ (آیت - 41) اَنْتَمَا ایک لفظ یعنی کلمہ محصر نہیں ہے بلکہ اَنَّ اور مَا موصولہ کو ملا کر لکھا گیا ہے جو کہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر - 2/ البقرہ 11-12، نوٹ - 2)۔ (آیت - 42) اَلرَّكْبُ مبتدا ہے اور اَسْفَلَ اس کی خبر ہے جو کہ فعل التفضیل ہے اور ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ اس جملہ اسمیہ کا ترجمہ ماضی میں ہوگا کیونکہ بات کی ابتدا اِذْ سے ہوئی ہے۔ لِيَهْلِكَ کی لام کی پر عطف ہونے کی وجہ سے يَحْيٰی محلاً حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ

0394

قُلْ	لِّلَّذِينَ	كَفَرُوا	إِنْ	يَنْتَهُوا	يُغْفَرُ	لَهُمْ	مَا
آپ کہہ دیجئے	ان سے جنہوں نے	کفر کیا	(کہ) اگر	وہ باز آجائیں	تو معاف کر دیا جائے گا	ان کے لیے	اس کو جو

قَدْ سَلَفَ	وَإِنْ	يَعُودُوا	فَقَدْ مَضَتْ	سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ	وَقَاتِلُوهُمْ	حَتَّى	لَا تَكُونُ
گزر رہے	اور اگر	وہ لوگ پھر کریں گے	تو گزر چکا ہے	اگلے لوگوں کا طریقہ	اور تم لوگ جنگ کرو ان سے	یہاں تک کہ	نہ رہے

فِتْنَةً	وَيَكُونُ	الدِّينُ	كُلُّهُ	لِلَّهِ	فَإِنْ	انْتَهَوْا	فَإِنَّ اللَّهَ	بِمَا	يَعْمَلُونَ
کوئی فتنہ	اور یہاں تک کہ ہو جائے	نظام حیات	اس کا کل	اللہ کے لیے	پھر اگر	وہ لوگ باز آجائیں	تو بیشک اللہ	اس کو جو	وہ لوگ کرتے ہیں

بَصِيرٌ	وَإِنْ	تَوَلَّوْا	فَاعْلَمُوا	أَنَّ	اللَّهَ	مَوْلَكُمْ	نِعَمَ	الْهَوٰى	وَنِعَمَ
دیکھنے والا ہے	اور اگر	وہ روگردانی کریں	تو تم لوگ جان لو	کہ	اللہ	تمہارا کارساز ہے	کیا ہی اچھا	کارساز ہے	اور کیا ہی اچھا

النَّصِيرُ	وَاعْلَمُوا	أَنَّمَا	غَنِيَّتُمْ	مِنْ شَيْءٍ	فَإِنَّ	اللَّهَ	حُسَّةٌ
مددگار ہے	اور جان لو	کہ جو کچھ	تم لوگوں نے غنیمت حاصل کی	کوئی بھی چیز	تو یہ کہ	اللہ کے لیے	اس کا پانچواں حصہ ہے

وَلِلرَّسُولِ	وَلِذِي الْقُرْبَىٰ	وَالْيَتَامَىٰ	وَالْمَسْكِينِ	وَابْنِ السَّبِيلِ	إِنْ	كُنْتُمْ	أَمْنْتُمْ
اور ان رسول کے لیے ہے	اور قریب داروں کے لیے ہے	اور یتیموں کے لیے ہے	اور مسکینوں کے لیے ہے	اور مسافر کے لیے ہے	اگر	تم لوگ	ایمان لائے

بِاللَّهِ	وَمَا	أَنْزَلْنَا	عَلَىٰ عَبْدِنَا	يَوْمَ الْفُرْقَانِ	يَوْمَ	التَّقَىٰ	الْجَمْعِ	وَاللَّهُ	عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
اللہ پر	اور اس پر جو	ہم نے اتارا	اپنے بندے پر	فیصلے کے دن	جس دن	آمنے سامنے ہوئیں	دو جمعائیں	اور اللہ	ہر چیز پر

قَدِيرٌ	إِذْ	أَنْتُمْ	بِالْعُدُوِّ الدُّنْيَا	وَهُمْ	بِالْعُدُوِّ الْقُصْوٰى	وَالرَّكْبِ	أَسْفَلَ
قدرت رکھنے والا ہے	جب	تم لوگ تھے	نزدیکی کنارہ پر	اور وہ لوگ تھے	دور والے کنارہ پر	اور سواروں کا دستہ (یعنی قافلہ)	زیادہ نشیب میں تھا

مِنْكُمْ	وَلَوْ	تَوَاعَدْتُمْ	لَاخْتَلَفْتُمْ	فِي الْبَيْعِ	وَلَكِنْ	لِّيَقْضَىٰ	اللَّهُ	أَمْرًا	كَانَ
تم سے	اور اگر	تم باہم معاہدہ کرتے	تو ضرور اختلاف کرتے	مقررہ وقت میں	اور لیکن	تاکہ پورا کر لے	اللہ	ایک ایسے کام کو جو	تھا

مَفْعُولًا	لِّيَهْلِكَ	مَنْ	هَلَكَ	عَنْ بَيْنَتٍ	وَيَجِي	مَنْ	حَيَّ	عَنْ بَيْنَتٍ	وَإِنَّ اللَّهَ
کیا جانے والا	تاکہ وہ ہلاک ہو	جو	ہلاک ہوا	روشن (دلیل) سے	اور وہ زندہ رہے	جو	زندہ رہا	روشن (دلیل) سے	اور بیشک اللہ

لَسَبِيحٌ	عَلَيْهِمُ	إِذْ	يُرِيكَهُمُ	اللَّهُ	فِي مَنَامِكَ	قَلِيلًا	وَلَوْ	أَرَكَهُمُ
تو یقیناً سننے والا ہے	جانے والا ہے	جب	دکھایا آپ کو انہیں	اللہ نے	آپ کی نیند کے وقت میں	تھوڑا ہوتے ہوئے	اور اگر	وہ دکھاتا آپ کو انہیں

كَثِيرًا	لَفْشِلْتُمْ	وَلَتَنَازَعْتُمْ	فِي الْأَمْرِ	وَلَكِنَّ	اللَّهُ	سَلَّمَ	إِنَّهُ
زیادہ ہوتے ہوئے	تو تم لوگ ضرور ہمت ہارتے	اور تم لوگ ضرور باہم کھینچتا تانی کرتے	اس حکم میں	اور لیکن	اللہ نے	سلامتی دی	بیشک وہ

عَلَيْهِمْ	يَذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٩﴾	وَإِذْ	يُرِيكُمُوهُمْ	إِذِ التَّقِيَّتُمْ	فِي أَعْيُنِكُمْ ﴿٣٩﴾ قَبِيلًا
جاننے والا ہے	سینوں والی (بات) کو	اور جب	اس نے دکھایا تم لوگوں کو انہیں	جب تم لوگ آمنے سامنے ہوئے	تمہاری آنکھوں میں

وَيَقْلِلُكُمْ	فِي أَعْيُنِهِمْ	لِيَقْضَىٰ	اللَّهُ أَمْرًا	كَانَ	مَفْعُولًا ط	وَإِلَى اللَّهِ
اور اس نے تھوڑا کیا تم لوگوں کو	ان کی آنکھوں میں	تاکہ پورا کرے	اللہ ایک ایسے کام کو جو	تھا	کیا جانے والا	اور اللہ کی طرف ہی

تُرْجَعُ	الْأُمُورُ ﴿٤٠﴾
لوٹائیں جائیں گے	تمام کام

نوٹ: 1

آیت - 39 میں فِتْنَةٌ کا لفظ تشدد (Persecution) کے مفہوم میں ہے۔ یعنی مسلمانوں کو بجبر و ظلم دین حق سے روکنے کا سلسلہ۔ فرمایا ان سے جنگ جاری رکھو یہاں تک کہ اس سرزمین سے اس فتنہ کا استیصال ہو جائے۔ کسی کے لیے اس کا کوئی امکان باقی نہ رہے کہ وہ کسی مسلمان کو اسلام لانے کی بنا پر ستا سکے، (تدبر قرآن سے ماخوذ)

دین تمام تر اللہ کا ہو جائے یعنی حرم کی سرزمین پر اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین باقی نہ رہے۔ خانہ کعبہ اللہ کی وحدانیت کی عبادت کے لیے تعمیر ہوا تھا لیکن قریش نے اس کو ایک بت خانہ بنا ڈالا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان غاصبوں سے جنگ کرو یہاں تک کہ سرزمین حرم پر اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین باقی نہ رہے۔ (تدبر قرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (45 تا 48)

ب ط ر

(س)

بَطْرًا

زیادہ نعمت پا کر بہک جانا۔ اتر جانا۔ زیر مطالعہ آیت - 47 اور ﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِكَ بَطَرَتْ مَعِيشَتَهَا﴾ (28/ القصص: 58) ”اور ہم نے ہلاک کیں کتنی ہی ایسی بستیاں جو اتر آگئیں تھیں اپنی معیشت پر۔“

(ض) نَكَصًا کسی چیز سے پیچھے ہٹنا۔ پسپا ہونا۔ پلٹنا۔ زیر مطالعہ آیت -48

ترکیب

(آیت -46) فَتَفْشَلُوا کا فاسیہ ہے اور اسی پر عطف ہونے کی وجہ سے تَذْهَبُ بھی حالت نصب میں آیا ہے۔ (آیت -47) بَطْرًا اور رِئَاءَ النَّاسِ، دونوں حال ہیں اور اس کے آگے پورا جملہ یَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بھی حال ہے۔

ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	اٰمَنُوْا	اِذَا	لَقِيتُمْ	فِرْعٰثَہٗ	فَاثْبُتُوْا	وَادْكُرُوْا	اللّٰہ
اے لوگو جو	ایمان لائے	جب بھی	تم لوگ سامنے آؤ	کسی جماعت کے	تو تم لوگ ڈٹے رہو	اور یاد کرو	اللہ کو

كَثِيرًا	لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُونَ ﴿٥٦﴾	وَاطِيعُوا	اللّٰہ	وَرَسُولُهُ	وَلَا تَنَازَعُوا	فَتَفْشَلُوا
کثرت سے	شاید تم لوگ	مراد پاؤ	اور اطاعت کرو	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اور آپس میں جھگڑا مت کرو	ورنہ تم لوگ ہمت ہار جاؤ گے

وَتَذْهَبَ	رِيْحُكُمْ	وَاصْبِرُوا ۖ	إِنَّ اللَّهَ	مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٥٧﴾	وَلَا تَكُونُوا	كَالَّذِينَ	خَرَجُوا
اور اکھڑ جائے گی	تمہاری ہوا	اور ثابت قدم رہو	یقیناً اللہ	صدا کرنے والوں کے ساتھ ہے	اور تم لوگ مت ہونا	ان لوگوں جیسے جو	نکلے

مِنْ دِيَارِهِمْ	بَطْرًا	وَرِئَاءَ النَّاسِ	وَيَصُدُّونَ	عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ	وَاللَّهُ	بِمَا	يَعْمَلُونَ
اپنے گھروں سے	اتراتے ہوئے	اور لوگوں کا دکھاوا کرتے ہوئے	اور روکتے ہوئے	اللہ کی راہ سے	اور اللہ	اس کا جو	وہ لوگ کرتے ہیں

مُحِيطٌ ﴿٥٨﴾	وَإِذْ	زَيْنَ	لَهُمْ	الشَّيْطَانُ	أَعْبَالَهُمْ	وَقَالَ	لَا غَالِبَ
احاطہ کرنے والا ہے	اور جب	مزین کیا	ان کے لیے	شیطان نے	ان کے اعمال کو	اور اس نے کہا	کوئی غلبہ پانے والا نہیں ہے

لَكُمْ	الْيَوْمَ	مِنَ النَّاسِ	وَإِنِّي	جَارٌ	لَّكُمْ ۚ	فَلَبَّأَ	تَرَاءَتِ	الْفِئَتَيْنِ	نَكَصَ
تم لوگوں پر	آج کے دن	لوگوں میں سے	اور یہ کہ میں	حمایتی ہوں	تمہارے لیے	پھر جب	آمنے سامنے ہوئیں	دو جماعتیں	توپلٹا

عَلَى عَقْبَيْهِ	وَقَالَ	إِنِّي	بَرِيءٌ	مِّنْكُمْ	إِنِّي	أَرَى	مَا	لَا تَرَوْنَ	إِنِّي
اپنی دونوں ایڑیوں پر	اور اس نے کہا	کہ میں	بری ہوں	تم لوگوں سے	بیشک میں	دیکھتا ہوں	اس کو جو	تم لوگ نہیں دیکھتے	بیشک میں

أَخَافُ	اللّٰہ ۖ	وَاللّٰہُ	شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٥٩﴾
ڈرتا ہوں	اللہ سے	اور اللہ	پکڑنے کا سخت ہے

نوٹ: 1

آیت -46 میں لَا تَنَازَعُوا فرمایا ہے یعنی باہمی کشاکش کو روکا ہے، رائے کے اختلاف یا اس کے اظہار سے منع نہیں کیا، اختلاف رائے جو دیانت اور اخلاص کے ساتھ ہو وہ کبھی نزاع کی صورت اختیار نہیں کرتا۔ نزاع وجدال وہیں ہوتا ہے جہاں اختلاف رائے کے ساتھ اپنی بات منوانے اور دوسرے کی بات نہ ماننے کا جذبہ کام کر رہا ہو۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (49 تا 58)

0394

ش ر د

(ن)

شَرُّدَا بِدَکْنَا۔ بھاگنا۔

(تفعیل)

نَشْرِيْدَا ڈرانا۔ بھگانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 57

ترکیب

(آیت-51) لَيْسَ بِظَلَامٍ کا ترجمہ سمجھنے کے لیے آیت نمبر 3/182، نوٹ-3 کو دوبارہ دیکھ لیں۔ (آیت-53) بِأَنَّ کا اسم اللہ ہے۔ اور لَمْ يَكْ مُغَيَّرًا پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ اس جملہ میں لَمْ يَكْ دراصل لَمْ يَكُنْ ہے۔ اس کا دونوں طرح استعمال جائز ہے اور قرآن مجید میں بھی یہ دونوں طرح آیا ہے۔ اس جملہ میں لَمْ يَكْ کا اسم ہو کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے جبکہ مُغَيَّرًا اسم الفاعل ہے۔ اس نے فعل کا عمل کیا ہے اور نِعْمَةً اُس کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ يُغَيِّرُوا کا فاعل اس میں هُمْ کی ضمیر ہے جو قوم کے لیے ہے۔ (آیت-56) لَا يَتَّقُونَ کا مفعول نَقْضَ الْعَهْدِ محذوف ہے۔ (آیت-57) فَشَرَّدَ کا مفعول مَنْ ہے جبکہ خَلْفَهُمْ ظرف ہونے کی وجہ نصب میں ہے۔

ترجمہ

إِذْ	يَقُولُ	الْمُنَافِقُونَ	وَالَّذِينَ	فِي قُلُوبِهِمْ	مَرَضٌ	غَرَّ	هَؤُلَاءِ	دِينُهُمْ	وَ	مَنْ
جب	کہتے تھے	منافق لوگ	اور وہ لوگ جن کے	دلوں میں	ایک مرض تھا	دھوکا دیا	ان کو	ان کے دین نے	حالانکہ	جو

يَتَوَكَّلْ	عَلَى اللَّهِ	فَإِنَّ اللَّهَ	عَزِيزٌ	حَكِيمٌ	وَلَوْ	تَرَى	إِذْ	يَتَوَقَّى	الَّذِينَ	كَفَرُوا
بھروسہ کرتا ہے	اللہ پر	تو یقیناً اللہ	بالا دست ہے	حکمت والا ہے	اور اگر	آپ دیکھتے	جب	پور پور لیتے تھے	ان کو جنہوں نے	کفر کیا

الْمَلَائِكَةُ	يَصْرِبُونَ	وُجُوهُهُمْ	وَأَدْبَارُهُمْ	وَذُوقُوا	عَذَابَ الْحَرِيقِ	ذَلِكَ	بِمَا
فرشتے	مارتے ہوئے	ان کے چہروں کو	اور ان کی پیٹھوں کو	اور (کہتے ہوئے کہ) چکھو	جلنے کا عذاب	یہ	بسبب اس کے ہے جو

قَدَّ مَتَّ	أَيُّدِيكُمْ	وَأَنَّ	اللَّهُ	لَيْسَ	بِظَلَامٍ	لِّلْعَبِيدِ	كَذَّابٍ
آگے بھیجا	تمہارے ہاتھوں نے	اور یہ کہ	اللہ	نہیں ہے	کچھ بھی ظلم کرنے والا	بندوں پر	فرعون کے پیروکاروں کی عادت کی طرح

وَالَّذِينَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	كَفَرُوا	بِآيَاتِ اللَّهِ	فَاخَذَهُمُ	اللَّهُ	بِذُنُوبِهِمْ	إِنَّ اللَّهَ
اور ان کی طرح جو	ان سے پہلے تھے	انہوں نے انکار کیا	اللہ کی نشانیوں کا	تو پکڑا ان کو	اللہ نے	ان کے گناہوں کے سبب سے	بیشک اللہ

قَوِيٌّ	شَدِيدُ الْعِقَابِ	ذَلِكَ	بِأَنَّ	اللَّهُ	لَمْ يَكْ	مُغَيَّرًا	لِّعَمَةٍ	أَنْعَمَهَا
قوت والا ہے	پکڑنے کا سخت ہے	یہ	اس سبب سے ہے کہ	اللہ	ہرگز نہیں ہے	بدلنے والا	کسی ایسی نعمت کو	اس نے انعام کیا جسے

عَلَى قَوْمٍ	حَتَّى	يُغَيِّرُوا	مَا	بِأَنْفُسِهِمْ	وَأَنَّ	اللَّهُ	سَبِيْعٌ	عَلِيمٌ	كَذَّابٍ
کسی قوم پر	یہاں تک کہ	وہ لوگ بدلیں	اسکو جو	ان کے پاس ہے	اور یہ کہ	اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	فرعون کے پیروکاروں کی عادت کی طرح

وَالَّذِينَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	كَذَّبُوا	بِآيَاتِ رَبِّهِمْ
اور ان کی طرح جو	ان سے پہلے تھے	انہوں نے جھٹلایا	اپنے رب کی نشانیوں کو

فَاَهْلَكْنَاهُمْ	بِذُنُوبِهِمْ	وَاَعْرَفْنَا	أَلْ فِرْعَوْنَ
تو ہم نے ہلاک کیا ان کو	ان کے گناہوں کے سبب سے	اور ہم نے غرق کیا	فرعون کے پیروکاروں کو

وَكُلُّ	كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿٥٧﴾	إِنَّ	شَرَّ الدَّوَابِّ	عِنْدَ اللَّهِ
اور سب کے سب	ظلم کر نیوالے تھے	بیشک	چلنے والے جانداروں کے بدترین	اللہ کے نزدیک

الَّذِينَ	كَفَرُوا	فَهُمْ	لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٨﴾
وہ لوگ ہیں جنہوں نے	کفر کیا	پھر وہ لوگ	ایمان نہیں لاتے ہیں

الَّذِينَ	عٰهَدَتْ	مِنْهُمْ	ثُمَّ	يَنْقُضُونَ
وہ لوگ	آپ نے معاہدہ کیا	جن سے	پھر	وہ توڑتے ہیں

عٰهَدَهُمْ	فِي كُلِّ مَرَّةٍ	وَهُمْ	لَا يَتَّقُونَ ﴿٥٩﴾	فَاَمَّا
اپنے عہد کو	ہر بار	اور وہ لوگ	ڈرتے نہیں (عہد توڑنے سے)	تو اگر کبھی بھی

تَتَّقَهُمْ	فِي الْحَرْبِ	فَشَرِدُ	بِهِمْ	مَنْ	خَلَفَهُمْ	لَعَلَّهُمْ	يَذْكُرُونَ ﴿٦٠﴾	وَإِنَّمَا
آپ پائیں ان کو	جنگ میں	تو آپ بھگا لیں	ان کے ذریعہ سے	ان کو جو	ان کے پیچھے ہیں	شاید وہ لوگ	نصیحت حاصل کریں	اور اگر کبھی بھی

تَخَافَنَّ	مِنْ قَوْمٍ	خِيَانَةً	فَأَنْبِذْ	إِلَيْهِمْ	عَلَى سَوَاءٍ ط	إِنَّ اللَّهَ
آپ کو خوف ہو	کسی قوم سے	کسی خیانت کا (معاہدہ میں)	تو آپ پھینک دیں (معاہدہ کو)	ان کی طرف	برابر برابر پر	بیشک اللہ

لَا يُحِبُّ	الْخَائِنِينَ ﴿٦١﴾
پسند نہیں کرتا	خیانت کرنے والوں کو

نوٹ: 1

اللہ تعالیٰ کی نعمت و رحمت تو اس کے رب العالمین ہونے کے نتیجے میں خود بخود ہے۔ البتہ اس نعمت کو قائم رکھنے کا ایک ضابطہ آیت۔ 53 میں بیان کیا گیا ہے کہ جس قوم کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت دیتے ہیں، اسے اس وقت تک واپس نہیں لیتے جب تک وہ اپنے حالات اور اعمال کو بدل کر خود ہی اللہ کے عذاب کو دعوت نہ دے۔

قریش کے متعلق تفسیر مظہری میں معتد کتب تاریخ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ کلاب بن مرہ، جو رسول اللہ ﷺ کے نسب میں تیسرے دادا ہیں، دین ابراہیم و اسماعیل کے پابند اور اس پر قائم تھے۔ قصی بن کلاب کے زمانہ میں قریش میں بت پرستی کا آغاز ہوا۔ ان سے پہلے کعب بن لوی ان کے دینی قائد تھے۔ وہ جمعہ کے روز سب کو جمع کر کے خطبہ دیا کرتے اور بتلایا کرتے تھے کہ ان کی اولاد میں خاتم الانبیاء (ﷺ) پیدا ہوں گے۔ ان کا اتباع سب پر لازم ہوگا۔ جو ان پر ایمان نہ لائے گا اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کے بارے میں ان کے عربی اشعار جاہلیت میں مشہور و معروف ہیں۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

قریش نے بت پرستی اختیار کر کے۔ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کر کے اپنی موت و ہلاکت کو دعوت دی۔

نوٹ: 2

آیت۔ 58 کی رو سے ہمارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اگر کسی سے ہمارا معاہدہ ہو اور ہمیں اس کے طرز عمل سے یہ شکایت ہو جائے کہ وہ عہد کی پابندی میں کوتاہی برت رہا ہے یا یہ اندیشہ ہو کہ موقع پاتے ہی وہ ہمارے ساتھ غداری کرے گا، تو ہم اپنی جگہ خود فیصلہ کر لیں کہ اب معاہدہ نہیں رہا۔ اس کے برعکس اس آیت میں ہمیں پابند کیا گیا ہے کہ جب ایسی صورت پیش آئے تو کوئی کارروائی کرنے سے پہلے فریق ثانی کو بتا دیں کہ اب معاہدہ باقی نہیں رہا تا کہ فسخ معاہدہ کا جیسا علم ہم کو حاصل ہے ویسا ہی اس کو بھی ہو جائے۔ (فَأَنْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ کا یہی مطلب ہے)۔ البتہ اگر فریق ثانی علی الاعلان معاہدہ توڑ چکا ہو اور اس نے صریح طور پر ہمارے خلاف معاندانہ کارروائی کی ہو تو ایسی صورت میں فسخ معاہدہ کا نوٹس دینا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں بلا اطلاع جنگی کارروائی کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کی سند یہ ہے کہ قریش نے جب بنی خزاعہ کے معاملہ میں صلح حدیبیہ کو اعلانِ تیوڑ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فسخ معاہدہ کا نوٹس دینے کی ضرورت نہیں سمجھی اور بلا اطلاع مکہ پر چڑھائی کی۔ (تفہیم القرآن)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آیت نمبر (59 تا 64)

ترجمہ

وَلَا يَحْسَبَنَّ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	سَبَقُوا	إِنَّهُمْ	لَا يُعْجِزُونَ ﴿٥٩﴾
اور ہرگز گمان نہ کریں	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	(کہ) وہ لوگ بھاگ نکلے	یقیناً وہ لوگ	عاجز نہیں کریں گے (ہم کو)

وَأَعِدُّوا	لَهُمْ	مَا	اسْتَطَعْتُمْ	مِنْ قُوَّةٍ	وَمِنْ بَاطِلِ الْخَيْلِ	تُرْهَبُونَ	بِهِ
اور تم لوگ تیار کرو	انکے لئے	اسکو جو	تمہارے بس میں ہے	قوت میں سے	اور گھوڑوں کے تیار کرنے سے	تم لوگ دھاک بٹھاؤ گے	اس سے

عَدُوَّ اللَّهِ	وَعَدُوَّكُمْ	وَأَخْرَيْنَ	مِنْ دُونِهِمْ	لَا تَعْلَمُونَهُمْ	اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ	وَمَا	تُنْفِقُوا
اللہ کے دشمنوں پر	اور اپنے دشمنوں پر	اور دوسروں پر	ان کے علاوہ	تم لوگ نہیں جانتے ان کو	اللہ جانتا ہے ان کو	اور جو	تم لوگ خرچ کرو گے

مِنْ شَيْءٍ	فِي سَبِيلِ اللَّهِ	يُوفَّ	إِلَيْكُمْ	وَأَنْتُمْ	لَا تُظْلَمُونَ ﴿٦٠﴾	وَأِنْ	جَحَّوْا
کوئی چیز	اللہ کی راہ میں	تو اس کو پورا پورا لوٹا یا جائے گا	تمہاری طرف	اور تم پر	ظلم نہیں کیا جائے گا	اور اگر	وہ لوگ مائل ہوں

لِلسَّلَامِ	فَاجْتَنَحْ	لَهَا	وَتَوَكَّلْ	عَلَى اللَّهِ	إِنَّهُ	هُوَ السَّيِّعُ	الْعَلِيمُ ﴿٦١﴾	وَأِنْ
صلح کے لئے	تو آپ بھی مائل ہوں	اس کے لئے	اور آپ بھروسہ رکھیں	اللہ پر	بیشک وہ	ہی سننے والا ہے	جاننے والا ہے	اور اگر

يُرِيدُوا	أَنْ	يَخْذَعُوكَ	فَإِنْ	حَسْبَكَ	اللَّهُ	هُوَ	الَّذِي	أَيَّدَكَ
وہ لوگ ارادہ کریں	کہ	وہ دھوکہ دیں آپ کو	تو بیشک	کافی ہے آپ کو	اللہ	وہ،	وہ ہے جس نے	تقویت دی آپ کو

بِنَصْرِهِ	وَبِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾	وَأَلْفَ	بَيْنَ قُلُوبِهِمْ	لَوْ	أَنْفَقْتَ	مَا	فِي الْأَرْضِ
اپنی مدد کے ذریعہ سے	اور مومنوں کے ذریعہ سے	اور اس نے محبت پیدا کی	ان کے دلوں کے مابین	اگر	آپ خرچ کرتے	اس کو جو	زمین میں ہے

جَمِيعًا	مَّا أَلْفَتْ	بَيْنَ قُلُوبِهِمْ	وَلَكِنْ	اللَّهُ	أَلْفَ	بَيْنَهُمْ	إِنَّهُ	عَزِيزٌ
سب کا سب	تو آپ محبت پیدا نہ کر سکتے	ان کے دلوں کے مابین	اور لیکن	اللہ نے	محبت پیدا کی	ان کے مابین	بیشک وہ	بالادست ہے

حَكِيمٌ ﴿٦٣﴾	يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ	حَسْبَكَ	اللَّهُ	وَمَنْ	اتَّبَعَكَ	مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٤﴾
حکمت والا ہے	اے نبی	کافی ہے آپ کو	اللہ	اور ان کو جو	ہم قدم رہے آپ کے	مومنوں میں سے

عرب کا عام دستور یہ تھا کہ جب کوئی جنگی مہم پیش آتی تو رضا کار سپاہی، سامان اسے میسر ہوتا، اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوتا۔ آیت نمبر۔ 60 میں ہدایت کی گئی ہے کہ سامان جنگ اور ایک مستقل فوج (Standing Army) ہر وقت تیار رہنی چاہیے تاکہ بوقت ضرورت فوری جنگی کارروائی کی جاسکے۔

نوٹ: 1

آیت نمبر (65 تا 69)

0034

ث خ ن

(ک)

ثِخَانَةً گاڑھا ہونا۔

(انفال)

اِثْخَانًا

گاڑھا کرنا۔ پھر استعارۂ خوب خنزیزی کرنے کے لیے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت - 67۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ	حَرِّضَ	الْمُؤْمِنِينَ	عَلَى الْقِتَالِ ط	إِنْ	يَكُنْ	مِنْكُمْ	عَشْرُونَ صِبْرُونَ
اے نبی	آپ اکسائیں	مومنوں کو	جنگ پر	اگر	ہوں گے	تم میں سے	ثابت قدم رہنے والے بیس

يَغْلِبُوا	وَأَمَّا تَيْنِ ء	وَأِنْ	يَكُنْ	مِنْكُمْ	مِائَةً	يَغْلِبُوا	أَلْفًا
تو وہ غالب ہوں گے	دوسو پر	اور اگر	ہوں گے	تم میں سے	(ثابت قدم رہنے والے) ایک سو	تو وہ غالب ہوں گے	ایک ہزار پر

مِّنَ الَّذِينَ	كَفَرُوا	بِأَنَّهُمْ	قَوْمٌ	لَّا يَفْقَهُونَ ۝۱۵	أَلَنْ	خَفَّفَ	اللَّهُ	عَنْكُمْ
ان میں سے جنہوں نے	کفر کیا	اس سبب سے کہ وہ لوگ	ایک ایسی قوم ہیں جو	سوچہ بوجھ نہیں رکھتے	اب	ہلکا کیا (بوجھ)	اللہ نے	تم لوگوں سے

وَعَلِمَ	أَنَّ	فِيكُمْ	ضَعْفًا ط	وَإِنْ	يَكُنْ	مِنْكُمْ	مِائَةً صَابِرَةً	يَغْلِبُوا
اور اس نے جانا	کہ	تم لوگوں میں	کچھ کمزوری ہے	پس اگر	ہوں گے	تم میں سے	ثابت قدم رہنے والے ایک سو	تو وہ غالب ہوں گے

وَأَمَّا تَيْنِ ء	وَأِنْ	يَكُنْ	مِنْكُمْ	أَلْفٌ	يَغْلِبُوا	أَلْفَيْنِ	بِإِذْنِ اللَّهِ ط	وَاللَّهُ
دوسو پر	اور اگر	ہوں گے	تم میں سے	(ثابت قدم رہنے والے) ایک ہزار	تو وہ غالب ہوں گے	دو ہزار پر	اللہ کی اجازت سے	اور اللہ

مَعَ الصَّابِرِينَ ۝۱۶	مَا كَانَ	لِنَبِيِّ	أَنْ	يَكُونَ	لَهُ	أَسْرَى	حَتَّى
ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے	نہیں ہے (مناسب)	کسی نبی کے لیے	کہ	ہوں	اس کے لیے	کچھ قیدی	یہاں تک کہ

يُثْخِنَ	فِي الْأَرْضِ ط	تُرِيدُونَ	عَرَضَ الدُّنْيَا ء	وَاللَّهُ	يُرِيدُ	الْآخِرَةَ ط	وَاللَّهُ	عَزِيزٌ
وہ خوب خنزیزی کرے	زمین میں	تم لوگ چاہتے ہو	دنیا کا سامان	اور اللہ	چاہتا ہے	آخرت کو	اور اللہ	بالا دست ہے

حَكِيمٌ ۝۱۷	لَوْلَا	كِتَبٌ	مِّنَ اللَّهِ	سَبَقَ	لَمَسَّكُمْ	فِيهَا	أَخَذْتُمْ	عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝۱۸
حکمت والا ہے	اگر نہ ہوتا	لکھا ہوا	اللہ (کی طرف) سے	پہلے سے	تو ضرور چھوٹا تم کو	اس میں جو	تم لوگوں نے لیا	ایک بڑا عذاب

فُكُّوا	مِمَّا	عَنِتُّمْ	حَلَلًا	طَيِّبًا	وَأَتَّقُوا	اللَّهُ ط	إِنَّ اللَّهَ
پس تم لوگ کھاؤ	اس میں سے جو	تم نے غیمت حاصل کی	حلال ہوتے ہوئے	پاکیزہ ہوتے ہوئے	اور تقویٰ اختیار کرو	اللہ کا	بیشک اللہ

عَفُورٌ	رَّحِيمٌ ۝۱۹
بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے

نوٹ: 1

آج کل کی اصطلاح میں جس چیز کو اخلاقی قوت (Morale) کہتے ہیں، آیت-65 میں اسی کو فقہ یعنی سمجھ بوجھ سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ لفظ اس مفہوم کے لیے جدید اصطلاح سے زیادہ سائنٹیفک ہے۔ جو شخص اپنے مقصد کا صحیح شعور رکھتا ہو اور ٹھنڈے دل سے خوب سوچ سمجھ کر اس لئے لڑ رہا ہو کہ اس مقصد کے ضائع ہو جانے کے بعد جینا بے قیمت ہے، وہ بے شعور سے لڑنے والے آدمی سے کئی گنا زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ پھر جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی ہستی، اس کے ساتھ اپنے تعلق، حیات دنیا، حیات بعد موت وغیرہ کی حقیقتوں کو اچھی طرح سمجھتا ہو، اس کی طاقت کو وہ لوگ نہیں پہنچ سکتے جو قومیت یا وطنیت کا شعور لیے ہوئے میدان میں آئیں۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ ایک سوچ بوجھ رکھنے والے مومن اور ایک کافر کے درمیان، حقیقت کے شعور اور عدم شعور کی وجہ سے فطرۃً ایک اور دس کی نسبت ہے لیکن اس کے ساتھ صبر کی صفت بھی ایک لازمی شرط ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 2

جنگ بدر میں جب قریش کی فوج بھاگ نکلی تو مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ غنیمت لوٹے اور کفار کے آدمیوں کو گرفتار کرنے میں لگ گیا اور بہت کم لوگوں نے کچھ دور تک دشمنوں کا تعاقب کیا۔ حالانکہ اگر مسلمان پوری طاقت سے ان کا تعاقب کرتے تو قریش کی طاقت کا اسی روز خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ مسلمانوں کی اس روش پر آیت نمبر-67 میں اللہ تعالیٰ نے گرفت کی ہے اور بتایا ہے کہ تم لوگ ابھی نبی کے مشن کو اچھی طرح نہیں سمجھے ہو۔ نبی کا اصل کام یہ نہیں ہے کہ فدیے اور غنائم وصول کر کے خزانے بھرے، بلکہ اس کے نصب العین سے جو چیز براہ راست تعلق رکھتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ کفر کی طاقت ٹوٹ جائے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (65 تا 69)

ترکیب

(آیت-73) إِلَّا اسْتِثْنَاءُ کَا نَہِیْنَ ہِے بَلْکَہُ اِنْ شَرْطِیَہُ اور لانا فایہ کو ملا کر لکھا گیا ہے۔ تَفْعَلُوْهُ میں ضمیر مفعولی آیت نمبر-72 کے حکم کے لیے ہے جس میں معاہدہ کی پابندی کی شرط کے ساتھ غیر ملکی مسلمانوں کی مدد کا حکم ہے۔ تَکُنْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ	قُلْ	لِّسِنٍ	فِي آيَاتِكُمْ	مِّنَ الْآسْرِىٰ	إِنْ	يُعْلِمُ	اللَّهُ
اے نبی	آپ کہہ دیجیے	ان سے جو	تمہارے ہاتھوں (یعنی قبضہ) میں ہیں	قیدیوں میں سے	اگر	جانے گا	اللہ

فِي قُلُوبِكُمْ	خَيْرًا	يُّؤْتِكُمْ	خَيْرًا مِّمَّا	أُخِذَ	مِّنْكُمْ	وَيَغْفِرَ لَكُمْ ط	وَاللَّهُ	عَفُوْرٌ
تمہارے دلوں میں	کوئی بھلائی	تو وہ دے گا تم کو	اس سے بہتر جو	لیا گیا	تم سے	اور وہ بخش دے گا تم لوگوں کو	اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے

رَّحِيْمٌ ۝	وَإِنْ	يُرِيدُوا	خِيَانَتَكَ	فَقَدْ خَانُوا	اللَّهُ	مِن قَبْلُ
ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور اگر	وہ ارادہ کریں گے	آپ سے خیانت کا	تو انھوں نے خیانت کی ہے	اللہ ہے	اس سے پہلے

فَأَمْكَنَ	مِنْهُمْ ط	وَاللَّهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ ۝	إِنَّ	الَّذِينَ	أَمَنُوا
نتیجتاً اس نے (آپ کے) قابو میں دیا	ان میں سے (کچھ کو)	اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	بیشک	وہ لوگ جو	ایمان لائے

وَهَاجَرُوا	وَجْهَدُوا	بِأَمْوَالِهِمْ	وَأَنْفُسِهِمْ	فِي سَبِيلِ اللَّهِ	وَالَّذِينَ	أَوْوَا	وَنَصَرُوا
اور ہجرت کی	اور جہاد	اپنے اموال سے	اور اپنی جانوں سے	اللہ کی راہ میں	اور وہ لوگ جنھوں نے	ٹھکانا دیا	اور مدد کی

أُولَئِكَ	بَعْضُهُمْ	أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ط	وَالَّذِينَ	أَمَنُوا	وَلَمْ يَهَاجَرُوا	مَا لَكُمْ	مِّنْ وَلَا يَتِيهِمْ
وہ لوگ ہیں (کہ)	ان کے بعض	بعض کے کارساز ہیں	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور ہجرت نہیں کی	تو تمہارے لئے نہیں ہے	ان سے کوئی بھی سرور کار

مَنْ شَيْءٍ	حَتَّىٰ	يُهَاجِرُوا	وَأِنْ	اسْتَنْصَرُوكُمْ	فِي الدِّينِ	فَعَلَيْكُمْ	الَّذِينَ	إِلَّا
کسی چیز میں	یہاں تک کہ	وہ لوگ ہجرت کریں	اور اگر	وہ مدد مانگیں تم سے	دین میں	تو تم لوگوں پر (واجب) ہے	مدد کرتا	سوائے

عَلَىٰ قَوْمٍ	بَيْنَكُمْ	وَبَيْنَهُمْ	مِّيثَاقٌ ط	وَاللَّهُ	بِمَا	تَعْمَلُونَ	بَصِيرٌ ۝
ایسی قوم کے خلاف	(کہ) تمہارے درمیان	اور ان کے درمیان	کوئی معاہدہ ہے	اور اللہ	اس کو جو	تم لوگ کرتے ہو	دیکھنے والا ہے

وَالَّذِينَ	كَفَرُوا	بَعْضُهُمْ	أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ط	إِلَّا تَقْعَلُوهُ	تَكُنْ	فِتْنَةً
اور وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	ان کے بعض	بعض کے کار ساز ہیں	اگر تم لوگ نہیں کرو گے اس کو	تو ہو جائے گا (یعنی پھیل جائے گا)	تشدد

فِي الْأَرْضِ	وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ۝	وَالَّذِينَ	أَمَنُوا	وَهَاجِرُوا	وَجْهَدُوا	فِي سَبِيلِ اللَّهِ	وَالَّذِينَ
زمین میں	اور ایک بڑا فساد	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور ہجرت کی	اور جہاد کیا	اللہ کی راہ میں	اور وہ لوگ جنہوں نے

أَوْوَا	وَنَصَرُوا	أُولَٰئِكَ	هُمُ الْمُؤْمِنُونَ	حَقًّا ط	لَهُمْ	مَغْفِرَةٌ	وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝	وَالَّذِينَ	أَمَنُوا
ٹھکانہ دیا	اور مدد کی	وہ لوگ	ہی مومن ہیں	حقیقتاً	ان کے لیے	مغفرت ہے	اور باعزت روزی ہے	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے

مِنْ بَعْدُ	وَهَاجِرُوا	وَجْهَدُوا	مَعَكُمْ	فَأُولَٰئِكَ	مِنْكُمْ ط	وَأُولُوا الْأَرْحَامِ	بَعْضُهُمْ
اس کے بعد	اور ہجرت کی	اور جہاد کیا	تمہارے ساتھ (مل کر)	تو وہ لوگ	تم میں سے ہیں	اور رشتوں والے	ان کے بعض

أُولَىٰ	بِبَعْضٍ	فِي كِتَابِ اللَّهِ ط	إِنَّ اللَّهَ	يُحْكِمُ شَيْءٍ	عَلِيمٌ ۝
زیادہ قریب ہیں	بعض سے	اللہ کی کتاب میں	بیشک اللہ	ہر چیز کو	جاننے والا ہے

نوٹ: 1

آیت - 72 میں یہ اصول مقرر کیا گیا ہے کہ ”ولایت“ (یعنی سرپرستی اور ذمہ داری) کا تعلق صرف ان مسلمانوں کے درمیان ہوگا جو یا تو اسلامی ریاست کے باشندے ہوں یا ہجرت کر کے آگئے ہوں اور جو مسلمان اسلامی راست سے باہر ہوں ان کے ساتھ ولایت کا تعلق نہیں ہوگا۔ اس عدم ولایت کے قانونی نتائج بہت وسیع ہیں۔ مثلاً غدار الکفر اور دارالاسلام کے مسلمان ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے، ایک دوسرے کے گارڈین نہیں ہو سکتے وغیرہ۔ اس کے باوجود ان کے درمیان دینی اخوت کا رشتہ قائم رہے گا۔ اگر کہیں ان پر ظلم ہو رہا ہو اور وہ اسلامی حکومت اس کے باشندوں سے مدد مانیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کریں۔ لیکن یہ فریضہ اندھا دھند انجام نہیں دیا جائے گا بلکہ بین الاقوامی ذمہ داریوں اور اخلاقی حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے ہی انجام دیا جاسکے گا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 2

آیت - 57 میں وضاحت ہے کہ اسلامی بھائی چارے کی بنا پر میراث قائم نہ ہوگی۔ میراث کے معاملہ میں رشتہ داری کا تعلق ہی قانونی حقوق کی بنیاد رہے گا۔ یہ ارشاد اس بنا پر فرمایا گیا کہ ہجرت کے بعد نبی ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان جو مواخاۃ کرائی تھی اس کی وجہ سے بعض لوگ یہ خیال کر رہے تھے کہ یہ دینی بھائی ایک دوسرے کے وارث بھی ہوں گے۔ (تفہیم القرآن)

سورة التوبة (9)

0034

آیت نمبر (9/ التوبة: 1 تا 6)

س ی ح

(ض)

سَيِّحًا

سَخ

سَائِحٌ

(۱) پانی کا زمین پر بہنا۔ زمین پر چلنا پھرنا۔ (۲) عبادت کے لیے پھرنا۔

فعل امر ہے۔ ٹوچل پھر۔ زیر مطالعہ آیت - 2

اسم الفاعل ہے۔ عبادت کے لیے پھرنے والا۔ روزہ دار۔ ﴿التَّائِبُونَ الْعِبَادُونَ الْحَمِدُ وَنَ﴾

السَّائِحُونَ ﴿ (9/ التوبة: 112) ”توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ

رکھنے والے۔“

ر ص د

(ن)

رَصَدًا

رَصَدٌ

گھات میں بیٹھنا۔

اسم الفاعل کے مفہوم میں صفت ہے۔ (واحد، جمع، مذکر، مؤنث، سب کے لیے یکساں آتا ہے)

گھات میں بیٹھنے والے۔ ﴿فَمَنْ يَسْتَبِيعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شَهَابًا رَصَدًا﴾ ﴿ (72/ البن: 9) ”پس

جو کان لگائے گا اب تو وہ پائے گا پنے لیے ایک گھات میں بیٹھا ہوا انگارہ۔“

اسم الظرف ہے۔ گھات لگانے کی جگہ۔ زیر مطالعہ۔ آیت - 5

مَرَصَدٌ

مِرْصَدٌ

مِفْعَالٌ کے وزن پر اسم الالہ ہے۔ گھات میں بیٹھنے کا آلہ۔ پھر گھات لگانے کی مستقل جگہ

کے لیے آتا ہے۔ ﴿إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا﴾ ﴿ (78/ الاعلى: 21) ”بیشک جہنم ہے گھات

لگانے کی ایک مستقل جگہ۔“

إِرْصَادًا

(انفال)

گھات لگانے کے لیے کسی کو بٹھانا۔ نگراں مقرر کرنا۔ ﴿وَإِرْصَادًا لِّبَن حَادِبِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ مِنْ

قَبْلُ ط﴾ ﴿ (9/ التوبة: 107) ”اور نگراں مقرر کرنے کو اس کے لیے یعنی اس کی طرف سے جس نے لڑائی

کی اللہ سے اور اس کے رسول سے اس سے پہلے۔“

ترکیب

(آیت - 1) بَرَاءَةٌ خبر ہے۔ اس کا مبتدا محذوف ہے۔ جو کہ ہذا ہو سکتا ہے۔ (آیت - 2) اَرْبَعَةٌ پر نصب اس کے ظرف زمان

ہونے کی وجہ سے ہے۔ (آیت - 3) اَذَانٌ کا مبتدا بھی محذوف ہے جو کہ ہذا ہو سکتا ہے۔ وَرَسُولُهُ کی رفع بتا رہی ہے کہ یہ مبتدا ہے اور

اس کی خبر بَرِئٌ محذوف ہے۔

ترجمہ

بَرَاءَةٌ	مِّنَ اللَّهِ	وَرَسُولِهِ	إِلَى الَّذِينَ	عٰهَدْتُمْ	مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ٥
(یہ اعلان) براءت ہے	اللہ کی طرف	اور اس کے رسول کی طرف سے	ان لوگوں کے لیے جن سے	تم لوگوں نے معاہدہ کیا	مشرکوں میں سے

فَسَيُحْوَ	فِي الْأَرْضِ	أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ	وَأَعْلَمُوا	أَنْتُمْ	غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۖ	وَأَنَّ	اللَّهُ	مُخْزِي الْكَافِرِينَ ٥
پس چل پھرو	زمین میں	چار مہینے	اور جان لو	کہ تم لوگ	اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو	اور یہ کہ	اللہ	کافروں کو رسوا کر دینا والا ہے

وَاَذَانٌ	مِّنَ اللّٰهِ	وَرَسُولُهُ	اِلَى النَّاسِ	يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ	اِنَّ اللّٰهَ	بَرِيٌّ
اور (یہ) اعلان ہے	اللہ کی طرف سے	اور اس کے رسول کی طرف سے	لوگوں کے لیے	بڑے حج کے دن	کہ	اللہ

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ	وَرَسُولُهُ	فَاِنْ	تُبْنُمْ	فَهُوَ	خَيْرٌ	لَّكُمْ	وَإِنْ	تَوَلَّيْتُمْ
مشرکوں سے	اور اس کا رسول (بھی)	تو اگر	تم لوگ توبہ کرلو	تو یہ	بہتر ہے	تمہارے لیے	اور اگر	تم لوگوں نے منہ موڑا

فَاعْلَمُوا	اَنَّكُمْ	غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ	وَبَشِّرِ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوا	بِعَذَابِ الْيَمِّ
تو جان لو	کہ تم لوگ	اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو	اور آپؐ خوشخبری دیں	ان لوگوں کو جنہوں نے	کفر کیا	ایک دردناک عذاب کی

اِلَّا الَّذِيْنَ	عٰهَدْتُمْ	مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ	ثُمَّ	لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ	شَيْئًا	وَلَمْ يُطَاهِرُوْا
سوائے ان کے جن سے	تم نے معاہدہ کیا	مشرکوں میں سے	پھر	انہوں نے کمی نہیں کی تم سے	کچھ بھی	اور انہوں نے مدد نہیں کی

عَلَيْكُمْ	اَحَدًا	فَاتَّبِعُوْا	اِلَيْهِمْ	عٰهَدْتُمْ	اِلَىٰ مَدَدَتِهِمْ	اِنَّ اللّٰهَ	يُحِبُّ	الْمُتَّقِيْنَ
تمہارے خلاف	کسی ایک کی بھی	تو پورا کرو	ان سے	ان کے عہد کو	ان کی مدد تک	بیشک اللہ	پسند کرتا ہے	تقویٰ کرنے والوں کو

فَاِذَا	اَنْسَلَخَ	الْاَشْهُرَ الْحُرُمَ	فَاَقْتُلُوْا	الْمُشْرِكِيْنَ	حَيْثُ	وَجَدْتُمُوْهُمْ	وَحُدُّوْهُمْ	وَاحْصِرُوْهُمْ
پھر جب	گزر جائیں	محترم (یعنی پناہ دینے والے) مہینے	تو قتل کرو	مشرکوں کو	جہاں	تم لوگ پاؤ ان کو	اور پکڑو ان کو	اور گھیرو ان کو

وَاقْعُدُوا	لَهُمْ	كُلَّ مَرَصِدٍ	فَاِنْ	تَابُوا	وَاقَامُوا	الصَّلٰوةَ	وَآتُوا	الزَّكٰوةَ	فَخَلُّوْا
اور بیٹھو	ان کے لیے	ہر گھات لگانے کی جگہ پر	پھر اگر	وہ لوگ توبہ کریں	اور قائم کریں	نماز	اور ادا کریں	زکوٰۃ	تو چھوڑ دو

سَبِّحُوْهُمْ	اِنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ	وَإِنْ	أَحَدٌ	مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ	اسْتَجَارَكَ	فَاجِرُهُ
ان کا راستہ	بیشک اللہ	بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے	اور اگر	کوئی ایک	مشرکوں میں سے	پناہ مانگے آپ سے	تو آپؐ پناہ دیں اس کو

حَتّٰى	يَسْمَعَ	كَلَمَ اللّٰهِ	ثُمَّ	أَبْلَغُهُ	مَا مَنَّهُ	ذٰلِكَ	بِأَنَّهُمْ
یہاں تک کہ	وہ سن لے	اللہ کے کلام کو	پھر	آپؐ پہنچا دیں اس کو	اس کی امن کی جگہ پر	یہ	اس سبب سے کہ وہ لوگ

قَوْمٌ	لَّا يَعْلَمُوْنَ
ایک ایسی قوم ہیں جو	علم نہیں رکھتے

آیت - 3 میں حج اکبر کی اصطلاح آئی ہے، اس کو سمجھ لیں۔ ذوالحجہ کی مقررہ تاریخوں میں جو حج کیا جاتا ہے۔ اسے حج اکبر کہتے ہیں اور عمرے کو حج اصغر کہتے ہیں۔ کسی سال اگر یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو ہم لوگ اسے حج اکبر کہتے ہیں۔ یہ اصطلاح یقیناً غلط ہے لیکن اس کی فضیلت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ عرب لوگ اسے اجتماع سعدین کہتے ہیں اور اس کا احترام کرتے ہیں۔ کسی سال اگر عید جمعہ کے دن ہو تو اسے بھی اجتماع سعدین کہتے ہیں اور اس کی فضیلت کے بھی قائل ہیں۔

نوٹ: 1

موجودہ صورتحال کا مجھے علم نہیں ہے لیکن چند سال پہلے تک سعودی عرب میں مقامی لوگوں پر یہ پابندی تھی کہ ان میں سے کوئی شخص حج کر لیتا تھا تو آئندہ پانچ سال تک وہ حج نہیں کر سکتا تھا تا کہ باہر سے آنے والے حاجیوں کے لیے گنجائش اور سہولت ہو۔ لیکن جس سال اجتماع سعدین ہوا تھا، اس سال یہ پابندی اٹھالی جاتی تھی۔

نوٹ: 2

آیت - نمبر 5 میں حکم دیا گیا ہے کہ مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ، انہیں قتل کرو، انہیں پکڑو، انہیں گھیرو اور ہر جگہ ان کے لیے گھات لگا کر بیٹھو۔ اسلام کے مخالفین، اسلام کو ایک انتہا پسند اور تشدد پسند مذہب قرار دینے کے لیے اس آیت کا بہت حوالہ دیتے ہیں۔ جب ان کی توجہ اس آیت کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے کہ اس حکم سے پہلے یہ شرط بھی ہے کہ جب پناہ کے یعنی نوٹس کے چار مہینے گزر جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ پھر بھی یہ سخت زیادتی اور تشدد ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے سورۃ التوبہ کی آیات کی ترتیب نزولی اور ترتیب مصحف کے فرق کو اور اس وقت کے تاریخی پس منظر کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ اس لاعلمی کی وجہ سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائی مخالفین کے اعتراض سے متاثر ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں، خواہ زبان سے نہ بھی کہیں، کہ ان کی بات درست ہے۔ اس سورہ کی ترتیب نزولی کو سمجھنے سے پہلے یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تبوک کے لیے 9ھ میں روانہ ہوئے تھے تو رجب کا مہینہ تھا اور مدینہ واپس آئے تو رمضان کا مہینہ تھا۔ اس سفر میں پورے پچاس روز صرف ہوئے۔ بیس دن تبوک میں قیام میں اور تیس دن آمد و رفت میں۔

سورۃ التوبہ تین خطبوں پر مشتمل ہے جو وقفہ وقفہ سے یکے بعد دیگرے نازل ہوئے۔ سب سے پہلے رکوع - 6 کی ابتداء سے رکوع - 9 کے اختتام کی آیات رجب - 9ھ میں نازل ہوئیں۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کی تیاری کر رہے تھے۔ اس میں اہل ایمان کو جہاد پر اکسایا گیا ہے اور ان لوگوں پر ملامت کی گئی ہے جو غزوہ تبوک میں شرکت سے جی چرا رہے تھے۔ اس کے بعد رکوع - 10 سے سورہ کے آخر تک کی آیات غزوہ تبوک سے واپسی پر نازل ہوئیں۔ ان میں کچھ ٹکڑے ایسے بھی ہیں جو انہیں ایام میں مختلف مواقع پر اترے اور سب سے آخر میں سورہ کے آغاز سے رکوع - 5 کے آخر تک کی آیات ذی القعدہ 9ھ میں نازل ہوئیں، جن میں مشرکوں کو چار مہینے کا نوٹس دیا گیا کہ اگر اسلام ان کے لیے قابل قبول نہیں ہے تو جہاں ان کا جی چاہے چلے جائیں اور عرب کا علاقہ خالی کر دیں۔ ساتھ ہی مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ نوٹس کی مدت گزرنے کے بعد مشرکوں کو تلاش کرو، گھیرو اور پکڑ کر اپنے باختیار حاکموں کے حوالے کر دو۔ ان کے سامنے اگر اس کا مشرک ہونا ثابت ہو گیا تو وہ اس کے قتل کا حکم دے گا۔ اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اسلام ہر مرحلہ پر نظم و ضبط اور ڈسپلن کا مطالبہ کرتا ہے اور کسی بھی حال میں انار کی اجازت نہیں دیتا اور اب اس ”سخت زیادتی اور تشدد“ والے حکم کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے اس کے تاریخی پس منظر کو سمجھنا ہوگا۔

6ھ میں صلح حدیبیہ کے نتیجے میں مسلمانوں کو موقع ملا کہ وہ امن اور سکون سے اسلام کی تبلیغ کر سکیں۔ چنانچہ دو سال کی قلیل مدت میں عرب کے گوشے گوشے میں اسلام پھیل گیا۔ پھر 8ھ میں فتح مکہ نے مشرکوں کی کمر توڑ دی۔ عرب کے دیگر علاقوں میں جو مشرک باقی بچے تھے انہوں نے اپنی ساری طاقت مجتمع کر کے حنین کے میدان میں جھونک دی۔ وہاں شکست کھانے کے بعد جزیرہ نماء عرب میں مشرکوں کا قلع قمع ہو گیا صرف چند پراگندہ عناصر عرب کے مختلف گوشوں میں باقی رہ گئے تھے۔ ان گئے چنے لوگوں نے اب روم کی سرحد پر آباد عیسائی قبائل اور مدین کے منافقین کا ایک گروہ جمع ہو کر مسلمانوں کو جنت میں شرکت سے باز رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس گھر کو جلانے کا حکم دیا لیکن اس کے مکینوں اور وہاں جمع ہونے والے افراد کو قتل کا حکم نہیں دیا۔ انہیں کی ریشہ دوانی سے مسجد ضرار قائم ہوئی۔ تبوک سے واپسی پر آپؐ نے اسے ڈھانے اور جلانے کا حکم دیا لیکن اسے بنانے والوں کو قتل نہیں کرایا۔

اس پس منظر کو ذہن میں رکھ کر دیکھیں کہ اب اللہ تعالیٰ اس فساد کی جڑ کو اکھاڑنے کا حکم دے رہا ہے کہ ان کو چار مہینے کا نوٹس دو کہ یا تو اپنی حرکت سے باز آجائیں یا اپنا سارا مال و دولت لے کر اپنے آقاؤں کے دیس میں منتقل ہو جائیں ورنہ انہیں قتل کیا جائے گا۔ اب فیصلہ کریں کہ

کون صحیح الدماغ انسان اسے سخت زیادتی اور تشدد والا حکم قرار دے گا، الا یہ کہ اس کی نیت میں فطور ہو۔ کسی ریاست میں رہتے ہوئے، بیرونی طاقتوں سے ساز باز کر کے، ریاست کے خلاف ریشہ دوانی کرنے والے مجرموں کو جو سزا دی جاتی ہے اور ان کے ساتھ عملاً جو سلوک ہوتا ہے۔ وہ پوری دنیا جانتی ہے۔ ایسے مجرموں سے اسلام نے جو فراخ دلانہ سلوک کیا ہے اس کی کوئی ایک مثال بھی پوری تاریخ انسانیت سے دیاں ممکن نہیں ہے۔ پھر بھی الزام اسلام پر ہے کہ یہ تشدد پسند ہے۔ ناطقہ سرگرمیاں ہے، اسے کیا کیے۔

آیت نمبر (9) / التوبہ: 7 تا 16

ع ل ل

(ن) اَلَا اِنَّ رِشْتَ دَارِيٍّ زِيْر مَطَالَعَةِ آيْتِ 8- كَسِيْ حَالَتِ كَاتِنَا صَافٍ اَوْ رَا ضَحْ هُوْنَ اَكْهَارِ مُمْكِنٌ نَهْ هُوَ رِشْتَه دَارِ هُوْنَ

ذ م م

(ن) ذِمَّةٌ ذِمَّةٌ كَسِيْ كِيْ مَذْمُوتٍ كَرْنَا بَرَا بَهْلَا كَهْنَا اِسْمُ الْمَفْعُولِ هُوَ - مَذْمُوتٌ كِيَا هُوَ - ﴿فَتَقَعَدَ مَذْمُومًا مَّخْذُولًا﴾ (17) / (بنی اسرائیل: 22) ”نِتَجْتَا تُو بِيْطْهَرِ هُوَ كَا مَلَامَتِ كِيَا هُوَا، دَهْزْكَارَا هُوَا“ ذِمَّه دَارِيْ يَاعْهَد - زِيْر مَطَالَعَةِ آيْتِ 8-

ش ف ي

(ض) شِفَاءٌ شِفَاءٌ كُوْنِيْ مَرَضٍ دُوْر كَر كَر صَحْتٍ دِيْنَا - شِفَا دِيْنَا - زِيْر مَطَالَعَةِ آيْتِ 14- اِسْمُ ذَاتِ بَهِ هُوَ - صَحْتٍ يَابِي - شِفَا - ﴿فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ط﴾ (16) / (النحل: 69) ”اَسْ مِيْ شِفَا هُوَ لُوْغُوْنَ كِيَا“

ترکیب

(آیت 7) فَمَا اسْتَقَامُوا فِي مَا ظَرَفِيْ هُوَ - (آیت 8) كَيْفَ كِيَا بَعْدِ بِيْجْهَلَا بُوْرَا جَمْلَه يَكُوْنُ لِّلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ مَّخْذُوْفٌ هُوَ - (آیت 11) فَاِخْوَانُكُمْ خَبْرٌ هُوَ اَوْ اَسْ كَا مَبْتَدَا هُمْ مَّخْذُوْفٌ هُوَ - (آیت 14، 15) قَاتِلُوْهُمْ فَعْلٌ اَمْرٌ هُوَ - اَسْ كَا جَوَابِ اَمْرٍ هُوْنِيْ كِيَا وَجْهٌ سِيْ اَكِيْ يُعَذِّبُ - يُخْزِيْ - يَنْصُرُ، يَكْشِفُ اَوْ يَنْصُرُ هُوَ مَجْزُومٌ هُوْا اِنْ اَسْ كَا مَتَّحِدُوْا عَاطِفَةٌ هُوْا - جَبْكَه وَ يَتُوبُ اللّٰهُ كَا وَ اَوْ عَاطِفَةٌ هُوْا بَلْ كَا اسْتِيْنَا فِيْ هُوَ، كِيَا نَكَلَه يَتُوبُ مَجْزُومٌ هُوَا هُوَ -

ترجمہ

كَيْفَ	يَكُوْنُ	لِّلْمُشْرِكِيْنَ	عَهْدٌ	عِنْدَ اللّٰهِ	وَعِنْدَ رَسُوْلِهِ	اِلَّا	الَّذِيْنَ
کیسے	ہوگا	مشرکوں کے لئے	کوئی عہد	اللہ کے پاس	اور اس کے رسول کے پاس	سوائے	ان کے جن سے

عَهْدُكُمْ	عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	فَمَا	اسْتَقَامُوا	لَكُمْ	فَاسْتَقِيمُوا	لَهُمْ ط
تم لوگوں نے معاہدہ کیا	مسجد حرام کے پاس	پس جب تک	وہ لوگ سیدھے رہیں	تمہارے لئے	تو تم لوگ سیدھے رہو	ان کے لئے

اِنَّ اللّٰهَ	يُحِبُّ	الْمُتَّقِيْنَ ۝	كَيْفَ	وَ	اِنْ	يَّظْهَرُوْا	عَلَيْكُمْ	لَا يَرْقُبُوْا
بیشک اللہ	پسند کرتا ہے	تقویٰ کرنے والوں کو	کیسے (ہوگا کوئی عہد)	اس حال میں کہ	اگر	وہ لوگ غالب ہوں	تم لوگوں پر	تو وہ لحاظ نہیں کریں گے

فِيكُمْ	إِلَّا	وَلَا ذِمَّةَ ۖ	يَرْضَوْنَكُمْ	بِأَفْوَاهِهِمْ	وَ	تَأْتِي ۖ قُلُوبُهُمْ ۚ
تم میں	رشتے داری کا	اور نہ کسی عہد کا	وہ راضی کرتے ہیں تم لوگوں کو	اپنے منہ سے (یعنی باتوں سے)	حالانکہ	انکار کرتے ہیں ان کے دل

وَأَكْثَرُهُمْ	فَيَسْقُونَ ۙ	اشْتَرَوْا	بِأَيِّتِ اللَّهِ	ثَمَنًا قَلِيلًا	فَصَدُّوا	عَنْ سَبِيلِهِ ۖ إِنَّهُمْ
اور ان کے اکثر	فاسق ہیں	انہوں نے خریدا	اللہ کی آیات کے بدلے	تھوڑی سی قیمت کو	پھر انہوں نے روکا	اس کی راہ سے بیشک وہ لوگ!

سَاءَ	مَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝	لَا يَرْقُبُونَ	فِي مُؤْمِنٍ	إِلَّا	وَلَا ذِمَّةَ ۖ وَأُولَٰئِكَ
کتنا برا ہے	جو	وہ لوگ کرتے ہیں	وہ لوگ لحاظ نہیں کرتے	کسی مومن (کے بارے) میں	کسی رشتہ داری کا	اور نہ کسی عہد کا اور وہ لوگ

هُمْ الْمُعْتَدُونَ ۝	فَإِنْ	تَابُوا	وَأَقَامُوا	الصَّلَاةَ	وَاتُوا	الزَّكَاةَ	فَإِخْوَانُكُمْ	فِي الدِّينِ ۖ
ہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں	پھر اگر	وہ توبہ کریں	اور قائم کریں	نماز	اور ادا کریں	زکوٰۃ	تو (وہ) تمہارے بھائی ہیں	دین میں

وَنُفِصِلُ	الْأَلِيَّتِ	لِقَوْمٍ	يَعْلَمُونَ ۝	وَإِنْ	نَكَثُوا	أَيَّامَ نَهْمٍ	مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ
اور ہم کھول کھول کر بیان کرتے ہیں	آیات کو	ایسے لوگوں کے لیے جو	علم رکھتے ہیں	اور اگر	وہ توڑ دیں	اپنی قسموں کو	اپنے عہد کے بعد

وَطَعَنُوا	فِي دِينِكُمْ	فَقَاتِلُوا	أَيَّامَ الْكُفْرِ ۖ	إِنَّهُمْ	لَا أَيْمَانَ
اور طعنہ دیں	تمہارے دین میں	تو تم لوگ جنگ کرو	کفر کے سرداروں سے	بیشک وہ لوگ (ایسے) ہیں	کہ کسی طرح کی کوئی بھی قسم نہیں ہے

لَهُمْ	لَعَلَّهُمْ	يَنْتَهُونَ ۝	أَ	لَا تُفْقَاتُونَ	قَوْمًا	نَكَثُوا	أَيَّامَ نَهْمٍ	وَهُمُوا
ان کے لیے	شاید وہ لوگ	باز آجائیں	کیا	تم لوگ جنگ نہیں کرو گے	ایک ایسی قوم سے	جس نے توڑا	اپنی قسموں کو	اور ارادہ کیا

بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ	وَهُمْ	بَدَءُوكُمْ	أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ	أَ	تَخْشَوْنَهُمْ ۚ	فَاللَّهُ	أَحَقُّ
ان رسولؐ کو نکالنے کا	اور انہوں نے	ابتدا کی تم سے (زیادتی کرنے کی)	پہلی مرتبہ	کیا	تم لوگ ڈرتے ہو ان سے	تو اللہ	زیادہ حقدار ہے

أَنْ	تَخْشَوْهُ	إِنْ	كُنْتُمْ	مُؤْمِنِينَ ۝	قَاتِلُوهُمْ	يُعَذِّبُهُمُ	اللَّهُ	بِأَيِّ يَكُمُ
کہ	تم لوگ ڈرو اس سے	اگر	تم لوگ ہو	ایمان لانے والے	جنگ کرو ان سے	تو عذاب دے گا ان کو	اللہ	تمہارے ہاتھوں سے

وَيُخْزِيهِمْ	وَيَضْرِبُكُمْ	عَلَيْهِمْ	وَيُشْفِئُ	صُدُّوا قَوْمٌ مُّؤْمِنِينَ ۝	وَيُدْهِبُ
اور وہ رسوا کرے گا ان کو	اور وہ مدد کرے گا تمہاری	ان کے خلاف	اور وہ شفا دے گا	ایمان لانے والے لوگوں کے سینوں کو	اور وہ لے جائے گا

عَظِيزٌ قُلُوبُهُمْ ۖ	وَيَتُوبُ	اللَّهُ	عَلَىٰ مَنْ	يَشَاءُ ۖ	وَاللَّهُ	عَلِيمٌ	حَكِيمٌ ۝	أَمْ	حَسِبْتُمْ
انکے دل کے غیظ و غضب کو	اور توبہ قبول کرے گا	اللہ	اس کی جس کی	وہ چاہے گا	اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	یا	تم لوگوں نے گمان کیا

أَنْ	تُنْزَكُوا	وَ	لَبَّاسًا يَعْلَمُ	اللَّهُ	الَّذِينَ	جَاهِدُوا	مِنْكُمْ	وَلَمْ يَتَّخِذُوا
کہ	تمہیں چھوڑ دیا جائے گا	حالانکہ	ابھی تک نہیں جانا	اللہ نے	ان کو جنہوں نے	جہاد کیا	تم میں سے	اور انہوں نے نہیں بنایا

مِنْ دُونِ اللَّهِ	وَلَا رَسُولِهِ	وَلَا الْمُؤْمِنِينَ	وَلِيَجْزِيَهُ	وَاللَّهُ	خَبِيرًا	بِسَا	تَعْمَلُونَ ۝۱۶
اللہ کے سوا	اور نہ اس کے رسول کے سوا	اور نہ مومنوں کے سوا	کسی کو دل کا بھیدی	اور اللہ	باخبر ہے	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

نوٹ: 1

جنگ (War) کے لیے قرآن مجید کی اصطلاح ”قِتَال“ ہے اور آیات -12، -13، -14 میں اسی لفظ کے مختلف صیغے استعمال ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہاں جنگ کا حکم دینا مقصود تھا۔ لیکن آیت -16 میں یہ بتانا مقصود ہے کہ قیامت میں جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ کے لیے صرف ایمان کا زبانی اقرار کافی نہیں ہے، بلکہ اس کی کچھ اور بھی شرائط ہیں۔ اس آیت میں پہلی شرط کی نشاندہی کرنے کے لیے لفظ قِتَال کے بجائے لفظ جِهَاد کا فعل ماضی لایا گیا ہے۔ اس فرق کو سمجھنے کے لیے لفظ جِهَاد کا پورا مفہوم واضح ہونا ضروری ہے۔

جہاد کا مطلب ہے کسی مقصد کے لیے جدوجہد کرنا۔ جبکہ قرآن کی ایک اصطلاح کے طور پر اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے جدوجہد کرنا اور قرآن میں یہ لفظ عموماً اسی مفہوم میں آیا ہے۔ خواہ فی سبیل اللہ کے الفاظ لفظاً مذکور ہوں یا نہ ہوں۔ اس کے تین مرحلے ہیں۔ پہلا مرحلہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کے ساتھ جدوجہد کر کے اسے اللہ کے احکام کی پابندی کا عادی بنائے۔ اسے جہاد مع النفس کہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اسے افضل جہاد قرار دیا ہے۔ یہ فرض عین ہے اور جنت میں داخلہ کی شرط کے طور پر یہی مرحلہ مراد ہے۔

اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت کا عادی بنالینے کے بعد انسان کو مطمئن نہیں ہو جانا چاہیے بلکہ اب دوسروں کو جہنم سے بچانے کے لیے اسلام کی دعوت و تبلیغ کی جدوجہد میں حصہ لینا چاہیے۔ اس میں اپنا وقت، اپنی صلاحیت اور اپنا پیسہ صرف کرنا چاہیے۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ کا دوسرا مرحلہ ہے اور یہ فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر -4 / النساء: 95، نوٹ -2) پھر اگر ضرورت پڑے تو اسلام کی سر بلندی کے لیے جنگ میں حصہ لینا چاہیے۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ کا تیسرا مرحلہ ہے اور اسے قتال فی سبیل اللہ کہتے ہیں۔ یہ بھی فرض کفایہ ہے، الا یہ کہ اسلامی حکومت کے امیر کی طرف سے General Mobilisation کا حکم ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تمام غزوات میں شرکت کرنا فرض کفایہ تھی سوائے غزوہ تبوک کے، جس میں شرکت فرض عین ہو گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں شرکت نہ کرنے والوں سے باز پرس ہوئی تھی۔

آیت نمبر (17 تا 22)

ک س د

(ن-ک)

گَسَادًا بازار کا مندا ہونا۔ زیر مطالعہ آیت -24

(آیت -19) الْحَاجُّ پر لام جنس ہے۔ اس لیے ترجمہ جمع میں ہوگا۔ (آیت -21) بِرَحْمَةٍ کی با پر عطف ہونے کی وجہ سے رِضْوَانٍ اور جَنَّتِ حالت جر میں آئے ہیں۔ (آیت -24) أَبَاؤُكُمْ سے مَسْكِينُ تک گان کے اسم ہیں اس لیے یہ سب حالت رفع میں ہیں۔ أَحَبَّ باب افعال کا فعل ماضی نہیں ہے بلکہ مَحَبَّةً سے أَفْعَلُ کے وزن پر فعل تفضیل ہے اور گان کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں آیا ہے۔

ترکیب

ترجمہ

مَا كَانَ	لِئُشْرِكِينَ	أَنْ	يَعْبُرُوا	مَسْجِدَ اللَّهِ	شَهِيدِينَ	عَلَى أَنْفُسِهِمْ	بِالْكَفْرِ ط
نہیں ہے	مشرکوں کے لیے	کہ	وہ لوگ آباد کریں	اللہ کی مسجدوں کو	گواہ ہوتے ہوئے	اپنے اوپر	کفر کے

أُولَئِكَ	حِطَّتْ	أَعْمَالُهُمْ ط	وَفِي النَّارِ	هُمْ	خُلِدُوا ۝۱۷	إِنَّمَا	يَعْمُرُ
وہ لوگ ہیں	(کہ) اکارت ہوئے	جن کے اعمال	اور آگ میں ہی	وہ لوگ	ہمیشہ رہنے والے ہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آباد کرتا

مَسْجِدَ اللَّهِ	مَنْ	أَمَنَ	بِاللَّهِ	وَالْيَوْمِ الْآخِرِ	وَأَقَامَ	الصَّلَاةَ	وَاتَى	الزَّكَاةَ ۖ وَلَمْ يَحْشَ ۖ
اللہ کی مسجدوں کو	وہ، جو	ایمان لایا	اللہ پر	اور آخری دن پر	اور اس نے قائم کی	نماز	اور ادا کی	زکوٰۃ اور وہ نہیں ڈرا

إِلَّا	اللَّهُ	فَعَسَىٰ	أُولَٰئِكَ	أَنْ	يَكُونُوا	مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝۸	أَ	جَعَلْتُمْ	سِقَايَةَ الْحَاجِّ
مگر	اللہ سے	تو امید ہے	وہ لوگ	کہ	ہو جائیں	ہدایت پانے والوں میں سے	کیا	تم لوگوں نے بنایا	حاجیوں کی سبیل کو

وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	كَمَنْ	أَمَنَ	بِاللَّهِ	وَالْيَوْمِ الْآخِرِ	وَجَهَدَ	فِي سَبِيلِ اللَّهِ ط	لَا يَسْتَوْنَ
اور مسجدِ حرام کی آبادی کو	اس کے جیسا جو	جو ایمان لایا	اللہ پر	اور آخری دن پر	اور اس نے جدوجہد کی	اللہ کی راہ میں	وہ برابر نہیں ہوتے

عِنْدَ اللَّهِ ط	وَاللَّهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝۹	الَّذِينَ	أَمَنُوا	وَهَاجَرُوا	وَجَهَدُوا	فِي سَبِيلِ اللَّهِ
اللہ کے پاس	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	ظالم لوگوں کو	جو لوگ	ایمان لائے	اور ہجرت کی	اور جدوجہد کی	اللہ کی راہ میں

بِأَمْوَالِهِمْ	وَأَنْفُسِهِمْ ۚ	أَعْظَمَ	دَرَجَةً	عِنْدَ اللَّهِ ط	وَأُولَٰئِكَ	هُمُ الْفَائِزُونَ ۝۱۰
اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	(وہ) سب سے عظیم ہیں	بلحاظ درجہ کے	اللہ کے پاس	اور وہ لوگ	ہی کامیاب ہونے والے ہیں

يُبَشِّرُهُمْ	رَبُّهُمْ	بِرَحْمَةٍ	مِّنْهُ	وَرِضْوَانٍ	وَجِئْتَ	لَهُمْ	فِيهَا	نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ۝۱۱
خوشخبری دیتا ہے ان کو	ان کا رب	رحمت کی	اپنے پاس سے	اور رضامندی کی	اور باغات کی	ان کے لیے	ان میں	قائم رہنے والی خوشحالی ہے

خُلْدِينَ	فِيهَا	أَبَدًا ط	إِنَّ اللَّهَ	عِنْدَهُ	أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝۱۲	يَأْتِيهَا الَّذِينَ	أَمَنُوا
ایک حالت میں رہنے والے ہیں	ان میں	ہمیشہ ہمیش	بیشک اللہ	اس کے پاس ہی	عظیم اجر ہے	اے لوگو جو	ایمان لائے

لَا تَتَّخِذُوا	أَبَاءَكُمْ	وَإِخْوَانَكُمْ	أَوْلِيَاءَ	إِنْ	اسْتَحَبُّوا	الْكُفْرَ	عَلَى الْإِيمَانِ ط	وَمَنْ
تم لوگ مت بناؤ	اپنے آباؤ اجداد کو	اور اپنے بھائیوں کو	کارساز	اگر	وہ لوگ ترجیح دیں	کفر کو	ایمان پر	اور جو

يَتَوَلَّوْهُمْ	مِّنْكُمْ	فَأُولَٰئِكَ	هُمُ الظَّالِمُونَ ۝۱۳	قُلْ	إِنْ	كَانَ	أَبَاءُكُمْ	وَأَبْنَاؤُكُمْ
دوستی کرے گا ان سے	تم میں سے	تو وہ لوگ	ہی ظلم کرنے والے ہیں	آپ کہہ دیجئے	اگر	ہیں	تمہارے آباؤ اجداد	اور تمہارے بیٹے

وَإِخْوَانُكُمْ	وَأَزْوَاجُكُمْ	وَعَشِيرَتُكُمْ	وَأَمْوَالُكُمْ	إِقْتَرَفْتُمُوهَا	وَتِجَارَتُكُمْ	تَخْشَوْنَ	كَسَادَهَا
اور تمہارے بھائی	اور تمہاری بیویاں	اور تمہارے رشتہ دار	اور تمہارے وہ مال	تم نے کمایا جن کو	اور وہ تجارت	تم لوگ ڈرتے ہو	جس کی مندی سے

وَمَسْكِنُكُمْ	تَرْضَوْنَهَا	أَحَبَّ	إِلَيْكُمْ	مِّنَ اللَّهِ	وَرَسُولِهِ	وَجِهَادٍ	فِي سَبِيلِهِ
اور وہ مکانات	تم لوگ پسند کرتے ہو جن کو	زیادہ پیارے ہیں	تمہیں	اللہ سے	اور اس کے رسول سے	اور جدوجہد کرنے سے	اس کی راہ میں

فَتَرَبَّصُوا	حَتَّىٰ	يَأْتِيَ	اللَّهُ	بِأَمْرِهِ ط	وَاللَّهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝۱۴
تو انتظار کرو	یہاں تک کہ	لے آئے	اللہ	اپنا فیصلہ	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	نافرمان لوگوں کو

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک دفعہ چند مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے، کوئی کہتا تھا میرے نزدیک اسلام لانے کے بعد حجاب کو پانی پلانے سے زیادہ کوئی عبادت نہیں۔ دوسرے نے کہا کہ بہترین عمل مسجد حرام کی خدمت ہے۔ تیسرا بولا کہ جہاد فی سبیل اللہ سب سے افضل ہے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو ڈانٹا کہ تم جمعہ کے وقت منبر رسولؐ کے پاس بیٹھ کر بحث کر رہے ہو، ذرا صبر کرو۔ جب حضور ﷺ فارغ ہو جائیں گے تو یہ چیز دریافت کر لی جائے گی۔ جب آپؐ سے سوال کیا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ (یعنی آیات 19 تا 22)۔ (ترجمہ شیخ الہند)

سمجھنے والی بات یہ ہے کہ خدمت خلق اپنی جگہ ایک بڑی نیکی ہے۔ اس کی بلند ترین منزل یہ ہے کہ اللہ کے مہمانوں یعنی حاجیوں کی خدمت کی جائے۔ اسی طرح کسی بھی مسجد کی خدمت کرنا بڑی نیکی کا کام ہے۔ اس کی بلند ترین منزل مسجد حرام کی خدمت ہے۔ مذکورہ آیات میں ان میں سے کسی بھی نیکی کی نفی نہیں ہے۔ البتہ مختلف نیکیوں میں نسبت و تناسب کے لحاظ سے یہ بتایا گیا ہے کہ ان بلند ترین نیکیوں کے مقابلے میں بھی جہاد فی سبیل اللہ کی نیکی عظیم تر ہے۔

یہ درست ہے کہ کسی کی زندگی میں قتال فی سبیل اللہ کے بہت کم مواقع آتے ہیں لیکن جہاد فی سبیل اللہ کے مواقع ہر شخص کی زندگی میں قدم قدم پر اس کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ ایک متقی پرہیزگار انسان کے سامنے بھی معاملات میں ایسے مواقع آتے رہتے ہیں اور جب اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کسی لالچ کو ٹھکرائے بغیر یا کوئی نقصان برداشت کیے بغیر ممکن نہیں ہوتی۔ یہ جہاد مع النفس کا لامتناہی سلسلہ ہے جو موت پر ہی ختم ہوتا ہے اور اسی کو رسول اللہ ﷺ نے افضل جہاد کہا ہے۔ اسی طرح اپنی اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق اسلام کی دعوت و تبلیغ اور نشر و اشاعت میں حصہ لینے کے مواقع کی کمی نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم جہاد فی سبیل اللہ کے صحیح مفہوم کو سمجھیں پھر اس کی عظمت کو اپنے دل و دماغ پر نقش کریں۔

آیت نمبر (25 تا 29)

و ط ن

(ض)

وَظَنَّا

مَوَاطِنَ

کسی جگہ اقامت کرنا۔ وطن بنانا۔

ج: مَوَاطِنُ۔ مَفْعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے وطن۔ لیکن اصطلاحاً جنگ کے میدان کے لیے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت 25

ر ح ب

(ک)

رُحُبًا

مَرَحَبَ

کسی جگہ کا کشادہ ہونا۔ زیر مطالعہ آیت 25۔

مَفْعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ کشادگی کا وقت یا موقع۔ زیادہ تر خوش آمدید کے معنی میں آتا ہے۔ ﴿لَا مَرْحَبًا بِهٖمْ ط﴾ (38/ ص: 59) ”کوئی خوش آمدید نہیں ہے ان کے لیے۔“

ع ی ل

(ض)

عَيَّلَا

عَيَّلَہٗ

عَائِلَہٗ

تنگ دست ہونا۔ محتاج ہونا۔

مصدر بھی ہے اور اسم ذات بھی ہے۔ تنگ دستی۔ زیر مطالعہ آیت 28

فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تنگ دست ہونے والا یعنی تنگ دست۔ ﴿وَجَدَاكَ عَائِلًا فَاغْنٰی ط﴾ (93/ الضحیٰ: 8) ”اور اس نے پایا آپ کو تنگ دست تو اس نے غنی کیا۔“

ع ط و

(ن)

عَظَوَا

ہاتھ بڑھانا۔ لینا۔



(افعال) اِعْطَاءُ

عَطَاءُ

ہاتھ بڑھا کر دینا۔ خوش دلی سے دینا۔ حق سے زیادہ دینا۔ عطا کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 29۔
اسم ذات ہے۔ عطیہ۔ بخشش۔ ﴿وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا﴾ (17/ بنی اسرائیل: 20) اور
نہیں آپ کے رب کی بخشش روکی ہوئی۔“

(تفاعل) تَعَاظِيًا

کسی کی طرف ہاتھ بڑھانا (لینے یا پکڑنے کے لیے) ﴿فَنَادُوا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى فَعَقَرَ﴾ (54/ القمر: 29)
”پھر انہوں نے پکارا اپنے ساتھی کو تو اس نے ہاتھ بڑھایا پھر کاٹا۔“

ترکیب

(آیت۔ 28) اَلْمُشْرِكُونَ مبتدا ہے اور جمع ہے۔ اس کی خبر نَجَسٌ واحد آئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نَجَسٌ مصدر ہے اور مصدر کی جمع نہیں آتی۔ یہ واحد اور جمع کے لیے یکساں آتا ہے۔ (آیت۔ 29) قَاتِلُوا کے بعد اَلَّذِينَ کی وضاحت لَا يُؤْمِنُونَ سے لے کر اُوْتُوا اَلْكِتَابَ تک ہے۔ حَتَّى کا تعلق قَاتِلُوا سے ہے یعنی جنگ کرو یہاں تک کہ.....۔

ترجمہ

لَقَدْ نَصَرَكُمُ	اللَّهُ	فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ	وَيَوْمَ حُنَيْنٍ	إِذْ	أَعَجَبْتَكُمْ	كَثُرْتُمْ
یقیناً مدد کر چکا ہے تم لوگوں کی	اللہ	بہت سے جنگ کے میدانوں میں	اور حنین کے دن (بھی)	جب	بھلی لگی تم کو	تمہاری کثرت

فَلَمْ تُغْنِ	عَنْكُمْ	شَيْئًا	وَصَافَتْ	عَلَيْكُمْ	الْأَرْضُ	بِمَا	رَحَبَتْ	ثُمَّ	وَلَيْتُمْ
تو وہ کام نہ آئی	تمہارے	کچھ بھی	اور تنگ ہوئی	تم پر	زمین	باوجود	اپنی کشادگی کے	پھر	تم لوگوں نے پیڑھ پھیری

مُذَبِّحِينَ	ثُمَّ	أَنْزَلَ	اللَّهُ	سَكِينَتَهُ	عَلَى رَسُولِهِ	وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ	وَأَنْزَلَ	جُودًا
پیڑھ دینے والا ہوتے ہوئے	پھر	اتاری	اللہ نے	اپنی سکینت	اپنے رسول پر	اور مومنوں پر	اور اس نے اتارے	ایسے لشکر

لَمْ تَرَوْهَا	وَعَذَابَ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	وَذِلَّكَ	جَزَاءُ الْكَافِرِينَ	ثُمَّ	يَتُوبُ
تم لوگوں نے نہیں دیکھا جن کو	اور اس نے عذاب دیا	ان کو جنہوں نے	کفر کیا	اور یہ (ہی)	کافروں کا بدلہ ہے	پھر	توبہ قبول کرے گا

اللَّهُ	مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ	عَلَى مَنْ	يَشَاءُ	وَاللَّهُ	عَفُورٌ	رَحِيمٌ	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	آمَنُوا
اللہ	اس کے بعد	اس کی جس کی	وہ چاہے گا	اور اللہ	بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے	اے لوگو جو	ایمان لائے

إِنَّمَا	الْمُشْرِكُونَ	نَجَسٌ	فَلَا يَقْرَبُوا	الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ	بَعْدَ عَمَلِهِمْ هَذَا	وَإِنْ	خِفْتُمْ
کچھ نہیں سوائے اس کے	مشرک لوگ	نجس ہیں	پس وہ لوگ نزدیک مت ہوں	مسجد حرام کے	اپنے اس سال کے بعد	اور اگر	خوف ہو تم کو

عَيْلَةً	فَسَوْفَ	يُغْنِيكُمْ	اللَّهُ	مِنْ فَضْلِهِ	إِنْ	شَاءَ	إِنَّ اللَّهَ	عَلِيمٌ	حَكِيمٌ
تنگ دستی کا	تو عنقریب	غنی کر دے گا تم کو	اللہ	اپنے فضل سے	اگر	اس نے چاہا	بیشک اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے

قَاتِلُوا	الَّذِينَ	لَا يُؤْمِنُونَ	بِاللَّهِ	وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ	وَلَا يُحَرِّمُونَ	مَا	حَرَّمَ	اللَّهُ
تم لوگ جنگ کرو	ان سے جو	ایمان نہیں لاتے	اللہ پر	اور نہ ہی آخری دن پر	اور نہ ہی حرام ٹھہراتے ہیں	اسے جس کو	حرام کیا	اللہ نے

وَرَسُولُهُ	وَلَا يَدِينُونَ	دِينِ الْحَقِّ	مِنَ الَّذِينَ	أَوْثُوا	الْكِتَابِ	حَتَّى
اور اس کے رسولؐ نے	اور نہ ہی وہ ضابطہ حیات بناتے ہیں	حق کے ضابطہ کو	ان لوگوں میں سے	جن کو دی گئی	کتاب	یہاں تک کہ

يُعْطُوا	الْجُزْيَةَ	عَنْ يَدٍ	وَّ	هُمْ	صِغَرُونَ
وہ دے دیں	جزیہ	ہاتھ سے	اس حال میں کہ	وہ لوگ	چھوٹے ہونے والے ہیں

ابتداء جزیہ کا حکم یہود نصاریٰ کے لیے تھا لیکن آگے چل کر نبی ﷺ نے مجوس سے جزیہ لے کر انھیں ذمی بنایا۔ پھر صحابہ کرامؓ نے بیرون عرب کی تمام قوموں پر اس حکم کو عام کر دیا۔ (تفہیم القرآن)

جزیہ ادا کرنے سے غیر مسلم رعایا کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر عائد ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہیں کچھ رعایتیں بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اسلامی ریاست میں لازمی فوجی خدمت سے یہ لوگ مستثنیٰ ہوتے ہیں۔ اسلام کے مالی احکام بھی ان پر لاگو نہیں ہوتے مثلاً زکوٰۃ، عشر، فطرانہ، قربانی وغیرہ۔

آیت نمبر (30 تا 37)

ض ہ ی

(ف)

(مفاعلہ)

ک ن ز

(ض)

کوئی چیز جمع کر کے محفوظ کرنا۔ ذخیرہ کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 34
ج: کُنُوزٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ ذخیرہ۔ خزانہ۔ ﴿لَوْ لَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كُنُوزٌ﴾ (11/ہود: 12) ”کیوں نہیں اتارا گیا ان پر کوئی خزانہ۔“ ﴿وَأَتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ﴾ (28/القصص: 76) ”اور ہم نے دیا اس کو خزانوں میں سے۔“

ک و ی

(ض)

لوہے وغیرہ سے کسی کو داغنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 35

ج ب ہ

(ف)

پیشانی پر مارنا
ج: جَبَاهُ۔ پیشانی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 35

ن س ع

(ف)

(1) چوپایہ کو ہانکنا۔ (2) دودھ میں پانی ملانا۔
ملاوٹ یا گڑ بڑ کرنے کا عمل۔ عرب میں محترم مہینوں کو آگے پیچھے کرنے کا رواج۔ زیر مطالعہ آیت۔ 37

نَسْتًا

نَسِيءٌ

مِنْسَأَةٌ

اسم آلہ ہے۔ چرواہے کا ڈنڈا۔ لاٹھی۔ ﴿مَا دَلَّهِمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ﴾ (34/الباق: 14) ”ان کو یعنی جنوں کو خبردار نہیں کیا ان کی موت پر مگر دیمک نے جو کھاتی تھی ان کی لاٹھی کو۔“

0034

(س) وَطَئًا کسی چیز کو پیر کے نیچے روندنا۔ پامال کرنا۔ ﴿وَأَوْرَثَكُمُ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطْغَوْهَا ط﴾ (33/ الاحزاب: 27) ”اور اس نے وارث بنایا تم لوگوں کو ان کی زمین کا اور ان کی گھروں کا اور ان کے مالوں کا اور ایک ایسی زمین کا جس کو تم نے قدموں سے نہیں روندنا۔“
 مُوطًا اسم الظرف ہے۔ روندنے کی جگہ۔ ﴿وَلَا يَطْوُونَ مَوْطِئًا ط﴾ (9/ التوبہ: 120) ”اور وہ نہیں روندتے کسی روندنے کی جگہ کو۔“

(مفاعله) مُوَاطَّئَةً موافقت پیدا کرنا۔ اشعار کا وزن برابر کرنا۔ زیر مطالعہ آیت - 37

ترکیب

(آیت - 30) يُضَاهِيَهُنَّ کا مادہ ”ض ہ ی“ ہے۔ اس سے باب مفاعله کا مضارع يُضَاهِيْنَ بنتا ہے۔ لیکن ہماری قرأت میں يَضَاهِيَهُنَّ پڑھا جاتا ہے اس کا ہمزہ اصلی نہیں ہے۔ (آیت - 34-35) لَا يَنْفِقُونَهَا، يُحْلِي عَلَيْهَا اور فَتُكْوَى بِهَا میں ہا کی ضمیریں الَذَّهَبِ اور الْفِضَّةِ کے لیے ہیں۔ ذَهَبٌ کا لفظ مذکر مونث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ يُحْلِي باب افعال کا مضارع مجہول ہے۔ ثلاثی مجرور کا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہاں پر یہ فعل لازم ہے۔

ترجمہ

وَقَالَتْ	الْيَهُودُ	عَزِيزٌ	يَا أَبْنَاءَ اللَّهِ	وَقَالَتْ	النَّصْرَى	الْمَسِيحُ	ابْنُ اللَّهِ ط	ذَلِكَ
اور کہا	یہود نے کہ	عزیز	اللہ کے بیٹے ہیں	اور کہا	نصاری نے کہ	مسیح	اللہ کے بیٹے ہیں	یہ

قَوْلُهُمْ	بِأَفْوَاهِهِمْ ج	يُضَاهِيَهُنَّ	قَوْلَ الَّذِينَ	كَفَرُوا	مِنْ قَبْلُ ط	فَتَلَّهُمْ	اللَّهُ	أَنَّى
ان کی بات ہے	مخض ان کے منہ سے	مشابہت کرتے ہیں	ان لوگوں کی بات سے جنہوں نے	کفر کیا	اس سے پہلے	ہلاک کرے ان کو	اللہ	کہاں سے

يُؤْفَكُونَ ٥	إِتَّخَذُوا	أَحْبَادَهُمْ	وَرَهْبَانَهُمْ	أَرْبَابًا	مِّنْ دُونِ اللَّهِ	وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ج	وَمِمَّا أُمِرُوا
یہ پھیرے جاتے ہیں	انہوں نے بنایا	اپنے علماء کو	اور اپنے درویشوں کو	رب	اللہ کی علاوہ	اور ابن مریم مسیح کو (بھی)	اور ان کو حکم نہیں دیا گیا

إِلَّا	لِيَعْبُدُوا	إِلَهًا وَاحِدًا ج	لَا إِلَهَ	إِلَّا	هُوَ ط	سُبْحَنَهُ	عَمَّا	يُشْرِكُونَ ٦
سوائے اس کے	کہ وہ بندگی کریں	واحد الہ کی	کوئی الہ نہیں	سوائے	اس کے	پاکیزگی اس کی ہے	اس سے جو	یہ لوگ شرک کرتے ہیں

يُرِيدُونَ	أَنْ	يُطْفِئُوا	نُورَ اللَّهِ	بِأَفْوَاهِهِمْ	وَيَأْبَى	اللَّهُ	إِلَّا أَنْ	يَتِمَّ	نُورُهُ
وہ لوگ ارادہ کرتے ہیں	کہ	بجھادیں	اللہ کے نور کو	اپنے مونہوں سے	اور انکار کرتا ہے	اللہ	مگر یہ کہ	وہ پورا کر کے رہے گا	اپنے نور کو

وَكُورٌ	كَرِهَ	الْكُفْرُونَ ٧	هُوَ	الَّذِي	أَرْسَلَ	رَسُولَهُ	بِالْهُدَى	وَدِينِ الْحَقِّ
اور اگرچہ	کراہت کریں	کافر لوگ	وہ	وہ ہے جس نے	بھیجا	اپنے رسول کو	ہدایت کے ساتھ	اور دین حق کے ساتھ

لِيُظْهِرَهُ	عَلَى الدِّينِ	كُلِّهِ ٨	وَكُورٌ	كَرِهَ	الْمُشْرِكُونَ ٩	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	أَمَنُوا
تاکہ وہ غالب کرے اس کو	سارے بقیہ دینوں پر	کل کے کل پر	اور اگرچہ	کراہت کریں	مشرک لوگ	اے لوگو جو	ایمان لائے

إِنَّ	كَثِيرًا	مِّنَ الْأَحْبَارِ	وَالرُّهْبَانِ	لَيَاكْفُرُونَ	أَمْوَالَ النَّاسِ	بِالْبَاطِلِ	وَيَصُدُّونَ
بیشک	بہت سے	علماء	اور درویش	کھاتے ہیں	لوگوں کے مال	باطل (طریقوں) سے	اور روکتے ہیں

عَنِ سَبِيلِ اللَّهِ	وَالَّذِينَ	يَكْذِبُونَ الدَّهَبَ	وَالْفِضَّةَ	وَلَا يَنْفِقُونَهَا	فِي سَبِيلِ اللَّهِ	فَبَشِّرْهُمْ	بِعَذَابٍ أَلِيمٍ
اللہ کی راہ سے	اور وہ لوگ جو	جمع کر کے رکھتے ہیں	اور واندی	اور وہ اسے خرچ نہیں کرتے	اللہ کی راہ میں	تو آپؐ خوشخبری دیں ان کو	ایک دردناک عذاب کی

يَوْمَ	يُحْلَى	عَلَيْهَا	فِي نَارٍ جَهَنَّمَ	فَتُكْوَى	بِهَا
جس دن	خوب گرم کیا جائے گا	ان کو (یعنی اموال کو)	جہنم کی آگ میں	پھر داغا جائے گا	ان سے

جَبَاهُمْ	وَجُنُوبُهُمْ	وَزُفُرُهُمْ	هَذَا	مَا	كَزْتُمْ	لِأَنْفُسِكُمْ	فَذُوقُوا	مَا
ان کی پیشانیوں کو	اور ان کے پہلوؤں کو	اور ان کی پیٹھوں کو	یہ	وہ ہے جو	تم نے ذخیرہ کیا	اپنی جانوں کے لیے	تو چکھو	اس کو جو

كُنْتُمْ تَكْذِبُونَ	إِنَّ	عِدَّةَ الشُّهُورِ	عِنْدَ اللَّهِ	اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا	فِي كِتَابِ اللَّهِ	يَوْمَ
تم لوگ ذخیرہ کرتے تھے	بیشک	مہینوں کی گنتی	اللہ کے پاس	بارہ مہینے ہیں	اللہ کے لکھے ہوئے میں	(اس دن سے) جس دن

خَلَقَ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضَ	مِنْهَا	أَرْبَعَةٌ	حَرَمٌ	ذَلِكَ	الَّذِينَ الْقَيْمُ	فَلَا تَقْظَمُوا	فِيهِنَّ
اس نے پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو	ان میں سے	چار	محترم ہیں	یہ	پکا ضابطہ ہے	پس تم لوگ ظلم مت کرو	ان میں

أَنْفُسِكُمْ	وَقَاتِلُوا	الْمُشْرِكِينَ	كَأَنَّهُ	يُقَاتِلُونَكُمْ	كَأَنَّهُ	وَأَعْلَمُوا	أَنَّ اللَّهَ
اپنی جانوں پر	اور جنگ کرو	مشرکوں سے	اکٹھا ہو کر	جیسے	وہ جنگ کرتے ہیں تم سے	اکٹھا ہو کر	اور جان لو کہ اللہ

مَعَ الْمُتَّقِينَ	إِنَّمَا	النَّسِيءُ	زِيَادَةٌ	فِي الْكُفْرِ	يُضِلُّ	بِهِ
تقویٰ کر نیوالوں کے ساتھ ہے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	مہینے آگے پیچھے کرنے کا رواج	زیادتی (یعنی اضافہ) ہے	کفر میں	گمراہ کیا جاتا ہے	اس سے

الَّذِينَ	كَفَرُوا	يُحِلُّونَهُ	عَامًا	وَيُحَرِّمُونَهُ	عَامًا	لِّيُؤْطِعُوا	عِدَّةَ مَا	حَرَّمَ	اللَّهُ
ان کو جنہوں نے	کفر کیا	وہ حلال کرتے ہیں اس کو	ایک سال	اور حرام کرتے ہیں اس کو	ایک سال	تاکہ وہ برابر کریں	اس کی گنتی کو جو	حرام کیا	اللہ نے

فِيحِلُّوا	مَا	حَرَّمَ	اللَّهُ	زُيِّنَ	لَهُمْ	سُوءُ أَعْمَالِهِمْ	وَاللَّهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ
نتیجتاً وہ حلال کرتے ہیں	اس کو جسے	حرام کیا	اللہ نے	سجایا گیا	ان کے لیے	ان کے اعمال کی برائی کو	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	کافر لوگوں کو

نوٹ: 1

حضرت عدیؓ بن حاتم ایمان لانے سے پہلے عیسائی تھے۔ انھوں نے آیت - 31 کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ اس آیت میں ہم پر اپنے علماء اور درویشوں کو رب بنالینے کے الزام کی حقیقت کیا ہے۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ یہود اور نصاریٰ اپنے علماء اور درویشوں کو رب نہیں بناتے۔ جواب میں رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا ایسا نہیں ہے جس کو وہ لوگ حرام قرار دیتے ہیں اسے تم لوگ حرام مان لیتے ہو جس کو وہ لوگ حلال قرار دیتے ہیں اسے حلال مان لیتے ہو۔ حضرت عدیؓ نے کہا کہ یہ تو ہم کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہی ان کو رب بنانا ہے۔

نوٹ: 2

آیت - 34-35 میں جب سونے چاندی کی مذمت اُتری اور صحابہ کرامؓ میں اس کا چرچا ہوا تو حضرت عمرؓ نے کہا میں پوچھ آتا ہوں۔ ان کے سوال پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اسی لیے مقرر فرمائی ہے کہ بعد کا مال پاک ہو جائے۔ میراث کا مقرر کرنا بتا رہا ہے کہ جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کرمارے خوشی کے تکبیریں کہنے لگے۔ (ابن کثیر)

آیت نمبر (38 تا 48)

0034

غ و ر

- (ن) غَوْرًا نشیب میں اترنا۔ پانی کا زمین میں جذب ہونا۔ ﴿أَوْ يُصْبِحَ مَا وَهَا غَوْرًا﴾ (18 / الکہف: 41) ”یا ہو جائے اس کا پانی زمین میں جذب۔“
- مَغَارَةٌ اسم الظرف ہے۔ نیچے اترنے کی جگہ یعنی غار۔ ﴿لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأًا أَوْ مَغْرَبًا﴾ (9 / التوبہ: 57) ”اگر وہ پائیں کوئی پناہ گاہ یا غار۔“
- غَارٌ اسم ذات ہے۔ غار۔ زیر مطالعہ آیت۔ 40

ث ب ط

- (ن) ثَبَطًا کسی کو کسی کام سے باز رکھنا۔ روک دینا
- (تفعیل) تَثْبِيْطًا بالکل یا قطعی طور پر روک دینا۔ ہلنے نہ دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 42

ترکیب

(آیت۔ 39) إِلَّا دراصل ان شرطیہ اور لائے نفی کو ملا کر لکھا گیا ہے۔ لَا تَنْفِرُوا فعل نہیں ہے۔ یہ دراصل لائے نفی کے ساتھ مضارع لَا تَنْفِرُونَ تھا۔ جو ان کی شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔ يُعَذِّبُكُمْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے ان شرطیہ پر عطف ہونے کی وجہ سے یَسْتَبْدِلُ مجزوم ہے اور لَا تَضُرُّوْهُ اس کا جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ اس میں ضمیر مفعولی کو اللہ کے لیے بھی مانا جاسکتا ہے اور قَوْمًا کے لیے بھی۔ (آیت۔ 47) وَلَا أَوْضَعُوا میں لائے نفی نہیں ہے۔ لَا میں لام تاکید ہے اور الف زائدہ ہے جو پڑھا نہیں جاتا۔ (قرآنی رسم الخط کا ایک حصہ ہے)۔

ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	أَمِنُوا	مَا لَكُمْ	إِذَا	قِيلَ	لَكُمْ	انْفِرُوا	فِي سَبِيلِ اللَّهِ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تمہیں کیا ہے	جب	کہا جاتا ہے	تم لوگوں سے	کہ تم لوگ نکلو	اللہ کی راہ میں

إِنَّا قَلَتُمْ	إِلَى الْأَرْضِ ط	أَ	رَضِيتُمْ	بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا	مِنَ الْآخِرَةِ ؕ	فَمَا
تو تم لوگ بوجھل ہوتے ہو	زمین کی طرف	کیا	تم لوگ راضی ہوئے	دنوی زندگی پر	آخرت سے (زیادہ)	تو نہیں ہے

مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	فِي الْآخِرَةِ	إِلَّا	قَلِيلٌ ۝	إِلَّا تَنْفِرُوا	يُعَذِّبُكُمْ	عَذَابًا أَلِيمًا
دنوی زندگی کا سامان	آخرت (کے مقابلہ) میں	مگر	بہت تھوڑا	اگر تم لوگ نہیں نکلو گے	تو وہ عذاب دے گا تم لوگوں کو	ایک دردناک عذاب

وَيَسْتَبْدِلُ	قَوْمًا	غَيْرَكُمْ	وَ	لَا تَضُرُّوْهُ	شَيْئًا ط	وَاللَّهُ	عَلَى كُلِّ شَيْءٍ
اور وہ تبدیل کرے گا	کسی قوم کو	تمہارے علاوہ	اور (یعنی تو)	تم لوگ نقصان نہیں پہنچاؤ گے اس کو	کچھ بھی	اور اللہ	ہر چیز پر

قَدِيرٌ ۝	إِلَّا تَنْصُرُوْهُ	فَقَدْ لَصِرَہُ	اللَّهُ	إِذْ	أَخْرَجَہُ	الَّذِينَ	كَفَرُوا
-----------	---------------------	-----------------	---------	------	------------	-----------	----------



تو مدد کر چکا ہے ان کی	اللہ	جب	نکالا ان کو	ان لوگوں نے جنہوں نے	کفر کیا
------------------------	------	----	-------------	----------------------	---------

00/34

ثَانِيِ الثَّنَيْنِ	اِذْ	هَمَّا	فِي الْغَارِ	اِذْ	يَقُولُ	لِصَاحِبِهِ	لَا تَحْزَنْ	اِنَّ اللّٰهَ	مَعَنَا
دو کا دوسرا ہوتے ہوئے	جب	وہ دونوں	غار میں تھے	جب	وہ کہتے تھے	اپنے ساتھی سے	غمگین مت ہو	یقیناً اللہ	ہمارے ساتھ ہے

فَاَنْزَلَ	اللّٰهُ	سَكِينَتَهُ	عَلَيْهِ	وَآيَّدَا	بِجُودٍ	لَّمْ تَرَوْهَا	وَجَعَلَ	كَلِمَةَ الَّذِينَ
تو اتاری	اللہ نے	پنی سکینیت	ان پر	اور تائید کی ان کی	اپنے لشکروں سے	تم لوگوں نے نہیں دیکھا جن کو	اور اس نے بنایا	ان کی بات کو جنہوں نے

كَفَرُوا	السُّفْلَىٰ	وَكَالِمَةُ اللّٰهِ	هِيَ الْعُلْيَا	وَاللّٰهُ	عَزِيزٌ	حَكِيمٌ	اِنْفِرُوا	خِفَافًا
کفر کیا	سب سے پست	اور اللہ کا فرمان	ہی سب سے بلند ہے	اور اللہ	بالادست ہے	حکمت والا ہے	تم لوگ نکلو	ہلکے ہوتے ہوئے

وَتَثَقَّلَا	وَجَاهِدُوا	بِأَمْوَالِكُمْ	وَأَنْفُسِكُمْ	فِي سَبِيلِ اللّٰهِ	ذُكُمُ	خَيْرٌ	لَّكُمْ	اِنْ
اور بوجھل ہوتے ہوئے	اور جدوجہد کرو	اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	اللہ کی راہ میں	یہ	بہتر ہے	تمہارے لیے	اگر

كُنْتُمْ	تَعْلَمُونَ	كُو	كَانَ	عَرْضًا قَرِيبًا	وَسَفَرًا قَاصِدًا	لَا تَتَّبِعُوا	وَلَكِنْ	بَعْدَتْ	عَلَيْهِمْ
تم لوگ	جانتے ہو	اگر	وہ ہوتا	کوئی قریبی سامان	اور کوئی درمیانی سفر	تو وہ ضرور پیروی کرتے آپ کی	لیکن	دور ہوا	ان پر

الشُّقَّةُ	وَسَيَحْلِفُونَ	بِاللّٰهِ	كُو	اَسْتَطَعْنَا	لَخَرَجْنَا	مَعَكُمْ	يُهْلِكُونَ
مشکل سفر	اور وہ لوگ قسم کھائیں گے	اللہ کی	اگر	ہمیں استطاعت ہوتی	تو ہم ضرور نکلتے	تم لوگوں کے ساتھ	وہ لوگ ہلاکت میں ڈالتے ہیں

أَنْفُسَهُمْ	وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	إِنَّهُمْ	لَكَايُونَ	عَفَا	اللّٰهُ	عَنْكَ	لِمَ	أَذْنَتْ	لَهُمْ
اپنی جانوں کو	اور اللہ	جانتا ہے	کہ بیشک وہ لوگ	یقیناً جھوٹے ہیں	درگزر کیا	اللہ نے	آپ سے	کیوں	آپ نے اجازت دی	انہیں

حَتَّىٰ	يَتَّبِعِينَ	لَكَ	الَّذِينَ	صَدَقُوا	وَتَعْلَمَ	الْكَايِبِينَ	لَا يَسْتَأْذِنُكَ
یہاں تک کہ	واضح ہو جاتے	آپ کے لیے	وہ لوگ جنہوں نے	سچ کہا	اور آپ جان لیتے	جھوٹوں کو	اجازت نہیں مانگتے آپ سے

الَّذِينَ	يُؤْمِنُونَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْآخِرِ	أَنْ	يُجَاهِدُوا	بِأَمْوَالِهِمْ	وَأَنْفُسِهِمْ	وَاللّٰهُ
وہ لوگ جو	ایمان لاتے ہیں	اللہ پر	اور آخری دن پر	کہ	کہ وہ جہاد (نہ) کریں	اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	اور اللہ

عَلَيْهِمْ	بِالْمُتَّقِينَ	إِنَّمَا	يَسْتَأْذِنُكَ	الَّذِينَ	لَا يُؤْمِنُونَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
جانے والا	تقویٰ کرنے والوں کو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اجازت مانگتے ہیں آپ سے	وہ لوگ جو	ایمان نہیں لاتے	اللہ پر	اور آخری دن پر

وَأَرْتَابَتْ	قُلُوبُهُمْ	فَهُمْ	فِي رَيْبِهِمْ	يَتَرَدَّدُونَ	وَلَوْ	أَرَادُوا	الْخُرُوجَ	لَا عُدُّوا
اور شک میں پڑے	ان کے دل	تو وہ لوگ	اپنے شبہ میں پڑے	حیران ہیں	اور اگر	وہ ارادہ رکھتے	نکلنے کا	تو ضرور تیار کرتے

لَهُ	عُدَّةٌ	وَلَكِنْ	كَرِهَ	اللّٰهُ	اِنْبَعَاثَهُمْ	فَتَبَّطَّهُمْ	وَقِيلَ	اقْعُدُوا	مَعَ الْقَوَّيْنِ
اس کے لیے	کچھ سامان	اور لیکن	نا پسند کیا	اللہ نے	ان کے اٹھنے کو	تو اس نے چپکا کے رکھ دیا ان کو	اور ان سے کہا گیا	کہ تم لوگ بیٹھو	بیٹھنے والوں کے ساتھ

لَوْ	خَرَجُوا	فِيكُمْ	مَا زَادَكُمْ	إِلَّا	خَبَالًا	وَلَا أَوْصَعُوا	خَلَلَكُمْ
اگر	وہ لوگ نکلتے	تم میں (یعنی تمہارے ساتھ)	تو وہ زیادہ نہ کرتے تم کو	مگر	بلحاظ ذہنی انتشار کے	اور ضرور دوڑاتے (افواہیں)	تمہارے درمیان

يَبْعُونَكُمْ	الْفِتْنَةَ	وَفِيكُمْ	سَمْعُونَ	لَهُمْ	وَاللَّهُ	عَلِيمٌ	بِالْظَّالِمِينَ	لَقَدْ ابْتَغُوا
تلاش کرتے ہوئے تم میں	فتنہ	اور تم لوگوں میں	جاسوس ہیں	ان کیلئے	اور اللہ	جاننے والا ہے	ظالموں کو	بیشک وہ لوگ تلاش کر چکے ہیں

الْفِتْنَةَ	مِنْ قَبْلُ	وَقَلْبُوا	لَكَ	الْأُمُورَ	حَتَّى	جَاءَ	الْحَقُّ	وَوَظَّهَرَ	أَمْرُ اللَّهِ
فتنہ کو	اس سے پہلے	اور انہوں نے بار بار الٹا	آپ کے لیے	معاملات کو	یہاں تک کہ	آیا	حق	اور غالب ہوا	اللہ کا حکم

و	هُمْ	كَرِهُونَ
اس حال میں کہ	وہ	کراہت کرنے والے تھے

نوٹ: 1

آیت - 46 میں ہے کہ غزوہ تبوک میں شرکت کے لیے منافقوں کا اٹھنا اللہ نے پسند نہیں کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ جہاد کے جذبے سے خالی تھے اور دین کی سربلندی کے لیے جانفشانی کرنے کی ان کے اندر کوئی خواہش نہیں تھی تو بددلی کی ساتھ یا کسی شرارت کی نیت سے ان کا اٹھنا اللہ کو پسند نہ تھا۔ کیونکہ یہ چیز متعدد خرابیوں کا موجب ہوتی۔ اگلی آیات میں اسی کی وضاحت ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (49 تا 59)

ز ه ق

(ف)

روح کا جسم سے نکل جانا۔ کسی چیز کا مٹ جانا۔ زیر مطالعہ آیت - 55
اسم الفاعل ہے۔ جانے والا۔ مٹنے والا۔ ﴿فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ط﴾ (21 / الانبیاء: 18) ”تو جب ہی وہ مٹنے والا ہے۔“

فَعُولُ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا مٹنے والا۔ نیست و نابود ہونے والا۔ ﴿إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝﴾ (17 / بنی اسرائیل: 81) ”یقیناً باطل ہے ہی نیست و نابود ہونے والا۔“

ل ج ع

(ف)

لَجُئًا
مَلَجًا
کسی جگہ میں پناہ لینا۔
اسم الظرف ہے۔ پناہ لینے کی جگہ۔ زیر مطالعہ آیت - 57

ج م ح

(ف)

جُنْحًا
گھوڑے کا سوار کے قابو سے باہر ہونا۔ سرکش ہونا۔ زیر مطالعہ آیت - 57

ل م ز

(ض)

لَمَزًا
لُمَزَةً
عیب جوئی کرنا۔ نکتہ چینی کرنا۔ زیر مطالعہ آیت - 58
بہت عیب جوئی کرنے والا۔ ﴿وَيْلٌ لِّلَّذِينَ هُمْ مَزَّةٌ لَّمَزَةً ۝﴾ (104 / الحمزہ: 1) ”تباہی ہے ہر ایک نفیست کرنے والے عیب جوئی کرنے والے کی۔“

ترکیب

(آیت - 49) لَا تَفْتَنِي فِي نَفْسِي لَا تَفْتَنِي ہے۔ یہ فعل نہی لا تَفْتَنِي ہے۔ اور ضمیر مفعولی نَفْسِي کو اس میں ملا کر لکھا گیا ہے۔ (آیت - 52) إِنَّا مَادَهُ بَنِي كَا كُوْنِي صِيغَةً نہیں ہے بلکہ ضمیر نا پر حرف جارہ داخل ہوا ہے۔ الْحُسَيْنِيْنَ، حَسَنُ كَا تَشْنِيْہِ نہیں ہے۔ بلکہ یہ أَفْعَلُ تَفْضِيلِ حُسْنِيْ كَا تَشْنِيْہِ ہے (آیت - 55) لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي هَا كِي ضَمِيرِ أَمْوَالِهِمْ اور أَوْلَادِهِمْ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَقُولُ	اِذْنِي	وَلَا تَفْتَنِيْ ط	آلا	فِي الْفِتْنَةِ
اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو	کہتے ہیں	آپؐ اجازت دیں مجھ کو	اور آپؐ آزمائش میں نہ ڈالیں مجھے	سنو	آزمائش میں ہی
سَقَطُوا ط	وَأَنَّ	جَهَنَّمَ	لَمَجِيْطَةٍ ط	بِالْكَافِرِيْنَ ۝۳۹	إِنْ
وہ لوگ گرے	اور یقیناً	جہنم	ضرور گھیرنے والی ہے	کافروں کو	اگر
وَأَنَّ	تُصْبِكَ	مُصِيبَةٍ ط	يَقُولُوا	قَدْ أَخَذْنَا	أَمْرَنَا
اور اگر	آن لگے آپؐ کو	کوئی مصیبت	تو وہ کہتے ہیں	ہم نے پکڑ (یعنی سنبھال) لیا ہے	اپنا معاملہ
ہم	فَرِحُونَ ۝۴۰	قُلْ	لَنْ يُصِيبَنَا	إِلَّا	مَا
وہ لوگ	اترانے والے ہیں	آپؐ کہہ دیجیے	ہرگز نہیں لگے گا ہم کو	مگر	وہ جو
وَعَلَى اللَّهِ	فَلْيَتَوَكَّلِ	الْمُؤْمِنُونَ ۝۴۱	قُلْ	هَلْ	تَرَبَّصُونَ
اور اللہ پر ہی	پس چاہیے کہ بھروسہ کریں	ایمان لانے والے	آپؐ کہیے	کیا	تم لوگ انتظار کرتے ہو
إِحْدَى الْحُسَيْنِيْنَ ط	وَنَحْنُ	نَتَرَبَّصُ	بِكُمْ	أَنْ	يُصِيبَكُمْ
دو بہترین اچھائیوں کی ایک کے	اور ہم	انتظار کرتے ہیں	تمہارے بارے میں	کہ	آن لگے تم لوگوں کو
مِّنْ عِنْدِيْ ۚ	أَوْ	بِأَيْدِنَا ط	فَتَرَبَّصُوا	إِنَّا	مَعَكُمْ
اپنے پاس سے	یا	ہمارے ہاتھوں سے	تو انتظار کرو	بیشک ہم	تمہارے ساتھ
طَوَعًا	أَوْ	كَرْهًا	لَنْ يُّنْتَقَبَلَ	مِنْكُمْ ط	إِنِّكُمْ كُنْتُمْ
تابعدار ہوتے ہوئے	یا	نا پسند کرتے ہوئے	ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا	تم لوگوں سے	بیشک تم لوگ ہو
وَمَا مَنَعَهُمْ	أَنْ	تُقْبَلَ	مِنْهُمْ	لَفَقَهُهُمْ	إِلَّا
اور نہیں روکا ان کو	کہ	قبول کیا جائے	ان سے	ان کے خرچوں کو	سوائے اس کے
وَلَا يَأْتُونَ	الصلوة	إِلَّا	وَهُمْ	كُسَالَى	وَلَا يَنْفِقُونَ
اور وہ نہیں آتے	نماز کے پاس	مگر	اس حال میں کہ	وہ	انتہائی کاہل ہیں
فَلَا تُعْجِبْكَ	أَمْوَالُهُمْ	وَلَا أَوْلَادُهُمْ ط	إِنَّمَا	يُرِيدُ	اللَّهُ
تو چاہیے کہ حیرت میں نہ ڈالیں آپؐ کو	ان کے اموال	اور نہ ہی ان کی اولاد	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	چاہتا ہے	اللہ

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	وَتَزُهَقَ	أَنْفُسُهُمْ	وَ	هُمْ	كَفَرُونَ ﴿٥٤﴾	وَيَحْلِفُونَ	بِاللَّهِ	إِنَّهُمْ
دنوی زندگی میں	اور نکلیں	ان کی جانیں	اس حال میں کہ	وہ	کفر کرنے والے ہوں	اور وہ قسمیں کھاتے ہیں	اللہ کی	کہ وہ

لَيْسَكُمْ ط	وَمَا هُمْ	مِنْكُمْ	وَلَكِنَّهُمْ	قَوْمٌ	يَكْفُرُونَ ﴿٥٥﴾	لَوْ	يَجِدُونَ	مَلَجًا	أَوْ مَغْرًا
ضرورت میں سے ہیں	اور وہ نہیں ہیں	تم میں سے	اور لیکن وہ	ایک ایسی قوم ہیں جو	ڈرتے ہیں	اگر	وہ لوگ پائیں	کوئی پناہ گاہ	یا کچھ غار

أَوْ مَدَّحَلًا	لَوْ لَوْ	إِلَيْهِ	وَ	هُمْ	يَجْمَحُونَ ﴿٥٦﴾	وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَلْمِزُكَ
یا کوئی گھسنے کی جگہ	تو ضرور لوٹیں گے	اس کی طرف	اس حال میں کہ	وہ	سرکشی کرتے ہوں	اور ان میں وہ بھی ہیں جو	نکتہ چینی کرتے ہیں آپ پر

فِي الصَّدَقَاتِ ٣	فَإِنْ	أَعْطُوا	مِنْهَا	رَضُوا	وَإِنْ	لَّمْ يُعْطُوا	مِنْهَا	إِذَا	هُمْ
صدقات (کے بارے) میں	پھر اگر	عطا کیا جائے گا ان کو	ان میں سے	تو وہ راضی ہوں	اور اگر	عطا نہ کیا جائے ان کو	ان میں سے	تو جب ہی	وہ

يَسْخَطُونَ ﴿٥٧﴾	وَلَوْ	أَنَّهُمْ	رَضُوا	مَا	أَتَاهُمْ	اللَّهُ	وَرَسُولُهُ	وَقَالُوا	حَسْبُنَا	اللَّهُ
غصہ کرتے ہیں	اور اگر	یہ کہ وہ لوگ	راضی ہوتے	اس سے جو	دیا ان کو	اللہ نے	اور اس کے رسول نے	اور وہ کہتے	کافی ہے ہم کو	اللہ

سَيُؤْتِينَا	اللَّهُ	مِنْ فَضْلِهِ	وَرَسُولُهُ	إِنَّا	إِلَى اللَّهِ	رَغِبُونَ ﴿٥٨﴾
دے گا ہم کو	اللہ	اپنے فضل سے	اور اس کا رسول بھی	بیشک ہم	اللہ کی طرف ہی	رغبت کرنے والے ہیں

نوٹ: 1

آیت - 55 سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو مال و دولت سے اس دنیا میں بھی عذاب دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی محبت میں انہماک انسان کے لیے اس دنیا میں ایک عذاب اور مصیبت بن جاتا ہے۔ دولت حاصل کرنے کے لیے کیسی کیسی محنت و مشقت اور جسمانی وجہ باقی کوفت اٹھانی پڑتی ہے کہ نہ دن کا چین نہ رات کی نیند، نہ اپنے تن بدن کی خبر اور نہ اپنے بیوی بچوں میں دل بہلانی کی فرصت۔ پھر اگر دولت حاصل ہوگئی تو اس کو بڑھانے کی فکر بھی دن رات کا عذاب ہے اور اگر ذرا سا نقصان ہو جائے تو غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے اور اگر ساری چیزیں خواہش کے مطابق حاصل ہو جائیں تو اس کے گھٹ جانے کا اندیشہ ایک مستقل عذاب ہیں۔ یہ سب عذاب ہی عذاب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیوقوف انسان نے راحت کے سامان کو ہی راحت سمجھ لیا ہے اور حقیقی راحت یعنی قلبی سکون و اطمینان کی اس کو ہوا بھی نہ لگی۔ اس لیے وہ سامانِ راحت کو ہی راحت سمجھ کر اس میں مگن رہتا ہے جو حقیقت میں اس کے لیے دنیا کے چین و آرام کا بھی دشمن ہے اور آخرت کے عذاب کا مقدمہ بھی ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (60 تا 66)

غ ر م

(س) غَرَمًا (1) کسی چیز کا کسی سے چمٹ جانا۔ (2) کسی جرم یا غلطی کے بغیر نقصان میں پھنسنا۔ مفت کے تاوان میں پڑنا۔

غَرَامٌ اسم ذات ہے۔ چمٹ جانے والی چیز۔ ﴿إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا﴾ (25/ الفرقان: 65) ”بیشک اس کا عذاب چمٹنے والی چیز ہے۔“

مَغْرَمٌ اسم الظرف کا وزن مَفْعَلٌ ہے۔ لیکن اسم ذات کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ تاوان۔ چٹی۔ جرمانہ ﴿وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا﴾ (9/ التوبہ: 98) اور دیہاتیوں میں وہ بھی ہیں جو بناتے ہیں یعنی سمجھتے ہیں اس کو جو وہ خرچ کرتے ہیں ایک جرمانہ۔“



0034

اسم الفاعل ہے۔ تاوان میں پھنسنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 60

غَارِمٌ

کسی پر تاوان ڈالنا۔

اِغْرَامًا

(افعال)

اسم المفعول ہے۔ تاوان ڈالا ہوا۔ ﴿إِنَّا لَمُغْرَمُونَ﴾ (56/ الواقعة: 66) ”بیشک ہم ضرورتاً تاوان

مُغْرَمٌ

ڈالے گئے ہیں۔“

ترکیب

(آیت۔ 60) الْمَسْكِينِ، الْعَمِلِينَ، الْمُؤَلَّفَةِ، الْغَرَمِينَ اور ابْنِ السَّبِيلِ، یہ سب لِلْفُقَرَاءِ کے حرف جر پر عطف ہونے کی وجہ سے جر میں ہیں۔ الْمُؤَلَّفَةِ اسم المفعول نے فعل کا عمل کیا ہے اور قُلُوبُهُمْ اس کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے (آیت۔ 61)۔ اُذُنُ مضاف اور خَيْرِ اس کا مضاف الیہ ہے۔ یُؤْمِنُ کی ضمیر فاعلی النبی کے لیے ہے۔ (آیت: 64) اَنْ یُرْضَوْهُ میں ضمیر مفعولی واحد لا کر ظاہر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اور اس کے رسول کا حق ایک ہی بات ہے۔ (آیت۔ 63) اَنَّهُ ضمیر الشان ہے (آیت۔ 64) عَلَیْهِمْ اور تُنَبِّئُهُمْ میں هُمْ کی ضمیریں مومنوں کے لیے ہیں جبکہ قُلُوبُهُمْ کی ضمیر منافقوں کے لیے ہے۔

ترجمہ

اِنَّمَا	الصَّدَقَاتُ	لِلْفُقَرَاءِ	وَالْمَسْكِينِ	وَالْعَمِلِينَ عَلَیْهَا
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	صدقات	فقیروں کے لیے ہیں	اور مسکینوں کے لیے ہیں	اور اس پر کام کرنے والوں کے لیے ہیں

وَالْمُؤَلَّفَةِ	قُلُوبُهُمْ	وَفِي الرِّقَابِ	وَالْغَرَمِينَ	وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ
اور جوڑا ہوا ہونے کے لیے ہیں	انکے دلوں کو	اور گردنوں (کو چھڑانے) میں	اور تاوان میں پھنسنے والوں کے لیے ہیں	اور اللہ کی راہ میں (خرچ) کے لیے ہیں

وَابْنِ السَّبِيلِ ط	فَرِیْضَةً	مِّنَ اللّٰهِ ط	وَاللّٰهُ	عَلِیْمٌ	حَكِیْمٌ ۝۵	وَمِنْهُمْ الذِّیْنَ	یُؤْذُوْنَ
اور مسافروں کے لیے ہیں	فرض ہوتے ہوئے	اللہ (کی طرف) سے	اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	اور ان میں وہ بھی ہیں جو	ایذا پہنچاتے ہیں

الَّذِیْنَ	وَيَقُولُوْنَ	هُوَ	اُذْنُ ط	قُلْ	اُذْنُ خَیْرٍ	لَّكُمْ	یُؤْمِنُ	بِاللّٰهِ	وَيُؤْمِنُ	لِلْمُؤْمِنِیْنَ ط
ان نبی گو	اور وہ کہتے ہیں	وہ	ایک کان ہیں	آپ کہیے	خیر کا کان ہے	تمہارے لیے	وہ ایمان رکھتے ہیں	اللہ پر	اور وہ بات مانتے ہیں	مومنوں کی

وَرَحْمَةً	لِّلَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	مِنْكُمْ ط	وَالَّذِیْنَ	یُؤْذُوْنَ	رَسُوْلَ اللّٰهِ	لَهُمْ	عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۶
اور رحمت ہیں	ان کے لیے جو	ایمان لائے	تم میں سے	اور وہ لوگ جو	ایذا پہنچاتے ہیں	اللہ کے رسول گو	ان کے لیے	ایک دردناک عذاب ہے

يَحْلِفُوْنَ	بِاللّٰهِ	لَّكُمْ	لِیَرْضَوْكُمْ ج	وَ	اللّٰهُ	وَرَسُوْلًا	اٰحَقُّ	اَنْ	یُرْضَوْهُ	اِنْ
وہ لوگ قسم کھاتے ہیں	اللہ کی	تم سے	تاکہ وہ راضی کریں تم کو	حالانکہ	اللہ	اور اس کا رسول	زیادہ حقدار ہیں	کہ	وہ راضی کریں ان کو	اگر

كَانُوا	مُؤْمِنِیْنَ ۝۷	اَ	لَمْ يَعْلَمُوْا	اَنَّهُ	مَنْ	یُحَادِدِ	اللّٰهُ	وَرَسُوْلُهُ	فَاَنْ	لَّهُ
وہ ہیں	ایمان لانے والے	کیا	انہوں نے نہیں جانا	کہ حقیقت یہ ہے کہ	جو	مخالفت کرتا ہے	اللہ کی	اور اس کی رسول کی	تو یہ کہ	اس کے لیے

نَارَ جَهَنَّمَ	خَالِدًا	فِیْهَا ط	ذٰلِكَ	الْخِزْيُ الْعَظِیْمُ ۝۸	یَحْدَرُ	الْمُنْفِقُوْنَ	اَنْ	تُنْزَلَ
جہنم کی آگ ہے	ہمیشہ رہنے والا ہوتے ہوئے	اس میں	یہ	ہی بڑی رسوائی ہے	ڈرتے ہیں	منافق لوگ	کہ	اتاری جائے

عَلَيْهِمْ	سُورَةٌ	تُنَبِّئُهُمْ	بِهَا	فِي قُلُوبِهِمْ ط	قُلْ	اسْتَهْزِءُوا	إِنَّ اللَّهَ	مُخْرَجٌ
ان (مومنوں) پر	کوئی سورہ	جو خبر دے ان کو	اس کی جو	ان (منافقوں) کے دلوں میں ہے	آپؐ کہیے	مذاق اڑالو	یقیناً اللہ	نکالنے والا ہے
مَّا	تَحْذَرُونَ ﴿٥٩﴾	وَلَيْنَ	سَأَلْتَهُمْ	لَيَقُولُنَّ	إِنَّمَا	كُنَّا نَحْضُ	وَنَلْعَبُ ط	
اس کو جس سے	تم لوگ ڈرتے ہو	اور بیشک اگر	آپؐ پوچھیں ان سے	تو یہ لازماً کہیں گے	کچھ نہیں	ہم تو بس گپ شپ کرتے تھے	اور کھیلتے تھے	
قُلْ	أَ يٰ	بِاللّٰهِ	وَالْيَتٰى	وَرَسُوْلِهِ	كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦٠﴾	لَا تَعْتَدُوْا	قَدْ كَفَرْتُمْ	بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ط
آپؐ کہیے	کیا	اللہ سے	اور اس کی آیات	اور اس کے رسولؐ سے	تم لوگ استہزا کرتے تھے	بہانے مت تراشو	تم لوگ کفر کر چکے ہو	اپنے ایمان کے بعد
إِنْ	تَعُفْ	عَنْ طَآئِفَةٍ	مِّنْكُمْ	نُعَذِّبُ	طَآئِفَةً	بِآَنَّهُمْ	كَانُوا	مُجْرِمِيْنَ ﴿٦١﴾
اگر	ہم درگزر کریں	کسی جماعت سے	تم میں سے	تو ہم عذاب دیں گے	کسی جماعت کو	بسبب اس کے کہ لوگ	تھے	جرم کرنے والے

نوٹ: 1

آیت - 60 وہ بنیادی آیت ہے جس سے زکوٰۃ کے احکام وضع کیے گئے ہیں اس کی تفصیل مختلف تفاسیر میں دیکھی جاسکتی ہے۔ یہاں ہم صرف چند اہم نکات کی نشاندہی کر رہے ہیں ءہم نے معارف القرآن سے آخذ کیے ہیں۔

(1) اگرچہ قرآن مجید کی آیات میں صدقات کا لفظ عام مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ جس میں واجب یعنی زکوٰۃ اور نفلی یعنی خیرات، دونوں طرح کے صدقات شامل ہیں مگر اس آیت میں باجماع صحابہؓ و تابعین صدقات فرض یعنی زکوٰۃ ہی کے مصارف کا بیان مراد ہے۔ نفلی صدقات میں روایات کی تصریحات کی بنا پر بہت وسعت ہے اور وہ ان آٹھ مصارف میں منحصر نہیں ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے۔

(2) ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زکوٰۃ میں سے کچھ مانگنے کے لیے حاضر ہوا تو آپؐ نے اسے جواب دیا کہ صدقات کی تقسیم کو اللہ تعالیٰ نے کسی نبی یا غیر نبی کے حوالہ نہیں کیا بلکہ خود ہی اس کے آٹھ مصرف متعین فرما دیے ہیں۔ اگر تم ان میں داخل ہو تو تمہیں دے سکتا ہوں۔ (اس سے ثابت ہو گیا کہ زکوٰۃ کے مصارف کے ضمن میں ’اجتہاد‘ کا دروازہ ہمیشہ سے بند ہے۔ روشن خیال اور ترقی پسند مسلمانوں کو خواہ کتنا ہی برا لگے۔ مرتب)۔

زکوٰۃ کے مصرف معین کرنے کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے زکوٰۃ کے نصاب اور ہر نصاب میں سے مقدار زکوٰۃ ہمیشہ کے لیے متعین کر کے بتا دیے اور آپؐ نے اسے صرف زبانی بتانے پر کفایت نہیں فرمائی بلکہ اس کے مفصل فرمان لکھوا کر حضرت عمرؓ اور حضرت عمرو بن حزمؓ کے سپرد فرمائے۔

(3) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر مذہب والے پر صفقہ کرو۔ اس لیے نفلی صدقات غیر مسلموں کو بھی دیے جاسکتے ہیں۔ اس کی ساتھ ہی آپؐ گ یہ ہدایات بھی ہے کہ زکوٰۃ صرف مسلمانوں کے اغنیاء سے لی جائے اور ان ہی کے فقراء پر صرف کی جائے۔ اس لیے زکوٰۃ غیر مسلموں کو نہیں دی جاسکتی۔

(4) آج کل اسلامی مدارس اور انجمنوں کے مہتمم یا ان کی طرف سے بھیجے ہوئے سفیر صدقات، زکوٰۃ وغیرہ مدارس اور ان کے لیے وصول کرتے ہیں، ان کا وہ حکم نہیں جو عالمین صدقہ کا اس آیت میں مذکور ہے۔ ان کو مدارس اور انجمن کی طرف سے جداگانہ تنخواہ دینا ضروری نہیں ہے۔ زکوٰۃ کی رقم سے ان کو تنخواہ نہیں دی جاسکتی۔

(5) زکوٰۃ کا ایک مصرف مؤلفۃ القلوب ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی دلجوئی کے لیے ان کو زکوٰۃ سے حصہ دیا جاتا تھا۔ ایک خیال یہ ہے کہ اس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں طرح کے لوگ تھے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب اسلام کو قوت حاصل ہو گئی تو اس طرح کی تدبیروں کی ضرورت نہ رہی اور مصلحت ختم ہو گئی، اس لیے ایسے لوگوں کا حصہ بھی ختم ہو گیا۔ اس کو بعض فقہانے اس مصرف کے منسوخ ہو جانی سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن اکثریت کی رائے یہ ہے کہ مؤلفۃ القلوب کا مصرف منسوخ نہیں ہوا۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس کو ساقط کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ضرورت باقی نہ رہنے کی وجہ سے لوگوں کا حصہ ساقط کیا گیا تھا لیکن کسی زمانہ میں پھر ایسی ضرورت پیش آجائے تو پھر دیا جاسکتا ہے۔

یہ خیال درست نہیں ہے کہ اس مصرف میں غیر مسلموں کو بھی دیا گیا تھا۔ امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں ان سب لوگوں کے نام دیے ہیں جن کی دلجوئی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ سے حصہ دیا تھا۔ یہ سب کے سب مسلمان تھے، ان میں کوئی کافر شامل نہیں تا۔ مسلم اور ترمذی کی روایت میں یہ ہے کہ آپؐ نے صفوان بن امیہ کو کافر ہونے کے زمانہ میں کچھ عطیات دیے تھے۔ لیکن یہ عطیات زکوٰۃ کے مال سے نہ تھے بلکہ غزوہ حنین کے ماغیمت کا جو خمس بیت المال میں داخل ہوا تھا، اس میں سے دیے گئے تھے۔

(6) ہر وہ شخص جو کوئی نیک کام یا عبادت کرنا چاہتا ہے اور اس میں مال کی ضرورت ہے تو وہ بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے بشرطیکہ اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جس سے اس کام کو پورا کر سکے، جیسے دین کی تعلیم و تبلیغ اور اس کی نشر و اشاعت۔ لیکن کچھ لوگوں نے لفظ ”فی سبیل اللہ“ دیکھ کر زکوٰۃ کے مصارف میں ان تمام کاموں کو داخل کر دیا جو کسی حیثیت سے نیکی یا عبادت ہیں جیسے مساجد، مدارس، شفا خانوں وغیرہ کی تعمیر، کنویں، پل اور سڑکیں بنانا، رفاہی اداروں کے ملازمین کی تنخواہیں وغیرہ۔ یہ سراسر غلط اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ اگر زکوٰۃ کے مصرف میں اتنا عموم ہوتا کہ تمام طاعات و عبادات اور ہر قسم کی نیکی پر خرچ کرنا اس میں داخل ہو تو پھر قرآن میں آٹھ مصرفوں کا بیان بالکل فضول ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ فی سبیل اللہ کے لغوی ترجمہ سے ناواقف لوگوں کو جو عموم سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں ہے بلکہ مراد وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بیان اور صحابہ کرامؓ کی تصریحات سے ثابت ہے۔

(7) جمہور فقہاء اس پر متفق ہیں کہ زکوٰۃ کے آٹھ مصارف میں بھی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے یہ شرط ہے کہ کسی مستحق کو مال زکوٰۃ پر مالکانہ قبضہ دیا جائے۔ اس کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اسی وجہ سے جمہور فقہاء اس پر متفق ہیں کہ مساجد، مدارس وغیرہ کی تعمیر پر یا ان کی دوسری ضروریات پر زکوٰۃ خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ یتیم خانوں میں اگر یتیموں کا کھانا، کپڑا وغیرہ مالکانہ حیثیت سے دیا جائے تو اس حد تک زکوٰۃ کی رقم خرچ ہو سکتی ہے۔ اسی طرح سے شفا خانوں میں جو دواغریبا کو مالکانہ حیثیت سے دی جائے، اس کی قیمت رقم زکوٰۃ میں محسوب ہو سکتی ہے۔ لیکن لاوارث میت کا کفن رقم زکوٰۃ سے نہیں لگایا جاسکتا، کیونکہ میت میں مالک ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔







964

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آیت نمبر (67 تا 72)

ع د ن

(ض-ن)

عَدْنَا کسی جگہ کو وطن بنانا۔
 عَدُنْ بہشت کے ایک مقام کا نام۔ زیر مطالعہ۔ آیت۔ 72
 عَدَنُ ملک یمن کے ایک شہر کا نام۔ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

ترکیب

(آیت۔ 68) حَسْبُهُمْ کی تمیز مخدوف ہے جو جزاء ہو سکتی ہے۔ (آیت۔ 70) نَبَأُ مضاف ہے۔ الَّذِینَ اس کا مضاف الیہ ہے۔ قَوْمٌ، اَصْحَابِ اور الْمُؤْتَفِكَةِ کی جر بتا رہی ہے کہ یہ الَّذِینَ کا بدل ہیں اور نَبَأُ پر عطف ہیں۔ (آیت۔ 72) وَعَدَ کے دو مفعول آتے ہیں۔ کس سے وعدہ کیا اور کس چیز کا وعدہ کیا۔ یہاں وَعَدَ کے مفعول اول الْمُؤْمِنِیْنَ اور الْمُؤْمِنَاتِ ہیں جبکہ جَنَّتِ اور مَسْكِنِ طَیْبَةٍ مفعول ثانی ہیں۔

ترجمہ

الْمُنْفِقُونَ	وَالْمُنْفِقَاتُ	بَعْضُهُمْ	مِنْ بَعْضٍ	يَا مُرُونَ
منافق مرد	اور منافق عورتیں،	ان کے بعض	بعض میں سے ہیں (یعنی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں)	وہ لوگ ترغیب دیتے ہیں

يَا بُنَيَّ	وَيَنْهَوْنَ	عَنِ الْمَعْرُوفِ	وَيَقْبِضُونَ	أَيْدِيَهُمْ	نَسُوا	اللَّهُ	فَنَسِيَهُمْ
برائی کی	اور منع کرتے ہیں	بھلائی سے	اور سیکڑتے ہیں	اپنے ہاتھوں کو	وہ لوگ بھول گئے	اللہ کو	تو وہ (یعنی اللہ) بھول گیا ان کو

إِنَّ	الْمُنْفِقِينَ	هُمُ الْفٰسِقُونَ ۝	وَعَدَ	اللَّهُ	الْمُنْفِقِينَ	وَالْمُنْفِقَاتِ	وَالْكَفَّارَ	نَادَ جَهَنَّمَ
بیشک	منافق لوگ	ہی نافرمانی کرنے والے ہیں	وعدہ کیا	اللہ نے	منافق مردوں سے	اور منافق عورتوں سے	اور کافروں سے	جہنم کی آگ کا

خٰلِدِينَ	فِيهَا	هِيَ	حَسْبُهُمْ	وَلَعَنَهُمُ	اللَّهُ	وَلَهُمْ
ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اس میں	وہ	ان کو کافی ہے (بطور بدلہ کے)	اور ان پر لعنت کی	اللہ نے	اور ان کے لیے

عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝	كَالَّذِينَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	كَانُوا	أَشَدَّ	مِنْكُمْ	قُوَّةً	وَ أَكْثَرَ	أَمْوَالًا
ایک قائم رہنے والا عذاب ہے	انکی مانند جو	تم لوگوں سے پہلے تھے	وہ لوگ تھے	زیادہ سخت	تم سے	بلحاظ قوت کے	اور زیادہ کثرت والے	بلحاظ مال کے

وَأُولَادًا	فَاسْتَنْتَعُوا	يَخْلَقُهُمْ	فَاسْتَنْتَعُمُ	يَخْلَقِكُمْ
اور اولاد کے	تو انہوں نے فائدہ اٹھایا	اپنے حصے سے	پھر تم لوگوں نے فائدہ اٹھایا	اپنے حصے سے

كَمَا	اسْتَنْتَعَ	الَّذِينَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	يَخْلَقُهُمْ
اس کی مانند جو	فائدہ اٹھایا	انہوں نے جو	تم سے پہلے تھے	اپنے حصے سے



وَحُضِّنُمْ	كَالَّذِي	حَاصُّوْا	أُولَئِكَ	حَبَطَتْ	أَعْمَالُهُمْ	فِي الدُّنْيَا	وَالْآخِرَةِ
اور تم لوگ بھی گھسے	جیسے وہ لوگ	گھستے تھے	وہ لوگ ہیں	اکارت گئے	جن کے اعمال	دنیا میں	اور آخرت میں

وَأُولَئِكَ	هُمْ الْخٰسِرُونَ ﴿٦٩﴾	الَّذِينَ يَأْتِيهِمْ	نَبَأُ الدِّينِ	مِنْ قَبْلِهِمْ	قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ
اور وہ لوگ	ہی خسارہ پانے والے ہیں	کیا نہیں پہنچی ان کو	ان لوگوں کی خبر جو	ان سے پہلے تھے	ثمود اور عاد اور نوح کی قوم کی خبر

وَقَوْمِ إِبْرٰهِيْمَ	وَأَصْحٰبِ مَدْيَنَ	وَالْمُؤْتَفِكَةِ ۖ	أَتَتْهُمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ ۚ
اور ابراہیم کی قوم کی (خبر)	اور مدین والوں کی (خبر)	اور الٹ جانے والی (بستیوں) کی (خبر)	پہنچی ان کے پاس	ان کے رسول	واضح (نشانیوں) کے ساتھ

فَمَا كَانَ	اللَّهُ	لِيُظْلِمَهُمْ	وَلٰكِنْ	كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٧٠﴾	وَالْمُؤْمِنُونَ	وَالْمُؤْمِنٰتُ	بَعْضُهُمْ
تو نہیں ہے	اللہ	کہ وہ ظلم کرتا ان پر	اور لیکن	وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے	اور مومن مرد	اور مومن عورتیں،	ان کے بعض

أُولِيَآءُ	بَعْضُ	يَاْمُرُونَ	بِالْمَعْرُوفِ	وَيَنْهَوْنَ	عَنِ الْمُنْكَرِ	وَيُقِيمُونَ	الصَّلٰوةَ	وَيُؤْتُونَ
کارساز ہیں	بعض کے	ترغیب دیتے ہیں	بھلائی کی	اور منع کرتے ہیں	برائی سے	اور قائم کرتے ہیں	نماز کو	اور پہنچاتے ہیں

الزَّكٰوةَ	وَيُطِيعُونَ	اللَّهُ	وَرَسُولَهُ ۖ	أُولَئِكَ	سَيَرْحَمُهُمُ	اللَّهُ ۖ	إِنَّ اللَّهَ	عَزِيزٌ
زکوٰۃ کو	اور اطاعت کرتے ہیں	اللہ کی	اور اُس کے رسول کی	وہ لوگ ہیں	رحم کرے گا جن پر	اللہ	بیشک اللہ	بالادست ہے

حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾	وَعَدَ	اللَّهُ	الْمُؤْمِنِيْنَ	وَالْمُؤْمِنٰتِ	جَنَّتِ	تَجَرِي	مِنْ تَحْتِهَا	الْأَنْهٰرُ
حکمت والا ہے	وعدہ کیا	اللہ نے	مومن مردوں سے	اور مومن عورتوں سے	ایسے باغات کا	بہتی ہیں	جن کے نیچے	نہریں

خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا	وَمَسْكِيْنَ طَيِّبَةً	فِيْ جَنَّتِ عَدْنٍ ۖ	وَرِضْوَانٌ	رَّسَنِ اللّٰهِ	أَكْبَرُ ۖ
ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اس میں	اور پاکیزہ ٹھکانوں کا	عدن کے باغات میں	اور رضامندی	اللہ (کی طرف) سے	سب سے بڑی ہے

ذٰلِكَ	هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٧٢﴾
یہ	ہی عظیم کامیابی ہے

آیت نمبر (73 تا 80)

(آیت - 76) اَتَتْهُمْ میں اُتائی کی ضمیر اُتی کا مفعول اول ہے جبکہ اس کا مفعول ثانی محذوف ہے جو کہ مَالًا ہو سکتا ہے، بَخِلُوْا بِہ میں بہ کی ضمیر اسی مفعول محذوف یعنی مَالًا کے لیے ہے۔ (آیت - 77) اِلٰی یَوْمٍ نہیں آیا بلکہ اِلٰی یَوْمٍ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ یَوْمٍ مضاف ہی اور یَلْقَوْنَہُ پورا جملہ فعلیہ مضاف الیہ ہے۔ یہ عربی کی مخصوص ترکیب ہے جو اردو میں مستعمل نہیں ہے۔ اس لیے یَلْقَوْنَ کا ترجمہ مضارع کے طور پر کرنے کے بجائے مصدر کے طور پر کرنا اردو محاورہ کی مجبوری ہے۔ (آیت - 80) اَوْ لَا

ترکیب



تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ کے آگے سَوَاءٌ عَلَیْهِمْ مَخْرُوف ہے۔ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ کا مفعول مطلق اِسْتِغْفَارًا مخذوف ہے۔ اس کی جگہ پر آنے کی وجہ سے سَبْعَیْنِ حالتِ نصب میں ہے۔

ترجمہ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ	جَاهِدِ	الْكُفَّارَ	وَالْمُنَافِقِينَ	وَاعْلُظْ	عَلَيْهِمْ ط	وَمَا لَهُمْ ط	جَهَنَّمَ ط
اے نبی	آپ کشمکش کریں	کافروں سے	اور منافقوں سے	اور آپ سخت ہوں	ان پر	اور ان کا ٹھکانہ	جہنم ہے

وَيُسِّسْ	الْبَصِيرُ ④	يَحْلِفُونَ	بِاللَّهِ	مَا قَالُوا ط	وَ	لَقَدْ قَالُوا	كَلِمَةً الْكُفْرِ
اور کتنا برا ہے وہ	لوٹنے کا ٹھکانہ	وہ لوگ قسم کھاتے ہیں	اللہ کی	(کہ) انہوں نے نہیں کہا	حالانکہ	یقیناً وہ کہہ چکے ہیں	کفر کی بات

وَكَفَرُوا	بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ	وَهُمْ أ	بِمَا	لَمْ يَنَالُوا ⑤	وَمَا نَقَمُوا	إِلَّا	أَنْ
اور انہوں نے فر کیا	اپنے اسلام کے بعد	اور انہوں نے ارادہ کیا	اس (چیز) کا جو	نہیں پہنچی (ان کو)	اور انہیں برا نہیں لگا	مگر	(یہ) کہ

أَعْنَهُمْ	اللَّهُ	وَرَسُولُهُ	مِنْ فَضْلِهِ ⑥	فَإِنْ	يَتُوبُوا	يَكُ	خَيْرًا	لَّهُمْ ⑦	وَإِنْ
غنی کیا ان کو	اللہ نے	اور اس کے رسول نے	اپنے فضل سے	پس اگر	یہ لوگ توبہ کریں	تو یہ ہوگا	بہتر	ان کے لیے	اور اگر

يَتُوبُوا	يُعَذِّبُهُمْ	اللَّهُ	عَذَابًا أَلِيمًا	فِي الدُّنْيَا	وَالْآخِرَةِ ⑧	وَمَا لَهُمْ	فِي الْأَرْضِ
وہ روگردانی کریں گے	تو عذاب دے گا ان کو	اللہ	ایک دردناک عذاب	دنیا میں	اور آخرت میں	اور ان کے لیے نہیں ہے	زمین میں

مِنْ وَلِيٍّ	وَلَا يَصِيرُ ⑨	وَمِنْهُمْ مَّنْ	عٰهَدًا	اللَّهُ	لَيْنَ	أَتَدْنَا	مِنْ فَضْلِهِ
کسی قسم کا کوئی کارساز	اور نہ ہی کوئی مددگار	اور ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے	معادہ کیا	اللہ سے	(کہ) بیشک اگر	اس نے دیا ہم کو	اپنے فضل سے

لَنَصَدَّقَنَّ	وَلَنَكُونَنَّ	مِنَ الصَّالِحِينَ ⑩	فَلَبَّأَ	أَنْتَهُمْ	مِنْ فَضْلِهِ	بَخِلُوا
تو ہم لازماً صدقہ خیرات کریں گے	اور ہم لازماً ہو جائیں گے	صالح لوگوں میں سے	پھر جب	اس نے دیا ان کو	اپنے فضل سے	تو انہوں نے بخل کیا

بِهِ	وَتَوَلَّوْا	وَهُمْ	مُعْرَضُونَ ⑪	فَاعْقَبَهُمْ	نِفَاقًا	فِي قُلُوبِهِمْ	إِلَى يَوْمٍ يَلْقَوْنَهُ
اسکے ساتھ	اور روگردانی کی	اور وہ	اعراض کرنے والے (ہی) تھے	تو اس نے بدلے میں دیا ان کو	ایک نفاق	انکے دلوں میں	اس سے ملنے کے دن تک

بِمَا	أَخْلَفُوا	اللَّهُ	مَا	وَعَدُوهُ	وَبِمَا	كَانُوا يَكْذِبُونَ ⑫	أَلَمْ يَعْلَمُوا
بسبب اس کے جو	انہوں نے خلاف کیا	اللہ سے	اسکے جو	انہوں نے وعدہ کیا	اور بسبب اسکے جو	وہ جھوٹ بولا کرتے تھے	کیا انہوں نے نہیں جانا

أَنْ	اللَّهُ	يَعْلَمُ	سِرَّهُمْ	وَنَجْوَاهُمْ	وَأَنَّ	اللَّهُ	عَلَامُ الْغُيُوبِ ⑬	الَّذِينَ	يَلْمِزُونَ
کہ	اللہ	جانتا ہے	ان کے راز کو	اور انکی سرگوشی کو	اور یہ کہ	اللہ	غیب (کی باتوں) کا خوب جاننے والا ہے	وہ لوگ جو	عیب جوئی کرتے ہیں

الْمُطَوِّعِينَ	مِنَ الْمُؤْمِنِينَ	فِي الصَّدَقَاتِ	وَالَّذِينَ	لَا يَجِدُونَ	إِلَّا	جُهْدَهُمْ
نفلی عبادت کرنیوالوں کی	مومنوں میں سے	صدقہ خیرات (کے بارے) میں	اور ان کی جو	نہیں پاتے	مگر	اپنی محنت (کی مزدوری کو)



فَيَسْخَرُونَ	مِنْهُمْ ط	سَخَرَ	اللَّهُ	مِنْهُمْ ن	وَلَهُمْ	عَذَابٌ أَلِيمٌ ④	اِسْتَغْفِرُ	لَهُمْ ④	اَوْ
تو وہ تمسخر کرتے ہیں	ان سے	تمسخر کیا	اللہ نے	ان سے	اور ان کے لیے	ایک دردناک عذاب ہے	آپ استغفار کریں	ان کے لیے	یا

لَا تَسْتَغْفِرُ	لَهُمْ ط	اِنْ	تَسْتَغْفِرُ	لَهُمْ	سَبْعِينَ مَرَّةً	فَلَنْ يَغْفِرَ	اللَّهُ
آپ استغفار نہ کریں	ان کے لیے (برابر ہے)	اگر	آپ استغفار کریں گے	ان کے لیے	ستر مرتبہ	تو (بھی) ہرگز معاف نہیں کرے گا	اللہ

لَهُمْ ط	ذَلِكَ	بِأَنَّهُمْ	كَفَرُوا	بِاللَّهِ	وَرَسُولِهِ ط	وَاللَّهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ⑤
ان کو	یہ	اس سبب سے کہ انہوں نے	ناشکری کی	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	نافرمانی کرنے والوں کو

نوٹ: 1

آیت - 73 میں کفار اور منافقین سے جہاد اور اس میں شدت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کفار سے جہاد کا معاملہ تو واضح ہے، جبکہ منافقین سے جہاد کا مطلب رسول اللہ ﷺ کے عمل سے یہ ثابت ہوا کہ ان کے ساتھ جہاد سے مراد زبانی جہاد ہے، کہ ان کو اسلام کے سمجھنے کی دعوت دیں تاکہ وہ اپنے دعویٰ اسلام میں مخلص ہو جائیں۔

وَاعْلَظْ عَلَيْهِمْ میں لفظ غلظ کے معنی یہ ہیں کہ مخاطب جس طرز عمل کا مستحق ہے اس میں کوئی رعایت اور نرمی نہ برتی جائے۔ امام قرطبی نے فرمایا کہ اس جگہ لفظ غلظ استعمال کرنے سے عملی سختی مراد ہے کہ ان پر احکام شرعیہ جاری کرنے میں کوئی رعایت اور نرمی نہ برتی جائے۔ زبان اور کلام میں سختی اختیار کرنا مراد نہیں ہے کیونکہ یہ سنت انبیاء کے خلاف ہے، وہ کسی سے سخت کلامی نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ کے عمل میں بھی کہیں یہ ثابت نہیں کہ کفار و منافقین سے گفتگو اور خطاب میں کبھی سختی اختیار فرمائی ہو۔

افسوس کہ خطاب اور کلام میں سختی کو کفار کے مقابلہ میں بھی اسلام نے اختیار نہیں کیا، لیکن آج کل کے مسلمان دوسرے مسلمانوں کے بارے میں بے دھڑک استعمال کرتے ہیں اور بہت سے لوگ تو اس کو دین کی خدمت سمجھ کر خوش ہوتے ہیں۔ (معارف القرآن)۔

آیت نمبر (81 تا 89)

ب ک ی

رَوْنَا - ﴿فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ﴾ (44/ الدخان: 29) ”تو نہ روئے ان پر آسمان اور زمین۔“	بُكَاءٌ	(ض)
ج: بُكِيٌّ - فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ﴿سُجَّدًا وَبُكِيًّا﴾ (19/ مریم: 58) ”سجدہ کرنے والے اور رونے والے ہوتے ہوئے۔“	بَاكِ	
کسی کو رلانا۔ ﴿وَإِنَّهُ هُوَ أَضْحَكٌ وَابْكِي﴾ (53/ النجم: 43) ”اور یہ کہ وہ ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔“	إِبْكَاءٌ	(انفال)

ق ب ر

میت کو دفن کرنا۔	قَبْرًا	(ض-ن)
ج: قُبُورٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ قبر۔ زیر مطالعہ آیت - 84 - ﴿وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ﴾ (22/ الحج: 7) ”اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا ان کو جو قبروں میں ہیں۔“	قُبْرٌ	



مَقْبَرَةٌ ج: مَقَابِرُ۔ اسم الظرف ہے۔ دفن کرنے کی جگہ۔ قبرستان۔ ﴿حَتَّىٰ ذُرْتُمْ الْمَقَابِرَ ۖ﴾

1064

(102/ التکاثر: 2) ”یہاں تک کہ تم لوگوں نے دیکھا قبرستانوں کو۔“

(افعال) اِقْبَارًا کسی کے لیے قبر مہیا کرنا۔ دفن کرانا۔ ﴿ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ۖ﴾ (80/ عیس: 21) ”پھر اس نے موت دی اس کو پھر اس نے دفن کرایا اس کو۔“

ترکیب

(آیت - 81) خِلَافٌ ظَرْفُ کے معنی میں بھی آتا ہے اور باب مفاعله کا مصدر بھی ہے۔ یہاں دونوں معانی لینے کی گنجائش ہے اس لیے دونوں ترجمے درست مانے جائیں گے۔ ہم ظرف کے معنی میں ترجمہ کریں گے۔ خِلَافٌ کی نصب ظرف ہونے کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے اور اگر اس کو باب مفاعله کا مصدر مانیں تو پھر حال یا مفعول لہ ہونے کی وجہ سے۔ کَانُوا يَفْقَهُونَ کے شروع میں لَوْ آجانے کی وجہ سے اس کے ماضی استمراری ہونے کی گنجائش نہیں رہی۔ اس لیے یہاں کَانُوا فَعْل ناقص ہے، اس کا اسم اس میں شامل ہُم کی ضمیر ہے اور يَفْقَهُونَ جملہ فعلیہ ہو کر اس کی خبر ہے۔ (آیت - 83) اَوَّلَ مَرَّةٍ میں اَوَّلَ کی نصب اس کے ظرف ہونے کی وجہ سے ہے۔ (آیت - 84) اَحَدٍ نکرہ موصوفہ ہے اور مَاتَ اس کی صفت ہے۔

ترجمہ

فَرِحَ	الْمُخَلَّفُونَ	بِقَعْدِهِمْ	خِلَافَ رَسُولِ اللَّهِ	وَكِرَهُوا	أَنْ	يُجَاهِدُوا
خوش ہوئے	پیچھے چھوڑے ہوئے لوگ	اپنے بیٹھ رہنے پر	اللہ کے رسول کے پیچھے	اور انہوں نے ناپسند کیا	کہ	وہ جہاد کریں

بِأَمْوَالِهِمْ	وَأَنْفُسِهِمْ	فِي سَبِيلِ اللَّهِ	وَقَالُوا	لَا تَنْفِرُوا	فِي الْحَرِّ	قُلْ	نَارُ جَهَنَّمَ
اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	اللہ کی راہ میں	اور انہوں نے کہا	تم لوگ مت نکلو	گرمی میں	آپ کہہ دیجئے	جہنم کی آگ

أَشَدُّ	حَرًّا	لَوْ	كَانُوا يَفْقَهُونَ ۖ	فَلْيَضْحَكُوا	قَلِيلًا	وَلْيَبْكُوا	كَثِيرًا ۖ	جَزَاءُ
سب سے سخت ہے	بلحاظ گرمی کے	کاش	وہ لوگ سمجھتے ہوتے	پس چاہیے کہ وہ لوگ ہنسیں	تھوڑا	اور روویں	زیادہ	بدلہ ہوتے ہوئے

بِمَا	كَانُوا يَكْسِبُونَ ۖ	فَإِنْ	رَجَعَكَ	اللَّهُ	إِلَى طَائِفَةٍ	مِنْهُمْ	فَاسْتَأْذِنُوكَ
بسبب اس کے جو	وہ لوگ کماتے تھے	پس اگر	لوٹائے آپ کو	اللہ	کسی گروہ کی طرف	ان میں سے	پھر وہ اجازت مانگیں آپ سے

لِلْخُرُوجِ	فَقُلْ	لَنْ تَخْرُجُوا	مَعِيَ	أَبَدًا	وَلَنْ تُقَاتِلُوا	مَعِيَ	عَدُوًّا
نکلنے کے لیے	تو آپ کہیں	تم لوگ ہرگز مت نکلو	میرے ساتھ	کبھی بھی	اور تم لوگ ہرگز جنگ مت کرو	میرے ساتھ (مل کر)	کسی دشمن سے

إِنَّكُمْ	رَضِيتُمْ	بِالْقُعُودِ	أَوَّلَ مَرَّةٍ	فَاقْعُدُوا	مَعَ الْخُلَفَاءِ ۖ	وَلَا تُصَلِّ	عَلَى أَحَدٍ	مِنْهُمْ
بیشک تم لوگ	راضی ہوئے	بیٹھ رہنے پر	پہلی مرتبہ	پس تم لوگ بیٹھو	پیچھے رہنے والوں کے ساتھ	اور آپ نماز نہ پڑھیں	کسی ایک پر	ان میں سے

مَاتَ	أَبَدًا	وَلَا تَقُمْ	عَلَى قَبْرِهٖ	إِنَّهُمْ	كَفَرُوا	بِاللَّهِ	وَرَسُولِهِ	وَمَاتُوا	وَ
جو مرا	کبھی بھی	اور آپ مت کھڑے ہوں	اس کی قبر پر	بیشک انہوں نے	ناشکری کی	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اور وہ مرے	اس حال میں کہ



هُمْ	فَاسْقُونَهُ ۝	وَلَا تُعْجِبْكَ	أَمْوَالُهُمْ	وَأَوْلَادُهُمْ ط	إِنَّمَا	يُرِيدُ
وہ لوگ	نافرمانی کرنے والے تھے	اور چاہیے کہ حیرت میں نہ ڈالیں آپ کو	ان کے اموال	اور ان کی اولاد	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	چاہتا ہے

اللَّهُ	أَنْ	يُعَذِّبَهُمْ	بِهَا	فِي الدُّنْيَا	وَتَزْهَقَ	أَنْفُسُهُمْ	وَ	هُمْ	كُفِرُوا ۝	وَإِذَا
اللہ	کہ	وہ عذاب دے ان کو	ان سے	دنیا میں	اور نکلیں	ان کی جانیں	اس حال میں کہ	وہ لوگ	کفر کرنے والے ہوں	اور جب کبھی

أُنزِلَتْ	سُورَةٌ	أَنْ	أَمَنُوا	بِاللَّهِ	وَجَاهِدُوا	مَعَ رَسُولِهِ	أَسْتَأْذِنَكَ
اتاری جاتی ہے	کوئی سورت	کہ	تم لوگ ایمان لاؤ	اللہ پر	اور جہاد کرو	اس کے رسول کے ساتھ (مل کر)	تو اجازت مانگتے ہیں آپ سے

أُولُوا الظُّلُمِ	مِنْهُمْ	وَقَالُوا	ذُرْنَا	نَكُنْ	مَعَ الْفَعْدَيْنِ ۝	رَضُوا	بِأَنْ
دولت والے	ان میں سے	اور کہتے ہیں	آپ چھوڑ دیں ہم کو	تو ہم جانیں	بیٹھنے والوں کے ساتھ	وہ لوگ راضی ہوئے	اس پر کہ

يَكُونُوا	مَعَ الْخَوَالِفِ	وَطَبَعَ	عَلَى قُلُوبِهِمْ	فَهُمْ	لَا يَفْقَهُونَ ۝	لَكِنْ
وہ ہوں	پیچھے رہنے والوں کے ساتھ	اور چھاپ لگی گئی	ان کے دلوں پر	نتیجتاً وہ لوگ	سو جھ بوجھ نہیں رکھتے	لیکن (یعنی جبکہ)

الرَّسُولُ	وَالَّذِينَ	أَمَنُوا	مَعَهُ	جَاهِدُوا	بِأَمْوَالِهِمْ	وَأَنْفُسِهِمْ ط	وَأُولَئِكَ	لَهُمْ
یہ رسول	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے،	ان کے ساتھ	جہاد کرتے ہیں	اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	اور وہ لوگ ہیں	جن کے لیے

الْخَيْرَاتِ ۚ	وَأُولَئِكَ	هُمْ الْمُفْلِحُونَ ۝	أَعَدَّ	اللَّهُ	لَهُمْ	جَنَّتٍ	تَجَرَّى	مِنْ تَحْتِهَا	الْأَنْهَارُ
بھلائیاں ہیں	اور وہ لوگ	ہی فلاح پانے والے ہیں	تیار کیے	اللہ نے	ان کے لیے	ایسے باغات	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں

خُلِدِينَ فِيهَا ط	ذَلِكَ	الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝
ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے ان میں	یہ	ہی عظیم کامیابی ہے

آیت نمبر (90 تا 99)

ع ر ب

(ک)

عَزَبًا

عَرَبِيٌّ

أَعْرَابِيٌّ

کسی چیز کا صاف اور واضح ہونا۔ فصیح زبان بولنا۔

عرب سے نسبت رکھنے والا۔ عرب کا باشندہ۔ عرب کی زبان۔ ﴿وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ ۝﴾ (16/ النحل: 103) ”اور یہ واضح عربی زبان ہے۔“

ج: أَعْرَابٌ۔ صاف اور کھلی فضا میں رہنے والا۔ دیہاتی۔ لیکن یہ لفظ صرف عرب کے دیہاتی کے لیے مختص ہو چکا ہے۔ زیر مطالعہ آیت 90۔



عَرْبَةٌ ج: عَرْوُبٌ (قرآن مجید میں اس کی جمع عَرْوُبٌ آئی ہے) محبت ظاہر کرنے والی عورت۔ ﴿عَرْبًا
اٰتْرَابًا﴾ ﴿لَا صَحْبَ الْيَمِينِ﴾ ﴿(56/ الواقعة: 37-38)﴾ ”محبت ظاہر کرنے والیاں، ہم عمر
ہونے والیاں ہوتے ہوئے داہنی جانب والوں کے لیے۔“

ج د ر

(ن) جَدْرًا دیواروں سے گھرنا۔ دیوار کی اوٹ میں ہونا۔
جَدَارٌ ج: جُدْرٌ۔ اسم ذات ہے۔ دیوار۔ ﴿فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا﴾ ﴿(18/ الکہف: 77)﴾ ”تو
انہوں نے پائی اس میں ایک دیوار۔“ ﴿اَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدِرٍ ط﴾ ﴿(59/ الحشر: 14)﴾ ”یا دیواروں
کے پیچھے سے ہونا۔“
(ک) جَدَارَةٌ لائق ہونا۔ اہل ہونا۔
اَجْدَرُ اَفْعَلُ تفضیل کے وزن پر صفت ہے۔ بہت لائق۔ بہت اہل۔ زیر مطالعہ آیت۔ 97۔

ترکیب

(آیت۔ 91) لَيْسَ کا اسم مؤخر مکرمہ حَرَجٌ ہے۔ اس کی خبر محذوف جو کہ وَاجِبٌ یا ثَابِتٌ ہو سکتی ہے۔ عَلَى الضُّعْفَاءِ سے يُنْفِقُونَ
تک قائم مقام خبر ہے۔ مانافہ کا اسم مؤخر مکرمہ مِنْ سَبِيلٍ ہے۔ یہ اصلاً سَبِيلٌ تھا، اس کو مزید مکرمہ کرنے کے لیے مِنْ لگایا گیا ہے۔ عَلَى
الْمُحْسِنِينَ قائم مقام خبر ہے۔ (آیت۔ 92) وَلَا عَلَى الَّذِينَ گزشتہ آیت میں مَا مِنْ سَبِيلٍ کی قائم مقام خبر ہے۔ إِذَا مَا میں مَا
ظرفیہ ہے اور ظرف زمان ہے۔ (آیت۔ 97) اَجْدَرُ خبر ہے۔ اس کا مبتدا هُمْ محذوف ہے۔ (آیت۔ 99) يَتَّخِذُ کا مفعول اول مَا
ہے اور قُرْبَتِ اس کا مفعول ثانی ہے۔ صَلَوَاتِ الرَّسُولِ کو يَتَّخِذُ کا مفعول اول بھی مانا جاسکتا ہے اور مفعول ثانی بھی۔ دونوں طرح سے
ترجمے درست مانیں جائیں گے۔ ہم مفعول ثانی مان کر ترجمہ کریں گے۔

ترجمہ

وَجَاءَ	الْمُعَذِّرُونَ	مِنَ الْأَعْرَابِ	لِيُؤْذَنَ	لَهُمْ	وَقَعَدَ	الَّذِينَ	كَذَّبُوا
اور آئے	بہانے بنانے والے	دیہاتیوں میں سے	تاکہ اجازت دی جائے	ان کو	اور بیٹھ رہے	وہ لوگ جنہوں نے	جھوٹ کہا

اللَّهُ	وَرَسُولُهُ ط	سَيُصِيبُ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	مِنْهُمْ	عَذَابٌ أَلِيمٌ ⑤	لَيْسَ	عَلَى الضُّعْفَاءِ
اللہ سے	اور اس کے رسول سی	آن لگے گا	ان کو جنہوں نے	کفر کیا	ان میں سے	ایک دردناک عذاب	نہیں ہے	کمزوروں پر

وَلَا عَلَى الْمَرْضَى	وَلَا عَلَى الَّذِينَ	لَا يَجِدُونَ	مَا	يُنْفِقُونَ	حَرَجٌ	إِذَا	نَصَحُوا
اور نہ ہی مریضوں پر	اور نہ ہی ان پر جو	نہیں پاتے	اس کو جو	وہ لوگ خرچ کریں	کوئی گناہ	جب کہ	وہ (دل سے) صاف ہوئے

لِلَّهِ	وَرَسُولِهِ ط	مَا	عَلَى الْمُحْسِنِينَ	مِنْ سَبِيلٍ ط	وَاللَّهُ	عَفْوٌ
اللہ کے لیے	اور اس کے رسول کے لیے	نہیں ہے	احسان کرنے والوں پر	کسی قسم کا کوئی الزام	اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے

رَّحِيمٌ ⑥	وَلَا عَلَى الَّذِينَ	إِذَا مَا	اتَّوَلَى	لِتَحْبِلَهُمْ	قُلْتُ	لَا آجِدُ	مَا
ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	اور نہ ان پر (کوئی الزام ہے) جو	جس وقت	پہنچے آپ کے پاس	تاکہ آپ سواری دیں ان کو	تو آپ نے کہا	میں نہیں پاتا	اس کو



أَحْبَلَكُمْ	عَلَيْهِ ٥	تَوَلَّوْا	وَ	أَعْيَبُهُمْ	تَفِيضُ	مِنَ الدَّمْعِ	حَزَنًا ٥٥	أَلَا يَجِدُوا
میں سوار کروں تم لوگوں کو	جس پر	وہ لوگ پلٹے	اس حال میں کہ	ان کی آنکھیں	بہتی تھیں	آنسو سے	اس غم میں	کہ وہ نہیں پاتے

مَا	يُنْفِقُونَ ٥٦	إِنَّمَا	السَّبِيلُ	عَلَى الَّذِينَ	يَسْتَأْذِنُونَكَ	وَ	هُمْ
اس کو جو	وہ خرچ کریں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	الزام	ان پر ہے جو	اجازت مانگتے آپ سے	اس حال میں کہ	وہ لوگ

أَغْنِيَاءُ ٥٧	رَضُوا	بِأَنْ	يَكُونُوا	مَعَ الْخَوَالِفِ ٥٨	وَ طَبَعَ	اللَّهُ	عَلَى قُلُوبِهِمْ	فَهُمْ
غنی ہیں	وہ راضی ہوئے	اس پر کہ	وہ ہوں	پیچھے رہنے والیوں کے ساتھ	اور ٹھپہ لگا دیا	اللہ نے	ان کے دلوں پر	نتیجتاً وہ لوگ

لَا يَعْلَمُونَ ٥٩	يَعْتَذِرُونَ	إِلَيْكُمْ	إِذَا	رَجَعْتُمْ	إِلَيْهِمْ ٦٠	قُلْ	لَا تَعْتَذِرُوا
علم نہیں رکھتے	وہ لوگ معذرت پیش کریں گے	تمہاری طرف	جب	تم لوگ لوٹو گے	ان کی طرف	آپ کہہ دیجئے	تم لوگ معذرت مت کرو

كُنْتُمْ مِّنْ	لَّكُمْ	قَدْ نَبَأْنَا	اللَّهُ	مِنْ أَخْبَارِكُمْ ٦١	وَسَيَرَى	اللَّهُ	عَمَلَكُمْ
ہم ہرگز نہیں مانیں گے	تمہاری بات	ہمیں بتا دیا ہے	اللہ نے	تمہاری خبروں میں سے	اور دیکھے گا	اللہ	تمہارے عمل کو

وَرَسُولُهُ	ثُمَّ	تُرَدُّونَ	إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ	فَيُنَبِّئُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ٦٢
اور اس کا رسول (بھی)	پھر	تم لوگ لوٹائے جاؤ گے	موجود اور غائب کے جاننے والے کی طرف	پھر وہ بتلا دے گا تمہیں	وہ جو	تم لوگ کرتے تھے

سَيَحْلِفُونَ	بِاللَّهِ	لَكُمْ	إِذَا	انْقَلَبْتُمْ	إِلَيْهِمْ	لِتَعْرَضُوا	عَنْهُمْ ٦٣	فَاعْرَضُوا
وہ لوگ قسم کھائیں گے	اللہ کی	تمہارے لیے (یعنی سامنے)	جب	تم لوگ پلٹو گے	انکی طرف	تا کہ تم لوگ درگزر کرو	ان سے	تو تم لوگ اعراض کرو

عَنْهُمْ ٦٤	إِنَّهُمْ	رَجَسٌ ٦٥	وَمَا وَلَهُمْ	جَهَنَّمَ ٦٦	جَزَاءُ ٦٧	بِمَا	كَانُوا يَكْسِبُونَ ٦٨	يَحْلِفُونَ	لَكُمْ
ان سے	بیشک وہ سب	نجس ہیں	اور ان کا ٹھکانہ	جہنم ہے	بدلہ ہوتے ہوئے	اس کا جو	وہ کماتے تھے	وہ قسم کھائیں گے	تمہارے سامنے

لِتَرْضَوْا	عَنْهُمْ ٦٩	فَإِنْ	تَرْضَوْا	عَنْهُمْ	فَإِنْ	اللَّهُ	لَا يَرْضَىٰ	عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ٧٠
تا کہ تم لوگ راضی ہو جاؤ	ان سے	پس اگر	تم لوگ راضی ہو گے	ان سے	تو بیشک	اللہ	راضی نہیں ہوگا	نافرمانی کرنے والے لوگوں سے

الْأَعْرَابُ	أَشَدُّ	كُفْرًا	وَنِفَاقًا	وَأَجْدَرُ	أَلَّا يَعْلَمُوا	حُدُودَ مَا	أَنْزَلَ
دیہاتی لوگ	زیادہ سخت ہیں	بلحاظ کفر کے	اور بلحاظ نفاق کے	اور (وہ لوگ) اسی لائق ہیں	کہ وہ نہ جانیں	اس کی حدود کو جو	اتارا

اللَّهُ	عَلَى رَسُولِهِ ٧١	وَاللَّهُ	عَلَيْهِمْ	حَكِيمٌ ٧٢	وَمِنَ الْأَعْرَابِ	مَنْ	يَتَّخِذُ	مَا
اللہ نے	اپنے رسول پر	اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	اور دیہاتیوں میں سے	وہ بھی ہیں جو	بناتے ہیں	اس کو جو

يُنْفِقُ	مَغْرَمًا	وَيَتَرَبَّصُ	بِكُمْ	الدَّوَائِرَ ٧٣	عَلَيْهِمْ	دَائِرَةُ السَّوْءِ ٧٤	وَاللَّهُ	سَبِيحٌ
وہ خرچ کرتے ہیں	ایک جرمانہ	اور انتظار کرتے ہیں	تمہارے لیے	گردش (زمانہ) کا	ان پر ہی ہے	برائی کی گردش	اور اللہ	سننے والا ہے



عَلَيْهِمْ ۝	وَمِنَ الْأَعْرَابِ	مَنْ	يُؤْمِنُ	بِاللَّهِ	وَالْيَوْمِ الْآخِرِ	وَيَتَّخِذُ	مَا	يُنْفِقُ
جاننے والا ہے	اور دیہاتیوں میں سے	وہ بھی ہیں جو	ایمان لاتے ہیں	اللہ پر	اور آخری دن پر	اور وہ بناتے ہیں	اس کو جو	وہ خرچ کرتے ہیں

قُرْبَاتٍ	عِنْدَ اللَّهِ	وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ ۖ	إِلَّا	إِنَّهَا	قُرْبَةٌ	لَّهُمْ ۖ	سَيَدْخُلُهُمْ
قربت (کا ذریعہ)	اللہ کے پاس	اور ان رسول کی دعاؤں (کا ذریعہ)	سنو!	یقیناً یہ	قربت کا ذریعہ ہیں	ان کے لیے	داخل کرے گا ان کو

اللَّهُ	فِي رَحْمَتِهِ ۖ	إِنَّ اللَّهَ	عَفُورٌ	رَّحِيمٌ ۝
اللہ	اپنی رحمت میں	بیشک اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

آیت نمبر (100 تا 106)

ترکیب

(آیت - 100) وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ کو مرکب توصیفی اور مبتدا اور رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کو اس کی خبر مان کر ہم ترجمہ کریں گے۔ اگر السَّابِقُونَ کو مبتدا اور الْاَوَّلُونَ کو اس کی خبر معرفہ مان کر ترجمہ کیا جائے تو وہ بھی درست ہوگا۔ (آیت - 103) صَدَقَتْ نکرہ موصوفہ ہے اور تَطَهَّرُوا واحد مؤنث کے صیغہ میں اس کی صفت ہے۔ یہاں پر تَطَهَّرُوا کو واحد مذکر مخاطب کا صیغہ ماننے کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں یہ فعل امر خذ کا جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم یعنی تَطَهَّرُوا ہوتا۔ آگے تَزَكَّيْ واحد مذکر مخاطب کا صیغہ ہے۔

ترجمہ

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ	مِنَ الْمُهَاجِرِينَ	وَالْأَنْصَارِ	وَالَّذِينَ	اتَّبَعُوهُمْ	بِحَسَنٍ ۖ
اور پہلے سبقت کرنے والے	مہاجروں میں سے	اور انصار میں سے	وہ لوگ جنہوں نے	پیروی کی ان کی	نیک کرداری میں

رَضِيَ	اللَّهُ	عَنْهُمْ	وَرَضُوا	عَنْهُ	وَأَعَدَّ	لَهُمْ	جَنَّتٍ	تَجْرِي	تَحْتَهَا	الْأَنْهَارُ
راضی ہوا	اللہ	ان سے	اور وہ راضی ہوئے	اس سے	اور اس نے تیار کیے	ان کے لیے	ایسے باغات	بہتی ہیں	جن کے نیچے	نہریں

خُلْدًا	فِيهَا	أَبَدًا ۖ	ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝	وَمَنْ	حَوْلَكُمْ
ایک حالت میں رہنے والے ہوتے ہوئے	ان میں	ہمیشہ ہمیش	یہ ہی عظیم کامیابی ہے	اور ان میں سے	تمہارے ارد گرد

مِّنَ الْأَعْرَابِ	مُنْفِقُونَ ۖ	وَمِنَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ۚ	مَرَدُوا	عَلَى الْبِفَاقِ ۖ	لَا تَعْلَمُهُمْ ۖ	نَحْنُ	نَعْلَمُهُمْ ۖ
دیہاتیوں میں سے	(وہ) منافق ہیں	اور مدینہ والوں میں سے	جواڑے رہے	نفاق پر	آپ نہیں جانتے ان کو	ہم	جانتے ہیں ان کو

سَعَذِبَهُمْ	مَرَّتَيْنِ	ثُمَّ	يُرَدُّونَ	إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ۝	وَآخَرُونَ	اعْتَرَفُوا
ہم عذاب دیں گے ان کو	دو مرتبہ	پھر	وہ لوٹائے جائیں گے	ایک عظیم عذاب کی طرف	اور کچھ دوسرے ہیں	جنہوں نے اعتراف کیا

يَذُوقُهُمْ	خَاطُوا	عَمَلًا صَالِحًا	وَأَخَرٌ سَيِّئًا ۖ	عَسَىٰ	اللَّهُ	أَنْ	يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۖ	إِنَّ اللَّهَ
اپنے گناہوں کا	انہوں نے گدگد کیا	نیک عمل کو	اور دوسرے برے کو	قریب ہے	اللہ	کہ	وہ توبہ قبول کرے ان کی	یقیناً اللہ



عَفْوٌ	رَحِيمٌ ۝۳۶	حُذْ	مِنْ أَمْوَالِهِمْ	صَدَقَةٌ	تُطَهَّرُهُمْ	وَلَا يَكْفُرُ بِهِمْ
بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	آپ پکڑیں (یعنی قبول کریں)	ان کے مالوں سے	وہ صدقہ	جو پاک کرتا ہے ان کو	اور آپ تزکیہ کرتے ہیں ان کا

بِهَا	وَصَلِّ	عَلَيْهِمْ ط	إِنَّ	صَلَوَاتِكَ	سَكُنْ	لَهُمْ ط	وَاللَّهُ	سَبِّحْ	عَلَيْهِمْ ۝۳۷	أ
جس سے	اور آپ دعا دیں	ان کو	بیشک	آپ کی دعا	تسکین ہے	ان کے لیے	اور اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	کیا

لَمْ يَعْلَمُوا	أَنَّ	اللَّهُ	هُوَ	يَقْبَلُ	التَّوْبَةَ	عَنْ عِبَادِهِ	وَيَاخُذُ	الْصَّدَقَاتِ	وَأَنَّ	اللَّهُ
انہوں نے نہیں جانا	کہ	اللہ	وہ ہی	قبول کرتا ہے	توبہ	اپنے بندوں سے	اور وہ پکڑتا ہے (قبول کرتا ہے)	صدقات	اور یہ کہ	اللہ

هُوَ التَّوَابُ	الرَّحِيمُ ۝۳۸	وَقُلْ	اعْمَلُوا	فَسَيَرَى	اللَّهُ	عَمَلَكُمْ	وَرَسُولُهُ
ہی بار بار قبول کرنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	اور آپ کہہ دیجئے	تم لوگ عمل کرو	پھر دیکھے گا	اللہ	تمہارے عمل کو	اور اس کا رسول

وَالْمُؤْمِنُونَ ط	وَسَتُرَدُّونَ	إِلَى عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ	فَيُنَبِّئُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۳۹
اور مومن لوگ (بھی)	اور تم لوگ لوٹائے جاؤ گے	موجود اور غائب کے عالم کی طرف	پھر وہ بتا دے گا تم لوگوں کو	وہ جو	تم لوگ کرتے تھے

وَأَخْرُونَ	مَرْجُونَ	لَا مَرَّ لِلَّهِ	إِمَّا	يُعَذِّبُهُمْ	وَأَمَّا	يَتُوبُ عَلَيْهِمْ ط
اور کچھ دوسرے	ملتی کیے ہوئے ہیں	اللہ کے حکم کے لیے	یا	وہ عذاب دے گا ان کو	اور یا	وہ توبہ قبول کرے گا ان کی

وَاللَّهُ عَلِيمٌ	حَكِيمٌ ۝۴۰
اور اللہ جاننے والا ہے	حکمت والا ہے

نوٹ: 1

آیت - 101 میں ہے کہ ایسے منافق جو نفاق میں بہت آگے جا چکے ہیں، انہیں عذاب عظیم یعنی دوزخ کے عذاب سے پہلے دو مرتبہ عذاب دیا جائے گا۔ اس میں ایک دنیا کی زندگی کا عذاب ہے اور دوسرا قبر کا عذاب ہے۔ دنیا کے عذاب کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن ایک صورت ایسی ہے جس میں تقریباً ہر منافق گرفتار ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ دنیا کے جن مفادات کے تحفظ کی خاطر وہ ”خوش رہے باغبان، راضی رہے صیاد بھی“ کی روش اختیار کرتا ہے، انہیں وہ محفوظ پھر بھی نہیں سمجھتا اور ہر وقت اسے نہ کسی نقصان کا دھڑکا لگا رہتا ہے۔ (اس کی مزید وضاحت کے لیے آیت - 9 / التوبہ: 55 کا نوٹ - 1 پھر سے پڑھ لیں)۔ یہ سوہانِ روح مستقل اس کی جان کو لاگور ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ جھنجھلاہٹ، غصہ، اعصابی تناؤ، بے خوابی وغیرہ میں وقفہ وقفہ سے مبتلا ہوتا رہتا ہے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد یہی چیزیں اسے مختلف بیماریوں میں مبتلا کر دیتی ہیں، جن کی فہرست کافی طویل ہے۔ اس طرح اس کی زندگی ایک مسلسل عذاب ہی ہوتی ہے۔

اس دنیوی عذاب سے نجات کی ایک ہی صورت ہے۔ وہ یہ کہ انسان اس حقیقت کو تسلیم کر لے کہ کسی معاملہ میں کوشش کرنے یا نہ کرنے کا اسے اختیار حاصل ہے، لیکن کسی کوشش کے نتیجے پر اس کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ ہر کوشش کا نتیجہ اللہ تعالیٰ فی اپنے قبضہ قدرت میں رکھا ہے۔ اپنے علم اور نتیجہ کو ہم برا سمجھتے ہیں۔ اس حقیقت پر جب دل ٹھک جائے تو پھر کسی کوشش کا جو بھی نتیجہ نکلے، کامیابی ہو یا ناکامی، فائدہ ہو یا نقصان اور ہر حال میں راضی برضا رہنے کا خود کو خوگر بنا لے، تو مذکورہ دنیوی عذاب سے نجات پائے گا۔ اس کے علاوہ اس سے نجات کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔



آیت نمبر (107 تا 110)

0064

ع س س

(ن) اَسَّأ کسی عمارت کی بنیاد رکھنا۔
(تفعیل) تَأْسِيسًا بنیاد رکھنا۔ اس میں مبالغہ کا مفہوم ہے یعنی بنیاد بھرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 108، 109

ج ر ف

(ن) جَزَفًا مٹی کھودنا۔ مٹی کھرچنا۔
جُرُفٌ دریا کا ایسا کنارہ جس کے نیچے کی مٹی پانی بہا لے گیا ہو۔ جھجھ۔ Cliff۔ زیر مطالعہ آیت۔ 109۔

ہ و ر

(ن) هَوْرًا عمارت کا گرنا۔
هَارٍ اسم الفاعل ہے۔ قاعدہ کے مطابق اس کا اسم الفاعل هَائِرٌ بنتا ہے اور استعمال بھی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ هَارٍ بھی استعمال ہوتا ہے۔ گرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 109۔
(الفعال) اِنْهِيَآرًا گر پڑنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 109

ترکیب

(آیت۔ 107) اِتَّخَذُوا کا مفعول اول مَسْجِدًا جبکہ ضَمَرًا، كُفْرًا، تَغْرِيقًا اور اِرْصَادًا مفعول ثانی ہیں۔ ان میں ضَمَرًا باب مفاعلہ کا، كُفْرًا ثلاثی مجرد کا، تَغْرِيقًا باب تفعیل کا اور اِرْصَادًا باب افعال کا مصدر ہے۔ (آیت۔ 109) شَفَا مضاف ہے، جُرُفٍ اس کا مضاف الیہ ہے، جبکہ هَارٍ صفت ہے۔ جُرُفٍ کی (آیت۔ 110) لَا يَزَالُ فعل ناقص ہے، بُنِيَآئُهُم اس کا اسم ہے اور رَيْبَةً اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

وَالَّذِينَ	اِتَّخَذُوا	مَسْجِدًا	ضَمَرًا	وَكُفْرًا	وَتَغْرِيقًا	بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ
اور وہ لوگ جنہوں نے	بنائی	ایک مسجد	نقصان پہنچانے والی	اور کفر کرنے والی	اور پھوٹ ڈالنے کو	مومنوں کے مابین

وَارْصَادًا	لَّيِّنَ	حَادِبَ	اللَّهُ	وَرَسُولَهُ	مِنْ قَبْلُ	وَلِيَحْلِفْنَ
اور نگران مقرر کرنے کو	اس کے لیے (یعنی اس کی طرف سے) جس نے	لڑائی کی	اللہ سے	اور اس کے رسول سے	اس سے پہلے	اور وہ لازماً قسم کھائیں گے

إِنْ	أَرَدْنَا	إِلَّا	الْحُسْنَى	طَوَّالَهُ	يَشْهَدُ	إِنَّهُمْ	لَكَذِبُونَ ۝	لَا تَقُومَ	فِيهِ
(کہ) نہیں	ارادہ کیا ہم نے	مگر	بھلائی کا	اور اللہ	گواہی دیتا ہے	کہ وہ	یقیناً جھوٹے ہیں	آپ مت کھڑے ہوں	اس میں

أَبَدًا	لَسَيُجِئُ	أُسْسَ	عَلَى التَّقْوَى	مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ	أَحَقُّ	أَنْ	تَقُومَ	فِيهِ
کبھی بھی	بیشک ایسی مسجد	بنیاد بھری گئی جس کی	تقوی پر (یعنی سے)	پہلے دن سے	زیادہ حق دار ہے	کہ	آپ کھڑے ہوں	اس میں



فِيهِ	رِجَالٌ	يُحِبُّونَ	أَنْ	يَتَطَهَّرُوا	وَاللَّهُ	يُحِبُّ	الْمُطَهَّرِينَ ١٠٩	أَكْمَنَ	١١٠	أَسَسَ
اس میں	ایسے مرد ہیں	جو پسند کرتے ہیں	کہ	وہ خوب پاک رہیں	اور اللہ	پسند کرتا ہے	خوب پاک رہنے والوں کو	تو کیا وہ	جس نے بنیاد بھری	

بُنِيَانُهُ	عَلَى تَقْوَى مِنَ اللَّهِ	وَرِضْوَانٍ	حَبِيرٌ	أَمْ قَمِنَ	أَسَسَ	بُنِيَانُهُ	عَلَى شَفَا جُرْفٍ هَاكِ
اپنی عمارت کی	اللہ کے تقویٰ پر	اور رضامندی پر	بہتر ہے	یا وہ	جس نے بنیاد بھری	اپنی عمارت کی	گرنے والے چٹخے کے کنارے پر

فَانْهَارَ	يَهْ	فِي نَارٍ جَهَنَّمَ ط	وَاللَّهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ١١٠	لَا يَزَالُ
تو وہ گر پڑا	اس کے (یعنی) عمارت کے ساتھ	دوزخ کی آگ میں	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	ظالم لوگوں کو	ہمیشہ رہے گا

بُنِيَانُهُمُ الَّذِي	بَنَوْا	رَبِيبَةً	فِي قُلُوبِهِمْ	إِلَّا أَنْ	تَقَطَّعَ	قُلُوبُهُمْ ط
ان کی عمارت سے جو	انہوں نے بنائی	ایک شک	ان کے دلوں میں	سوائے اس کے کہ	ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں	ان کے دل

وَاللَّهُ	عَلَيْهِمْ	حَكِيمٌ ع
اور اللہ	جانتے والا ہے	حکمت والا ہے

مدینہ کا ایک شخص ابوعامر زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہو گیا تھا اور ابوعامر راحب کے نام سے مشہور تھا رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اس نے آپ کی مخالفت کی اور غزوہ حنین تک تمام غزوات میں مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شرکت کی۔ اس کے بعد یہ شام کی طرف چلا گیا اور قیصر روم کو آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ مدینہ پر فوج کشی کرے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے منافقین کو ہدایت کہ تم لوگ اپنی طاقت کو مجتمع کرنے کے لیے ایک مسجد بناؤ، اس میں اپن لوگوں کو جمع کرو اور مکہ حد تک اسلحہ بھی جمع کرو تا کی وقت پر قیصر روم کی مدد کر سکو۔ چنانچہ منافقین نے قباء کے مقام پر ایک دوسری مسجد کی بنیاد رکھی اور رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ اس میں نماز پڑھ لیں تاکہ برکت ہو جائے آپ اس وقت غزوہ تبوک کی تیاری میں مشغول تھے اس لیے آپ واپسی کے بعد اس میں نماز پڑھنے کی حامی بھری۔ لیکن واپسی کے وقت آپ مدینہ کے قریب ایک مقام پر فروکش تھے تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ چنانچہ آپ صحابہ کرام کو حکم دیا کہ اس مسجد کی گرا دو اور اس میں آگ لگا دو۔ مسجد قبا سے کچھ فاصلے پر یہ جگہ آج تک ویران پڑی ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ: 1

آیت نمبر (111 تا 118)

ع و ه

(ن) اَوْهَا دوسروں کی تکلیف کا احساس کرنا۔ درد مند ہونا۔ آہ بھرنا۔
اَوْاهُ فَعَالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت درد مند۔ زیر مطالعہ آیت۔ 114

(آیت۔ 111) وَعَدًا حَقًّا مرکب توصیفی ہے اور فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے۔ عَلَيَّہِ کی ضمیر اللہ کے لیے ہے۔ اَوْفِي فعل ماضی بھی ہو سکتا تھا لیکن آگے مِنَ اللہ سے معلوم ہوا کہ یہ فعل ماضی نہیں بلکہ فعل تفضیل ہے۔ (آیت۔ 118) وَعَلَى الثَّلَاثَةِ گذشتہ آیت میں لَقَدْ تَابَ اللہ پر عطف ہے۔

ترکیب



0064

ترجمہ

إِنَّ اللَّهَ	اَشْتَرَى	مِنَ الْمُؤْمِنِينَ	أَنْفُسَهُمْ	وَأَمْوَالَهُمْ	بِأَنْ	لَّهُمْ	الْجَنَّةَ
بیشک اللہ نے	خرید لیا	مومنوں سے	ان کی جانوں کو	اور ان کے مالوں کو	اس کے عوض کہ	ان کے لیے	جنت ہے

يُقَاتِلُونَ	فِي سَبِيلِ اللَّهِ	فَيَقْتُلُونَ	وَيُقْتَلُونَ	وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا	فِي التَّوْرَةِ	وَالْإِنْجِيلِ
وہ لوگ جنگ کرتے ہیں	اللہ کی راہ میں	تو وہ قتل کرتے ہیں	اور وہ قتل کیے جاتے ہیں	اس پر (ہماری طرف سے) سچا وعدہ ہے	تورات میں	اور انجیل میں

وَالْقُرْآنِ	وَمَنْ	أَوْفَى	بِعَهْدِهِ	مِنَ اللَّهِ	فَاسْتَبْشِرُوا	بِبَيْعِكُمُ الَّذِي	بَايَعْتُمْ
اور قرآن میں	اور کون	زیادہ وفا کرنے والا ہے	اپنے وعدہ کو	اللہ سے بڑھ کر	پس تم لوگ خوشی مناؤ	اپنے اس سودے کی جس کا	تم نے معاہدہ کیا

وَذَلِكَ	هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ	التَّائِبُونَ	الْعَبِيدُونَ	الْحَمِيدُونَ	السَّائِحُونَ	الرَّاكِعُونَ	السَّجِدُونَ
اور یہ	ہی عظیم کامیابی ہے	توبہ کرنے والے	بندگی کرنے والے	حمد کرنے والے	روزہ رکھنے والے	رکوع کرنے والے	سجدہ کرنے والے

الْأَمْرُونَ	بِالْمَعْرُوفِ	وَالنَّاهُونَ	عَنِ الْمُنْكَرِ	وَالْحَفِظُونَ	لِحُدُودِ اللَّهِ	وَكَبِيرٌ
ترغیب دینے والے	بھلائی کی	اور منع کرنے والے	برائی سے	اور حفاظت کرنے والے	اللہ کی حدود کی	اور آپ بشارت دیجئے

الْمُؤْمِنِينَ	مَا كَانَ	لِلنَّبِيِّ	وَالَّذِينَ	أَمْنُوا	أَنْ	يَسْتَغْفِرُوا	لِلْمُشْرِكِينَ	وَكُو	كَانُوا
مومنوں کو	نہیں ہے	ان نبی کے لیے	اور ان کے لیے جو	ایمان لائے	کہ	وہ استغفار کریں	مشرکوں کے لیے	اگرچہ	وہ ہوں

أُولَى قُرْبَى	مِنْ بَعْدِ مَا	تَبَيَّنَ	لَهُمْ	أَنَّهُمْ	أَصْحَابُ الْجَحِيمِ	وَمَا كَانَ	اسْتَغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ
قربابت والے	اس کے بعد کہ جو	واضح ہوا	ان پر	کہ وہ لوگ	دوزخ والے ہیں	اور نہیں تھا	ابراہیم کا استغفار

لَا يَبْنِيهِ	إِلَّا	عَنْ مَّوْعِدَةٍ	وَعَدَاهَا	إِيَّاهُ	فَلَمَّا	تَبَيَّنَ	لَهُ	أَنَّهُ	عَدُوٌّ	لِللَّهِ
اپنے والد کے لیے	مگر	ایک وعدے کے سبب سے	انہوں نے وعدہ کیا جس کا	اس سے	پھر جب	واضح ہوا	ان پر	کہ وہ	دشمن ہے	اللہ کا

تَبَرَّأَ	مِنْهُ	إِنَّ	إِبْرَاهِيمَ	لَا وَاهٍ	حَلِيمٌ	وَمَا كَانَ	اللَّهُ	لِيُضِلَّ
تو انہوں نے بیزاری کا اظہار کیا	اس سے	بیشک	ابراہیم	یقیناً بہت دردمند تھے	بردبار تھے	اور نہیں ہے	اللہ	کہ وہ گمراہ کرے

قَوْمًا	بَعْدَ إِذْ	هَدَاهُمْ	حَتَّى	يُبَيِّنَ	لَهُمْ	مَا	يَتَّقُونَ	إِنَّ اللَّهَ	بِكُلِّ شَيْءٍ
کسی قوم کو	اس کے بعد کہ جب	اس نے ہدایت دی ان کو	یہاں تک کہ	وہ واضح کر دے	ان کے لیے	اس کو جس سے	وہ بچتے رہے	بیشک اللہ	ہر چیز کو

عَلَيْهِمْ	إِنَّ اللَّهَ	لَهُ	مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	يُحْيِي	وَيُمِيتُ	وَمَا لَكُمْ
جاننے والا ہے	بیشک اللہ	اس کے لیے ہی ہے	زمین اور آسمانوں کی بادشاہت	وہ زندگی دیتا ہے	اور وہ موت دیتا ہے	اور نہیں ہے تمہارے لیے



مَنْ دُونَ اللَّهِ	مِنْ وَلِيِّ	وَلَا نَصِيرٌ ﴿٦٧﴾	لَقَدْ تَابَ	اللَّهُ	عَلَى النَّبِيِّ	وَالْمُهَاجِرِينَ	وَالْمُؤْمِنِينَ
اللہ کے سوا	کوئی بھی کارساز	اور نہ ہی کوئی مددگار	بیشک توجہ فرمائی	اللہ نے	ان نبی پر	اور مہاجرین پر	اور انصار پر جنہوں نے

اتَّبَعُوهُ	فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ	مِنْ بَعْدِ مَا	كَادَ يَزِيغُ	قُلُوبُ فَرِيقٍ	مِنْهُمْ	ثُمَّ	تَابَ
پیروی کی ان کی	مشکل گھڑی میں	اس کے بعد کہ جو	قریب تھا کہ بہک جائیں	ایک فریق کے دل	ان میں سے	پھر	اس نے توجہ فرمائی

عَلَيْهِمْ ط	إِنَّهُ	بِهِمْ	رَعَوْفٌ	رَّحِيمٌ ﴿٦٨﴾	وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ	خَلَفُوا ط
ان پر	بیشک وہ	ان پر	بے انتہا شفقت کرنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے	اور ان تین پر (بھی) جن کو	پیچھے کیا گیا (فیصلے کے لیے)

حَتَّىٰ	إِذَا	صَاقَتْ	عَلَيْهِمْ	الْأَرْضُ	بِمَا	رَحَبَتْ	وَصَاقَتْ	عَلَيْهِمْ	أَنْفُسُهُمْ
یہاں تک کہ	جب	تنگ ہوئی	ان پر	زمین	ساتھ اس کے جو	وہ کشادہ تھی	اور تنگ ہوئیں	ان پر	ان کی جانیں

وَقَنُوتًا	أَنْ	لَّا مَلْجَأَ	مِنَ اللَّهِ	إِلَّا	لِأَيِّهِ ط	ثُمَّ تَابَ	عَلَيْهِمْ	لِيَتُوبُوا ط
اور انہوں نے خیال کیا	کہ	کوئی بھی پناہ گاہ نہیں ہے	اللہ سے (بچنے کی)	مگر	اس کی طرف ہی	پھر اس نے توجہ فرمائی	ان پر	تاکہ وہ توبہ کریں

إِنَّ اللَّهَ	هُوَ التَّوَّابُ	الرَّحِيمُ ﴿٦٩﴾
بیشک اللہ	ہی بار بار توبہ قبول کرنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ: 1

آیت - 115 میں ایک قاعدہ کلیہ بیان ہوا ہے جس سے قرآن مجید کے وہ تمام مقامات اچھی طرح سمجھے جاسکتے ہیں جہاں ہدایت دینے اور گمراہ کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فعل بتایا ہے۔ اللہ کا ہدایت دینا یہ ہے کہ وہ صحیح فکر و عمل کو اپنے انبیاء اور اپنی کتابوں کے ذریعہ سے لوگوں کے سامنے واضح طور پر پیش کر دیتا ہے۔ پھر جو لوگ اس طریقے پر خود چلنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں انہیں اس کی توفیق بخشتا ہے۔ اور اللہ کا گمراہی میں ڈالنا یہ ہے کہ جو صحیح فکر و عمل اس نے بتایا ہے، اگر کوئی اس کے خلاف چلنے پر اصرار کرے اور سیدھا نہ چلنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کو زبردستی راہ راست پر نہیں لاتا، بلکہ جدھر وہ خود جانا چاہتا ہے، اسی طرف اس کو جانے کی توفیق دے دیتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 2

غزوہ تبوک کے لیے تمام مسلمانوں کو نکلنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس وقت مدینہ کے لوگوں کے مختلف گروہ ہو گئے تھے۔ ایک منافق، جن کا ذکر گذشتہ آیات میں آچکا ہے۔ مومنین کے گروہوں کا ذکر آیت - 117، 118 میں آیا ہے۔ مومنوں کا ایک گروہ حکم پاتے ہی فوراً جہاد کے لیے تیار ہو گیا۔ ان کا ذکر آیت - 117 میں اَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ میں ہے۔ دوسرا گروہ ابتداءً تردد میں رہا لیکن پھر سنبھل گیا اور سب کے ساتھ جہاد پر روانہ ہوا۔ ان کے لیے فرمایا كَادِيزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ۔ مومنین کا تیسرا گروہ، وہ تھا جو جہاد پر نہیں گیا بعد میں بہانے نہیں تراشے بلکہ اپنے قصور کا اعتراف کیا۔ یہ کل دس صحابہ تھے۔ ان میں سے سات نے خود کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ لیا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے گا تب وہ کھلیں گے۔ ان کی توبہ قبول کرنے کا ذکر آیت - 102 میں گزر چکا ہے۔ باقی تین نے یہ عمل نہیں کیا۔ ان کے معاشرتی بائیکاٹ کا حکم ہوا تھا۔ ان کی توبہ قبول کرنے کا ذکر آیت - 118 میں ہے۔



آیت نمبر (119 تا 122)

0064

ظ م ع

(س) ظمناً ﴿وَأَنْتَ لَا تَظْمُنُ فِيهَا وَلَا تَضْمُنُ﴾ (20/ ط: 119) ”اور یہ کہ تو پیاسا نہیں ہوگا اس میں اور نہ دھوپ لگے گی۔“

ظماً ظمناً

اسم ذات بھی ہے۔ پیاس۔ زیر مطالعہ آیت۔ 120

فَعَلَانُ کے وزن پر صفت ہے۔ انتہائی پیاسا۔ ﴿يَحْسِبُهُ الظَّمَانُ مَاءً﴾ (24/ النور: 39)

”سمجھے گا پیاسا اس کو پانی۔“

ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	اٰمَنُوْا	اتَّقُوا	اللّٰهُ	وَكُونُوا	مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾	مَا كَانَ
اے لوگو جو	ایمان لائے ہو	تقویٰ کرو	اللہ سے	اور ہو جاؤ	سچ کہنے والوں کے ساتھ	نہیں (مناسب) تھا

لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ	وَمَنْ	حَوْلَهُمْ	مِّنَ الْأَعْرَابِ	أَنْ	يَتَخَلَّفُوا	عَنْ رَسُولِ اللَّهِ	وَلَا يَرْعَبُوا
مدینہ والوں کے لیے	اور ان کے لیے جو	ان کے ارد گرد ہیں	دیہاتیوں میں سے	کہ	وہ پیچھے رہیں	اللہ کے رسول سے	اور یہ کہ نہ چاہیں

بِأَنْفُسِهِمْ	عَنْ نَفْسِهِ ط	ذَلِكَ	بِأَنَّهُمْ	لَا يُصِيبُهُمْ	ظَمًا	وَلَا نَصَبٌ
اپنی جانوں کو	ان کی جان سے (زیادہ)	یہ	اس سبب سے کہ	نہیں پہنچتی ان کو (یعنی مجاہدین کو)	کوئی پیاس	اور نہ کوئی مشقت

وَلَا مَحْصَةَ	فِي سَبِيلِ اللَّهِ	وَلَا يَطْعُونَ	مَوْطِئًا	يَغِيْظُ	الْكُفَّارَ	وَلَا يَنَالُونَ
اور نہ کوئی شدید جھوک کا وقت	اللہ کی راہ میں	اور وہ پیر سے نہیں روندتے	کسی ایسی روندنے کی جگہ کو جو	سخت غصہ دلائے	کافروں کو	اور وہ حاصل نہیں کرتے

مِنْ عَدُوٍّ	ثَبِيْلًا	إِلَّا	كُتِبَ	لَهُمْ	بِهِ	عَمَلٌ صَالِحٌ ط	إِنَّ اللَّهَ	لَا يُضِيْعُ
کسی دشمن سے	کوئی مطلوبہ چیز	مگر (یہ کہ)	لکھا گیا	ان کے لیے	اس کے سبب سے	ایک نیک عمل	بیشک اللہ	ضائع نہیں کرتا

أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢٠﴾	وَلَا يُنْفِقُونَ	نَفَقَةً صَغِيرَةً	وَلَا كَبِيرَةً	وَلَا يَقْطَعُونَ	وَادِيًا
احسان کرنے والوں کے اجر کو	اور وہ خرچ نہیں کرتے	کوئی چھوٹا خرچہ	اور نہ ہی کوئی بڑا (خرچہ)	اور وہ نہیں کاٹتے (یعنی طے کرتے)	کسی وادی کو

إِلَّا	كُتِبَ	لَهُمْ	لِيَجْزِيَهمُ	اللّٰهُ	أَحْسَنَ مَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢١﴾	وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ
مگر (یہ کہ)	لکھا گیا	ان کے لیے	تاکہ جزا دے ان کو	اللہ	اس کی بہترین جو	وہ عمل کرتے تھے	اور نہیں ہیں مومن لوگ

لِيَنْفِرُوا	كَافَّةً ط	فَلَوْ لَا نَفَرٌ	مِّنْ كُلِّ فِرْقَةٍ	مِّنْهُمْ	طَائِفَةٌ	لِّيَتَفَقَّهُوا	فِي الدِّينِ
کہ وہ نکلیں	سب کے سب	تو کیوں نہیں نکلا	ہر ایک فرقہ سے	ان میں سے	ایک گروہ	تاکہ وہ سو جھ بوجھ حاصل کریں	دین میں

وَلِيُبَيِّنَ رُؤَا	قَوْمَهُمْ	إِذَا	رَجَعُوا	إِلَيْهِمْ	لَعَلَّهُمْ	يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾
اور تاکہ وہ خبردار کریں	اپنی قوم کو	جب	وہ لوٹیں	ان کی طرف	شاید وہ لوگ	بچتے رہیں

گذشتہ آیات میں مسلسل غزوہ تبوک کا ذکر چلا آ رہا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفیر عام کا اعلان کیا تھا کہ ہر شخص اس

نوٹ: 1

میں شریک ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں شرکت نہ کرنے والوں سے باز پرس ہوئی۔ منافقوں کے جھوٹے عذر قبول کیے گئے اور مومنوں کی توبہ قبول کی گئی۔ ان سب واقعات سے تاثر یہ ملتا ہے کہ ہر قتال فی سبیل اللہ کی مہم میں شریک ہونا ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور شرکت نہ کرنا حرام ہے۔ حالانکہ شرعی حکم یہ نہیں ہے۔ بلکہ عام حالات میں قتال میں شرکت فرض کفایہ ہے الا یہ کہ مسلمانوں کا امیر نفیر عام کا حکم دے۔ اسی بات کی وضاحت کے لیے آیت نمبر- 122 میں ارشاد ہوا کہ مسلمانوں کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ کسی مہم پر سب کے سب نکل کھڑے ہوں۔

اس حوالہ سے فرض کفایہ کی حقیقت سمجھ لیں۔ جو فرائض شخصی نہیں بلکہ اجتماعی ہیں، انہیں شریعت نے فرض کفایہ قرار دیا ہے تاکہ تقسیم کار کے اصول پر مختلف جماعتیں فرائض ادا کرتی رہیں اور تمام اجتماعی فرائض ادا ہوتے رہیں۔ مثلاً نماز جنازہ اور اس کی تکفین، مساجد کی تعمیر و نگرانی، سرحدوں کی حفاظت قتال یعنی جنگ وغیرہ۔ یہ سب فرض کفایہ میں شامل ہیں کہ ان کی ذمہ داری تو تمام مسلمانوں پر ہے لیکن بقدر ضرورت اگر افراد مہیا ہو جائیں اور وہ یہ فرائض ادا کر دیں تو باقی تمام مسلمان بھی فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔

اسی فرائض کفایہ کے سلسلہ کا ایک اہم فرض دینی تعلیم بھی ہے اور مذکورہ آیت میں اس کے فرض ہونے کا ذکر اس طرح فرمایا ہے کہ قتال جیسے اہم فرض میں بھی اس اہم فرض کو چھوڑنا نہیں چاہیے بلکہ جتنے افراد کی ضرورت ہے، وہ لوگ قتال فی سبیل اللہ کے لیے نکلیں اور باقی لوگ علم دین سیکھنے اور سکھانے کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

نوٹ: 2

مذکورہ آیت نمبر- 122 سے یہ تاثر بھی ملتا ہے کہ دین کا علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔ لیکن دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر فرض ہے۔ اس لحاظ سے دین کا علم حاصل کرنا فرض معلوم ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ حدیث مذکورہ آیت سے ٹکراتی ہے اور اسی سے وہ لوگ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ احادیث کی صرف اسناد کی تحقیق کافی نہیں ہے اور اب ضرورت ہے احادیث کے متن کی بھی تحقیق کی جائے۔ یہ بات کہنے والے لوگ نہ کم علم ہوتے ہیں اور نہ ہی نا سمجھ ہوتے ہیں، اس کے باوجود اتنی نا سمجھی کی بات کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایسے مقامات کے سطحی تاثر کو ان کے دل کا چور لپک کر قبول کر لیتا ہے، اس لیے وہ نہ تو خود بات کی گہرائی میں اترتے ہیں اور نہ یہ جستجو کرتے ہیں کہ ایسے مقامات کی ہمارے بزرگوں نے کیا تشریح کی ہے۔ حقیقت یہ ہے حدیث میں اور آیت میں علم کی مختلف سطح کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ آج کل کی اصطلاح میں اس کو یوں سمجھیں کہ پرائمری کی سطح تک دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اس لیے یہ فرض عین کے زمرے میں آتا ہے۔ اس کے آگے اس میں گریجویٹیشن اور ماسٹرس کرنا فرض کفایہ ہے جس کا ذکر آیت مذکورہ میں آیا ہے۔ اب اس کو وضاحت معارف القرآن سے ماخوذ ہے۔

ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ وہ اسلامی عقائد کا علم حاصل کرے، طہارت و نجاست کے احکام سیکھے، وہ عبادات جو فرض یا واجب ہیں ان کا علم حاصل کرے، جن چیزوں کو حرام یا مکروہ قرار دیا گیا ہے ان کا علم حاصل کرے جس کے پاس بقدر نصاب مال ہے اس پر فرض عین ہے کہ زکوٰۃ کے احکام معلوم کرے، جس کو حج کی استطاعت ہے اس پر فرض عین ہے کہ وہ حج کے احکام معلوم کرے۔ جن لوگوں کو خرید و فروخت، مزدوری و اجرت اور صنعت کے کام کرنے ہوتے ہیں ان پر فرض عین ہے کہ وہ بیع و اجارہ کے احکام سیکھیں۔ جب نکاح کرے تو فرض عین ہے کہ نکاح و طلاق کے احکام معلوم کرے۔

اس کے آگے پورے قرآن مجید کے معانی و مفہام تمام احادیث کو سمجھنا، ان میں معتبر اور غیر معتبر کی پہچان پیدا کرنا، ان میں صحابہؓ



تابعین اور ائمہ کے اقوال سے واقف ہونا، یہ اتنا بڑا کام ہے کہ پوری عمر لگا کر بھی اس کا حق ادا نہیں ہوتا۔ اس لیے شریعت نے اس علم کے حصول کو فرض کفایہ قرار دیا ہے کہ بقدر ضرورت کچھ لوگ یہ علوم حاصل کر لیں تو باقی مسلمان سبکدوش ہو جائیں گے۔

آیت نمبر (123 تا 129)

ترکیب

(آیت - 124) وَإِذَا مَا فِي مَظْهِرِهِ هِيَ - زَادَتْ كَافَاعِلُ هَذِهِ هِيَ اور یہ اشارہ سُورۃ کی طرف ہے۔ فَزَادَتْهُمْ میں زَادَتْ كَافَاعِلُ اس میں شامل ہی کی ضمیر ہے۔ جو سُورۃ کے لیے ہے۔ (آیت - 127) هَلْ يَرِيكُمْ سے پہلے فَيَقُولُ محذوف ہے۔ (آیت - 128) اس آیت تین جملہ اسمیہ آئے ہیں۔ پہلے جملہ میں عَزِيْزٌ خبر مقدم ہے عَلَيْهِ متعلق خبر اور مَا عِنْتُمْ مبتدا مؤخر ہے۔ دوسرے جملہ میں حَرِيصٌ خبر مقدم ہے، عَلَيْكُمْ متعلق خبر اور اس کا مبتدا محذوف ہے جو مَا فَرِحْتُمْ ہو سکتا ہے، تیسرے جملہ میں بِالْمُؤْمِنِيْنَ متعلق خبر مقدم، رَعَوْفٌ رَّحِيْمٌ خبر اور اس کا مبتدا ہو محذوف ہے۔

ترجمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ	أَمَنُوا	قَاتِلُوا	الَّذِينَ	يَلُونَكُمْ	مِّنَ الْكُفَّارِ	وَلِيَجِدُوا
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ جنگ کرو	ان سے جو	قریب ہیں تمہارے	کافروں میں سے	اور چاہیے کہ پائیں

فِيكُمْ	غِلَظَةً	وَأَعْلَمُوا	أَنَّ	اللَّهِ	مَعَ الْمُتَّقِينَ ۝	وَأَذَامًا	أُنْزِلَتْ	سُورَةٌ
تم لوگوں میں	سختی	اور جان لو	کہ	اللہ	تقویٰ کرنے والوں کے ساتھ ہے	اور جب کبھی بھی	اتاری جاتی ہے	کوئی سورۃ

فِيهِمْ مِّنْ	يَقُولُ	أَيُّكُمْ	زَادَتْهُ	هَذِهِ	إِنِّيَأَنَّا	فَأَمَّا الَّذِينَ	أَمَنُوا
تو ان میں وہ بھی ہیں جو	کہتے ہیں	تم میں سے کون ہے	زیادہ کیا جس کو	اس نے (سورت)	بلحاظ ایمان کے	پس جو لوگ وہ ہیں جو	ایمان لائے

فَزَادَتْهُمْ	إِنِّيَأَنَّا	وَهُمْ	يَسْتَبْشِرُونَ ۝	وَأَمَّا الَّذِينَ	فِي قُلُوبِهِمْ	مَرَضٌ
تو اس نے زیادہ کیا ان کو	بلحاظ ایمان کے	اور وہ لوگ	خوشی مناتے ہیں	اور جو لوگ وہ ہیں	جن کے دلوں میں	ایک روگ ہے

فَزَادَتْهُمْ	رَجَسًا	إِلَى رَجْسِهِمْ	وَمَا تَوَا	وَ	هُمْ	كُفْرُونَ ۝	أَوْ
تو اس نے زیادہ کیا ان کو	بلحاظ گندگی کے	ان کی (سابقہ) گندگی کی طرف	اور وہ مرے	اس حال میں کہ	وہ لوگ	کفر کرنے والے تھے	اور کیا

لَا يَرْوُونَ	أَنَّهُمْ	يُفْتَنُونَ	فِي كُلِّ عَامٍ	مَرَّةً	أَوْ	مَرَّتَيْنِ	ثُمَّ	لَا يَتُوبُونَ
وہ لوگ غور نہیں کرتے	کہ وہ	آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں	ہر سال	ایک بار	یا	دو بار	پھر (بھی)	وہ لوگ توبہ نہیں کرتے ہیں

وَلَا هُمْ	يَذْكُرُونَ ۝	وَأَذَامًا	أُنْزِلَتْ	سُورَةٌ	نَّظَرَ	بَعْضُهُمْ	إِلَى بَعْضٍ
اور نہ ہی وہ لوگ	نصیحت حاصل کرتے ہیں	اور جب کبھی بھی	اتاری جاتی ہے	کوئی سورۃ	تو دیکھتے ہیں	ان کے بعض	بعض کی طرف

هَلْ يَرِيكُمْ	مِّنْ أَحَدٍ	ثُمَّ	النَّصْرَ قَوًّا	صَرَ	اللَّهُ	قُلُوبَهُمْ	بِأَنَّهُمْ
(پھر وہ کہتے ہیں)	کیا دیکھتا ہے تم لوگوں کو	کوئی ایک بھی	پھر	وہ پلٹ جاتے ہیں	پھیرا	اللہ نے	ان کے دلوں کو



قَوْمٌ	لَا يَفْقَهُونَ ﴿١٢٥﴾	لَقَدْ جَاءَكُمْ	رَسُولٌ	مِّنْ أَنْفُسِكُمْ	عَزِيزٌ	عَلِيمٌ	مَا
ایک ایسی قوم ہیں جو	سوچھ بوجھ نہیں رکھتے	بیشک آگیا ہے تم لوگوں کے پاس	ایک ایسا رسول	تمہارے اپنوں میں سے	گراں ہے	جس پر	وہ جس سے

عَنْتُمْ	حَرِيصٌ	عَلَيْكُمْ	بِالْمُؤْمِنِينَ	رَعُوفٌ	رَّحِيمٌ ﴿١٢٦﴾
تم لوگ مشکل میں پڑو	شدید خواہش مند ہے	تم لوگوں پر (اس کا جو تمہیں خوش کرے)	مومنوں پر	نہایت شفیق ہے	ہمیشہ مہربان ہے

فَإِنْ	تَوَلَّوْا	فَقُلْ	حَسْبِيَ	اللَّهُ ۚ	لَا إِلَهَ	إِلَّا	هُوَ	عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ	وَهُوَ
پھر (بھی) اگر	وہ لوگ منھ موڑیں	تو آپ کہہ دیں	مجھے کافی ہے	اللہ	کوئی الہ نہیں ہے	مگر	وہ (ہی)	اس پر ہی	میں نے بھروسہ کیا	اور وہ

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٧﴾
عظیم عرش کا مالک ہے

آخری دو آیتیں یعنی آیت نمبر 128-129 حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے قول کے مطابق، قرآن کی آخری آیتیں ہیں۔ ان کے بعد کوئی آیت نازل نہیں ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔ حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح و شام یہ آیتیں سات مرتبہ پڑھ لیا کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے کام آسان فرما دیتے ہیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ: 1

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورة یونس (10)

آیت نمبر (10) / یونس: 1 تا 10

ترکیب

(آیت-2) كَانَ کا اسم اس میں شامل ہو کی ضمیر ہے اور عَجَبًا اس کی خبر ہے۔ اَنَّ کا اسم قَدَمَ صِدْقٍ ہے اس لیے اس کے مضاف قَدَمَ پر نصب آئی ہے اس کی خبر وَاِجِبْ یا ثَابِتٌ مخدوف ہے اور لَهُمْ قائم مقام خبر ہے۔ (آیت-4) وَعَدَ اللَّهُ کی نصب بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے اِنَّ مخدوف ہے اس کی خبر بھی مخدوف ہے جو ثَابِتٌ یا وَاِجِبْ ہو سکتی ہے حَقًّا حال ہے (آیت-6) اِنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے لَآئِیْتِ حالت نصب میں ہے۔ اس کی خبر مَوْجُودٌ مخدوف ہے۔ فِی اِخْتِلَافٍ سے لے کر وَالْاَرْضِ تک قائم مقام خبر ہے۔ (آیت-10) دَعَوْهُمْ کے پہلے یَكُونُ مخدوف ہے اور یہ كَانَ تائمہ ہے۔ دَعَوْهُمْ اس کا فاعل ہے اور محلاً حالت رفع میں ہے۔ فِیْهَا کی ضمیر جَنَّتِ النَّعِیْمِ کے لیے ہے۔ وَاِخْرُدْ دَعَوْهُمْ سے پہلے بھی كَانَ تائمہ کا یَكُونُ مخدوف ہے اور اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے اِخْرُدْ دَعَوْهُمْ کے مضاف اِخْرُ پر رفع آئی ہے۔

ترجمہ

الرَّحْمٰنُ	تِلْكَ	اٰیٰتِ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ①	اَ	كَانَ	لِلنَّاسِ	عَجَبًا	اَنَّ	اَوْحَيْنَا
الرا	یہ	حکمت والی کتاب کی آیات ہیں	کیا	یہ ہوا	لوگوں کے لیے	عجیب	کہ	وحی کیا ہم نے

اِلٰی رَجُلٍ	مِنْهُمْ	اَنَّ	اَنْذِرِ	النَّاسِ	وَبَشِّرِ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	اَنَّ	لَهُمْ
ایک شخص کی طرف	ان میں سے	کہ	تو خبردار کر	لوگوں کو	اور خوشخبری دے	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	کہ	ان کے لیے ہے

قَدَمَ صِدْقٍ	عِنْدَ رَبِّهِمْ ②	قَالَ	الْكَافِرُوْنَ	اِنَّ	هٰذَا	لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ③	اِنَّ	رَبُّكُمْ
سچائی کا رتبہ	ان کے رب کے پاس	تو کہا	کافروں نے	بیشک	یہ (تو)	یقیناً ایک کھلا جادوگر ہے	بیشک	تم لوگوں کی پرورش کرنے والا

اِنَّهُ الَّذِيْ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ	ثُمَّ	اَسْتَوٰی	عَلَى الْعَرْشِ	يُدَبِّرُ	الْاَمْرَ ④
وہ اللہ ہے جس نے	پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو	چھ دنوں میں	پھر	وہ متمکن ہوا	عرش پر	وہ تدبیر کرتا ہے	تمام معاملات کی

مَا	مِنْ شَفِیْعٍ	اِلَّا	مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ⑤	ذٰلِكُمْ اللّٰهُ	رَبُّكُمْ	فَاعْبُدُوْهُ ⑥
نہیں ہے	کوئی بھی شفاعت کرنے والا	مگر	اس کی اجازت کے بعد	یہ اللہ	تم لوگوں کی پرورش کرنے والا ہے	پس تم لوگ اس کی بندگی کرو

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ⑦	اِلَيْهِ	مَرْجِعُكُمْ	جَبِیْعًا	وَعَدَ اللّٰهُ	حَقًّا	اِنَّهٗ
تو کیا تم لوگ نصیحت نہیں حاصل کرتے	اس کی طرف ہی	تمہیں لوٹنا ہے	سب کے سب کو	(بیشک) اللہ کا وعدہ (ثابت) ہے	حق ہوتے ہوئے	بیشک وہ



0064

يَبْدُوا	الْخَلْقِ	ثُمَّ	يُعِيدُهُ	لِيَجْزِيَ	الَّذِينَ	أَمَنُوا	وَعَمِلُوا
ابتدا کرتا ہے	پیدا کرنے کی	پھر	وہ دوبارہ (پیدا) کرے گا اس کو	تاکہ وہ بدلہ دے	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کیے

الْصَّالِحِينَ	بِالْقِسْطِ	وَالَّذِينَ	كَفَرُوا	لَهُمْ	شَرَابٌ	مِّنْ حَمِيمٍ	وَعَذَابٌ أَلِيمٌ
نیک	انصاف سے	اور وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	ان کے لیے	پینے کی چیز ہے	کھولتے (پانی) سے	اور ایک دردناک عذاب ہے

بِمَا	كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝	هُوَ	الَّذِي	جَعَلَ	الشَّمْسُ	ضِيَاءً	وَالْقَمَرَ	نُورًا
اور بسبب اس کے جو	وہ لوگ کفر کرتے تھے	وہ	وہی ہے جس نے	بنایا	سورج کو	روشنیاں	اور چاند کو	نور

وَقَدَرَهُ	مَنَازِلَ	لِتَعْلَمُوا	عَدَدَ السِّنِينَ	وَالْحِسَابَ ۖ	مَا	خَلَقَ	اللَّهُ	ذَلِكَ
اور اس نے مقرر کیا اس کو	بلحاظ منزلوں کے	تاکہ تم لوگ جان لو	سالوں کی گنتی کو	اور حساب کو	نہیں	پیدا کیا	اللہ نے	یہ

إِلَّا	بِالْحَقِّ ۚ	يُفَصِّلُ	الْآيَاتِ	لِقَوْمٍ	يَعْلَمُونَ ۝	إِنَّ	فِي اخْتِلَافِ الْيَلِّ وَالنَّهَارِ
مگر	حق کے ساتھ	وہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے	نشانوں کو	ایسے لوگوں کے لیے جو	علم رکھتے ہیں	یقیناً	دن اور رات کے اختلاف میں

وَمَا	خَلَقَ	اللَّهُ	فِي السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	لَايَاتٍ	لِقَوْمٍ	يَتَّقُونَ ۝	إِنَّ	الَّذِينَ
اور اس میں جو	پیدا کیا	اللہ نے	آسمانوں میں	اور زمین میں	نشانیاں ہیں	ایسے لوگوں کے لیے جو	تقویٰ کرتے ہیں	بیشک	جو لوگ

لَا يَرْجُونَ	لِقَاءَنَا	وَ	رَضُوا	بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا	وَأَطَاعُوا	بِهَا	وَالَّذِينَ	هُمْ
امید نہیں رکھتے	ہماری ملاقات کی	اس حال میں کہ	وہ راضی ہوئے	دنوی زندگی سے	اور مطمئن ہوئے	اس پر	اور جو لوگ	وہ ہیں جو

عَنْ آيَاتِنَا	غَفِلُونَ ۝	أُولَٰئِكَ	مَا وَهُمْ	النَّارُ	بِمَا	كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝	إِنَّ
ہماری نشانوں سے	غفلت برتنے والے ہیں	یہ ہی لوگ ہیں	جن کا ٹھکانہ	آگ ہے	بسبب اس کے جو	وہ کماتے تھے	بیشک

الَّذِينَ	أَمَنُوا	وَعَمِلُوا	الْصَّالِحَاتِ	يَهْدِيهِمْ	رَبُّهُمْ	بِأَيَّانِهِمْ ۚ	تَجْرِي	مِنْ تَحْتِهِمْ
جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کیے	نیک	ہدایت دے گا ان کو	ان کا رب	ان کے ایمان کی وجہ سے	بہیں گی	ان کے نیچے سے

الْأَنْهَارِ	فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝	دَعَوْهُمْ	فِيهَا	سُبْحَانَكَ	اللَّهُمَّ	وَتَجِثُّهُمْ	فِيهَا	سَلَامٌ ۚ
نہریں	نعمتوں کے باغات میں	(ہوگا) ان کا پکارنا	اس میں	(کہ) پاکی تیری ہے	اے اللہ	اور (ہوگا) ان کا دعا دینا	اس میں	سلام

وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ	أَنِ	الْحَمْدُ	لِلَّهِ	رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝
اور (ہوگا) ان کا آخری پکارنا	کہ	تمام حمد	اللہ کے لیے ہی ہے	جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے

لفظ ضیاءؑ میں روشنی کے ساتھ پیش کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے اور نور، حُجُک (یعنی ٹھنڈی) روشنی کو کہتے ہیں اور یہ ایک امر واقعہ ہے کہ سورج کی روشنی میں پیش ہوتی ہے اور چاند کی روشنی ٹھنڈی ہوتی ہے۔ (تدبر قرآن) ضیاءؑ لفظ ضَوْء کی جمع ہے۔ اس میں شاید اس طرف اشارہ

نوٹ: 1



ہے کہ روشنی کے ساتھ رنگ اور قسمیں جو دنیا میں پائی جاتی ہیں، آفتاب ان تمام اقسام کا جامع ہے جو بارش کے بعد فوس قزح میں ظاہر ہوتے ہیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ: 2

شمسی قمری سال اور مہینے قدیم زمانہ سے معروف ہیں لیکن چاند کے ذریعے مہینہ اور تاریخ کا حساب مشاہدہ اور تجربہ سے معلوم ہے۔ جبکہ شمس کی منزلوں کے حسابات سوائے ریاضی والوں کے کوئی دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔ اس لیے عوام الناس کی آسانی کی خاطر عموماً احکام اسلامیہ میں قمری مہینوں اور تاریخوں کا اعتبار کیا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شمسی حساب رکھنا یا استعمال کرنا ناجائز ہے۔ کوئی شخص اگر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، عدت وغیرہ میں قمری حساب کو شریعت کے مطابق استعمال کرے، تو پھر اسے اختیار ہے کہ اپنے کاروبار اور تجارت وغیرہ میں شمسی حساب استعمال کرے۔ البتہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں میں مجموعی طور پر قمری حساب جاری رہے تاکہ رمضان اور حج وغیرہ کے اوقات معلوم ہوتے رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ شمسی مہینوں کے علاوہ کوئی مہینہ معلوم ہی نہ ہو۔ اس لیے قمری حساب کو باقی رکھنا مسلمانوں کا ذمہ فرض کفایہ ہے۔ اور یہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کا اتباع باعث ثواب اور باعث برکت ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (10) / یونس: 11 تا 20

وَلَوْ	يُعِجِّلُ	اللَّهُ	لِلنَّاسِ	اسْتَعْجَلَهُمْ	الشَّرَّ	بِالْخَيْرِ	لَقَضَىٰ
اور اگر	جلدی کرتا	اللہ	لوگوں کے لیے	برائی میں	جیسا کہ ان کا جلدی مچانا ہے	بھلائی میں	توضرو پورا کر دیا جاتا

إِلَيْهِمْ	أَجَلُهُمْ ط	فَنَذَرُ	الَّذِينَ	لَا يَرْجُونَ	لِقَاءَنَا	فِي طُغْيَانِهِمْ	يَعْمَهُونَ ۝
ان کی طرف	ان کی مدت کو	تو ہم چھوڑ دیتے ہیں	ان لوگوں کو جو	امید نہیں رکھتے	ہماری ملاقات کی	ان کی سرکشی میں	بھٹکتے ہوئے

وَإِذَا	مَسَّ	الْإِنْسَانَ	الضُّرُّ	دَعَانَا	لِجَنَّتِيهِ	أَوْ	قَاعِدًا	أَوْ	قَابِئًا
اور جب کبھی	چھوتی ہے	انسان کو	تکلیف	تو وہ پکارتا ہے ہم کو	اپنی کروٹ کے بل	یا	بیٹھے ہوئے	یا	کھڑے ہوئے

فَلَبَّا	كَشَفْنَا	عَنْهُ	صُرَّةَ	مَرٍّ	كَانَ	لَمْ يَدْعُنَا	إِلَىٰ صُرٍّ
پھر جب	ہٹا دیتے ہیں ہم	اس سے	اس کی تکلیف کو	تو وہ گزرتا ہے (یعنی چل دیتا ہے)	جیسے کہ	اس نے پکارا ہی نہیں ہم کو	اس تکلیف کے لیے

مَسَّهُ ط	كَذَلِكَ	زُيِّنَ	لِلْمُسْرِفِينَ	مَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝	وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا
جس نے چھوڑا اس کو	اس طرح	مزین کیا گیا	حد سے تجاوز کرنے والوں کے لیے	اس کو جو	وہ لوگ عمل کرتے ہیں	اور بیشک ہم نے ہلاک کیا ہے

الْقُرُونِ	مِنْ قَبْلِكُمْ	لَبَّا	ظَلَمُوا	وَ	جَاءَتْهُمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَيِّنَاتِ
نسلوں کو	تم لوگوں سے پہلے	جب	انہوں نے ظلم کیا	حالانکہ	آئے ان کے پاس	ان کے رسول	واضح (نشانیوں) کے ساتھ

وَ	مَا كَانُوا	لِيُؤْمِنُوا ط	كَذَلِكَ	نَجْزِي	الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۝	ثُمَّ	جَعَلْنَاهُمْ
اور (پھر بھی)	وہ نہیں تھے	کہ ایمان لاتے	اس طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں	جرم کرنے والے لوگوں کو	پھر	ہم نے بنایا لوگوں کو



خَلِّفَ	فِي الْأَرْضِ	مِنْ بَعْدِهِمْ	لِنَنْظُرَ	كَيْفَ	تَعْمَلُونَ ۝	وَإِذَا	تُثْلَىٰ عَلَيْهِمْ
خليفة	زمین میں	ان کے بعد سے	تاکہ ہم دیکھیں	کیسا	تم لوگ عمل کرتے ہو	اور جب بھی	پڑھ کر سنا جاتی ہیں انہیں

أَيَّانَا	بَيِّنْتَ	قَالَ	الَّذِينَ	لَا يَرْجُونَ	لِقَاءَنَا	أَنْتِ	بِقُرْآنٍ	غَيْرِ هَذَا
ہماری آیتیں	واضح ہوتے ہوئے	تو کہتے ہیں	وہ لوگ جو	امید نہیں رکھتے	ہماری ملاقات کی	آپ لائیں	کوئی قرآن	اس کے علاوہ

أَوْ	بَدَّلَهُ	قُلْ	مَا يَكُونُ لِي	أَنْ	أُبَدِّلَهُ	مِنْ تَلْقَائِي	نَفْسِي
یا	آپ تبدیل کریں، اس کو	آپ کہہ دیجئے	نہیں ہوگا (مکن) میرے لیے	کہ	میں تبدیل کروں اس کو	اپنے جی سے	

إِنْ أَتَيْتُ	إِلَّا	مَا	يُوحَىٰ	إِلَيَّ	إِنِّي	أَخَافُ	إِنْ	عَصَيْتُ	رَبِّي
میں پیروی نہیں کرتا	مگر	اس کی جو	وحی کیا جاتا ہے	میری طرف	بیشک میں	ڈرتا ہوں،	اگر	میں نافرمانی کروں	اپنے رب کی،

عَذَابِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝	قُلْ	لَوْ	شَاءَ	اللَّهُ	مَا تَكُونُ	عَلَيْكُمْ	وَلَا أَدْرِكُكُمْ	بِهِ
ایک عظیم دن کے عذاب سے	آپ کہہ دیجئے	اگر	چاہتا	اللہ	تو میں اسے پڑھ کر نہ سنا تا تم لوگوں کو		اور وہ باخبر نہ کر تا تم کو	اس سے

فَقَدْ لَبِثْتُ	فِيكُمْ	عُمُرًا	مِنْ قَبْلِهِ	أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝	فَمَنْ	أَظْلَمُ	مِمَّنْ	فَتَرَىٰ
میں رہ چکا ہوں	تم لوگوں میں	ایک عمر	اس سے پہلے	تو کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے	پس کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا

عَلَى اللَّهِ	كَذِبًا	أَوْ	كَذَّبَ	بِآيَاتِهِ	إِنَّهُ	لَا يُفْلِحُ	الْمُجْرِمُونَ ۝	وَيَعْبُدُونَ
اللہ پر	ایک جھوٹ	یا	جھٹلایا	اس کی آیتوں کو	حقیقت یہ ہے کہ	فلاح نہیں پاتے	جرم کرنے والے	اور وہ بندگی کرتے ہیں

مِنْ دُونِ اللَّهِ	مَا	لَا يَضُرُّهُمْ	وَلَا يَنْفَعُهُمْ	وَيَقُولُونَ	هَؤُلَاءِ	شُفَعَاؤُنَا
اللہ کے علاوہ	اس کی جو	تکلیف نہیں دیتا ان کو	اور نہ ہی نفع دیتا ہے ان کو	اور وہ کہتے ہیں	یہ لوگ	شفاعت کرنے والے ہیں ہماری

عِنْدَ اللَّهِ	قُلْ	أَ	تُنَبِّئُونِ	اللَّهُ	بِمَا	لَا يَعْلَمُ	فِي السَّمَوَاتِ	وَلَا فِي الْأَرْضِ	سُبْحَنَهُ
اللہ کے پاس	آپ کہیے	کیا	تم لوگ خبر دیتے ہو	اللہ کو	اس کی جو	وہ نہیں جانتا	آسمانوں میں	اور نہ ہی زمین میں	پاکیزگی اس کی ہے

وَتَعْلَىٰ	عَمَّا	يُسْخَرُونَ ۝	وَمَا كَانَ	النَّاسُ	إِلَّا	أُمَّةً وَاحِدَةً	فَاخْتَلَفُوا
اور وہ بلند ہے	اسے جس کو	یہ لوگ شریک کرتے ہیں	اور نہیں تھے	لوگ	مگر	ایک امت	پھر انہوں نے اختلاف کیا

وَلَوْ لَا	كَلِمَةٌ	سَبَقَتْ	مِنْ رَبِّكَ	لَقَضَىٰ
اور اگر نہ ہوتا	ایک فرمان	جو طے ہوا	آپ کے رب (طرف) سے	تو ضرور فیصلہ کر دیا جاتا

بَيْنَهُمْ	فِيمَا	فِيهِ	يَخْتَلِفُونَ ①
ان کے مابین	اس میں	جس میں	یہ لوگ اختلاف کرتے ہیں

وَيَقُولُونَ	لَوْ لَا	أُنْزِلَ	عَلَيْهِ	آيَةٌ	مِنْ رَبِّهِ	فَقُلْ	إِنَّمَا
اور وہ کہتے ہیں	کیوں نہیں	اتاری گئی	ان پر	کوئی نشانی	ان کے رب (طرف) سے	تو آپ کہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

الْغَيْبِ	لِلَّهِ	فَأَنْتَظِرُونَ ۝	إِنِّي	مَعَكُمْ	مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ۝
غیب تو	اللہ کے لیے ہے	پس تم لوگ انتظار کرو	بیشک میں (بھی)	تمہارے ساتھ	ابتظار کرنے والوں میں سے ہوں

نوٹ: 1

آیت- 13 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے ”قُرُون“ کو ہلاک کیا۔ یہ قرن کی جمع ہے۔ جس کے معنی ہیں ”زمانہ“۔ پھر عام طور پر اس سے مراد ایک عہد کے لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں جس انداز سے مختلف مقامات پر اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے اس سے ایسا محسوس ہوتا کہ ”قرن“ سے مراد وہ قوم ہے جو اپنے عروج پر ہو اور کلی یا جزوی طور پر امامت پر سرفراز ہو۔ ایسی قوم کی ہلاکت لازماً یہی معنی نہیں رکھتی کہ اس کی نسل کو بالکل ختم ہی کر دیا جائے۔ بلکہ اس کا مقام عروج و امامت سے گرا دیا جانا، اس کے تہذیب و تمدن کا تباہ ہونا اور اس کے اجزاء کا پارہ پارہ ہو کر دوسری قوموں میں گم ہو جانا، یہ بھی ہلاکت کی ہی ایک صورت ہے (تفہیم القرآن)

نوٹ: 2

آیت- 16۔ جن ظالموں کا ذکر ہے ان میں مسلمہ کذاب بھی شامل ہے۔ اسے جب ہلاک کیا گیا تو اس کی جماعت پر گندہ ہو گئی حضرت ابوبکرؓ کے پاس اس کے لوگ توبہ کرتے ہوئے آئے اور اسلام قبول کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان سے کہا کہ مسلمہ کا کوئی قرآن تو سناؤ انہوں نے معافی مانگی۔ ابوبکرؓ نے اصرار کیا کہ ضرور سنانا ہو گا تاکہ لوگ موازنہ کر کے ہدایت والی وحی کی فضیلت کو پہچان سکیں۔ انہوں نے جو کچھ سنایا اس کے چند نمونے درج ذیل ہیں۔

- (1) يَا ضَفْدُعُ بِنْتُ صَفْدَعَيْنِ نَقِي كَمْ تَنْقَعَيْنِ لَا الْمَاءَ تَكْدِرِينَ وَلَا الشَّارِبَ تَمْنَعِينَ، یعنی اے مینڈک والے مینڈکوں کی بیٹی تو ٹرا جتنا تو ٹراتی ہے، (اس سے) نہ تو پانی گدلا ہوگا اور نہ پینے والا باز رہے گا۔
- (2) وَالْعَاجِنَاتِ عَجْنًا وَالْحَابِدَاتِ خَبَدًا وَالْأَقِمَاتِ لَقْمًا إِهَالَةً وَسَمْنًا إِنَّ قُرَيْشًا قَوْمٌ يَعْتَدُونَ۔ یعنی قسم ہے آٹا گوندھنے والیوں کی جیسا کہ گوندھتے ہیں اور روٹی پکانے والیوں کی جیسا کہ پکاتے ہیں اور لقمہ بنانے والیوں کی جیسا کہ لقمہ بناتے ہیں، چور چور کرتے ہوئے اور گھی ملاتے ہوئے، بیشک قریش ایک ایسی قوم ہے جو زیادتی کرتی ہے۔
- (3) أَلْفَيْلَ مَا الْفَيْلُ وَمَا أَذْرَاكَ مَا الْفَيْلُ لَهُ ذَنْبٌ قَصِيرٌ وَخَرْطُومٌ طَوِيلٌ۔ یعنی ہاتھی اور کیا ہاتھی اور تجھ کو کیا خبر کہ ہاتھی کیا ہے اس کی چھوٹی دم ہے اور لمبی سونڈ ہے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ اسلام لانے سے پہلے مسلمہ کے دوست تھے۔ وہ اس سے ملنے گئے تو اس نے پوچھا تمہارے آدمی یعنی نبی ﷺ پر آج کل کیا وحی اتری ہے۔ انہوں نے کہا میں نے ان کے اصحاب کو ایک بڑی ہی زبردست سورت پڑھتے سنا ہے۔ اس نے پوچھا کیا۔ تو انہوں نے سورۃ العصر پڑھ کر سنائی۔ اس پر اس نے کہا مجھ پر بھی ایک ایسی ہی وحی اتری ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا۔ تو اس نے کہا يَا وَبَرُ يَا وَبَرُ اِنَّمَا اَنْتَ اُذْنَانِ وَصَدْرُ سَائِرُكَ حَقَرٌ وَنَقَرٌ یعنی اے جانور، اے جانور تو تو بس دوکان ہے اور سینہ ہے (یعنی تیرے دونوں کان اور سینہ نمایاں ہیں) اور تیرا جسم حقیر اور ذلیل ہے۔ (ابن کثیر سے ماخوذ)

نوٹ: 1

آیت- 19) میں ہے کہ تمام لوگ ایک ہی امت تھے۔ شرک و کفر کا نام نہیں تھا۔ پھر توحید میں اختلاف کر کے مختلف قومیں بنیں۔ سب مسلمان ہونے کا زمانہ کتنا تھا۔ اور کب تک رہا؟ روایات حدیث و سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ کے زمانے میں شرک و کفر ظاہر ہوا جس کا انہیں مقابلہ کرنا پڑا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت آدمؑ سے حضرت نوحؑ تک ایک طویل زمانہ ہے۔ دنیا میں انسانوں کی آبادی کافی پھیل چکی تھی۔ ان تمام انسانوں میں رنگ و روپ اور طرز معاشرت کا اختلاف ہونا بھی ایک طبعی امر ہے اور مختلف خطوں میں پھیل جانے کے بعد وطن کا اختلاف بھی یقین ہے۔ لیکن قرآن نے نسبی، قبائلی اور وطنی اختلاف کو، جو امور فطریہ ہیں۔ وحدت امت میں خلل انداز قرار نہیں دیا اور ان اختلاف کے باوجود اولاد آدمؑ کو امت واحد قرار دیا۔ ہاں جب ایمان کے خلاف کفر و شرک پھیلا تو کافر و مشرک کو الگ قوم اور الگ ملت قرار دے کر فَاصِلًا تَحْتَفُّوا اِرشاد فرمایا۔ اس طرح واضح کر دیا کہ اولاد آدمؑ کو مختلف قوموں میں بانٹنے والی چیز صرف ایمان و اسلام سے انحراف ہے۔ نسبی اور وطنی رشتوں سے تو میں الگ الگ نہیں ہوتیں۔ (معارف القرآن)





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

0002

آیت نمبر (21 تا 30)

ع ص ف

(ض) عَصَفًا

(۱) جھونکا دینا۔ تیزی تیزی سے چلنا۔ (۲) برباد کرنا۔ چورا چورا کر دینا۔ ﴿فَالْعَصْفُ عَصَفًا﴾ (77/ المرسلت: 2) ”پھر قسم ہے جھونکا دینے والیوں کی جیسا جھونکا دینے کا حق ہے۔“

عَصْفٌ

اسم ذات بھی ہے۔ خشک پتوں کا چورا۔ بھوسا۔ ﴿فَجَعَلَهُمْ كَعَصِفٍ مَّا لَوَّلٍ﴾ (105/ الفیل: 5) پھر اس نے بنادیا ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی مانند۔“

عَاصِفٌ

فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ جھونکا دینے والا یعنی (1) تیز و تند (2) آندھی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 22

م و ج

(ن) مَوْجًا

سمندر کا جوش مارنا۔ لہروں کا ایک دوسرے پر چڑھنا۔ ریل مارنا۔ ﴿وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ﴾ (18/ الکہف: 99) ”اور ہم چھوڑیں گے ان کے بعض کو اس دن وہ ریل ماریں گے بعض میں۔“

مَوْجٌ

اسم جنس ہے۔ واحد مَوْجَةٌ۔ جمع اور واحد دونوں کے لئے مَوْجٌ آتا ہے۔ لہر۔ موج۔ زیر مطالعہ آیت۔ 22

ر ه ق

(س) رَهَقًا

زبردستی کسی پر حاوی ہو جانا۔ (1) زبردستی کرنا۔ (2) کسی پر چڑھائی کرنا۔ کسی کو ڈھانپ لینا۔ چھا جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 26

رَهَقٌ

اسم ذات ہے۔ زبردستی۔ چودھراہٹ۔ دادا گیری۔ ﴿فَزَادُوهُمْ رَهَقًا﴾ (72/ الجن: 6) ”تو انہوں نے زیادہ کیا ان کو بلحاظ سر چڑھنے کے۔“

اِرْهَاقًا

کسی کو کسی پر چڑھا دینا۔ ڈھانپ دینا۔ ڈال دینا۔ ﴿وَلَا تُرْهَقُنِي مِنْ أَمْرِ عُسْرًا﴾ (18/ الکہف: 73) ”اور آپ مت ڈالیں مجھ پر میرے کام کی وجہ سے، مشکل کو۔“

(افعال)

ترکیب

(آیت۔ 21) بَعْدِ کا مضاف الیہ ضَرَاءَ ہے اور نکرہ مخصوصہ۔ ضَرَاءَ غیر منصرف ہے اس لئے نصب اور جردونوں حالت میں ضَرَاءَ آتا ہے، مَكْرًا تیز ہے۔ (آیت۔ 22) جَاءَتْهَا سے پہلے وَإِذَا مَخْرُوفٌ ہے اور ہا کی ضمیر اَلْفُلْکِ کے لیے ہے۔ (آیت۔ 23) مَتَاعٌ کی نصب بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے فعل مَخْرُوفٌ ہے جو فَتَمَتُّعُوا ہو سکتا ہے۔ (آیت۔ 24) لَيْلًا اَوْ نَهَارًا

ظرف زمان ہیں۔ تَغْنَنَ دراصل مؤنث کا صیغہ تَغْنَى ہے۔ لَمْ کی وجہ سے یا گری ہوئی ہے۔ (آیت-27) اُغْشِيَتْ کا نائب فاعل وَجُوهُهُمْ ہے اور قِطْعًا اس کا مفعول ثانی ہے، جبکہ مُظْلِمًا حال ہے۔ (آیت-28) مَكَانَكُمْ مفعول ہے اور اس کا فعل محذوف ہے۔ (آیت-29) اِنْ كُنَّا میں اِنْ مخففہ ہے جس کے معنی ہیں: یقیناً۔ (آیت-30) اللّٰہ کا بدل ہونے کی وجہ سے مَوْلَاهُمْ میں مَوْلٰی محلاً حالت جرمیں ہے اس لئے اس کی صفت الْحَقِّ حالت جرمیں آئی ہے۔

ترجمہ

وَإِذَا	اَذْقَنَّا	النَّاسَ	رَحْمَةً	مِّنْ بَعْدِ ضَرَاءٍ	مَسْتَهُمُ	إِذَا	لَهُمُ
اور جب	ہم چکھاتے ہیں	لوگوں کو	کچھ رحمت	اس تکلیف کے بعد جس نے	چھووا ان کو	جب ہی	وہ لوگ

مَكْرًا	فِي آيَاتِنَا	قُلْ	اللَّهُ	أَسْرَعُ	مَكْرًا
چالیں چلنے لگتے ہیں	ہماری نشانیوں میں	آپ کہیے	اللہ	سب سے تیز ہے	بلحاظ تدبیر کرنے کے

إِنَّ	رُسُلَنَا	يَكْتُبُونَ	مَا	تَمْكُرُونَ ﴿٥﴾	هُوَ	الَّذِي
یقیناً	ہمارے رسول (یعنی فرشتے)	لکھتے ہیں	اس کو جو	تم لوگ بہانے بناتے ہو	وہ	وہ ہے جو

يُسَبِّحُكُمْ	فِي النَّبْرِ	وَالْبَحْرِ	حَتَّىٰ	إِذَا	كُنْتُمْ	فِي الْفُلْكِ
گھماتا پھراتا ہے تم لوگوں کو	خشکی میں	اور سمندر میں	یہاں تک کہ	جب	تم لوگ ہوتے ہو	کشتی میں

وَجَرَيْنَ	بِهِمْ	بِرِنَاجٍ طَبِيبَةٍ	وَّ	فَرِحُوا	بِهَا
اور وہ بہتی ہیں	ان کے ساتھ	ایک سازگار ہوا کے ذریعہ سے	اس حال میں کہ	وہ خوش ہوتے ہیں	اس سے

جَاءَتْهَا	رِنَجٌ عَاصِفٌ	وَّجَاءَهُمُ	النَّوْجُ
(اور جب) آتی ہے اس (کشتی) کے پاس	ایک تیز و تند ہوا	اور آتی ہے ان لوگوں کے پاس	موج

مِنْ كُلِّ مَكَانٍ	وَّظَنُّوْا	أَنَّهُمْ	أُحِبُّوا	بِهِمْ	دَعَوْا
ہر جگہ سے	اور انہوں نے سمجھ لیا	کہ وہ لوگ ہیں	احاطہ کیا گیا	جن کا	تو انہوں نے پکارا

اللَّهُ	مُخْلِصِينَ	لَهُ	الدِّينَ	لَيْنَ	أَنْجَيْتَنَا
اللہ کو	خالص کرنے والے ہوتے ہوئے	اس کے	اعتقاد کو	یقیناً اگر	تو نے نجات دی ہم کو

مِنْ هَذِهِ	لَنَكُونَنَّ	مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٦﴾	فَلَمَّا	أَنْجَاهُمْ
اس سے	تو ہم لازمًا ہوں گے	شکر کرنے والوں میں سے	پھر جب	ہم نجات دیتے ہیں ان کو

إِذَا	هُمْ	يَبْعُونَ	فِي الْأَرْضِ	بِغَيْرِ الْحَقِّ	يَايُهَا النَّاسُ	إِنَّمَا
جب ہی	وہ لوگ	سرکشی کرتے ہیں	زمین میں	حق کے بغیر	اے لوگوں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

بَعِيْكُمْ	عَلَى أَنْفُسِكُمْ	مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	ثُمَّ إِلَيْنَا
تمہاری سرکشی	تمہاری اپنی جانوں پر ہے	(تو فائدہ اٹھا لو) دنیوی زندگی کے سامان سے	پھر ہماری طرف ہی

مَرْجِعُكُمْ	فَنَنْبِئُكُمْ	بِهَا	كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٢٠﴾	إِنَّمَا	مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
تمہارا لوٹنا ہے	تو ہم بتادیں گے تم کو	وہ جو	تم لوگ کرتے تھے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	دنوی زندگی کی مثال

كَمَا	أَنْزَلْنَاهُ	مِنَ السَّمَاءِ	فَاخْتَلَطَ	بِهِ	نَبَاتُ الْأَرْضِ
ایسے پانی جیسی ہے	ہم نے اتارا جس کو	آسمان سے	تورل مل گیا	اس کے ذریعہ سے	زمین کا سبزہ

مِمَّا	يَأْكُلُ	النَّاسُ	وَالْأَنْعَامُ ط	حَتَّىٰ	إِذَا	أَخَذَتِ	الْأَرْضُ	زُخْرُفَهَا
جس میں سے	کھاتے ہیں	لوگ	اور چوپائے	یہاں تک کہ	جب	پکڑا	زمین نے	اپنے سنگھار کو

وَأَزَيَّجَتْ	وَوَظَّنَ	أَهْلُهَا	أَنَّهُمْ	فَيَذَرُونَهُ	عَلَيْهَا	أَتُهَا
اور وہ سچ گئی	اور خیال کیا	اس کے لوگوں نے	کہ وہ	قدرت رکھنے والے ہیں	اس پر	(تو) آیا اس کے پاس

أَمْرُنَا	لَيْلًا	أَوْ	نَهَارًا	فَجَعَلْنَاهَا	حَصِيدًا	كَأَنَّهُ	لَمْ تَعْنَ
ہمارا حکم	رات کے وقت	یا	دن کے وقت	پھر بنا دیا ہم نے اس کو	کٹی ہوئی کھیتی	جیسے کہ	وہ تھی ہی نہیں

بِالْأَفْسَ ط	كَذَلِكَ	نُفِصِلُ	الْآيَاتِ	لِقَوْمٍ	يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾
کل کو	اس طرح	ہم کھول کھول کر بیان کرتے ہیں	نشانوں کو	ایسے لوگوں کے لئے جو	غور و فکر کرتے ہیں

وَاللَّهُ	يَدْعُوَا	إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ ط	وَيَهْدِي	مَنْ	يَشَاءُ
اور اللہ	بلاتا ہے	سلامتی کے گھر کی طرف	اور وہ ہدایت دیتا ہے	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے

إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٢٢﴾	لِلَّذِينَ	أَحْسَنُوا	الْحُسْنَىٰ
ایک سیدھے راستے کی طرف	ان لوگوں کے لئے جنہوں نے	بھلائی کی	سب سے خوبصورت (اجر) ہے

وَزِيَادَةٌ ط	وَلَا يَرْهَقُ	وَجُوهَهُمْ	قَتَرٌ	وَلَا ذِلَّةٌ ط
اور زیادہ (بھی) ہے	اور نہیں چھائے گی	ان کے چہروں پر	کوئی سیاہی	اور نہ ہی کوئی ذلت

أُولَٰئِكَ	أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ؕ	هُمْ	فِيهَا	خَالِدُونَ ﴿٢٣﴾	وَالَّذِينَ	كَسَبُوا
یہ لوگ	جنت والے ہیں	وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	اور جنہوں نے	کمائیں

السَّيِّئَاتِ	جَزَاءُ سَيِّئَةٍ	بِشَلِيهَا	وَتَرْهَقُهُمْ	ذِلَّةٌ ط	مَا لَهُمْ
برائیاں	(تو) برائی کا بدلہ	اسی کے جیسا ہے	اور چھائے گی ان پر	ایک ذلت	نہیں ہے ان کے لئے

مِّنَ اللَّهِ	مِنْ عَاصِمٍ ؕ	كَأَنَّمَا	أُغْشِيَتْ	وَجُوهُهُمْ	قَطْعًا
اللہ سے	کوئی بھی بچانے والا	جیسے کہ بس	ڈھانک دیئے گئے	ان کے چہرے	ایک ٹکڑے سے

مِّنَ اللَّيْلِ	مُظْلِمًا	أُولَئِكَ	أَصْحَابُ النَّارِ	هُمْ	فِيهَا	۞۱۵۱
رات میں سے	اندھیری ہوتے ہوتے	یہ لوگ	آگ والے ہیں	وہ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں
وَيَوْمَ	نَحْشُرُهُمْ	جَبِيْعًا	ثُمَّ نَقُولُ	لِّلَّذِينَ	أَشْرَكُوا	
اور جس دن	ہم اکٹھا کریں گے ان کو	سب کے سب کو	پھر ہم کہیں گے	ان سے جنہوں نے	شرک کیا	
مَكَانَكُمْ	أَنْتُمْ	وَشُرَكَاءُكُمْ	فَرَيْدًا			
(تم لوگ کھڑے ہو) اپنی جگہ پر	تم بھی	اور تمہارے شریک بھی	پھر ہم الگ الگ کریں گے			
بَيْنَهُمْ	وَقَالَ	شُرَكَاءُ هُمْ	مَا كُنْتُمْ	إِنَّا		
(ان کو) ان کے مابین سے	اور کہیں گے	ان کے شرکاء	نہیں تھے تم کہ	صرف ہماری ہی		
تَعْبُدُونَ ۞۱۵۲	فَكَفَى	بِاللّٰهِ	شَهِيدًا	بَيْنَنَا	وَبَيْنَكُمْ	
بندگی کرتے تھے	تو کافی ہے	اللہ	بطور گواہ کے	ہمارے درمیان	اور تمہارے درمیان	
إِنْ	كُنَّا	عَنْ عِبَادَتِكُمْ	لَغَفْلِينَ ۞۱۵۳	هَذَا لَكَ	تَبَلُّوْا	كُلُّ نَفْسٍ
یقیناً	ہم تھے	تمہاری عبادت سے	بالکل غافل	وہاں	جانچ لے گی	ہر جان
مَا	أَسْكَفَتْ	وَرُدُّوْا	إِلَى اللّٰهِ	مَوْلَهُمُ الْحَقُّ		
اس کو جو	اس نے آگے بھیجا	اور وہ لوٹائے جائیں گے	اللہ کی طرف	جو ان کا حقیقی کارساز ہے		
وَصَلَّ	عَنْهُمْ	مَا	كَانُوا يَفْتَرُونَ ۞۱۵۴			
اور گرم ہو جائے گا	ان سے	وہ جو	وہ گھڑتے تھے			

آیت نمبر (31 تا 40)

(آیت 35) لَا يَهْدِيْهِ دِرَاصِلٌ لَا يَهْتَدِيْ هِيَ جَوْ قَاعِدِهِ مَطَابِقٌ تَبْدِيلٌ هُوَ كَرَّ لَا يَهْدِيْهِ اسْتِعْمَالٌ هُوَ هِيَ۔

ترکیب

ترجمہ

قُلْ	مَنْ	يَّرْزُقُكُمْ	مِّنَ السَّمَاءِ	وَالْأَرْضِ	أَمَّنْ	يَّبْلِكُ	السَّمْعِ
آپ کہنے	کون	رزق دیتا ہے تم کو	آسمان سے	اور زمین سے	یا کون	اختیار رکھتا ہے	سماعت پر
وَالْأَبْصَارِ	وَمَنْ	يُخْرِجُ	النَّجَى	مِنَ الْبَيْتِ	وَيُخْرِجُ	الْبَيْتِ	مِنَ النَّجَى
اور بصارتوں پر	اور کون	نکالتا ہے	زندہ کو	مردہ سے	اور (کون) نکالتا ہے	مردہ کو	زندہ سے
وَمَنْ	يُدَبِّرُ	الْأُمُورَ	فَسَيَقُولُونَ	اللَّهُ ۚ	فَقُلْ	أَفَلَا تَتَّقُونَ ۞۱۵۵	
اور کون	تدبیر کرتا ہے	تمام معاملات کی	تو وہ کہیں گے کہ	اللہ	تو آپ کہیں	تو کیا تم لوگ ڈرتے نہیں	

فَلِإِيَّكُمْ	اللَّهُ	رَبُّكُمْ الْحَقُّ ۚ	فَمَاذَا	بَعْدَ الْحَقِّ	اللَّهُ الصَّلٰوةُ ۝
پس یہ	اللہ ہے	جو تمہارا حقیقی پرورش کرنے والا ہے	پھر کیا ہے	حق کے بعد	سوائے گمراہی کے

فَإِنِّي	تُصْرَفُونَ ۝	كَذَلِكَ	حَقَّتْ	كَلِمَتُ رَبِّكَ	عَلَى الَّذِينَ
تو کہاں سے	تم لوگ پھیرے جاتے ہو	اس طرح	پورا ہوا	آپ کے رب کا فرمان	ان لوگوں پر جنہوں نے

فَسَقُّوْا	أَنَّهُمْ	لَا يُؤْمِنُونَ ۝	قُلْ	هَلْ	مِّنْ	يَّبْدُوا
نافرمانی کی	کہ وہ لوگ	ایمان نہیں لاتے	آپ کہیے	کیا	تمہارے شریکوں میں سے	کوئی

الْخَلْقِ	ثُمَّ	يُعِيدُهُ ۥ	قُلْ	اللَّهُ	يَبْدُوا
پیدا کرنے کی	پھر	واپس لاتا ہے اس کو	آپ کہئے	اللہ	ابتدا کرتا ہے

الْخَلْقِ	ثُمَّ	يُعِيدُهُ ۥ	فَإِنِّي	تُفَكُّونَ ۝	قُلْ	هَلْ
پیدا کرنے کی	پھر	وہ واپس لاتا ہے اس کو	تو کہاں سے	تم لوگ لوٹائے جاتے ہو	آپ کہئے	کیا

مِّنْ شُرَكَائِكُمْ	مَّنْ	يَهْدِي	إِلَى الْحَقِّ ۥ	قُلْ	اللَّهُ	يَهْدِي
تمہارے شریکوں میں سے	کوئی	ہدایت دیتا ہے	حق کی طرف	آپ کہئے	اللہ	ہدایت دیتا ہے

أَفَمَن	يَهْدِي	إِلَى الْحَقِّ	أَحَقُّ	أَنْ	يُتَّبَعَ
تو کیا وہ جو	ہدایت دیتا ہے	حق کی طرف	زیادہ حق دار ہے	کہ	اس کی پیروی کی جائے

أَمَّنْ	لَا يَهْدِي	إِلَّا أَنْ	يُهْدَىٰ ۚ	فَمَا لَكُمْ ۚ	كَيْفَ
یا اس کی جو	ہدایت نہیں پاتا	سوائے اس کے کہ	اس کو ہدایت دی جائے	تو کیا ہے تمہیں	کیسا

تَحْكُمُونَ ۝	وَمَا يَتَّبِعُ	أَكْثَرُهُمْ	إِلَّا	ظَنًّا ۥ	إِنَّ	الظَّنَّ
تم لوگ حکم لگاتے ہو	اور پیروی نہیں کرتے	ان کے اکثر	مگر	گمان کی	بیشک	گمان

لَا يُغْنِي	مِنَ الْحَقِّ	شَيْئًا ۥ	إِنَّ اللَّهَ	عَلِيمٌ	بِمَا	يَفْعَلُونَ ۝
کام نہیں دیتا	حق بات میں	کچھ بھی	بیشک اللہ	جاننے والا ہے	اس کو جو	وہ لوگ کرتے ہیں

وَمَا كَانَ	هَذَا الْقُرْآنُ	أَنْ	يُفْتَرَىٰ	مِن دُونِ اللَّهِ	وَلَكِنْ
اور نہیں ہے	یہ قرآن	کہ	اس کو گھڑا جائے	اللہ کے علاوہ (کسی) سے	اور لیکن (یعنی بلکہ)

تَصْدِيقِ الَّذِي	بَيِّنَ يَدَيْهِ	وَتَفْصِيلِ الْكِتَابِ	لَا رَيْبَ
اس کی تصدیق کرتا ہے جو	اس سے پہلے ہے	اور تمام فرائض کو کھول کر بیان کرتا ہے	کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے

فِيهِ	مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٢١﴾	أَمْ	يَقُولُونَ	اِفْتَرَاهُ ۖ
جس میں	تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے (ہونے میں)	یا	وہ لوگ کہتے ہیں	اس نے گھڑا اس کو

قُلْ	فَاتُوا	بِسُورَةٍ	مِّثْلِهِ	وَادْعُوا	مِنْ	اسْتَطَعْتُمْ
آپ کہئے	تو تم لوگ لاؤ	ایک سورت	اس کے جیسی	اور بلاؤ	اس کو جس کی	تمہیں استطاعت ہے

مَنْ دُونِ اللَّهِ	إِنْ كُنْتُمْ	صَادِقِينَ ﴿٢٢﴾	بَلْ	كَذَّبُوا	بِمَا	لَمْ يُحِطُوا
اللہ کے علاوہ	اگر تم لوگ ہو	سچ کہنے والے	بلکہ	انہوں نے جھٹلایا	اس کو جس کا	انہوں نے احاطہ نہیں کیا

يَعْلِيهِ	وَلَهُمَا	يَأْتِيهِمْ	تَأْوِيلُهُ ۖ	كَذَلِكَ	كَذَّبَ
اس کے علم سے	اور ابھی تک نہیں	پہنچان کے پاس	اس کا انجام	اسی طرح	جھٹلایا

الَّذِينَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	فَانْظُرْ	كَيْفَ كَانَ	عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿٢٣﴾
انہوں نے جو	ان سے پہلے تھے	تو آپ دیکھیں	کیا تھا	ظلم کرنے والوں کا انجام

وَمِنْهُمْ مَّنْ	يُؤْمِنُ	بِهِ	وَمِنْهُمْ مَّنْ	لَّا يُؤْمِنُ
اور ان میں وہ بھی ہیں جو	ایمان لاتے ہیں	اس پر	اور ان میں وہ بھی ہیں جو	ایمان نہیں لاتے

بِهِ ۖ	وَرَبِّكَ	أَعْلَمُ	بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٢٤﴾
اس پر	اور آپ کا رب	سب سے زیادہ جانے والا ہے	نافرمانی کرنے والوں کو

نوٹ: 1

آیت - 32 میں تُصَرِّفُونَ اور آیت - 35 میں تُؤَفِّكُونَ یہ دونوں مضارع مجہول ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ کہاں سے تم لوگ لوٹ جاتے ہو بلکہ یہ کہا ہے کہ تم لوگوں کو لوٹایا جاتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ گمراہ کرنے والا کوئی شخص یا گروہ ہوتا ہے جو لوگوں کو صحیح رخ سے ہٹا کر غلط رخ پر پھیر دیتا ہے۔ اسی بنا پر لوگوں سے اپیل کی گئی ہے کہ تم اندھے بن کر غلط رہنمائی کرنے والوں کے پیچھے کیوں چلے جا رہے ہو۔ اپنی عقل کیوں نہیں استعمال کرتے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 2

آیت - 35 میں جو سوال کیا گیا ہے وہ بہت اہم ہے اس لیے اس کو وضاحت سے سمجھ لیں۔ اس دنیا میں انسان کی ضرورتوں کا دائرہ صرف اسی حد تک محدود نہیں ہے کہ اس کو زندگی بسر کرنے کا سامان ملتا رہے اور وہ آفات و مصائب سے محفوظ رہے بلکہ اس کی ایک ضرورت یہ بھی ہے کہ اسے دنیا میں زندگی بسر کرنے کا سامان ملتا رہے اور وہ آفات و مصائب سے محفوظ رہے بلکہ اس کی ایک ضرورت یہ بھی ہے کہ اسے دنیا میں زندگی بسر کرنے کا صحیح طریقہ معلوم ہو۔ وہ جانے کہ اپنی ذات کے ساتھ، اس سرو سامان کے ساتھ جو اس کے تصرف میں ہیں، ان انسانوں کے ساتھ جن سے اس کو سابقہ پیش آتا ہے، وہ کیا اور کس طرح کا معاملہ کرے جس سے اس کی زندگی کامیاب ہو اور اس کی کوشش اور محنت غلط راہوں پر صرف ہو کر تباہی و بربادی پر منتج نہ ہو۔ اسی صحیح طریقے کا نام حق ہے۔ اب قرآن مجید ان سب لوگوں سے پوچھتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کو ماننے سے انکار کرتے ہیں، کہ اللہ کے سوا تم جن کی بندگی کرتے ہو ان میں کوئی ہے جو تمہارے لیے ہدایت حق کا ذریعہ بنتا ہو یا بن سکتا ہو۔ ظاہر ہے کہ اس کا جواب نفی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ کیوں؟ اس کی وجہ بھی سمجھ لیں۔

انسان اللہ کے سوا جن کی بندگی کرتا ان کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ ایک وہ دیوی، دیوتا اور زندہ یا مردہ انسان جن کی طرف انسان کا رجوع صرف اس غرض کے لیے ہوتا ہے کہ فوق الفطری طریقے سے وہ اس کی حاجتیں پوری کریں اور اس کو آفات سے بچائیں۔ کبھی کسی مشرک نے ہدایت حق کے لیے ان کی طرف رجوع نہیں کیا۔ اور نہ کوئی مشرک یہ کہتا ہے کہ اس کے یہ معبود اسے معاشرت، تمدن، سیاست، اخلاق، عدالت وغیرہ کے اصول سکھاتے ہیں۔ دوسرے نمبر پر وہ انسان ہیں جن کے بنائے ہوئے اصولوں اور قوانین کی پیروی اور اطاعت کی جاتی ہے۔ یہ لوگ رہنما تو ضرور ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا وہ رہنمائے حق بھی ہیں۔ کیا ان میں سے کسی کا بھی علم ان تمام حقائق پر حاوی ہے جن کا جاننا انسانی زندگی کے صحیح اصول وضع کرنے کے لیے ضرورت ہے کیا ان میں سے کوئی بھی ان کمزوریوں، تعصبات، طبعی میلانات و رجحانات وغیرہ سے بالاتر ہے جو انسانی معاشرے کے لیے منصفانہ قوانین بنانے میں مانع ہوتے ہیں۔ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر یہ لوگ ہدایت حق کا سرچشمہ کیسے ہو سکتے ہیں۔

اسی بنا پر قرآن یہ سوال کرتا ہے کہ لوگو! تمہارے ان مذہبی معبودوں اور تمدنی خداؤں میں کوئی ایسا ابھی ہے جو تمہاری رہنمائی کرنے والا ہو۔ آیت نمبر 31 تا 34 کے سوالات سے مل کر آیت نمبر 35 کا آخری سوال مذہب اور دین کے پورے مسئلے کا فیصلہ کرتا ہے۔ انسان کی ساری ضرورتیں دو ہی نوعیت کی ہیں۔ ایک یہ کہ کوئی اس کا پروردگار ہو، جو دعاؤں کا سننے والا اور حاجتوں کا پورا کرنے والا ہو۔ اس کے لیے قرآن کا فیصلہ یہ ہے کہ اس ضرورت کو پورا کرنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ دوسری ضرورت یہ ہے کہ کوئی ایسا رہنما ہو جو دنیا میں زندگی بسر کرنے کے اصول بتائے۔ اس لیے بھی قرآن کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ بھی صرف اللہ کا ہی کام ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (41 تا 60)

ترکیب

آیت - (45) كَاٰنُ لَكُمْ فِي كَاٰنٍ دَرٰصِلٌ كَاٰنٌ هُوَ، آگے لَمَّ سے ملانے کے لیے نون خفیفہ ہوا ہے۔ (آیت - 46) اِمَّا فِيْ اِنْ شَرَطِيْہِ اور مَّا زَاٰنْدَہِ ہے۔ (آیت - 50) بَيِّنَاتًا كُوْظَرَفَہِی مَانَا جَا سَكْتَا ہِی لٰكِيْن بَہْتَر ہِی كَہ اس كُو حَال مَانَا جَا۔ بَكَّہ نَہَا رَا ظَرَف ہِی۔ (آیت - 52) ثُمَّ قِيْلَ گَزَشْتَا آیت كَہ اِذَا سَہ تَسْلَسِل مِی ہِی اس لَیْہِ اس كَا تَرْجَمَہِی مِسْتَقْبَل مِی ہُوگا۔ (آیت - 53) اَحَقُّ هُو مِی حَقِّ خَبَر مَقْدَم اور هُو مَبْتَدَا مَوْخَر ہِی۔ اِیْ عَرَبِي مِی نَعَم كَہ مَعْنٰی مِی آتَا ہِی۔ وَرَبِّيْ كَا وَاقْسِمِہِ ہِی۔

ترجمہ

وَ اِنْ	كَذَّبُوْكَ	فَقُلْ	لِيْ	عَمِلِيْ	وَلَكُمْ	عَمَلَكُمْ ۚ
اور اگر	وہ لوگ جھٹلاتے ہیں آپ کو	تو آپ کہہ دیجئے	میرے لئے	میرا عمل ہے	اور تمہارے لئے	تمہارا عمل ہے
اَنْتُمْ	بَرِيْٓئُوْنَ	مِمَّا	اَعْمَلُ	وَ اَنَا	بَرِيْٓئٌۭ	تَعْمَلُوْنَ ۝۱۱
تم لوگ	بري ہو	اس سے جو	میں عمل کرتا ہوں	اور میں	بري ہوں	تم لوگ کرتے ہو
وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَّبْسِٔعُوْنَ	اِلَيْكَ ط	اَفَاَنْتَ	تُسَبِّحُ	الصُّمَّ	
اور ان میں وہ بھی ہیں جو	کان لگاتے ہیں	آپ کی طرف	تو کیا آپ	سنائیں گے	بہروں کو	
وَ	لَوْ	كَانُوا لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۱۲	وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَنْظُرُ		
اس حال میں کہ	اگر	وہ لوگ عقل استعمال نہیں کرتے ہیں	اور ان میں وہ بھی ہیں جو	دیکھتے ہیں		

8002

إِلَيْكَ ط	أَفَأَنْتَ	تَهْدِي	الْعُصَى	وَ	لَوْ	كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ﴿٣٠﴾
آپ کی طرف	تو کیا آپ	راہ دکھائیں گے	اندھوں کو	اس حال میں کہ	اگر	وہ لوگ بصارت نہیں کرتے ہیں

إِنَّ اللَّهَ	لَا يَظْلِمُ	النَّاسَ	شَيْئًا	وَلَكِنَّ	النَّاسَ	أَنفُسَهُمْ
یقیناً اللہ	ظلم نہیں کرتا	لوگوں پر	کچھ بھی	اور لیکن	لوگ	اپنے آپ پر

يُظْلِمُونَ ﴿٣١﴾	وَيَوْمَ	يَحْشُرُهُمْ	كَانَ	لَمْ يَلْبَثُوا	إِلَّا	سَاعَةً
ظلم کرتے ہیں	اور جس دن	وہ اکٹھا کرے گا ان کو	گویا کہ	وہ لوگ ٹھہرے ہی نہیں	مگر	ایک گھڑی

مِّنَ النَّهَارِ	يَتَعَارَفُونَ	بَيْنَهُمْ ط	قَدْ خَسِرَ	الَّذِينَ		
دن کی	ایک دوسرے کو پہچانیں گے	اپنے مابین	گھاٹے میں پڑ چکے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے		

كَذَّبُوا	بِلِقَاءِ اللَّهِ	وَمَا كَانُوا	مُهْتَدِينَ ﴿٣٢﴾	وَأَمَّا	نُورِيتَكَ	
جھٹلایا	اللہ کی ملاقات کو	اور وہ نہیں تھے	ہدایت پانے والے	اور اگر	ہم دکھائی دیں آپ کو	

بَعْضَ الَّذِي	نَعِدُهُمْ	أَوْ	نَتَوَقَّيْتِكَ	فَالِكِنَّا	مَرْجِعُهُمْ	
اس کے بعض کو جو	ہم نے وعدہ کیا ان سے	یا	ہم وفات بھی دیں آپ کو	تو ہماری طرف ہی	لوٹنا ہے ان کو	

ثُمَّ	اللَّهُ	شَهِيدٌ	عَلَىٰ مَا	يَفْعَلُونَ ﴿٣٣﴾	وَلِكُلِّ أُمَّةٍ	رَّسُولٌ ؕ فَاذَا
پھر	اللہ	گواہ ہے	اس پر جو	وہ لوگ کرتے ہیں	اور ہر امت کے لیے	ایک رسول ہے پس جب

جَاءَ	رَسُولُهُمْ	قُضِيَ	بَيْنَهُمْ	بِالْقِسْطِ	وَهُمْ	لَا يُظْلَمُونَ ﴿٣٤﴾
آتا ہے	ان کا رسول	توفیصلہ کر دیا جاتا ہے	ان کے مابین	انصاف سے	اور ان پر	ظلم نہیں کیا جاتا

وَيَقُولُونَ	مَتَىٰ	هَذَا الْوَعْدُ	إِنْ	كُنْتُمْ	صَادِقِينَ ﴿٣٥﴾	قُلْ
اور وہ لوگ کہتے ہیں	کب	یہ وعدہ ہے	اگر	تم لوگ	سچے ہو	آپ کہئے میں اختیار نہیں کرتا

لِنَفْسِي	ضَرًّا	وَلَا نَفْعًا	إِلَّا	مَا	شَاءَ	اللَّهُ ط
اپنی جان کے لیے	کسی تکلیف کا	اور نہ کسی نفع کا	مگر	وہ جو	چاہے	اللہ

أَجَلٌ ط	إِذَا	جَاءَ	أَجَلُهُمْ	فَلَا يَسْتَخْرُونَ	سَاعَةً	
خاتمے کا ایک وقت ہے	جب بھی	آئے گا	ان کا وقت	تو وہ لوگ نہ بیچھے ہوں گے	ایک گھڑی	

وَلَا يَسْتَفِيدُونَ ﴿٣٦﴾	قُلْ	أَ	رَعَيْتُمْ	إِنْ	أَنْتُمْ	
اور نہ آگے ہوں گے	آپ کہئے	کیا	تم لوگوں نے غور کیا	(کہ) اگر	آئے تمہارے پاس	

عَذَابُهُ	بَيِّنَاتًا	أَوْ	نَهَارًا	مَاذَا	يَسْتَعْجِلُ	مِنْهُ
اس کا عذاب	رات بسر کرتے ہوئے	یا	دن کے وقت	وہ چیز	جلدی چاہتے ہیں	جس میں

الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٠﴾	اَ	ثُمَّ	إِذَا	مَا	وَقَعَ	أَمَنْتُمْ	یہ ۱۱۱۲
مجرم لوگ	کیا	پھر	جب	وہ جو	واقع ہوگا	تم لوگ ایمان لاؤ گے	اس پر

آلَنَ	وَ	قَدْ كُنْتُمْ	یہ	تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٥١﴾	ثُمَّ	قِيلَ	لِلَّذِينَ
کیا اب	حالانکہ	تم لوگ	اس کی	جلدی مچا چکے ہو	پھر	کہا جائے گا	ان سے جنہوں نے

ظَلَمُوا	ذُوقُوا	عَذَابَ الْخُلْدِ	هَلْ تُجْزَوْنَ	إِلَّا	بِمَا
ظلم کیا	تم لوگ چکھو	ہمیشہ کا عذاب	تمہیں کیا بدلہ دیا جائے گا	سوائے	اس کے سبب جو

كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٥٢﴾	وَيَسْتَلِغُونَكَ	اَ	حَقٌّ	هُوَ
تم لوگ کماتے تھے	اور وہ لوگ خبر مانگتے ہیں آپ سے (یعنی پوچھتے ہیں)	کیا	حق ہے	وہ (عذاب)

قُلْ	إِیْ	وَرَبِّیْ	إِنَّهُ	لَحَقٌّ ۖ	وَمَا أَنْتُمْ	بِعُجْزٍ بِنَ ۚ
آپ کہیے	ہاں	میرے رب کی قسم	بیشک وہ	برحق ہے	اور تم لوگ نہیں ہو	عاجز کرنے والے (اس کو)

وَكُوْ	أَنَّ	لِحُلِّ نَفْسٍ	ظَلَمْتَ	مَا	فِي الْأَرْضِ	لَا فِتْنَتَ
اور اگر	(ہوتا) کہ	ہر اس جان کے لئے	جس نے ظلم کیا	وہ (سب کچھ) جو	زمین میں ہے	تو وہ ضرور خود کو چھڑاتی

یہ ۱۱۱۳	وَأَسْرُوا	النَّدَامَةَ	لَهَا	رَأَوْا	الْعَذَابَ ۚ	وَقُضِيَ
اسے دے کر	اور وہ چھپائیں گے	ندامت کو	جب	وہ دیکھیں گے	اس عذاب کو	اور فیصلہ کیا جائے گا

بَيْنَهُمْ	يَا نَقِصُطْ	وَهُمْ	لَا يُظْلَمُونَ ﴿٥٣﴾	آلَا	إِنَّ	لِلَّهِ
ان کے مابین	انصاف سے	اور ان پر	ظلم نہیں کیا جائے گا	سن لو	یقیناً	اللہ ہی کا ہے

مَا	فِي السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ ۖ	آلَا	إِنَّ	وَعَدَ اللَّهُ	حَقٌّ
وہ (سب کچھ) جو	آسمانوں میں ہے	اور زمین میں ہے	یا درکھو	یقیناً	اللہ کا وعدہ	حق ہے

وَلَكِنَّ	أَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٤﴾	هُوَ	يُحْيِي	وَيُمِيتُ	وَالْيَهُ
لیکن	ان کی اکثریت	جانتی نہیں ہے	وہ	زندگی دیتا ہے	اور موت دیتا ہے	اور اس کی طرف

تَرْجِعُونَ ﴿٥٥﴾	يَا أَيُّهَا النَّاسُ	قَدْ جَاءَكُمْ	مَوْعِظَةٌ	مِّن رَّبِّكُمْ
تم لوگ لوٹائے جاؤ گے	اے لوگوں	آچکی تمہارے پاس	ایک نصیحت	تمہارے رب (کی طرف) سے

وَشِفَاءٌ	لِّهَا	فِي الصُّدُورِ ۚ	وَهْدًى	وَرَحْمَةً،	لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٦﴾
اور ایک شفا	اس کے لیے جو	سینوں میں ہے	اور ہدایت	اور رحمت	ایمان لانے والوں کے لیے

قُلْ	بِقَضْلِ اللَّهِ	وَبِرَحْمَتِهِ	فِيذَلِكَ	فَلْيَفْرَحُوا ⁸⁹
آپ کہئے	اللہ کے فضل سے	اور اس کی رحمت سے (یہ آئی ہیں)	پس اس سبب سے	پھر انہیں چاہیے کہ وہ خوش ہوں

هُوَ	خَيْرٌ	مِمَّا	يَجْمَعُونَ ⁹⁰	قُلْ	أ	رَعَيْتُمْ	مَّا	أَنْزَلَ	اللَّهُ
یہ	بہتر ہے	اس سے جو	یہ لوگ جمع کرتے ہیں	آپ کہئے	کیا	تم لوگوں نے غور کیا	اس پر جو	اتارا	اللہ نے

لَكُمْ	مِنْ رِزْقٍ	فَجَعَلْتُمْ	مِنْهُ	حَرَامًا	وَحَلَالًا	قُلْ	آلله
تمہارے لئے	رزق	پھر تم لوگوں نے بنایا	اس میں سے	کچھ کو حرام	اور کچھ کو حلال	آپ کہئے	کیا اللہ نے

أَذِنَ	لَكُمْ	أَمْ	عَلَى اللَّهِ	تَفْتَرُونَ ⁹¹	وَمَا ظَنُّ	الَّذِينَ	يَفْتَرُونَ
اجازت دی	تم لوگوں کو	یا	اللہ پر	تم لوگ گھڑتے ہو (جھوٹ)	اور کیا گمان ہے	ان لوگوں کا جو	گھڑتے ہیں

عَلَى اللَّهِ	الْكَذِبَ	يَوْمَ الْقِيَامَةِ ⁹²	إِنَّ	اللَّهُ	لَذُو فَضْلٍ	عَلَى النَّاسِ
اللہ پر	جھوٹ	قیامت کے دن کے بارے میں	بیشک	اللہ	یقیناً فضل والا ہے	لوگوں پر

وَلَكِنَّ	أَكْثَرَهُمْ	لَا يَشْكُرُونَ ⁹³
لیکن	ان کی اکثریت	شکر نہیں کرتی

نوٹ: 1

زیر مطالعہ آیت۔ 42-43 کے مخاطب اوّل رسول اللہ ﷺ تھے اور آپ کے توسط سے قیامت تک پیدا ہونے والے تمام مسلمان اس کے مخاطب ہیں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ بہروں اور اندھوں کی رہنمائی نہیں کی جاسکتی۔ حالانکہ ایسے لوگوں کے نہ تو کان بہرے ہوتے ہیں اور نہ آنکھیں اندھی ہوتی ہیں۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے گزشتہ اسباق میں آیت۔ 2 / البقرة: 7 کے نوٹ۔ 3: اور آیت 7 / الاعراف: 179 کے نوٹ۔ 2 کا دوبارہ مطالعہ کریں۔

آیات زیر مطالعہ کا منشا و مراد یہ یاد دلانا ہے کہ دعوت و تبلیغ کا کام، اپنے اپنے ظروف و احوال میں، ہر شخص کا فرض ہے۔ اس جہاد کا نتیجہ تمہارے اختیار میں نہیں ہے، یہ اللہ کا کام ہے۔ اس لیے نتیجہ نہ نکلنے کی صورت میں دل برداشتہ نہ ہو اور اپنا فرض ادا کرتے رہو۔ البتہ ابتدائی کوشش کے بعد اگر واضح ہو جائے کہ کوئی شخص بات کو سمجھنا ہی نہیں چاہتا تو اس سے خوبصورتی سے اعراض کر لو اور ایسے لوگوں کو تلاش کرو جن میں حقیقت کو سمجھنے کی طلب ہو۔ کیونکہ پانی اسے دیتے ہیں جسے پیاس ہو۔

نوٹ: 2

زیر مطالعہ آیت۔ 45 میں ہے کہ لوگ باہم ایک دوسرے کو پہچانیں گے یعنی جب قیامت میں مردے قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو وہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے۔ امام بغویؒ نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ پہچان شروع میں ہوگی۔ بعد میں قیامت کے ہولناک واقعات سامنے آئیں گے تو یہ پہچان منقطع ہو جائے گی اور بعض روایات میں ہے کہ پہچان تو پھر بھی رہے گی مگر بہیت کے مارے بات نہ کر سکیں گے۔ (معارف القرآن)

نوٹ: 3

زیر مطالعہ آیت۔ 59 میں رزق کا لفظ آیا ہے۔ اردو زبان میں رزق کا اطلاق کھانے پینے کی چیزوں پر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہاں گرفت صرف اس قانون سازی پر کی گئی ہے جو دسترخوان کی چھوٹی سی دنیا میں مذہبی اوہام یا رسم و رواج کی

بنا پر لوگوں نے کر ڈالی ہے۔ اس غلط فہمی میں عوام ہی نہیں علماء تک مبتلاء ہیں۔ حالانکہ عربی زبان میں رزق محض خوراک کے معنی تک محدود نہیں بلکہ عطاء، بخشش اور نصیب کے معنی میں عام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی انسان کو دیا ہے وہ سب اس کا رزق ہے، حتیٰ کہ اولاد تک رزق ہے۔ مشہور دعا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّ اَرْزُقْنَا اِتِّبَاعَهُ یعنی اے اللہ تو ہمیں دکھا حق کو حق ہوتے ہوئے اور تو ہمیں توفیق دے اس کی پیروی کرنے کی۔ یہاں رزق کا لفظ توفیق دینے کے معنی میں آیا ہے۔ پس رزق کو محض دسترخوان کی سرحدوں تک محدود سمجھنا اور یہ خیال کرنا کہ اللہ تعالیٰ کو صرف ان پابندیوں اور آزادیوں پر اعتراض ہے جو کھانے پینے کی چیزوں کے معاملہ میں لوگوں نے بطور خود اختیار کر لی ہیں، سکت غلطی ہے۔ اور یہ کوئی معمولی غلطی نہیں ہے۔ اس کی بدولت اللہ کے دین کی ایک بہت بڑی اصولی تعلیم لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی ہے۔ یہ اسی غلطی کا نتیجہ ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں حلت و حرمت کا معاملہ تو ایک دینی معاملہ سمجھا جاتا ہے لیکن تمدن کے وسیع تر معاملات میں اگر یہ اصول طے کر لیا جائے کہ انسان خود اپنے لیے حدود مقرر کرنے کا حق رکھتا ہے اور اسی بنا پر اللہ اور اس کی کتاب سے بے نیاز ہو کر قانون سازی کی جانے لگے، تو عامی تو درکنار، علماء دین تک کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ یہ چیز بھی دین سے اسی طرح ٹکراتی ہے جس طرح کھانے پینے کی چیزوں میں خود جائز و ناجائز کا فیصلہ کرنا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (61 تا 70)

ش ع ن

(ف) شَانَاً قدر و منزلت والا کام کرنا۔ اپنی فطرت کے مطابق کام کرنا۔
شَانُ اسم ذات بھی ہے۔ کام۔ مصروفیت۔ زیر مطالعہ آیت۔ 61۔

ع ز ب

(ن) عَزَبًا پوشیدہ ہونا۔ غائب ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 61

ترکیب

(آیت۔ 61) مَا تَكُونُ اور مَا تَتَلَوُا کے مآکونافہ ماننا بہتر ہے کیونکہ آگے لَا تَعْمَلُونَ بھی آیا ہے اور اس کے آگے إِلَّا بھی آیا ہے۔ ذَرَّةً پر عطف ہونے کی وجہ سے اصْغَرَ اور اَكْبَرَ حالتِ جَز میں ہیں۔ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ قائم مقام خبر ہے۔ اس کا مبتدا اور خبر دونوں محذوف ہیں۔ (آیت۔ 66) وَمَا يَتَّبِعُ كَمَا مَوْصُولہ ہے۔ اِنْ يَتَّبِعُونَ اس کا صلہ ہے۔

ترجمہ

وَمَا تَكُونُ	فِي شَانٍ	وَمَا تَتَلَوُا	مِنْهُ	مِنْ قُرْآنٍ	وَلَا تَعْمَلُونَ
اور آپ نہیں ہوتے	کسی کام میں	اور آپ نہیں پڑھتے	اس سے	یعنی قرآن میں سے	اور تم لوگ عمل نہیں کرتے
مِنْ عَمَلٍ	إِلَّا	كُنَّا	عَلَيْكُمْ	شُهُودًا	ثَغِيضُونَ
کوئی بھی عمل	مگر (یہ کہ)	ہم ہوتے ہیں	تو لوگوں پر	گواہ	تم مصروف ہوتے ہو
فِيهِ	وَمَا يَعْزُبُ	عَنْ رَبِّكَ	مِنْ وَثْقَالِ ذَرَّةٍ	فِي الْأَرْضِ	
اس میں	اور پوشیدہ نہیں ہو پاتی	آپ کے رب سے	کسی بھی ذرہ کے ہم وزن (کوئی چیز)	زمین میں	
وَلَا فِي السَّمَاءِ	وَلَا اصْغَرَ	مِنْ ذَلِكَ	وَلَا اَكْبَرَ	إِلَّا	
اور نہ ہی آسمان میں	اور نہ ہی زیادہ چھوٹی	اس سے	اور نہ ہی زیادہ بڑی	مگر (یہ کہ)	

فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝۱	الَّا	اِنَّ	اُولَیْئَہِ اللّٰہِ	لَا خَوْفٌ	عَلَيْہُمْ
(سب کچھ) ایک واضح کتاب میں ہے	سن لو	یقیناً	اللہ کے دوست (وہ ہیں)	کوئی خوف نہیں ہے	جن پر

وَلَا هُمْ	يَحْزَنُونَ ۝۲	الَّذِينَ	اٰمَنُوا	وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝۳	لَهُمْ
اور نہ ہی وہ لوگ	پکھتاتے ہیں	وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور تقویٰ اختیار کرتے رہے	ان کے لیے

البُشْرٰی	فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	وَفِي الْاٰخِرَةِ ۝۴	لَا تَبْدِيْلَ	لِكَلِمٰتِ اللّٰہِ ۝۵	
بشارت ہے	دنوی زندگی میں	اور آخرت میں	کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہے	اللہ کے فرمانوں میں	

ذٰلِكَ	هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۶	وَلَا يَحْزَنُكَ	قَوْلُهُمْ ۝۷		
یہ	ہی عظیم کامیابی ہے	اور چاہیے کہ افسردہ مت کرے آپ کو	ان لوگوں کی بات		

اِنَّ	الْعِزَّةَ	لِلّٰہِ	جَمِیْعًا ۝۸	هُوَ السَّمِیْعُ	الْعَلِیْمُ ۝۹	الَّا	اِنَّ
یقیناً	کل عزت	اللہ ہی کی (دی ہوئی) ہے	سب کی سب	وہ ہی سننے والا ہے	جاننے والا ہے	سن لو	یقیناً

لِلّٰہِ	مَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَنْ	فِي الْاَرْضِ ۝۱۰	وَمَا	يَتَّبِعُ	الَّذِينَ
اللہ ہی کا ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ جو	زمین میں ہے	اور کس کی	پیروی کرتے ہیں	وہ لوگ جو

يَدْعُونَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ	شُرَكَاءَ ۝۱۱	اِنْ يَّتَّبِعُونَ	اِلَّا	الظَّنَّ	وَاِنْ هُمْ
پکارتے ہیں	اللہ کے علاوہ	شرکیوں کو	وہ پیروی نہیں کرتے	مگر	گمان کی	اور وہ نہیں ہیں

اِلَّا	يَخْرُصُونَ ۝۱۲	هُوَ	الَّذِي	جَعَلَ	لَكُمْ	الْيَلَّ
سوائے اس کے کہ	اٹکل لگاتے ہیں	وہ	وہ ہے جس نے	بنایا	تم لوگوں کے لیے	رات کو

لِتَسْكُنُوْا	فِيْہِ	وَالنَّهَارَ	مُبْصِرًا ۝۱۳	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ
تاکہ تم سکون حاصل کرو	اس میں	اور دن کو	دکھلانے والا	یقیناً	اس میں

لَاۤ اِیْتِ	لِقَوْمٍ	یَّسْعُونَ ۝۱۴	قَالُوا	اِتَّخَذَ	اللّٰہُ
لازمًا نشانیاں ہیں	ایسے لوگوں کے لیے جو	سن کر سمجھتے ہیں	انہوں نے کہا	بنایا	اللہ نے

وَلَدًا	سَبَّحْنٰہُ ۝۱۵	هُوَ الْغَنِيُّ ۝۱۶	لَہُ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ
ایک بیٹا	(حالانکہ) اس کی پاکیزگی ہے (ہر ضرورت سے)	وہ ہی بے نیاز ہے	اس کا ہی ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے

وَمَا	فِي الْاَرْضِ ۝۱۷	اِنْ	عِنْدَكُمْ	مِّنْ سُلٰطٰنٍ	بِهٰذَا ۝۱۸	اَ	تَقُولُوْنَ
اور وہ جو	زمین میں ہے	نہیں ہے	تم لوگوں کے پاس	کوئی بھی دلیل	اس کے لیے	کیا	تم لوگ کہتے ہو

عَلَى اللَّهِ	مَا	لَا تَعْمُونَ ۝	قُلْ	إِنَّ	الَّذِينَ	يَفْتَرُونَ	عَلَى اللَّهِ	الْكُذِبَ
اللہ پر	وہ جو	تم لوگ نہیں جانتے ہو	آپ کہتے	بیشک	وہ لوگ جو	گھڑتے ہیں	اللہ پر	جھوٹ

لَا يُفْلِحُونَ ۝	مَتَاعٌ	فِي الدُّنْيَا	ثُمَّ	إِلَيْنَا	مَرْجِعُهُمْ
وہ مراد نہیں پاتے	برتنے کا سامان ہے	دنیا میں	پھر	ہماری طرف ہی	ان کا لوٹنا ہے

ثُمَّ	نُذِيقُهُمْ	الْعَذَابَ الشَّدِيدَ	بِمَا	كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝
پھر	ہم چکھائیں گے ان کو	سخت عذاب	بسبب اس کے جو	یہ لوگ کفر کرتے ہیں

نوٹ: 1

زیر مطالعہ آیات 62 تا 64 اللہ تعالیٰ نے ولی اللہ لوگوں کے متعلق کچھ باتیں ہمیں بتائی ہیں۔ ان کو سمجھنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ ولی اللہ لوگوں کے متعلق جو عام تصور ہے وہ درست نہیں ہے۔ ”عوام نے جو اولیاء اللہ کی علامت کشف و کرامات یا غیب کی چیزیں معلوم ہونے کو سمجھ رکھا ہے، یہ غلط اور دھوکہ ہے۔ ہزاروں اولیاء اللہ ہیں جن سے اس طرح کی کوئی چیز ثابت نہیں۔ اور۔ اس کے خلاف ایسے لوگوں سے کشف اور غیب کی خبریں معقول ہیں جن کا ایمان بھی درست نہیں (معارف القرآن بحوالہ تفسیر مظہری)۔ ان کے غلط تصورات سے ذہن کو صاف کر کے جو ہم مذکورہ آیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ولی اللہ کی حقیقت واضح طور پر سمجھ میں آ جاتی ہے۔

مذکورہ آیات سے ایک توبہ بات قطعی طور پر معلوم ہوئی کہ یقیناً ایک ایسے مرتبہ اور مقام کا وجود ہے ہم لوگ ولی اللہ کہتے ہیں اور جس کے لئے آیت میں اللہ تعالیٰ نے جمع کے صیغے میں اولیاء اللہ کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ اس لیے ہم لوگوں کا ولی اللہ کا تصور کوئی دیومالائی تصور نہیں ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ولی اللہ کی پہچان کیا ہے۔ پہچان یہ ہے کہ اولیاء اللہ خوف اور حزن (پچھتاوے) سے محفوظ ہوتے ہیں۔ اب پہلے ان صفات کی نوعیت اور اہمیت کو سمجھ لیں پھر دیکھیں گے کہ انہیں حاصل کرنے کا طریقہ کیا بتایا گیا ہے۔

خوف درحقیقت ایک داخلی کیفیت ہے اور اس کا تعلق مستقبل کے اندیشوں سے ہے کہ ایسا نہ ہو جائے، کہیں ویسا نہ ہو جائے، پتہ نہیں کیا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کوئی بظاہر کتنا بھی پرسکون اور خوش و خرم نظر ہے لیکن اگر اندر ہی اندر وہ اس قسم کے اندیشوں میں مبتلا ہو تو وہ خوف سے محفوظ نہیں ہے۔ اس کیفیت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان اضطراب (ANXIETY) اور اعصابی تناؤ (TENSION) کا شکار رہتا ہے۔ ان سے پیدا ہونے والی بیماریوں کی فہرست خاصی طویل ہے اسی طرح حزن یعنی پچھتاوا بھی ایک داخلی کیفیت ہے اور اس کا تعلق ماضی سے ہے۔ کاش ایسے نہ ہوتا، کاش میں ایسا نہ کرتا وغیرہ وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ لفظ ”لو“ (کاش) شیطان کے عمل کا دروازہ کھولتا ہے۔ اس کی وجہ یہ سمجھ میں آئی ہے کہ پچھاوے جب ہماری سوچ پر غالب آ جاتے ہیں تو ہم قنوطیت (FRUSTRATION) کا شکار ہو جاتے ہیں جو کہ گناہ ہے (15 / الحجۃ: 56)۔ اس دور کے ماہرین نفسیات متفق ہیں کہ قنوطیت انسان کی قوت کار کو سلب کر کے اسے ناکارہ بنا دیتی ہے اور اس کی شخصیت کی کشش اور جاذبیت کو ختم کر کے لوگوں کو اس سے دور کر دیتی ہے۔ چنانچہ ولی اللہ کی دوسری پہچان کی دوسری صفت یہ ہے کہ یہ لوگ پچھاتے نہیں ہیں۔

اس کے آگے پھر ان دونوں صفات کو حاصل کرنے والے راستے کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پھر تقویٰ اختیار کرتے رہے۔ نوٹ کریں کہ تقویٰ کے لیے یہاں ماضی استمراری کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ولی اللہ کے مقام تک رسائی کے لیے صرف تقویٰ پر تسلسل درکار ہے۔ کیونکہ جو چیز غلام کو آقا کا دوست بناتی ہے وہ آقا کی

خوشنودی کے تجسس یعنی تقویٰ کا دوام ہے۔ چنانچہ جو لوگ تقویٰ کو اپنا طرز زندگی (LIFE STYLE) بنا لیتے ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے، اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ان بشارتوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو آخرت کی منزلوں یعنی قبر اور حشر وغیرہ میں جاری رہتا ہے، یہاں تک کہ انسان اپنے گھر یعنی جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جس میں کسی قم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ نیز یہ بھی نوٹ کر لیں کہ کامیابی کے ISTE TEST اور MOST MODERN معیار خواہ کچھ بھی ہوں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک شاندار کامیابی یہی ہے کہ انسان اس مقام و مرتبہ کو پالے۔

اس مطالعہ سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ولی اللہ کا مرتبہ و مقام فرداً ہر ایک مسلمان کی دسترس میں ہے۔ اس کے لیے نہ تو عالم فاضل ہونا ضروری ہے اور نہ تارک الدنیا ہونا یا کسی خانقاہ میں بیٹھنا ضروری ہے کیونکہ اس منزل تک پہنچانے والا راستہ تقویٰ کا دوام ہے۔ اور تقویٰ کا صحیح ٹیسٹ بھرپور زندگی کے منجھدار میں ہوتا ہے۔ اس لیے عام زندگی بسر کرنے والا جو مسلمان بھی چاہے وہ کوشش کر کے ولی اللہ کا مقام حاصل کر سکتا ہے۔ اگر کسی کو منزل نہ بھی ملے تب بھی اس راہ کا رہی تو بن ہی سکتا ہے اور یہ بھی بڑی بات ہے۔

آیت نمبر (71 تا 82)

ل ف ت

(ض) لَفْتًا کسی کو کسی چیز سے پھیر دینا۔ زیر مطالعہ آیت - 78۔
(افتعال) اِلْتَفَاتًا اہتمام سے اپنی توجہ کسی طرف پھیرنا۔ مڑ کر دیکھنا۔ ﴿وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ﴾ (11/ ہود: 81)
”اور چاہیے کہ مڑ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی ایک بھی۔“

ترکیب

(آیت - 77) اَتَقْوُونَ کے بعد ہذا محذوف ہے جو کہ گذشتہ آیت میں لِسِحْرِ مُبِينٍ کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے آگے سِحْرٌ خبر مقدم اور ہذا مبتدا مؤخر ہے۔ (آیت - 78) لَتَلْفِتْنَا کے لام کی پر عطف ہونے کی وجہ سے تَكُونُ حالت نصب میں آیا ہے اور یہ واحد مونث کا صیغہ ہے، اس کا فاعل اَلْكِبْرِيَاءُ ہے جو مؤنث ہے۔ (آیت - 81) اَللِّسْحْرِ سے پہلے فَهَوُ محذوف ہے۔

ترجمہ

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ	نَبَأُ نُوحٍ	إِذْ	قَالَ	لِقَوْمِهِ
اور آپ پڑھ کر سنائیں ان لوگوں کو	خبر نوحؑ کی	جب	انہوں نے کہا	اپنی قوم سے
يَقُومُوا	إِنْ	كَانَ	عَلَيْكُمْ	مَقَامِي
اے میری قوم	اگر	ہے	تم لوگوں پر	میرا کھڑا ہونا
وَتَذْكُرُنِي	بِآيَاتِ اللَّهِ			
اور میرا نصیحت کرنا	اللہ کی آیات سے			
فَعَلَى اللَّهِ	تَوَكَّلْتُ	فَاجْبِعُوا	أَمْرَكُمْ	وَشُرَّكَاءُكُمْ
تو اللہ پر ہی	میں نے (تو) بھروسہ کیا	پھر تم پختہ کرلو	اپنی تدبیر	مع اپنے شرکاء کے
ثُمَّ				
پھر				
لَا يَكُنْ	أَمْرَكُمْ	عَمَلٌ	ثُمَّ	اقْضُوا
نہ رہے	تمہاری تدبیر	تمہارے حق میں	پوشیدہ	پھر
				تم لوگ کر گزرو

إِنِّي	وَلَا تُنْظِرُونِ ۝۱۰	فَإِنْ	تَوَلَّيْتُمْ
میرے ساتھ	اور تم لوگ مہلت مت دو مجھ کو	پھر اگر	تم لوگ منہ موڑتے ہو

فَبَا سَأَلْتَكُمْ	مِّنْ أَجْرٍ ط	إِنْ أَجْرِي	إِلَّا	عَلَى اللَّهِ ۚ
تو میں نہیں مانگتا تم سے	کسی قسم کا کوئی اجر	نہیں ہے میرا اجر	مگر	اللہ پر

وَأُورِثُ	أَنْ	أَكُونُ	مِنَ الْمُسْلِمِينَ	فَكَذَّبُوهُ
اور مجھے حکم دیا گیا	کہ	میں ہو جاؤں	فرمانبرداری کرنے والوں میں سے	تو انہوں نے جھٹلایا ان کو

فَنَجَّيْنَاهُ	وَمَنْ	مَعَهُ	فِي الْفُلْكِ	وَجَعَلْنَاهُمْ
پس ہم نے نجات دی ان کو	اور ان لوگوں کو جو	ان کے ساتھ تھے	کشتی میں	اور ہم نے بنایا ان لوگوں کو

خَلِّفَ	وَاعْرِفْنَا	الَّذِينَ	كَذَّبُوا	بِآيَاتِنَا	فَانْظُرْ	كَيْفَ
جانشین	اور ہم نے غرق کیا	ان کو جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	تو آپ دیکھیں	کیسا

كَانَ	عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ۝۱۱	ثُمَّ	بَعَثْنَا	مِنْ بَعْدِهِ	رُسُلًا
تھا	خبردار کیے جانے والوں کا انجام	پھر	ہم نے بھیجے	ان کے بعد	کچھ رسول

إِلَى قَوْمِهِمْ	فَجَاءَهُمْ	بِالْبَيِّنَاتِ	فَبَا كَانُوا
ان لوگوں کی قوم کی طرف	تو وہ آئے ان کے پاس	واضح (نشانیوں) کے ساتھ	تو انہیں تھے وہ لوگ

لِيُؤْمِنُوا	بِمَا	كَذَّبُوا	بِهِ	مِنْ قَبْلُ ط	كَذَلِكَ	نَطْبَعُ
کہ ایمان لاتے	بسبب اس کے	جو انہوں نے جھٹلایا	جس کو	پہلے سے	اس طرح	ہم چھاپ لگاتے ہیں

عَلَى قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ ۝۱۲	ثُمَّ	بَعَثْنَا	مِنْ بَعْدِهِمْ	مُوسَى	وَهَارُونَ
حد سے تجاوز کرنے والوں کے دلوں پر	پھر	ہم نے بھیجا	ان کے بعد	موسیٰ کو	اور ہارون کو

إِلَى فِرْعَوْنَ	وَمَلَأِيْهِ	بِآيَاتِنَا	فَاسْتَكْبَرُوا
فرعون کی طرف	اور اس کے سرداروں کی (طرف)	اپنی نشانیوں کے ساتھ	تو انہوں نے تکبر کیا

وَكَانُوا	قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ۝۱۳	فَلَمَّا	جَاءَهُمْ	الْحَقُّ	مِنْ عِنْدِنَا
اور وہ تھے	جرم کرنے والے لوگ	پھر جب	آیا ان کے پاس	حق	ہمارے پاس سے

قَالُوا	إِنَّ	هَذَا	لَسِحْرٌ مُّبِينٌ ۝۱۴	قَالَ	مُوسَى	أَ	تَقُولُونَ
تو انہوں نے کہا	بیشک	یہ	یقیناً کھلا جادو ہے	کہا	موسیٰ نے	کیا	تم لوگ کہتے ہو (یہ)

لِحَقِّ	لَبَّأَ	جَاءَكُمْ ط	أَ	سِحْرٌ	هَذَا ط	وَلَا يُفْلِحُ	السَّحَرُونَ ٥٥
حق کے لئے	جب	وہ آیا تمہارے پاس	کیا	جادو ہے	یہ	اور مراد نہیں پاتے	جادو کرنے والے

قَالُوا	أَ	جِئْتَنَا	لِتَلْفِتَنَا	عَمَّا	وَجَدْنَا	عَلَيْهِ
انہوں نے کہا	کیا	تو آیا ہمارے پاس	تاکہ تو پھیر دے ہم کو	اس سے	ہم نے پایا	جس پر

أَبَاءَنَا	وَتَكُونُ	لَكُمَا	الْكُذِبَاءُ	فِي الْأَرْضِ ط
اپنے آباؤ اجداد کو	اور تاکہ ہو جائے	تم دونوں کے لئے	بڑائی	زمین میں

وَمَا نَحْنُ	لَكُمَا	بِمُؤْمِنِينَ ٥٦	وَقَالَ	فِرْعَوْنُ	اَتْتُونِي
اور ہم نہیں ہیں	تم دونوں پر	ایمان لانے والے	اور کہا	فرعون نے	لاؤ میرے پاس

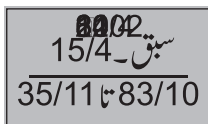
بِكُلِّ سِحْرِ عَلَيْهِ ٥٧	فَلَمَّا	جَاءَ	السَّحَرَةُ	قَالَ	لَهُمْ	مُوسَى
ہر ایک جاننے والے جادوگر کو	پس جب	آئے	جادوگر لوگ	تو کہا	ان سے	موسیٰ نے

أَلْقُوا	مَّا	أَنْتُمْ	مُلقُونَ ٥٨	فَلَمَّا	أَلْقُوا	قَالَ	مُوسَى
تم لوگ ڈالو	اس کو جو	تم لوگ	ڈالنے والے ہو	پھر جب	انہوں نے ڈالا	تو کہا	موسیٰ نے

مَا جِئْتُمْ بِهِ ٥٩	السَّحَرُ ط	إِنَّ اللَّهَ	سَيَبْطِلُهُ ط
تم لوگ لائے ہو جس کو	(تو وہ تو) جادو ہے	یقیناً اللہ	باطل کرے گا (ناکارہ کرے گا) اس کو

إِنَّ اللَّهَ	لَا يُصْلِحُ	عَمَلِ الْمُفْسِدِينَ ٦٠	وَيُحِقُّ	اللَّهُ
یقیناً اللہ	اصلاح نہیں کرتا	فساد کرنے والوں کے عمل کی	اور سچ کر دکھاتا ہے	اللہ

الْحَقُّ	بِكَلِمَتِهِ	وَلَوْ	كَرِهَ	الْمُجْرِمُونَ ٦١
حق کو	اپنے فرمانوں سے	اگرچہ	ناگوار گزرے	مجرموں کو



1002



36/18

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آیت نمبر (83 تا 92)

ب د ن

(ن)

بَدَا

موٹے یا فربہ جسم والا ہونا۔

بَدَأَ

اسم ذات بھی ہے۔ جسم۔ زیر مطالعہ آیت 92۔

بَدَأَتْ

ج بَدَأَتْ۔ قربانی کے فربہ جانور۔ ﴿وَالْبُدُنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ (22/ الحج: 36)

”اور قربانی کے فربہ جانور، ہم نے بنایا ان کو تمہارے لئے اللہ کے شعائر میں سے۔“

ترجمہ

فَمَا آمَنَ	لِمُوسَىٰ	إِلَّا	ذُرِّيَّةً	مِّنْ قَوْمِهِ
پس بات نہیں مانی	موسیٰ کی	مگر	چند نوجوانوں نے	ان کی قوم میں سے
عَلَىٰ خَوْفٍ	مِّنْ فِرْعَوْنَ	وَمَلَائِهِمْ	أَنْ	يَّفْتَنَهُمْ ط
ایسے خوف کے باوجود	فرعون سے	اور ان کے سرداروں سے	کہ	وہ آزمائش میں ڈالیں ان کو
وَإِنَّ	فِرْعَوْنَ	لَعَالٍ	فِي الْأَرْضِ ٢	لَيَمِنَ السُّرِيفِينَ ٣
اور بیشک	فرعون	یقیناً سرکشی کرنے والا تھا	زمین میں	یقیناً حد سے تجاوز کرنے والوں میں سے تھا
وَقَالَ	مُوسَىٰ	يَقَوْمِ	إِنْ	كُنْتُمْ آمِنْتُمْ
اور کہا	موسیٰ نے	اے میری قوم	اگر	تم لوگ ایمان رکھتے ہو
وَقَالَ	مُوسَىٰ	يَقَوْمِ	إِنْ	كُنْتُمْ آمِنْتُمْ
اور کہا	موسیٰ نے	اے میری قوم	اگر	تم لوگ ہو
رَبَّنَا	لَا تَجْعَلْنَا	فِتْنَةً	لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ٤	وَنَجِّنَا
اے ہمارے رب	تو نہ بنا	تنجیہ مشق (آزمائش)	ظلم کرنے والے لوگوں کا	اور تو نجات دے ہم کو
بِرَحْمَتِكَ	مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ٥	وَأَوْحَيْنَا	إِلَىٰ مُوسَىٰ	وَأَخِيهِ
اپنی رحمت سے	کفر کرنے والے لوگوں سے	اور ہم نے وحی کی	موسیٰ کی طرف	اور ان کے بھائی کی طرف
أَنْ	تَبَوَّأَا	لِقَوْمِكُمَا	بِمِصْرَ	بُيُوتًا
کہ	تم دونوں ٹھکانہ بناؤ	اپنی قوم کے لئے	مصر میں	کچھ گھروں کو



بِیُّوتُكُمْ	قَبْلَهُ	وَاقْبِسُوا	الصَّلَاةَ	وَبَشِّرِ	الَّذِينَ هُمْ مِنْكُمْ ۝
اپنے گھروں کو	قبلہ	اور قائم کرو	نماز کو	اور آپ بشارت دیجئے	ایمان والوں کو

وَقَالَ	مُوسَىٰ	رَبَّنَا	إِنَّكَ	آتَيْتَ	فِرْعَوْنَ	وَمَلَآئِكَةَ
اور کہا	موسیٰ نے	اے ہمارے رب	بیشک	تو نے دیا	فرعون کو	اور اس کے سرداروں کو

زِينَةً	وَأَمْوَالًا	فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	رَبَّنَا	لِيُضِلُّوا
زینت	اور مال	دنوی زندگی میں	اے ہمارے رب	تاکہ وہ گمراہ کریں (لوگوں کو)

عَنْ سَبِيلِكَ ۚ	رَبَّنَا	اطْمِئِنَّ	عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ	وَأَشْدُدْ
تیری راہ سے	اے ہمارے رب	تو تھیں نہیں کر دے	ان کے مالوں کو	اور تو سخت کر دے

عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ	فَلَا يُؤْمِنُوا	حَتَّىٰ	يَرَوْا	الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝
ان کے دلوں کو	نتیجتاً وہ ایمان نہ لائیں	یہاں تک کہ	وہ دیکھیں	دردناک عذاب

قَالَ	قَدْ أُجِيبْتُ	دَعْوَتُكُمْ	فَأَسْتَقِيمَا	وَلَا تَتَّبِعِنَّ
کہا (اللہ نے)	قبول کی گئی ہے	تم دونوں کی دعا	پس ڈٹے رہو	اور تم دونوں ہرگز پیروی مت کرنا

سَبِيلِ الَّذِينَ	لَا يَعْلَمُونَ ۝	وَجُوزْنَا	بِبَنِي إِسْرَءِيلَ	الْبَحْرَ
ان کے راستے کی جو	علم نہیں رکھتے	اور ہم نے پار کیا	بنی اسرائیل کو	سمندر کے

فَاتَّبَعَهُمْ	فِرْعَوْنُ	وَجُنُودُهُ	بَغْيًا	وَعَدَاوًا
تو پیچھے لگا ان کے	فرعون	اور اس کا لشکر	سرکشی کرتے ہوئے	اور دشمنی کرتے ہوئے

حَتَّىٰ	إِذَا	أَدْرَكَهُ	الْغَرَقُ ۚ	قَالَ	أَمَنْتُ	أَنَّهُ	لَا إِلَهَ
یہاں تک کہ	جب	آگاہ اس کو	ڈوبنا	تو اس نے کہا	میں ایمان لایا	کہ	کوئی بھی الہ نہیں ہے

إِلَّا الَّذِي	أَمَنْتُ	بِهِ	بَنُوءَ إِسْرَءِيلَ	وَأَنَا	مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝
سوائے اس کے	ایمان لائے	جس پر	بنی اسرائیل	اور میں ہوں	فرمانبرداری کرنے والوں میں سے

آلَنَ	وَقَدْ عَصَيْتَ	قَبْلُ	وَكُنْتَ	مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝	فَالْيَوْمَ
کیا اب	اور تو نافرمانی کر چکا ہے	پہلے	اور تو تھا	فساد کرنے والوں میں سے	پس آج

نُنَجِّيكَ	بِبَدَنِكَ	لِتَكُونَ	لِمَنْ	خَلَقَكَ	آيَةً ۖ
بچا رکھیں گے تجھ کو	تیرے بدن کے ساتھ	تاکہ تو ہو جائے	ان کے لئے جو	تیرے پیچھے (آنے والے) ہیں	ایک نشانی

وَأِنَّ	كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ	عَنِ آيَاتِنَا	لَغَفْلُونَ ۝
اور بیشک	لوگوں میں سے اکثر	ہماری نشانیوں سے	غفلت برتنے والے ہیں



نوٹ: 1

آیت 87 میں ایک خاص حکم کا ذکر ہے۔ بنی اسرائیل نمازیں صرف اپنی عبادت گاہوں میں ادا کرتے تھے اور پچھلی سورہہ کے لیے بھی یہی حکم تھا، کیونکہ ان کی نماز گھروں میں ادا نہیں ہوتی تھی۔ یہ خصوصی سہولت امت محمدیہ ﷺ کو عطا ہوئی کہ ہر جگہ جہاں چاہیں نماز ادا کریں۔ فرعون نے بنی اسرائیل کی عبادت گاہوں کو مسمار کر دیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے لیے مصر میں نئے مکانات بنائے جائیں اور ان کا رخ قبلہ کی طرف ہوتا کہ وہ ان ہی مکانات میں نماز ادا کر سکیں۔ اس وقت خصوصی حالات کے تحت عارضی اجازت دی گئی تھی کہ گھروں ہی میں نماز ادا کر لیا کریں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ اس ضرورت کے وقت بھی ان کو مخصوص گھروں میں نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ عام گھروں میں نماز پڑھنے کی اجازت اس وقت بھی نہیں تھی۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور ان کے اصحاب کا قبلہ خانہ کعبہ تھا۔

اس آیت کے شروع میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو تنبیہ کے صیغے میں خطاب کیا گیا کیونکہ مکانات میں نماز کی اجازت دینا ان ہی کا کام تھا۔ اس کے بعد اقامت صلوٰۃ کا حکم جمع کے صیغے میں دیا گیا کیونکہ اس حکم میں پیغمبر اور امت، سب شامل ہیں۔ اس کے بعد بشارت دینے کا حکم واحد کے صیغے میں صرف حضرت موسیٰؑ کو دیا گیا کیونکہ اصل صاحب شریعت نبی آپ ہی تھے۔ (معارف القرآن)

نوٹ: 2

آیت 89 میں ان کی دعا کی قبولیت کی اطلاع دونوں پیغمبروں کو دی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ دایت بھی دی گئی ہے کہ اپنے فرض منصبی یعنی دعوت و تبلیغ میں لگے اور قبولیت دعا کا اثر میں ظاہر ہو تو جلد بازی نہ کریں۔ پھر ان کی دعا کی قبولیت کا اثر چالیس سال بعد ظاہر ہوا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (93 تا 103)

ترکیب

(آیت 93) مُبَوَّأٌ صِدْقٍ میں مُبَوَّأٌ دراصل اسم المفعول مُبَوَّأٌ ہے جو ظرف کے معنی میں آیا ہے اس لیے حالت نصب میں ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی ہے۔ (آیت 95) فَتَكُونُ کا فاسیہ ہے۔ (آیت 98) فَتَنْفَعَهَا اِيْمَانُهَا میں ہا کی ضمیریں قَرِيَّةٌ کے لیے ہیں۔ لفظی رعایت سے یہ ضمیریں واحد مؤنث آئی ہیں جبکہ یہاں قَرِيَّةٌ سے مراد اہل قریہ ہیں، اس لیے یہاں ہا سے مراد ہُم ہے، جس کو ترجمہ میں ظاہر کیا جائے گا۔ (آیت 100) تَوَمَّنْ واحد مؤنث کا صیغہ ہے اس کی ضمیر فاعلی ہی، نَفْسِ کے لیے ہے۔ (آیت 101) اَلنُّذْرُ جمع مکسر ہے۔ نَذِيرٌ کا۔ (آیت 103) نُنْجِ دراصل مضارع میں جمع متکلم کا صیغہ نُنْجِي ہے ی حرف علت ہے۔ لفظ میں آخری ہونے کی وجہ سے ساکن ہوئی۔ پھر الْمُؤْمِنِينَ میں ل، بھی ساکن ہے۔ دوساکن جمع ہوئے۔ اس لیے ی گر گئی ہے۔ (آیت 97) حَتَّىٰ کا تعلق گزشتہ آیت کے لَا يُؤْمِنُونَ سے ہے۔

ترجمہ

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا	بَنِي إِسْرَءِيلَ	مُبَوَّأٌ صِدْقٍ	وَرَزَقْنَاهُمْ
اور ہم ٹھکانہ دے چکے ہیں	بنی اسرائیل کو	بہت اچھا ٹھکانہ	اور ہم نے رزق دیا ان کو

مِّنَ الطَّيِّبَاتِ	فَمَا اخْتَلَفُوا	حَتَّىٰ	جَاءَهُمْ	الْعِلْمُ	إِنَّ
پاکیزہ (چیزوں) میں سے	تو انہوں نے اختلاف نہیں کیا	یہاں تک کہ	آیا ان کے پاس	علم	یقیناً



رَبَّكَ	يَقْضِي	بَيْنَهُمْ	يَوْمَ الْقِيَمَةِ	فِيْمَا	كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٩٨﴾
آپ کا رب	فیصلہ کرے گا	ان کے درمیان	قیامت کے دن	اس میں	جس میں وہ اختلاف کرتے تھے

فَإِنْ	كُنْتَ	فِي شَكٍّ	مِمَّا	أَنْزَلْنَا	إِلَيْكَ	فَسْئَلِ
پھر اگر	(بافرض) آپ ہیں	کسی شک میں	اس کے بارے میں جس کو	ہم نے اتارا	آپ کی طرف	تو آپ پوچھیں

الَّذِينَ	يَقْرَءُونَ	الْكِتَابَ	مِنْ قَبْلِكَ ؕ	لَقَدْ جَاءَكَ	الْحَقُّ
ان سے جو	پڑھتے ہیں	کتاب کو	آپ سے پہلے	یقیناً آپ کا ہے آپ کے پاس	حق

مِنْ رَبِّكَ	فَلَا تَكُونَنَّ	مِنَ الْمُنْكَرِينَ ﴿٩٩﴾	وَلَا تَكُونَنَّ
آپ کے رب (کی طرف) سے	تو آپ ہرگز مت ہوں	شک کرنے والوں میں سے	اور آپ ہرگز مت ہوں

مِنَ الَّذِينَ	كَذَّبُوا	بِآيَاتِ اللَّهِ	فَتَكُونُ	مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿١٠٠﴾
ان لوگوں میں سے جنہوں نے	جھٹلایا	اللہ کی نشانیوں کو	ورنہ آپ ہو جائیں گے	خسارہ اٹھانے والوں میں

إِنَّ	الَّذِينَ	حَقَّتْ	عَلَيْهِمْ	كَلِمَتُ رَبِّكَ	لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠١﴾
بیشک	وہ لوگ	ثابت ہوا	جن پر	آپ کے رب کا فرمان	وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے

وَلَوْ	جَاءَهُمْ	كُلُّ آيَةٍ	حَتَّى	يَرَوْا	الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿١٠٢﴾
اور اگرچہ (یعنی خواہ)	آئے ان کے پاس	ہر ایک نشانی	یہاں تک کہ	وہ دیکھیں	دردناک عذاب کو

فَلَوْ لَا كَانَتْ	قَرِيَةً	أَمَنْتَ	فَنَفَعَهَا	إِيمَانُهَا	إِلَّا
پس کیوں نہ ہوئی	کوئی ایسی بستی	جو ایمان لاتی	پھر نفع دیتا ان کو	ان کا ایمان	سوائے

قَوْمَ يُونُسَ ؕ	لَبَّأً	أَمَنُوا	كَشَفْنَا	عَنْهُمْ	عَذَابَ الْخِزْيِ
یونسؑ کی قوم کے	جب	وہ لوگ ایمان لائے	تو ہم نے کھول دیا (اٹھالیا)	ان سے	رسوائی کے عذاب کو

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	وَمَتَّعْنَاهُمْ	إِلَىٰ حِينٍ ﴿١٠٣﴾	وَلَوْ	شَاءَ	رَبُّكَ
دنوی زندگی میں	اور ہم نے فائدہ پہنچایا ان کو	ایک مدت تک	اور اگر	چاہتا	آپ کا رب

لَا مَنَ	مَنْ	فِي الْأَرْضِ	كُلُّهُمْ	جَمِيعًا	أَفَأَنْتَ	تُكْذِرُهُ
تو ضرور ایمان لاتے	وہ جو	زمین میں ہیں	ان کے کل	سب کے سب	تو کیا آپ	زبردستی کریں گے

النَّاسِ	حَتَّى	يَكُونُوا	مُؤْمِنِينَ ﴿١٠٤﴾	وَمَا كَانَ	لِنَفْسٍ
لوگوں سے	یہاں تک کہ	وہ ہو جائیں	ایمان لانے والے	اور (ممکن) نہیں ہے	کسی جان کے لیے

أَنْ	تُؤْمِنَ	إِلَّا	بِإِذْنِ اللَّهِ ؕ	وَيَجْعَلُ	الرِّجْسَ	عَلَى الَّذِينَ
کہ	وہ ایمان لائے	مگر	اللہ کی اجازت سے	اور وہ ڈالتا ہے	گندگی کو	ان لوگوں پر جو



لَا يَعْصُونَ ﴿١٥﴾	قُلْ	اَنْظُرُوا	مَاذَا	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط
عقل نہیں کرتے	آپ کہئے	تم لوگ دیکھو	اس کو جو	آسمانوں اور زمین میں ہے

وَمَا تُغْنِي	الْاٰیٰتُ	وَالْتَذٰرُ	عَنْ قَوْمٍ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٦﴾
اور کام نہیں آتیں	نشانیوں	اور ڈرانے والے	ایسے لوگوں کے	جو ایمان نہیں لاتے

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ	اِلَّا	مِثْلَ اَيَّامِ الدِّیْنِ	خَلَوْا	مِنْ قَبْلِهِمْ ط
تو وہ لوگ کیا انتظار کرتے ہیں	سوائے	ان لوگوں کے دنوں کے جیسے کا	جو گزرے	ان سے پہلے

قُلْ	فَاَنْتَظِرُوْا	اِنِّیْ	مَعَكُمْ	مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿١٧﴾
آپ کہہ دیجئے	پس تم لوگ انتظار کرو	بیشک میں (بھی)	تمہارے ساتھ	انتظار کرنے والوں میں سے ہوں

ثُمَّ	نُنَبِّئُ	رُسُلَنَا	وَالَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	كَذٰلِكَ ج	حَقًّا
پھر	ہم بچا لیتے ہیں	اپنے رسولوں کو	اور ان کو جو	ایمان لائے	اسی طرح (ہے)	ذمے ہے

عَلَيْنَا	نُنَجِّیْ	اَلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿١٨﴾
ہمارے	(کہ) ہم بچا لیں	ایمان لانے والوں کو

نوٹ: 1

آیت - 93 کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے دین میں جو تفرقہ کیے اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کو حقیقت کا علم نہیں تھا اور نا واقفیت کی بنا پر انہوں نے ایسا کہا۔ حقیقت یہ کہ یہ سب کچھ ان کے اپنے نفس کی شرارتوں کا نتیجہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو انہیں واضح طور پر بتا دیا گیا تھا کہ دین یہ ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے اللہ کی دی ہوئی بنیادوں کو چھوڑ کر کچھ دوسری بنیادوں پر اپنے فرقوں کی بنیادیں کھڑی کر لیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 2

آیات - 94-94 میں ایک خاص اندازِ خطاب اختیار کیا گیا ہے جس کے لیے پنجابی کی ایک کہاوت ہے کہ کہنا بیٹی کو تو سنانا بہو کو اس پر اتفاق رائے ہے کہ ان آیات میں یہی اندازِ خطاب اختیار کیا گیا ہے۔ البتہ اس بات پر دو آراء ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو خطاب کر کے دراصل کس کو سنانا مقصود ہیں۔

(۱) حضرت قتادہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ میں شک کرتا ہوں اور نہ مجھے پوچھنے کی ضرورت ہے۔ اس آیت میں امت کو ثابت قدم رہنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (ابن کثیر) اس سے انداز ہوتا ہے کہ یہاں دراصل امت کے ایسے افراد کو سنانا مقصود ہے جو ایمان کا اقرار تو کرتے ہیں لیکن دل میں کچھ شکوک و شبہات بھی ہوتے ہیں۔ اللہ کے احکام کو تسلیم تو کرتے ہیں لیکن اپنے عمل سے اس لکھی تکذیب کرتے ہیں۔ جیسے تسلیم کرتے ہیں کہ نماز فرض ہے لیکن پڑھتے نہیں ہیں وغیرہ۔

(۲) دوسری رائے یہ ہے کہ ان لوگوں کو سنانا مقصود ہے جو سب کچھ سمجھنے کے باوجود محض اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے انکار اور تکذیب کرتے ہیں۔ ان کی اس روش پر اظہارِ ناراضگی کے لیے اللہ تعالیٰ نے براہِ راست ان کو خطاب کرنے کے بجائے رسول اللہ ﷺ سے خطاب کر کے ان کو سنایا ہے (تدبر قرآن سے ماخوذ)۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ ان آیات کی دونوں آراء کو جامع سمجھا جائے۔

حضرت یونسؑ کا زمانہ 860 ق م سے 784 قبل مسیح کے درمیان بتایا جاتا ہے۔ اگرچہ اسرائیلی نبی تھے، مگر ان کو اشور

نوٹ: 3

(اسیریا) والوں کی ہدایت کے لیے عراق بھیجا گیا تھا۔ اسی لیے اشوریوں کو یہاں قوم یونس کہا گیا ہے۔ اس قوم کا مرکز نینوی کا مشہور شہر تھا۔ اس قوم کے عروج کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کا دارالسلطنت نینوی تقریباً ساٹھ میل میں پھیلا ہوا تھا۔ جب یہ قوم ایمان لائی تو اس کی مہل عمر میں اضافہ کر دیا گیا۔ بعد میں اس نے پھر گمراہیاں اختیار کرنا شروع کر دیں۔ ناحوم نبی (720 تا 698 ق م) نے آخری وارنگ دی۔ خبردار کیا مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ پھر صفیناہ نبی مبعوث ہوئے مگر (640 تا 409 ق م) وہ بھی کارگر نہ ہوئی ت والہ تعالیٰ نے میڈیا والوں کو ان پر مسلط کر دیا۔ اشوری فوج شکست کھا کر نینوی میں محصور ہو گئی۔ کچھ مدت تک اس نے سخت مقابلہ کیا۔ پھر دجلہ کی طغیانی نے شہر کی فصیل توڑ دی اور حملہ آور اندر گھس گئے۔ پورا شہر جلا کر خاک کر دیا۔ اشور کا بادشاہ اپنے محل میں آگ لگا کر جل مرا۔ اس کے ساتھ ہی اشوری سلطنت اور تہذیب بھی ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی۔ زمانہ حال میں آثار قدیمہ کی جو کھدائیاں اس علاقے میں ہوئی ہیں ان میں آتش زدگی کے نشانات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (104 تا 109)

ترجمہ

قُلْ	يَا أَيُّهَا النَّاسُ	إِنْ	كُنْتُمْ	فِي شَكٍّ	مِّن دِينِي	فَلَا أَعْبُدُ
آپ کہئے	اے لوگو	اگر	تم لوگ ہو	کسی شک میں	میرے دین سے	تو میں (تو) بندگی نہیں کرتا
الَّذِينَ	تَعْبُدُونَ	مِن دُونِ اللَّهِ	وَلَكِن	أَعْبُدُ		
ان لوگوں کی جن کی	تم لوگ بندگی کرتے ہو	اللہ کے علاوہ	بلکہ	میں بندگی کرتا ہوں		
اللَّهُ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم	وَأُمِرْتُ	أَنْ	أَكُونَ			
اس اللہ کی جو پورا پورے لیتا ہے تم کو (یعنی موت دیتا ہے)	اور مجھے حکم دیا گیا	کہ	میں ہو جاؤں			
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ	وَأَنْ	أَقِمَّ	وَجْهَكَ	لِلدِّينِ	حَنِيفًا	
ایمان لانے والوں میں سے	اور یہ کہ	تو سیدھا رکھ	اپنے چہرے کو	دین کے لیے	یکسو ہوتے ہوئے	
وَلَا تَكُونَنَّ	مِنَ الْمُشْرِكِينَ	وَلَا تَتَّبِعْ	مِن دُونِ اللَّهِ	مَا		
اور ہرگز مت ہونا	شرک کرنے والوں میں سے	اور تو مت پکار	اللہ کے علاوہ	اس کو جو		
لَا يَنْفَعُكَ	وَلَا يَضُرُّكَ	فَإِنْ	فَعَلْتَ	فَإِنَّكَ	إِذَا	
نفع نہیں دیتا ہے تجھ کو	اور نہ ہی تکلیف (نقصان) دیتا ہے تجھ کو	پھر اگر	تو نے کیا (ایسا)	تو بیشک تو	جب تو	
مِنَ الظَّالِمِينَ	وَإِنْ	يَمْسَسْكَ	اللَّهُ	بِضُرٍّ	فَلَا كَاشِفَ	
ظلم کرنے والوں میں سے ہے	اور اگر	چھوئے تجھ کو	اللہ	کسی تکلیف سے	تو کوئی بھی کھولنے والا نہیں ہے	
لَهُ	إِلَّا	هُوَ	وَإِنْ	يُرِدْكَ	بِخَيْرٍ	فَلَا رَادَّ
اس کو	مگر	وہ (یعنی اللہ)	اور اگر	وہ ارادہ کرے تیرے لیے	کسی بھلائی کا	تو کوئی بھی دور کرنے والا نہیں ہے
لِفَضْلِهِ	يُصِيبُ	بِهِ	مَنْ	يَشَاءُ	مَنْ عِبَادَهُ	
اس کے فضل کو	وہ پہنچاتا ہے	اسے (یعنی فضل)	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے	



وَهُوَ	الْغَفُورُ	الرَّحِيمُ ۝۱۵	قُلْ	يَا أَيُّهَا النَّاسُ	قَدْ جَاءَكُمْ
اور وہ ہی	بے انتہا بخشنے والا ہے	بہیشہ رحم کرنے والا ہے	آپ کہئے	اے لوگو	آچکا ہے تمہارے پاس

الْحَقُّ	مِنْ رَبِّكُمْ ۚ	فَمَنْ	اهْتَدَى	فَانْتَمَا	
حق	تمہارے رب (کے پاس) سے	پس جس نے	ہدایت پائی	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	

يَهْتَدِي	لِنَفْسِهِ ۚ	وَمَنْ ضَلَّ	فَانْتَمَا	يَضِلُّ	
وہ ہدایت پاتا ہے	اپنے آپ کے لیے	اور جو گمراہ ہوا	تو کچھ نہیں سوائے اس کے	وہ گمراہ ہوتا ہے	

عَلَيْهَا ۚ	وَمَا آآَا	عَلَيْكُمْ	بِوَكِيلٍ ۝۱۶	وَاتَّبِعْ	
اس پر (یعنی اپنی جان پر)	اور میں نہیں ہوں	تم لوگوں پر	کوئی اختیار والا	اور آپ پیروی کریں	

مَا	يُوحَىٰ	إِلَيْكَ	وَاصْبِرْ	حَتَّىٰ	يَحْكَمَ
اس کی جو	وحی کیا گیا	آپ کی طرف	اور آپ صبر کریں	یہاں تک کہ	فیصلہ کرے

وَهُوَ	خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝۱۷
اور وہ	بہترین فیصلہ کرنے والا ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورہ ہود

آیت نمبر (1 تا 8)

(آیت-1) کِتَابٌ خَبْرٌ ہے۔ اس کا مبتدا ہذا محذوف ہے۔ اُحْكِمْتَ اور فُصِّلْتَ کا نائب فاعل اَيْتُهُ ہے۔ لَدُنْ مضاف ہے اور حَكِيمٌ خَبِيرٌ اس کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جبر میں ہیں۔ (آیت-3) فَعَلَ امر استغْفِرُوا اور تَوْبُوا کا جواب امر ہونے کی وجہ سے یُسْتَعِیْجُ اور یُؤْتِ مَجْزوم ہوئے ہیں۔ فَضْلُهُ کی ضمیر کو ذِی فَضْل کے لیے ماننا زیادہ بہتر ہے (پروفیسر احمد یار صاحب مرحوم)۔ اس لیے ہم ترجمہ اسی لحاظ سے کریں گے۔ (آیت-7) لَیَقُولَنَّ کا فاعل الَّذِیْنَ اسم ظاہر آگیا ہے اس لئے یہاں پر لَیَقُولَنَّ واحد آیا ہے۔ (آیت-8) لَیَقُولَنَّ کا فاعل اسم ظاہر نہیں ہے بلکہ اس میں شامل ضمیر ہے اس لئے یہاں پر یہ جمع کے صیغہ میں آیا ہے۔ لَیْسَ کا اسم اس میں شامل ہو کی ضمیر ہے جو الْعَذَاب کے لئے ہے اور مَصْرُوفًا اس کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

ترکیب

ترجمہ

الرَّحْمٰنُ	کِتَابٌ	اُحْكِمْتَ	اَيْتُهُ	تَمَّ	فُصِّلْتَ
-	(یہ) ایک کتاب ہے	محکم کیا گیا	اس کی آیتوں کو	پھر	ان کو کھولا گیا

مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ۝۱۸	اَلَا تَعْبُدُوْا	اِلَّا	اللّٰهُ ۝۱۹	رَانِیْ	
ایک باخبر حکمت والے کے خزانے میں سے ہے	کہ تم بندگی مت کرو	مگر	اللہ کی	بیشک میں	

لَكُمْ	مِنْهُ	نَذِيرٌ	وَبَشِيرٌ ۝	وَأَن
تمہارے لیے	اس کی (طرف) سے	ایک خبردار کرنے والا ہوں	اور ایک بشارت دینے والا ہوں	اور یہ کہ

اسْتَغْفِرُوا	رَبَّكُمْ	ثُمَّ	تُوبُوا	إِلَيْهِ	يَسْتَغْفِرْكُمْ
تم لوگ مغفرت مانگو	اپنے رب سے	پھر	تم لوگ رجوع کرو	اس کی طرف	تو وہ فائدہ اٹھانے دے گا تم کو

مَتَاعًا حَسَنًا	إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى	وَيُؤْتِ	كُلَّ ذِي فَضْلٍ	فَضْلَهُ ۝
ایچھے سامان سے	ایک مقرر وقت تک	اور وہ دے گا	ہر فضیلت والے کو	اس کی فضیلت

وَأَن	تَوَلَّوْا	فَإِنِّي	أَخَافُ	عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ۝
اور اگر	تم لوگوں نے منھ موڑا	تو بیشک میں	ڈرتا ہوں	ایک بڑے دن کے عذاب سے

إِلَى اللَّهِ	مَرْجِعُكُمْ ۚ	وَهُوَ	عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيرٌ ۝	الَّا
اللہ کی طرف ہی	تم لوگوں کو لوٹنا ہے	اور وہ	ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے	سن لو

إِنَّهُمْ	يَكْفُرُونَ	صُدُّوهُمْ	لِيَسْتَخْفُوا	مِنْهُ ۝	الَّا
بیشک وہ لوگ	دوہرا کرتے ہیں	اپنے سینوں کو	تاکہ وہ چھپ جائیں	اس سے	سن لو

يَسْتَغْشُونَ	ثِيَابَهُمْ ۚ	يَعْلَمُ	مَا	يُسْرُونَ
وہ چھپنا چاہتے ہیں	اپنے کپڑوں (کے ذریعہ) سے	تو وہ تو جانتا ہے	اس کو جو	وہ لوگ چھپاتے ہیں

وَمَا	يُعْلِنُونَ ۚ	إِنَّهُ	عَلِيمٌ	بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝	وَمَا
اور اس کو جو	اعلانہ کرتے ہیں	بیشک وہ	جاننے والا ہے	سینوں والی (بات) کو	اور نہیں ہے

مِن دَابَّةٍ	فِي الْأَرْضِ	إِلَّا	عَلَى اللَّهِ	رِزْقُهَا	وَيَعْلَمُ
کسی قسم کا کوئی چلنے والا	زمین میں	مگر	اللہ کے ذمے	اس کا رزق ہے	اور وہ جانتا ہے

مُسْتَقَرَّهَا	وَمُسْتَوْدَعَهَا ۝	كُلُّ	فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝
اس کے ٹھہرنے کی جگہ کو	اور جہاں وہ سونپا جاتا ہے	سب کچھ	ایک واضح کتاب میں ہے

وَهُوَ	الَّذِي	خَلَقَ	السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ	فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ	وَّ	كَانَ
اور وہ	وہ ہے جس نے	پیدا کیا	آسمانوں کو اور زمین کو	چھ دنوں میں	اس حال میں کہ	تھا

عَرْشُهُ	عَلَى الْمَاءِ	لِيَبْلُوَكُمْ	أَيُّكُمْ	أَحْسَنُ
اس کا عرش	پانی پر	تاکہ وہ آزمائے تم لوگوں کو	کہ تم میں سے کون	زیادہ اچھا ہے

عَمَلًا ۝	وَلَكِن	قُلْتَ	إِنَّكُمْ	مَبْعُوثُونَ	مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ	لَيَقُولَنَّ
بلحاظ عمل کے	اور اگر	آپ کہیں گے	کہ تم لوگ	اٹھائے جانے والے ہو	موت کے بعد	تو لازماً کہیں گے



وَلَيِّنْ	كُفِّرُوا	إِنْ	هَذَا	إِلَّا	سِحْرٌ مُّبِينٌ ⑥	وَلَيِّنْ
وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	نہیں ہے	یہ	مگر	ایک کھلا جادو	اور اگر

أَخَذْنَا	عَنْهُمْ	الْعَذَابِ	إِلَى أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ	لَيَقُولَنَّ
ہم ملتی رکھیں	ان سے	عذاب کو	ایک گنتی کئے ہوئے عرصہ تک	تو وہ لوگ لازماً کہیں گے

مَا	يَحْسِبُهُ	أَلَا	يَوْمَ	يَأْتِيهِمْ	لَيْسَ	مَصْرُوعًا
کیا چیز	روکتی ہے اس کو	سن لو	جس دن	وہ آئے گا ان کے پاس	تو وہ نہیں ہے	پھیرا جانے والا

عَنْهُمْ	وَحَاقَ	بِهِمْ	مَا	كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ⑦
ان سے	اور چھا جائے گا	ان پر	وہ	جس کا وہ لوگ مذاق اڑاتے تھے

نوٹ: 1

آیت 2/ البقرة: 78 کی لغت میں لفظ ”أُمَّةٌ“ کے دو مفہوم دیئے گئے ہیں۔ (1) دین (2) کسی دین کے پیروکار لوگ۔ اب نوٹ کر لیں کہ اس کا ایک تیسرا مفہوم بھی ہے، کسی دین یا اس کے پیروکاروں کے عروج کی مدت یا عرصہ۔ اس مفہوم میں یہ لفظ قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔ ایک زیر مطالعہ آیت۔ 8 میں اور پھر سورہ یوسف کی آیت۔ 45 میں۔

نوٹ: 2

آیت۔ 6 میں ہے کہ سب کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ایسا کیوں ہوتا ہے کہ بعض جانور اور انسان بھوکے پیاسے مر جاتے ہیں۔ علماء نے سد کے متعدد جواب دیئے ہیں۔ ایک جواب یہ بھی ہے کہ رزق کی ذمہ داری اسی وقت تک ہے جب عمر پوری نہیں ہو جاتی۔ جب عمر پوری ہو گئی تو اس کو بہر حال مرنا ہے۔ اس کا عام سبب امراض ہوتے ہیں۔ کبھی جکنا یا غرق ہونا یا چوٹ یا زخم بھی سبب ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رزق بند کر دیا جائے جس سے موت واقع ہو جائے (معارف القرآن)

نوٹ: 3

آیت۔ 7 میں ہے کہ اس کا عرش پانی پر تھا۔ یہ جملہ معترضہ ہے جو غالباً لوگوں کے اس سوال کے جواب میں فرمایا گیا کہ آسمان اور زمین اگر پہلے نہ تھے تو پہلے کیا تھا؟ اس سوال کو نقل کئے بغیر اس کا مختصر جواب دیا گیا ہے کہ پہلے پانی تھا۔ ہم نہیں کہہ سکتے اس پانی سے مراد کیا ہے۔ یہی پانی جسے ہم اس نام سے جانتے ہیں یا یہ لفظ محض استعارے کے طور پر مادے کی اس مائع (Fluid) حالت کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو موجودہ صورت میں ڈھالے جانے سے پہلے تھی۔ رہا یہ کہ اس کا عرش پانی پر تھا، تو اس کا مفہوم ہماری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ اس کی سلطنت پانی پر تھی۔ (تفہیم القرآن)۔

آیت نمبر (9 تا 16)

ترکیب

(آیت۔ 10) نَعْمَاءُ اور ضَرَاءُ دونوں غیر منصرف ہیں۔ اَدْفُنَا کا مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے نَعْمَاءُ حالت نصب میں ہے جبکہ بَعْدُ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے ضَرَاءُ حالت جر میں ہے۔ اور ضَرَاءُ نکرہ مخصوصہ ہے، مَسْنُونُہ اس کی خصوصیت ہے۔ (آیت۔ 12) اسم الفاعل تَكَارَكُ نے بَعْضُ کو نصب دی ہے۔ صَدْرُكَ مبتداء مؤخر ہے اور صَالِحُ اس کی خبر مقدم ہے۔ (آیت۔ 14) فَالْمُ دراصل فَانْ لَمْ ہے۔ (آیت۔ 15) مَنْ شرطیہ ہے۔ كَانَ یَرِیدُ کو ماضی استمراری ماننے کی گنجائش ہے لیکن ہماری ترجیح ہے کہ كَانَ کو فعل ناقص مانیں۔ اس کا اسم اس میں شامل ضمیر ہے اور یَرِیدُ سے آگے جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے۔ اس طرح یہ جملہ اسمیہ ہوگا اور اس کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ مَنْ کا جواب شرط ہونے کی وجہ سے نَوْفٍ مجزوم ہوا ہے، دونوں جگہ



30/18

فِيهَا كِى ضَمِيرَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كے لئے ہے۔

ترجمہ

وَلٰكِنْ	اٰذَقْنَا	اِلَآ نَسَاٰنَ	وَمِنَّا	رَحْمَةً	ثُمَّ	نَزَعْنَهَا
اور اگر	ہم چکھا دیں	انسان کو	اپنی (طرف) سے	کوئی رحمت	پھر	ہم کھینچ لیں اس کو

مِنْهُ	اِنَّهٗ	لَيَعُوْسُ	كَفُوْرٌ ۙ	وَلٰكِنْ	اٰذَقْنٰهٗ
اس سے	تو بیشک وہ	بے انتہا مایوس ہو جاتا ہے	بے انتہا ناشکر ہو جاتا ہے	اور اگر	ہم چکھائیں اس کو

نَعْمَاءٌ	بَعْدَ ضَرَّآءٍ	مَسْتَهٗ	لَيَقُوْلَنَّ	ذَهَبَ	السَّيِّئَاتِ
کوئی نعمت	ایسی تکلیف کے بعد	اس کو چھو جس نے	تو وہ لازماً کہے گا	گئیں	برائیاں

عَيَّ ۙ	اِنَّهٗ	لَفَرِحَ	فَخُوْرٌ ۙ	اِلَآ الَّذِيْنَ
مجھ سے	بیشک وہ	بڑا اترانے والا ہے	بے انتہا فخر کرنے والا ہے	سوائے ان لوگوں کے جو

صَبَرُوْا	وَعَمِلُوْا	الصَّٰلِحٰتِ ۙ	اُوْلٰئِكَ	لَهُمْ	مَغْفِرَةٌ
ثابت قدم رہے	اور عمل کئے	نیکیوں کے	وہ لوگ ہیں	جن کے لئے	مغفرت ہے

وَ اٰجْرٌ كَبِيْرٌ ۙ	فَلَعَلَّكَ	تَاْرِكٌ	بَعْضُ مَا	يُوحٰى
اور بڑا اجر ہے	پس شاید کہ آپ	چھوڑنے والے ہوں	اس کے بعض کو جو	وحی کیا گیا

اِلَيْكَ	وَصٰلِحٌ	بِهٖ صَدْرَكَ	اَنْ	يَقُوْلُوْا	كُوْلَا	اُنْزِلَ
آپ کی طرف	اور نیک ہونے والا ہو	آپ کا سینہ اس سے	کہ	وہ لوگ کہیں گے	کیوں نہیں	اتارا گیا

عَلَيْهٖ	كَزُّوْ	اَوْ	جَاءَ	مَعَهٗ	مَلَكٌ ۙ	اِنَّمَا اَنْتَ	نَذِيْرٌ ۙ
ان پر	کوئی خزانہ	یا	(کیوں نہیں) آیا	ان کے ساتھ	کوئی فرشتہ	کچھ نہیں آپ تو بس	خبردار کرنے والے ہیں

وَاللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	وَّكِيْلٌ ۙ	اَمْ	يَقُوْلُوْنَ	اَفْتَرٰهٗ ۙ
اور اللہ	ہر چیز پر	نگہبان ہے	یا	وہ لوگ کہیں گے	اس نے گھڑا ہے اس کو (یعنی قرآن کو)

قُلْ	فَاْتُوْا	بِعَشْرِ سُوْرٍ	مِّثْلِهٖ	مُفْتَرِيْٓتٍ	وَادْعُوْا	مِّنْ
آپ کہئے	تو تم لوگ لے آؤ	دس سورتیں	اس کی مانند	گھڑی ہوئی	اور تم لوگ بلاؤ	اس کو جس کو

اَسْتَطَعْتُمْ	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ ۙ
(بلانے کی) تم استطاعت رکھتے ہو	اللہ کے علاوہ	اگر	تم لوگ	سچ کہنے والے ہو

فَاَلَمْ يَسْتَجِیْبُوْا	لَكُمْ	فَاعْلَمُوْا	اِنَّمَا اُنْزِلَ	بِعِلْمِ اللّٰهِ	وَاَنْ
پھر اگر وہ لوگ جواب نہ دیں	تم کو	تو جان لو	کہ اس (یعنی قرآن کو) کو تو بس اتارا گیا	اللہ کے علم سے	اور یہ کہ



لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ	فَهَلْ	أَنْتُمْ	مُسْلِمُونَ ﴿٣٠﴾	مَنْ كَانَ
کوئی بھی الہ نہیں ہے	مگر	وہ	تو کیا	تم لوگ
فرمانبرداری کرنے والے ہو	جو وہ ہو			

يُرِيدُ	الْحَيَاةَ الدُّنْيَا	وَزَيَّنَّهَا	نُوفٍ	إِلَيْهِمْ	أَعْبَالَهُمْ
چاہتا ہے	دنیاوی زندگی کو	اور اس کی زینت کو	تو ہم پورا پورا دیں گے	ان کو	ان کے اعمال (کے اجر)

فِيهَا	وَهُمْ	فِيهَا	لَا يُبْخَسُونَ ﴿٣١﴾	أُولَئِكَ الَّذِينَ	لَيْسَ
اس (دنیا) میں	اور وہ لوگ	اس (دنیا) میں	حق سے کم نہ دیئے جائیں گے	یہ وہ لوگ ہیں	نہیں ہے

لَهُمْ	فِي الْآخِرَةِ	إِلَّا	النَّارُ	وَحِطَّ	مَا	صَنَعُوا	فِيهَا
جن کے لیے	آخرت میں	مگر	آگ	اور اکارت ہوا	وہ جو	انہوں نے کاریگری کی	اس (دنیا) میں

وَبُطِّلَ	مَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٣٢﴾
اور باطل ہونے والا ہے	وہ جو	یہ لوگ کرتے تھے۔

آیت - 9-10 میں یہ بات قابل غور ہے کہ دینا کی آسائش اور تکلیف دونوں کے بارے میں قرآن کریم نے اَدَقُّنَا یعنی چکھانے کا لفظ استعمال کر کے اس طرف اشارہ کر دیا کہ اصل آسائش اور تکلیف آخرت کی ہے۔ دینا کی آسائش اور تکلیف نہ تو مکمل ہیں اور نہ دائمی ہیں، بلکہ نمونے اور چکھنے کے درجہ میں ہیں تاکہ انسان کو آخرت کی آسائش اور تکلیف کا کچھ اندازہ ہو سکے اور اس لئے بھی یہاں کی راحت زیادہ خوش ہونے کی چیز نہیں ہے اور نہ تکلیف پر زیادہ غم کرنا چاہئے (معارف القرآن)۔ دنیا میں اچھے بُرے حالات میں جو صحیح رویہ ہے، اس کی نشاندہی اگلی آیت - 11 میں کی گئی ہے۔

نوٹ: 1

آیت - 11 میں صبر کے ایک اور مفہوم پر روشنی پڑتی ہے۔ صبر کی صفت اس تھڑولا پن کی ضد ہے جس کا ذکر آیات - 9-10 میں کیا گیا ہے صابر وہ شخص ہے جو زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات میں اپنے ذہن کے توازن کو برقرار رکھے اور ایک معقول رویہ پر ہر حال میں قائم رہے۔ اگر کبھی حالات سازگار ہوں تو کامیابی کے نشے میں مست ہو کر ہنسنے نہ لگے۔ اگر کبھی مصائب و مشکلات ہوں تو انسانی سطح سے نیچے نہ اترے۔ اللہ کی آزمائش خواہ نعمت کی صورت میں آئے یا مصیبت کی صورت میں، وہ بہر حال بردبار قائم رہے۔ (تفہیم القرآن) اسی رویہ کو آج کل جذباتی بلوغت (Emotional Maturity) کہتے ہیں۔

نوٹ: 2

آیت نمبر (17 تا 24)

خ ب ت

خَبَّتَا	(ض)	(1) کسی کا چرچا مٹ جانا۔ (2) پست اور نرم ہونا۔
إِخْبَاتًا	(افعال)	پست اور نرم زمین میں اترنا۔ پستی اور عاجزی اختیار کرنا۔ زیر مطالعہ آیت - 23
مُخْبِتٌ		اسم الفاعل ہے۔ عاجزی کرنے والا۔ ﴿وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ﴾ (22/ الحج: 34) اور آپؐ خوشخبری سنا دیں عاجزی کرنے والوں کو۔“



ترکیب

(آیت-17) اس آیت کے معنی مراد کو سمجھنے کے متعدد امکانات ہیں۔ کیونکہ مَنْ کو جمع کے مفہوم میں بھی لیا جاسکتا ہے اور واحد بھی۔ اس وقت ایک غیر معین شخص بھی مراد ہو سکتا ہے اور رسول ﷺ بھی۔ بَيِّنَةٌ بصفت ہے۔ اس کا موصوف محذوف ہے جو شریعت یا سبیل بھی ہو سکتا ہے اور فطرت کی بدیہیات بھی۔ پھر آگے آنے والی ضمیروں کے مراجع کے تعین میں بھی اختلاف ممکن ہے اسی لئے اس آیت کے مختلف تراجم اور تفسیری اقوال ملتے ہیں۔ ان میں سے کسی کو بھی غلط نہیں کہہ سکتے۔ صرف اپنی ترجیح بیان کر سکتے ہیں۔

مَنْ جمع کے مفہوم میں ہے کیونکہ آگے آرہا ہے۔ یہ مَنْ استفہامیہ ہے اور اس کے سوال کا جواب محذوف ہے جسے ترجمہ میں ظاہر کرنا ضروری ہے۔ بَيِّنَةٌ کا موصوف محذوف فطرت کی بدیہیات ہیں۔ يَنْتَلُوْهُ کی ضمیر بَيِّنَةٍ کے لئے ہے کیونکہ مونث غیر حقیقی کے لئے مذکر اور مونث، دونوں میں سے کوئی بھی ضمیر آسکتی ہے۔ مِنْهُ کی ضمیر رَبِّ کے لئے ہے، قَبْلُہ کی ضمیر شَہِیْد کے لئے ہے۔ کِتَابُ مَوْسٰی مبتدا موخر ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور مِنْ قَبْلُہ قائم مقام خبر مقدم ہے جبکہ اِمَامًا اور رَحْمَةً حال ہیں۔ یُوْمِنُوْنَ بہ اور یُکْفُرُ بہ کی ضمیریں شَہِیْد کے لئے ہیں۔ اَلْاَحْزَابِ پر لام جنس ہے۔ (آیت-18) یُعْرَضُوْنَ باب افعال کا نہیں بلکہ ثلاثی مجرد کا مجہول ہے۔ (آیت-20) مُعْجِزِیْنَ اسم المفعول ہے جو فعل کا عمل کر رہا ہے اور اس کا مفعول محذوف ہے جو اللہ کی راہ کے راہی یعنی مومنین ہو سکتا ہے۔

ترجمہ

اَفَمَنْ	كَانَ	عَلٰی بَیِّنٰتٍ	مِّنْ رَّبِّہٖ	وَيَتْلُوْهُ
تو کیا وہ لوگ جو	ہوں	ایک شفاف (فطرت) پر	اپنے رب کی (جانب) سے	اور اس کے ساتھ ساتھ چلتا ہو

شَہِیْدٌ	مِّنْہٗ	وَمِنْ قَبْلُہٗ	کِتَابُ مَوْسٰی
ایک گواہی دینے والا (قرآن)	اس (کی طرف) سے	اور اس سے پہلے	موسیٰ کی کتاب ہو

اِمَامًا	وَرَحْمَةً	اُولٰٓئِكَ
رہنما ہوتے ہوئے	اور رحمت ہوتے ہوئے (انکے برابر ہوں گے جو ان سے محروم ہیں)	یہ لوگ ہی

یُوْمِنُوْنَ	بِہٖ	وَمَنْ	یُّکْفُرُ	بِہٖ	مِّنَ الْاَحْزَابِ
ایمان لاتے ہیں	اس (قرآن) پر	اور جو کوئی	انکار کرے گا	اس (قرآن) کا	تمام گروہوں میں سے

فَالْتَاٰ	مَوْعِدُہٗا	فَلَا تَاٰ	فِیْ مَرِیْۃٍ	مِّنْہٗ
تو آگ	اس کے وعدہ کی جگہ سے	پس آپ مت ہوں	کسی شک میں	اس (قرآن) سے

اِنَّہٗ	الْحَقُّ	مِّنْ رَّبِّکَ	وَلٰکِنَّ	اَکْثَرَ النَّاسِ
یقیناً یہ	ہی حق ہے	آپ کے رب (کی جانب) سے	اور لیکن	لوگوں کی اکثریت

لَا یُوْمِنُوْنَ ۝۱۵	وَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنْ	اَفْتَرٰی	عَلٰی اللّٰہِ	کَذِبًا
ایمان نہیں لائے گی	اور کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا	اللہ پر	ایک جھوٹ

اُولٰٓئِكَ	یُعْرَضُوْنَ	عَلٰی رِیْبِہُمْ	وَيَقُوْلُوْنَ	اَلَا شَہَادُ	ہٰؤَآلَہِ الدِّیْنِ
وہ لوگ ہیں	جو پیش کئے جائیں گے	اپنے رب کے سامنے	اور کہیں گے	گواہی دینے والے	یہ وہ ہیں جنہوں نے



كَذَّبُوا	عَلَىٰ رَبِّهِمْ ٢	آلَا	لَعْنَةُ اللَّهِ	عَلَى الظَّالِمِينَ ١٥	الَّذِينَ 30/18
جھوٹ کہا	اپنے رب پر	سن لو	اللہ کی لعنت ہے	ظلم کرنے والوں پر	وہ لوگ جو
يَصُدُّونَ	عَنِ سَبِيلِ اللَّهِ	وَيَبْغُونَهَا	عِوَجًا ط	وَهُمْ	بِالْآخِرَةِ
روکتے ہیں	اللہ کی راہ سے	اور تلاش کرتے ہیں اس میں	کجی کو	اور وہ لوگ	آخرت کا
هُمْ كَفَرُونَ ١٩	أُولَٰئِكَ	لَمْ يَكُونُوا	مُعْجِزِينَ	فِي الْأَرْضِ	
ہی انکار کرنے والے ہیں	وہ لوگ	ہرگز نہیں ہیں	عاجز کرنے والے (مومنین کو)	زمین میں	
وَمَا كَانَ	لَهُمْ	مِّن دُونِ اللَّهِ	مِنْ أَوْلِيَاءَ م	يُضَعِفُ	لَهُمْ
اور نہیں ہے	ان کے لئے	اللہ کے علاوہ	کوئی بھی کارساز	کئی گنا کیا جائے گا	ان کے لئے
الْعَذَابُ ط	مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ	السَّعْيَ	وَمَا كَانُوا يَصْرُونَ ٢٠		
عذاب کو	وہ استطاعت نہیں رکھتے تھے	سن کر سمجھنے کی	اور وہ لوگ دیکھ کر سمجھتے نہیں تھے		
أُولَٰئِكَ	الَّذِينَ	خَسِرُوا	أَنفُسَهُمْ	وَصَلَّ	عَنْهُمْ
وہ لوگ	وہ ہیں جنہوں نے	گھائے میں ڈالا	اپنے آپ کو	اور گم ہوا	ان سے
كَانُوا يَفْتَرُونَ ٢١	لَا جَرَمَ	أَنَّهُمْ	فِي الْآخِرَةِ	هُمْ الْآخِسُونَ ٢٢	
وہ لوگ گھڑا کرتے تھے	کوئی شک نہیں	کہ وہ لوگ	آخرت میں	وہی سب سے زیادہ گھانا پانے والے ہیں	
إِنَّ	الَّذِينَ	أَمَنُوا	وَعَمِلُوا	الضَّالِّينَ	وَأَخْبَتُوا
بیشک	وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور عمل کئے	نیکیوں کے	اور عاجزی اختیار کی
أُولَٰئِكَ	أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ٢٣	هُمْ	فِيهَا	خَالِدُونَ ٢٤	مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ
وہی لوگ	جنت والے ہیں	وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	دو فریقوں کی مثال (ایسی ہے جیسے)
كَانَ لَعْنَى	وَالْأَصَمِّ	وَالْبَصِيرِ	وَالسَّيِّعِ ط	هَلْ	
(ایک) اندھا	اور بہرا	اور (دوسرا) دیکھنے والا	اور سننے والا	کیا	
يَسْتَوِينَ	مَثَلًا ط	أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ٢٥			
یہ دونوں برابر ہوں گے	بلحاظ مثال کے	تو کیا تم لوگ سمجھتے نہیں			

آیت نمبر (25 تا 35)

ر ذ ل

(س)

رَذَالَةً
أَرَذُلُ

حقیر ہونا۔ گھٹیا ہونا۔

جَا رَا ذِلُّ فِعْلُ التَّفْضِيلِ ہے۔ کسی سے زیادہ یا سب سے زیادہ حقیر۔ گھٹیا۔ ﴿وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ



إِلَىٰ أَرْدَلِ الْعَصْرِ ﴿١٦﴾ (نحل: 70) ”اور تم میں وہ بھی ہیں جن کو لوٹا دیا جاتا عمر کے سب سے گھٹیا (حصہ) کی طرف) اور زیر مطالعہ آیت - 27

ل ز م

(س) لَزَامًا کسی سے چٹ جانا۔ لازم ہونا۔ ﴿فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا﴾ (25) الفرقان: 77) ”تم لوگ جھٹلا چکے ہو تو عنقریب وہ یعنی عذاب چٹ جائے گا۔“
(افعال) الزَامًا کسی کو کسی سے چٹا دینا۔ لازم کرنا۔ زیر مطالعہ آیت - 28۔

ز ر ی

(ض) زَرِيًّا کسی پر عتاب کرنا۔
(افتعال) اِزْدِرَاءً کسی کو حقیر سمجھنا۔ زیر مطالعہ آیت - 31

ترکیب

(آیت - 26) اَلَيْمٍ مضاف الیہ یَوْمٍ کی صفت ہے۔ یہ اگر مضاف عَذَابٍ کی صفت ہوتا تو اَلَا لَيْمٍ آتا۔ (آیت - 27) بَاذِي دراصل اسم الفاعل بَاذٍ ہے۔ مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی توی واپس آگئی اور حال ہونے کی وجہ سے یہ حالت نصب میں ہے۔ اس کو اَتَّبَعَكَ اور اَرَاذِلْنَا، دونوں کا حال ماننے کی گنجائش ہے ہم اسے اَرَاذِلْنَا کا حال مانیں گے۔ (آیت - 28) نُلْزِمُكُمْوهَا میں ہا کی ضمیر بَيِّنَةٍ کے لئے ہے۔

ترجمہ

وَقَدْ أَرْسَلْنَا	نُوحًا	إِلَىٰ قَوْمِهِ	إِنِّي	لَكُمْ
اور بیشک ہم بھیج چکے ہیں	نوحؑ کو	ان کی قوم کی طرف	(انہوں نے کہا) کہ میں	تمہارے لئے

نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٦﴾	أَنْ	لَّا تَعْبُدُوا	إِلَّا	اللَّهُ	إِنِّي
ایک واضح خبردار کرنے والا ہوں	کہ	تم لوگ بندگی مت کرو	مگر	اللہ کی	بیشک میں

أَخَافُ	عَلَيْكُمْ	عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٢٧﴾	فَقَالَ	الْمَلَائِكَةُ
ڈرتا ہوں	تم لوگوں پر	ایک دردناک دن کے عذاب سے	تو کہا	ان کے سرداروں نے جنہوں نے

كَفَرُوا	مِنْ قَوْمِهِ	مَا نَرَاكَ	إِلَّا	بَشَرًا	مِّثْلَنَا
کفر کیا	انکی قوم میں سے	ہم نہیں دیکھتے آپ کو	مگر	ایک بشر	اپنے جیسا

وَمَا نَرَاكَ	اَتَّبَعَكَ	إِلَّا الَّذِينَ	هُمْ	أَرَاذِلْنَا
اور ہم نہیں دیکھتے آپ کو	(کہ) پیروی کی آپ کی	سوائے ان لوگوں کے	(کہ) وہ لوگ	ہمارے حقیر ہیں

بَاذِي الرَّأْيِ	وَمَا نَرَاكَ	لَكُمْ	عَلَيْنَا	مِنْ فَضْلٍ	بَلْ
سرسری رائے میں	اور ہم نہیں دیکھتے	تمہارے لئے	ہم پر	کسی قسم کی کوئی فضیلت	بلکہ

نُظِّمُكُمْ	كَذِبِينَ ﴿٢٨﴾	قَالَ	يُقَوْمِ	أَ	رَعَيْتُمْ
ہم گمان کرتے ہیں تم لوگوں کو	جھوٹ کہنے والے	انہوں نے کہا	اے میری قوم	کیا	تم لوگوں نے غور کیا



إِنْ	كُنْتُ	عَلَىٰ بَيِّنَةٍ	مِّن رَّبِّي	وَأَتَيْنِي	رَحْمَةً ۝۱۱۸
(کہ) اگر	میں ہوں	ایک روشن دلیل پر	اپنے رب (کی طرف) سے	اور اس نے دی مجھ کو	ایک رحمت

مِّن عِنْدِهِ	فَعُوبِتْ	عَلَيْكُمْ ط	أَنْزِلْ مَكُوهَا
اپنے پاس سے	پھر وہ پوشیدہ کی گئی	تم پر	تو (پھر بھی) کیا ہم چمٹا دیں تم لوگوں سے اس کو

وَ	أَنْتُمْ	لَهَا	كِرْهُونَ ۝۱۱۹	وَيَقُومِ	لَا أَسْأَلُكُمْ
اس حال میں کہ	تم لوگ	اس سے	نفرت کرنے والے ہو	اور اے میری قوم	میں نہیں مانگتا تم سے

عَلَيْهِ	مَا لَا ط	إِنْ	أَجْرِي	إِلَّا	عَلَى اللَّهِ	وَمَا أَنَا	بِطَارِدِ الَّذِينَ
اس پر	کوئی مال	نہیں ہے	میرا اجر	مگر	اللہ کے ذمے	اور میں نہیں ہوں	ان کو دھتکارنے والا جو

أَمْنُوا ط	إِنَّهُمْ	مُلْقُوا إِلَيْهِمْ	وَلَكِنِّي	أَرَكُمُ
ایمان لائے	بیشک وہ لوگ	اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں	اور لیکن میں	دیکھتا ہوں تم کو

قَوْمًا	تَجْهَلُونَ ۝۱۲۰	وَيَقُومِ	مَنْ	يَنْصُرُنِي	مِنَ اللَّهِ
ایک قوم کہ	تم لوگ غلط عقائد رکھتے ہو	اور اے میری قوم	کون	مدد کرے گا میری	اللہ سے (بچنے میں)

إِنْ	كَرَدْتَهُمْ ط	أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝۱۲۱	وَلَا أَقُولُ	لَكُمْ
اگر	دھتکار دوں ان کو	تو کیا تم لوگ یاد دہانی حاصل نہیں کرتے	اور میں نہیں کہتا	تم سے (کہ)

عِنْدِي	خَزَائِنُ اللَّهِ	وَلَا أَعْلَمُ	الْغَيْبِ	وَلَا أَقُولُ	إِنِّي	مَلَكٌ
میرے پاس	اللہ کے خزانے ہیں	اور میں نہیں جانتا	غیب کو	اور میں نہیں کہتا	کہ میں	کوئی فرشتہ ہوں

وَلَا أَقُولُ	لِلَّذِينَ	تُزَدَّرِجِي	أَعْبِنُكُمْ	لَنْ يُؤْتِيَهُمْ	اللَّهُ
اور میں نہیں کہتا	ان کے لئے جن کو	حقیر دیکھتی ہیں	تمہاری آنکھیں	(کہ) ہرگز نہیں دے گا ان کو	اللہ

خَيْرًا ط	اللَّهُ	أَعْلَمُ	بِمَا	فِي أَنْفُسِهِمْ ۝۱۲۲	إِنِّي
کوئی بھلائی	اللہ	خوب جاننے والا ہے	اس کو جو	ان کے جیوں میں ہے	(اگر میں یہ کہوں تو) بیشک میں

إِذَا	لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝۱۲۳	قَالُوا	يُنُوحُ	قَدْ جَدَلْنَا
پھر تو	یقیناً میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں	ان لوگوں نے کہا	اے نوحؑ	آپ بحث کر چکے ہم سے

فَاكْثُرَتْ	جِدَالَنَا	فَاتِنَا	بِمَا
پھر آپ نے کثرت کی	ہم سے بحث کرنے میں	تو (اب) آپ لے آئیں ہمارے پاس	اس کو جس کا

تَعِدُنَا	إِنْ	كُنْتَ	مِنَ الصَّادِقِينَ ۝۱۲۴	قَالَ	إِنَّمَا يَأْتِيَكُمْ بِهِ
آپ وعدہ کرتے ہیں ہم سے	اگر	آپ ہیں	سچ کہنے والوں میں سے	انہوں نے کہا	لائے گا تمہارے پاس اس کو



اللَّهُ	إِنْ	شَاءَ	وَمَا أَنْتُمْ	بِمُعْجِزِينَ ۝۳۱	وَلَا يَنْفَعُكُمْ
اللہ	اگر	اس نے چاہا	اور تم لوگ نہیں ہو	عاجز کرنے والے	اور نفع نہیں دے گی تم کو

نُصِیْحَىٰ	إِنْ	أَرَدْتُ	أَنْ	أَنْصَحَ	لَكُمْ	إِنْ
میری خیر خواہی	اگر	میں ارادہ کروں	کہ	میں خیر خواہی کروں	تمہارے لئے	اگر (یعنی جبکہ)

كَانَ	اللَّهُ	يُرِيدُ	أَنْ	يُغْوِيَكُمْ ۝	هُوَ	رَبُّكُمْ ۝	وَالْيَهُ
ہو	اللہ	(کہ) وہ ارادہ رکھتا ہو	کہ	وہ گمراہ کرے تم کو	وہ	تمہارا رب ہے	اور اس کی طرف ہی

تُرْجَعُونَ ۝	أَمْ	يَقُولُونَ	أَفْتَرَاهُ ۝	قُلْ	إِنْ
تم لوگ لوٹائے جاؤ گے	یا	یہ لوگ کہتے ہیں	اس نے گھڑا اس کو (یعنی قرآن کو)	آپ کہہ دیجیے	اگر

أَفْتَرَيْنَاهُ	فَعَلَىٰ	إِجْرَاجِي	وَإِنَّا	بَرِيءٌ ۝	وَمِمَّا	تُجْرِمُونَ ۝
میں گھڑتا ہوں اس کو	تو مجھ پر	میرا جرم کرنا ہے	اور میں	برئ ہوں	اس سے جو	تم لوگ جرم کرتے ہو

نوٹ: 1

آیت 25 سے 49 تک مسلسل حضرت نوحؑ کا ذکر ہے۔ درمیان میں ایک آیت نمبر 135 ایسی ہے جس کے متعلق دورائے ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ یہ آیت بھی اسی سلسلہ کلام کی ایک کڑی ہے۔ ایسی صورت میں اِفْتَرَاهُ کی ضمیر مفعولی حضرت نوحؑ کی نصیحت (نُصِيْحَىٰ) کے لئے مانی جائے گی اور قُلْ کا خطاب حضرت نوحؑ کے لئے ہوگا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ سلسلہ کلام کو منقطع کر کے مشرکین مکہ کے ایک اعتراض کا حوالہ دیا گیا ہے اور اس کا جواب دینے کی ہدایت کی گئی ہے۔ ایسی صورت میں اِفْتَرَاهُ کی ضمیر مفعولی قرآن کے لئے مانی جائے گی اور قُلْ کا خطاب رسول اللہ ﷺ کے لئے ہوگا۔ ترجمہ میں ہم نے دوسری رائے کو ترجیح دی ہے۔ اس دوسری رائے کی جو ترجیح تفہیم القرآن میں دی ہوئی ہے، وہ یہ ہے۔

”اندازہ کلام سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی زبان سے نوحؑ کا یہ قصہ سنتے ہوئی مخالفین نے اعتراض کیا ہوگا کہ محمد (ﷺ) یہ قصہ بنا بنا کر اس لئے پیش کرتا ہے کہ انہیں ہم پر چسپاں کرے۔ جو چوٹیں وہ ہم پر براہ راست نہیں کرنا چاہتے ان کے لئے ایک قصہ گھڑتا ہے اور اس طرح ”در حدیث دیگر“ کے انداز میں ہم پر چوٹ کرتا ہے۔ لہذا سلسلہ کلام توڑ کر ان کے اعتراض کا جواب اسی فقرے میں دیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ ایک بات اور ہے۔ قرآن مجید میں قُلْ کا خطاب بالعموم رسول اللہ ﷺ کے لئے اور آپ کے توسط سے امت مسلمہ کے لئے آیا ہے۔ اس لئے اس مقام پر قُلْ کا خطاب حضرت نوحؑ کے لئے ماننا قرآن کے عمومی مزاج سے مطابقت نہیں رکھتا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

00343

آیت نمبر (36 تا 43)

ت ن ر

اس مادہ سے کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔
ج: تَنْزِيلُ - تنور - زیر مطالعہ آیت - 40۔

x

x

تَنْزِيلُ

ترجمہ

وَأُوحِيَ	إِلَى نُوحٍ	أَنَّهُ	كَانَ يُؤْمِنُ	مِنْ قَوْمِكَ
اور وحی کی گئی	نوحؑ کی طرف	کہ حقیقت یہ ہے کہ	ہرگز ایمان نہ لائیں گے	آپؑ کی قوم میں سے

إِلَّا	مَنْ	قَدْ آمَنَ	فَلَا تَنْتَبِئْ	بِهَا
مگر	وہ جو	ایمان لا چکے ہیں	تو آپؑ دل برداشتہ مت ہوں	بسبب اس کے جو

كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝	وَأَصْنَعُ	الْفُلْكَ	بِأَعْيُنِنَا	وَوَحِينَا
یہ لوگ کرتے رہتے ہیں	اور آپؑ بنائیں	کشتی	ہماری آنکھوں (کے سامنے)	اور ہماری وحی (کی مطابقت) سے

وَلَا تَخَاطَبُنِي	فِي الدِّينِ	ظَلُمُوا	إِنَّهُمْ	بِشَيْءٍ
اور آپؑ خطاب نہ کریئے گا مجھ سے	ان (کے بارے) میں جنہوں نے	ظلم کیا	بیشک وہ لوگ	

مُغْرَقُونَ ۝	وَيَصْنَعُ	الْفُلْكَ ۝	وَكُلَّمَا	مَرَّ	عَلَيْهِ
غرق کیے جانے والے ہیں	اور وہ بنانے لگے	کشتی	اور جب کبھی	گزر رہوتا	ان پر

مَلَأَ	مِنْ قَوْمِهِ	سَخِرُوا	مِنْهُ	قَالَ	إِنْ	تَسْخَرُوا
کچھ سرداروں کا	ان کی قوم میں سے	تو وہ مذاق کرتے	ان سے	تو وہ کہتے	اگر	تم لوگ جان لو گے

مِمَّا	فَإِنَّا نَسْخَرُ	مِنْكُمْ	كَمَا	تَسْخَرُونَ ۝	فَسَوْفَ	تَعْلَمُونَ ۝
ہم سے	تو ہم مذاق کریں گے	تم سے	جیسے	تم لوگ مذاق کرتے ہو	تو عنقریب	تم لوگ مذاق کرتے ہو

مَنْ	يَأْتِيهِ	عَذَابٌ	يُخْزِيهِ	وَيَحِلُّ	عَلَيْهِ
کون ہے	آئے گا جس کے پاس	ایک ایسا عذاب	رسوا کرے گا اس کو	اور اترے گا	اس پر

40:24

عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۴۰	حَتَّىٰ	إِذَا	جَاءَ	أَمْرُنَا	وَفَارَ	النَّارُ ۴۱
ایک قائم رہنے والا عذاب	یہاں تک کہ	جب	آیا	ہمارا حکم	اور ابل پڑا	تنور

قُلْنَا	أَحْبِلْ	فِيهَا	مِنْ كُلِّ	زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ
تو ہم نے کہا	آپ لاد لیں	اس (کشتی) میں	ہر ایک چیز میں سے	دو جوڑوں کو

وَأَهْلَكَ	إِلَّا مَنْ	سَبَقَ	عَلَيْهِ	الْقَوْلُ	وَمَنْ
اور اپنے گھر والوں کو	سوائے اس کے	پہلے ہو چکا	جس کے خلاف	فیصلہ	اور اس کو (بھی) جو

أَمِنْ ۶	وَمَا أَمِنْ	مَعَهُ	إِلَّا	قَلِيلٌ ۷	وَقَالَ	أَرْكَبُوا
ایمان لایا	اور ایمان نہیں لائے	ان کے ساتھ	مگر	تھوڑے سے (لوگ)	اور (اللہ نے) کہا	تم لوگ سوار ہو

فِيهَا	بِسْمِ اللَّهِ	مَجْرَهَا	وَمُرْسَهَا ۸	إِنَّ	رَبِّي
اس (کشتی) میں	(اور کہو) اللہ کے نام سے ہے	اس کا چلنا	اور اس کا ٹھہرنا	بیشک	میرا رب

لَعَفُورٌ	رَّحِيمٌ ۹	وَهِيَ	تَجْرِي	بِهِمْ
بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور وہ	بہتی تھی	ان کے ساتھ

فِي مَوْجٍ	كَالْجِبَالِ ۱۰	وَنَادَىٰ	نُوحٌ	إِبْنَهُ	وَ
ایسی لہروں میں جو	پہاڑوں جیسی تھیں	اور پکارا	نوحؑ نے	اپنے بیٹے کو	اس حال میں کہ

كَانَ	فِي مَعْزِلٍ	يُنَبِّئُ	أَرْكَبُ	مَعَنَا	وَلَا تَكُنْ	مَعَ الْكَافِرِينَ ۱۱
وہ تھا	ایک کنارے میں	اے میرے بیٹے	تو سوار ہو	ہمارے ساتھ	اور تو مت ہو	کافروں کے ساتھ

قَالَ	سَاوِمِي	إِلَىٰ جَبَلٍ	يَعْصِمُنِي	مِنَ الْمَاءِ ۱۲	قَالَ
اس نے کہا	میں جا لگوں گا	کسی پہاڑ کی طرف	وہ بچالے گا مجھ کو	پانی سے	انہوں نے کہا

لَا عَاصِمَ	الْيَوْمَ	مِنَ أَمْرِ اللَّهِ	إِلَّا	مَنْ	رَّجِمَ ۱۳
کوئی بھی بچانے والا نہیں ہے	اس دن	اللہ کے فیصلے سے	مگر	اس کو جس پر	اس نے رحم کیا

وَحَالَ	بَيْنَهُمَا	الْبُوجُ	فَكَانَ	مِنَ الْمَغْرَقِينَ ۱۴
اور حائل ہوئی	ان دونوں کے درمیان	لہر	تو وہ ہو گیا	غرق کئے جانے والوں میں سے

مذکورہ واقعہ پر غور کرن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان دنیا کے ظاہر سے کس قدر دھوکا کھاتا ہے۔ جب حضرت نوحؑ دریا سے بہت دور خشکی پر اپنا جہاز بنا رہے ہوں گے تو لوگوں کو یہ ایک مضحکہ خیز فعل محسوس ہوتا ہوگا۔ وہ اسے حضرت نوحؑ کی خرابی دماغ کا ایک ثبوت

نوٹ: 1

قرار دیتے ہوں گے۔ اور ایک ایک سے کہتے ہوں گے کہ اگر پہلے تمہیں اس شخص کے پاگل پن میں کچھ شبہ تھا تو اب اس کی آنکھوں سے دیکھ لو کہ یہ کیا حرکت کر رہا ہے (اور خشکی پر بیٹھا جہاز بنا رہے ہے۔) لیکن جو شخص حقیقت کا علم رکھتا تھا اسے ان لوگوں کی جہالت پر ہنسی آتی ہوگی کہ کتنے نادان ہیں یہ لوگ میں انہیں خبردار کر چکا ہوں کہ ان کی شامت ان کے سر پر کھری ہے اور ان کی آنکھوں کے سامنے اس سے بچنے کی تیاری کر رہا ہوں، مگر یہ مطمئن ہیں اور الٹا مجھے دیوانہ سمجھ رہے ہیں۔ اس معاملہ کو اگر پھیلا کر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا دنیا کے ظاہر و محسوس پہلو کے لحاظ سے عقلمندی اور بے وقوفی کا جو معیار قائم کیا جاتا ہے وہ اس معیار سے کس قدر مختلف ہوتا ہے جو علم حقیقت کے لحاظ سے قرار پاتا ہے۔ ظاہر بین آدمی جس کو دانش مندی سمجھتا ہی وہ حقیقت سناس آدمی کی نگاہ میں بے وقوفی ہوتی ہے اور ظاہر بین کے نزدیک جو چیز دیوانگی ہوتی ہے، حقیقت سناس کے لیے وہ وہی عین عقلمندی ہوتی ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (36 تا 43)

ب ل ع

(ف)

بَلَعًا
إِبْلَغْ
کسی کو نگلنا۔
فعل امر ہے۔ تو نگل۔ زیر مطالعہ آیت۔ 24

ق ل ع

(ف)

(افعال)

قَلَعًا
إِقْلَاعًا
أَقْلَعْ
کسی کو معزول کرنا۔ کسی سے کچھ چھین لینا۔
کسی چیز یا کام کو چھوڑنا۔ رک جانا۔
فعل امر ہے۔ تو چھوڑ۔ تو رک جا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 44

غ ی ض

(ض)

غَيْضًا
کَمْ هَوْنًا سَكْرَتًا (لازم)۔ کم کرنا۔ سکیڑنا (متعدی)۔ ﴿اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحِيلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ﴾ (13 / الرعد: 8) ”اللہ جانتا ہے اس کو جو اٹھاتی ہے ہر مادہ اور اس کو جو سکیڑتی ہیں بچہ دانیاں۔“ اور زیر مطالعہ آیت۔ 44

ج و د

(ن)

جُودَةً
جُودًا
عَمَدٌ هَوْنًا۔ بہترین ہونا۔
صفت ہے۔ عمدہ۔ بہترین۔ (مذکر و مؤنث دونوں کے لیے) اس کی جمع انسان کے لیے أَجْوَادٌ اور گھوڑے کے لیے جِيَادٌ ہے۔ ﴿إِذْ عَرَضَ عَلَيْهِ بِآلِ عِشْرِ الصُّفْنِ الْجِيَادُ﴾ (38 / ص: 31) ”جب پیش کیے گئے ان پر شام کو بہترین گھوڑے۔“
اسم نسبت ہے۔ عمدگی والا۔
جُودِيٌّ



44

الْجُودِيَّ اسم علم ہے۔ ایک پہاڑی کا نام۔ زیر مطالعہ آیت۔ 44

ترکیب

(آیت۔ 44) بُعْدًا فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے اس لیے حالتِ نصب میں ہے۔ (آیت۔ 46) إِنَّهُ كَيْسٌ مِنْ أَهْلِكَ میں إِنَّ کا اسم ۛ کی ضمیر ہے۔ کَيْسٌ کا اسم اس میں شامل ضمیر ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ مِنْ أَهْلِكَ قائم مقام خبر ہے۔ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ میں إِنَّ کا اسم ۛ کی ضمیر ہے اور عَمَلٌ اس کی خبر ہے جبکہ غَيْرُ صَالِحٍ اس کا بدل ہے۔ یہاں ۛ کی ضمیر کے لیے دورائے ہیں۔ ایک یہ کہ یہاں بھی ۛ کی ضمیر حضرت نوحؑ کے بیٹے کے لیے ہے۔ ایسی صورت میں کہتے ہیں کہ عَمَلٌ یہاں پر دراصل ذُو عَمَلٍ کے معنی میں آیا ہے دوسری رائے یہ ہے کہ یہ ضمیر حضرت نوحؑ کی دعا کے لیے ہے۔ اس رائے کی تائید آیت کے اگلے جملے سے ہوتی ہے۔ اس لیے ترجمہ میں ہم دوسری رائے کو ترجیح دیں گے۔ (آیت۔ 47) إِلَّا دراصل إِنَّ لَا ہے اس لیے تَغْفِرْ اور تَرَحُّمٌ مجزوم ہیں اور اَكُنْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

ترجمہ

وَقِيلَ	يَا اَرْضُ	اَبْلَعِي	مَاءَكَ	وَلَيْسَاءَ	اَقْبِلِي	وَعِصَصَ
اور کہا گیا	اے زمین	تو نگل جا	اپنا پانی	اور اے آسمان	تو قدم جا	اور کم (یعنی خشک) کیا گیا

الْمَاءِ	وَقُضِيَ	الْأَمْرُ	وَأَسْتَوَتْ	عَلَى الْجُودِيَّ	وَقِيلَ
پانی کو	اور پورا کیا گیا	حکم کو	اور وہ (یعنی کشتی) متمکن ہوئی	جودی پر	اور کہا گیا

بُعْدًا	لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝	وَنَادَى	نُوحٌ	رَبَّهُ	فَقَالَ	رَبِّ
دوری ہو	ظلم کرنے والی قوم کے لیے	اور پکارا	نوحؑ نے	اپنے رب کو	اور کہا	اے میرے رب

إِنَّ	ابْنِي	مِنْ أَهْلِي	وَأَنَّ	وَعِدَاكَ	الْحَقُّ	وَأَنْتَ	أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ۝
بیشک	میرا بیٹا	میرے گھروالوں میں سے ہے	اور بیشک	تیرا وعدہ	حق ہے	اور تو	سب سے بڑا حاکم ہے

قَالَ	يٰنُوحُ	إِنَّكَ	لَيْسَ	مِنْ أَهْلِكَ ۚ	إِنَّكَ	عَمَلٌ
(اللہ) نے کہا	اے نوحؑ	یقیناً وہ	نہیں ہے	تیرے گھروالوں میں سے	بیشک یہ (پکارنا)	ایک ایسا عمل ہے جو

غَيْرُ صَالِحٍ ۚ	فَلَا تَسْأَلْنِ	مَا	لَيْسَ	لَكَ	بِهِ	عِلْمٌ ۚ	إِنِّي
صالح کے علاوہ ہے	پس تو سوال نہ کر مجھ سے	اس کا	نہیں ہے	تیرے پاس	جس کا	کوئی علم	بیشک میں

أَعِظُكَ	أَنْ	تَكُونَنَّ	مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝	قَالَ	رَبِّ
نصیحت کرتا ہوں تجھ کو	کہ (کہیں)	ہو جائے	جاہلوں میں سے	انہوں نے کہا	اے میرے رب

إِنِّي	أَعُوذُ بِكَ	أَنْ	أَسْأَلَكَ	مَا	لَيْسَ	لِي
بیشک میں	تیری پناہ میں آتا ہوں	(اس سے) کہ	میں سوال کروں تجھ سے	اس کا	نہیں ہے	میرے لیے

یہ	عِلْمٌ ط	وَالَا تَغْفِرْ لِي	وَتَرْحَمَنِي	اَكُنْ
جس کا	کوئی علم	اور اگر تو نے نہ بخشا مجھ کو	اور رحم نہ کیا مجھ پر	تو میں ہو جاؤں گا

مِّنَ الْخَيْرِينَ ﴿٤٦﴾	قِيلَ	يُنُوحَ	اهِطْ	بِسَلَامٍ	مِّنَّا
خسارہ پانے والوں میں سے	کہا گیا	اے نوح	آپ اتریں	سلامتی کے ساتھ	ہماری طرف سے

وَبَرَكَاتٍ	عَلَيْكَ	وَعَلَىٰ أُمَمٍ	مِّنْ	مَعَكَ ط
اور ایسی برکتوں کے ساتھ جو	آپ پر ہیں	اور ان امتوں پر ہیں جو	ان میں سے ہیں جو	آپ کے ساتھ ہیں

وَأُمَمٌ	سَنُنَبِّئُكُمْ	ثُمَّ	يَمَسُّهُمْ	مِّنَّا
اور کچھ امتیں ہیں	ہم فائدہ دیں گے ان کو	پھر	چھوئے گا ان کو	ہماری طرف سے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٧﴾	تِلْكَ	مِنَ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ	نُوحِيهَا	إِلَيْكَ ء
ایک دردناک عذاب	یہ () قصہ	غیب کی خبروں میں سے ہے	ہم وحی کرتے ہیں ان کو	آپ کی طرف

مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا	أَنْتَ	وَلَا قَوْمُكَ	مِن قَبْلِ هَذَا ط	فَاصْبِرْ ط
آپ نہیں جانتے تھے ان کو	آپ	اور نہ آپ کی قوم	اس سے پہلے سے	پس آپ ثابت قدم رہیں

إِنَّ	الْعَاقِبَةَ	لِلْمُتَّقِينَ ﴿٤٨﴾
یقیناً	(بھلا) انجام	متقی لوگوں کے لیے ہے

حضرت نوحؑ کے بیٹے کا قصہ بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اس کا انصاف کس قدر بے لاگ ہے۔ مشرکین مکہ یہ سمجھتے تھے کہ ہم خواہ کیسے ہی کام کریں، ہم پر خدا کا عذاب نہیں ہوگا کیونکہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے بھی ایسے ہی کچھ گمان ہیں۔ اور بہت سے غلط کار مسلمان بھی اس قسم کے جھوٹے بھروسوں پر تکیہ کئے ہوئے ہیں کہ ہم فلاں کی اولاد ہیں۔ ان کی سفارش ہم کو خدا کے انصاف سے بچالے گی۔ لیکن یہاں یہ منظر دکھایا گیا ہے کہ ایک جلیل القدر پیغمبر اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے لخت جگر کو ڈوبتے ہوئے دیکھتا ہی اور ٹرپ کر بیٹے کی معافی کے لیے درخواست کرتا ہے۔ لیکن یہ دعا کام نہ آئی اور باپ کی پیغمبری بھی ایک بد عمل بیٹے کو عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 1

آیت نمبر (50 تا 60)

ن ص و

(ن)

نَصُوا

نَاصِيَةً

کسی کو پیشانی سے پکڑنا۔
ج نَوَاصِيٍّ۔ پیشانی یا پیشانی کے بال۔ زیر مطالعہ آیت - 56۔ اور ﴿فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَ
الْأَقْدَامِ﴾ (55/ الرحمن: 41) ”پھر انہیں پکڑا جائے گا پیشانیوں سے اور قدموں سے۔“

(ک)

عُنُودًا

دشمنی کرنا۔ مخالفت کرنا۔

عَنِيدٌ

فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ دشمنی کرنے والا یعنی دشمن۔ مخالفت۔ زیر مطالعہ آیت۔ 59

ترکیب

(آیت۔ 50) گذشتہ آیت نمبر۔ 25 کے لَقَدْ اَرْسَلْنَا پر عطف ہونے اور اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے آخا حالت نصب میں ہے اور آخا کا بدل ہونے کی وجہ سے هُوْدًا بھی حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔ 52) اَلْسَّمَآءَ مَوْنٰثِ سَمَاعِی ہے اور اس کا حال مِدْرَارًا مذکر آیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مِفْعَالٌ کا وزن مذکر مؤنث دونوں کے لیے آتا ہے۔ (آیت۔ 55) کَیْدٌ وَا فَعْلٌ امر کے جمع کا صیغہ ہے۔

ترجمہ

وَ اِلٰی عَادٍ	اَخَاهُمْ	هُودًا	قَالَ	يَقَوْمٍ	اعْبُدُوا
اور (بیشک ہم بھیج چکے ہیں) عاد کی طرف	ان کے بھائی	ہود کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو

اللّٰهُ	مَا لَكُمْ	مِّنْ اِلٰهٍ	عَیْرُکَآ	اِنَّ	اَنْتُمْ	اِلَّا	مُفْتَرُوْنَ ۝۵۰
اللہ کی	تمہارے لیے نہیں ہے	کوئی بھی الہ	اس کے علاوہ	نہیں ہو	تم لوگ	مگر	(جھوٹ) گھڑنے والے

يَقَوْمٍ	لَا اَسْأَلُكُمْ	عَلَيْهِ	اَجْرًا	اِنَّ	اَجْرِيْ	اِلَّا	عَلَى الْاٰلِیٰی
اے میری قوم	میں نہیں مانگتا تم سے	اس پر	کوئی معاوضہ	نہیں ہے	میرا اجر	مگر	اس پر جس نے

فَطَرَنِيْ ط	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۵۱	وَيَقَوْمٍ	اَسْتَغْفِرُوْا	رَبِّكُمْ
پیدا کیا مجھ کو	تو کیا تم لوگ عقل نہیں کرتے	اے میری قوم	تم لوگ مغفرت مانگو	اپنے رب سے

ثُمَّ تَوْبُوْا	اِلَيْهِ	يُرْسِلُ	السَّمَآءَ	عَلَيْكُمْ	وَمِدْرَارًا
پھر تم لوگ پلٹو	اس کی طرف	تو وہ بھیجے گا	آسمان کو	تم پر	لگا تار برسنے والا ہوتے ہوئے

وَيَزِدْكُمْ	قُوَّةً	اِلٰی قُوَّتِكُمْ	وَلَا تَتَوَلَّوْا
اور وہ زیادہ کرے گا تم کو	بلحاظ قوت کے	تمہاری (موجودہ) قوت کی طرف (یعنی پر)	اور روگردانی مت کرو

مُجْرِمِيْنَ ۝۵۲	قَالُوْا	يٰهُودُ	مَا جِئْتَنَا	بِبَيِّنَةٍ
جرم کرنے والے ہوتے ہوئے	لوگوں نے کہا	اے ہود	آپ نہیں آئے ہمارے پاس	کسی واضح (دلیل) کے ساتھ

وَمَا نَحْنُ	بِتَارِكِي الْهَيْتِنَا	عَنْ قَوْلِكَ	وَمَا نَحْنُ	لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۵۳
اور ہم نہیں ہیں	اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے	آپ کی بات سے	اور ہم نہیں ہیں	آپ کی بات ماننے والے

اِنْ نَقُوْلُ	اِلَّا	اَعْتَدَلَك	بَعْضُ الْهَيْتِنَا	بِسُوْءٍ ط	قَالَ
ہم نہیں کہتے	مگر (یہ کہ)	لاحق ہوا آپ کو	ہمارے خداؤں میں سے کوئی	بری طرح سے	انہوں نے کہا

إِنِّي	أُشْهِدُ	اللَّهُ	وَأَشْهَدُ وَأَ	أَنِّي	بَرِيءٌ	وَمِنَّا	لَسِرُّنَا
بیشک میں	گواہ بناتا ہوں	اللہ کو	اور تم لوگ گواہ رہو	کہ میں	بری ہوں	اس سے جو	تم لوگ شریک کرتے ہو

مِنْ دُونِهِ	فَكَيْدُ وَنِي	جَبِيعًا	ثُمَّ	لَا تُنْظِرُونَ
اس کے علاوہ	پس تم لوگ چال بازی کرو مجھ سے	سب کے سب	پھر	تم لوگ مہلت مت دو مجھ کو

إِنِّي	تَوَكَّلْتُ	عَلَى اللَّهِ	رَبِّي	وَرَبِّكُمْ	مَا	مِنْ دَابَّةٍ	إِلَّا
بیشک میں نے	بھروسہ کیا	اللہ پر	جو میرا رب ہے	اور تمہارا رب ہے	نہیں ہے	کوئی بھی چلنے والا	مگر (یہ کہ)

هُوَ	أَخِذْ	بِنَاصِيئِهَا	إِنَّ	رَبِّي	عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ	فَإِنْ
وہ	پکڑنے والا ہے	اس کی پیشانی کو	بیشک	میرا رب	ایک سیدھی راہ پر ہے	پھر اگر

تَوَلَّوْا	فَقَدْ أَبْغَضَكُمْ	مَا	أُرْسِلْتُ	بِهِ	إِلَيْكُمْ	وَيَسْتَخْلِفُ
تم لوگ منہ موڑو گے	تو میں پہنچا چکا ہوں تم کو	وہ	میں بھیجا گیا	جس کے ساتھ	تمہاری طرف	اور جانشین کرے گا

رَبِّي	قَوْمًا	غَيْرَكُمْ	وَلَا تَضُرُّونَهُ	شَيْئًا	إِنَّ	رَبِّي
میرا رب	ایک قوم کو	تمہارے علاوہ	اور تم لوگ نقصان نہیں پہنچاؤ گے اس کو	کچھ بھی	بیشک	میرا رب

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ	حَفِظْتُ	وَلَمَّا	جَاءَ	أَمْرُنَا	نَجَّيْنَا	هُودًا
ہر چیز پر	نگہبان ہے	اور جب	آیا	ہمارا حکم	ہم نے نجات دی	ہود کو

وَالَّذِينَ	أَمَنُوا	مَعَهُ	بِرَحْمَةٍ	مِّنَّا	وَنَجَّيْنَاهُمْ
اور ان کو جو	ایمان لائے	ان کے ساتھ	ایک رحمت سے	ہماری طرف سے	اور ہم نے نجات دی ان کو

مِّنْ عَذَابٍ عَلِيمٍ	وَتِلْكَ	عَادٌ	جَحْدُوا	بِأَيِّتِ رَبِّهِمْ
ایک سخت عذاب سے	اور یہ	عاد ہیں	جنہوں نے جانتے بوجھتے انکار کیا	اپنے رب کی نشانیوں کا

وَعَصَوْا	رُسُلَهُ	وَاتَّبَعُوا	أَمَرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ
اور نافرمانی کی	اس کے رسولوں کی	اور پیروی کی	ہر ایک زبردستی کرنے والے مخالف کے حکم کی

وَأَتَّبَعُوا	فِي هَذِهِ الدُّنْيَا	لَعْنَةً	وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ	إِلَّا	إِنَّ
اور ان کے پیچھے لگا دیا گیا	اس دنیا میں	ایک لعنت کو	اور قیامت کے دن (بھی)	سن لو	بیشک

عَادًا	كَفَرُوا	رَبَّهُمْ	إِلَّا	بُعْدًا	لِّعَادٍ	قَوْمِ هُودٍ
عاد نے	ناشکری کی	اپنے رب کی	سن لو	دوری ہے	عاد کے لیے	ہود کی قوم کے لیے



آیت-59 میں رُسُلُہ کے الفاظ آئے ہیں جس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ عادی نے اللہ کے رسولوں کی نافرمانی کی تھی ۱۱۳۳۱۱ کے پاس ایک ہی رسول، ہوؤ آئے تھے۔ اگر جس چیز کی طرف انہوں نے دعوت دی تھی وہ وہی ایک دعوت تھی جو ہمیشہ ہر زمانے اور ہر قوم میں اللہ کے رسول پیش کرتے رہے ہیں اس لیے ایک رسول کی بات نہ ماننے کو سارے رسولوں کی نافرمانی قرار دیا گیا۔

نوٹ: 1

آیت نمبر (61 تا 68)

ص ی ح

(ض)

صَبِيحًا زور کی چیخ مارنا۔ چٹھاڑنا۔
صَبِيحَةً زوردار چیخ۔ چٹھاڑ۔ زیر مطالعہ آیت-67

ترجمہ

وَإِلَى ثَمُودَ	أَخَاهُمْ	صَلِحًا	قَالَ	يَقَوْمُ	اعْبُدُوا
اور (بیشک ہم بھیج چکے ہیں) ثمود کی طرف	ان کے بھائی	صالحؑ کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم بندگی کرو

اللَّهُ	مَا لَكُمْ	مِّنَ إِلَهِ	غَيْرُهُ	هُوَ	أَنشَأَكُمْ	مِّنَ الْأَرْضِ	وَأَسْتَعْمَرَكُمْ
اللہ کی	تمہارے لئے نہیں ہے	کوئی بھی الہ	اس کے علاوہ	اس نے	اٹھایا (پیدا کیا) تم کو	زمین سے	اور بسایا تم کو

فِيهَا	فَاسْتَغْفِرُوهُ	ثُمَّ	تُوبُوا	إِلَيْهِ	إِنَّ	رَبِّي
اس میں	پس تم لوگ مغفرت مانگو اس سے	پھر	تم لوگ پلو	اس کی طرف	بیشک	میرا رب

قَرِيبٌ	مُّجِيبٌ ۝۱۱	قَالُوا	يُصْلِحُ	قَدْ كُنْتَ	فِينَا	مَرْجُواً
قریب ہے	قبول کرنے والا ہے	ان لوگوں نے کہا	اے صالحؑ	تو رہا ہے	ہم میں	امیدیں وابستہ کیا ہوا

قَبْلَ هَذَا	اتَّهْنَأْ	أَنْ	تَعْبُدَ	مَا	يَعْبُدُ	أَبَاؤُنَا
اس سے پہلے	کیا تو منع کرتا ہے ہم کو (اس سے)	کہ	ہم بندگی کریں	اس کی جس کی	بندگی کرتے رہے	ہمارے آباء و اجداد

وَإِنَّا	لَفِي شَكٍّ	مِّمَّا	تَدْعُونَا	إِلَيْهِ	مُرِيبٌ ۝۱۲
اور بیشک ہم	یقیناً شک میں ہیں	اس سے	تو بلاتا ہے ہم کو	جس کی طرف	(یقیناً یہ) الجھادینے والا (شک) ہے

قَالَ	يَقَوْمُ	أَ	رَعَيْتُمْ	إِنْ	كُنْتُ	عَلَىٰ بَيِّنَةٍ	مِّن رَّبِّي
انہوں نے کہا	اے میری قوم	کیا	تم نے غور کیا (کہ)	اگر	میں ہوں	ایک واضح (دلیل) پر	اپنے رب (کی طرف) سے

وَالثَّنِي	مِنْهُ	رَحْمَةً	فَمَنْ	يَنْصُرُنِي	مِنَ اللَّهِ
اور اس نے دیا ہو مجھ کو	اپنے (پاس) سے	ایک رحمت	تو کون	مدد کرے گا میری	اللہ سے (بچنے میں)

عَصِيَّتُهُ	فَمَا تَزِيدُ وَتَنْي	عَبْرَ تَحْسِبُ ۝۳۴
اگر	میں نافرمانی کروں اس کی	سوئے نقصان کے

وَيَقُومُ	هَذِهِ	نَاقَةُ اللَّهِ	لَكُمْ	آيَةً	فَذَرُوهَا
اور اے میری قوم	یہ	اللہ کی اونٹنی ہے	تمہارے لئے	ایک نشانی ہوتے ہوئے	تو تم لوگ چھوڑو اس کو

تَاْكُلُ	فِي أَرْضِ اللَّهِ	وَلَا تَمْسُوْهَا	بِسُوءٍ	فَيَاخُذْكُمْ
(کہ) وہ کھائے	اللہ کی زمین میں	اور تم لوگ مت چھونا اس کو	برائی سے	ورنہ پکڑے گا تم کو

عَذَابٌ قَرِيبٌ ۝۳۵	فَعَقَرُوهَا	فَقَالَ	تَمَتَّعُوا
ایک قریبی عذاب	پھر (بھی) ان لوگوں نے ٹانگیں کاٹیں اس کی	تو انہوں نے کہا	تم لوگ فائدہ اٹھا لو

فِي دَارِكُمْ	ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ط	ذَلِكَ	وَعَدٌ	غَيْرُ مَكْدُوبٍ ۝۳۶	فَلَمَّا
اپنے اپنے گھر میں	تین دن	یہ	ایک ایسا وعدہ ہے جس میں	ذرا جھوٹ نہیں	پھر جب

جَاءَ	أَمْرُنَا	نَجَّيْنَا	صَلِحًا	وَالَّذِينَ	أَمَنُوا	مَعَهُ	بِرَحْمَةٍ
آیا	ہمارا حکم	تو ہم نے نجات دی	صالح کو	اور ان کو جو	ایمان لائے	ان کے ساتھ	رحمت سے

مِمَّنَّا	وَمِنْ خُزَيِّ يَوْمِئِذٍ ط	إِنَّ	رَبَّكَ	هُوَ الْقَوِيُّ	الْعَزِيزُ ۝۳۷
اپنی (طرف) سے	اور اس دن کی رسوائی سے	بیشک	آپ کا رب	ہی قوت والا ہے	بالا دست ہے

وَآخِذْ	الَّذِينَ	ظَلَمُوا	الصَّيْحَةَ	فَاصْبَحُوا	فِي دِيَارِهِمْ	جُنُودًا ۝۳۸
اور پکڑا	ان کو جنہوں نے	ظلم کیا	چینے	پھر وہ ہو گئے	اپنے گھروں میں	اوندھے منہ گرنے والے ہوتے ہوئے

كَانَ لَمْ يَغْنَوْا	فِيهَا ط	إِنَّ	ثَمُودًا	كَفَرُوا	رَبَّهُمْ ط	أَلَا	بُعْدًا	لِثَمُودَ ۝۳۹
جیسے کہ وہ رہتے ہی نہ تھے	اس میں	سن لو	بیشک	ثمود نے	ناشکری کی	اپنے رب کی	سن لو	دوری ہے

آیت نمبر (69 تا 76)

ح ن ذ

(ض)

حَنْدًا

گوشت بھونا۔

حَنِيدٌ

فعل کے وزن پر صفت مفعولی ہے۔ بھنا ہوا۔ زیر مطالعہ۔ آیت - 69

و ج س

(ض)

وَجَسًا

پوشیدہ ہونا۔



دل کا کسی چیز کو محسوس کرنا جیسے گھبراہٹ، خوف وغیرہ۔ زیر مطالعہ آیت -70۔
 1028

إِيجَاسًا

(افعال)

ض ح ك

ضَحْكًا

(س)

(1) خوشی سے ہنسنا۔ (2) تعجب سے ہنسنا (3) حقارت سے ہنسنا یعنی مذاق اڑانا (1) ﴿فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا﴾ (9/ التوبہ: 82) پس انہیں چاہئے کہ وہ ہنسیں کم۔ (2) ﴿أَفَمِنْ هَذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ وَ تَضْحَكُونَ﴾ (53/ النجم: 59-60) ”تو کیا اس بات سے تم لوگ تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو۔“ (3) ﴿وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ﴾ (23/ المؤمنون: 110) اور تم لوگ ان سے ٹھٹھا کرتے تھے۔“

اسم الفاعل ہے۔ ہنسنے والا۔ ﴿فَتَبَسَّ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا﴾ (27/ النحل: 19) تو انہوں نے تبسم فرمایا ہنسنے والا ہوتے ہوئے ان کی بات سے۔“

ضَاحِكٌ

إِضْحَاكًا

(افعال)

ش ی خ

(1) بوڑھا ہونا۔ (2) علم، فضیلت یا رتبہ میں بڑا ہونا (اس معنی میں یہ لفظ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا)۔

شَيْخًا

(ض)

اسم صفت بھی ہے۔ (1) بوڑھا۔ زیر مطالعہ آیت -72۔ (2) عالم استاد۔ سردار۔

شَيْخٌ

ر و ع

رَوْعًا

(ن)

رَوْعٌ

ڈر۔ گھبراہٹ۔ زیر مطالعہ آیت -74۔

ن و ب

نَوْبًا

(ن)

(1) واپس ہونا۔ لوٹنا۔ اس کے لیے عموماً الی کا صلہ آتا ہے۔ (2) قائم مقام ہونا۔ نائب ہونا۔ اس کے لئے عموماً عَنْ کا صلہ آتا ہے۔

إِنَابَةً

(افعال)

(1) کسی طرف رخ کرنا۔ متوجہ ہونا۔ اس کے لئے عموماً الی کا صلہ آتا ہے۔ (2) کسی کو قائم مقام مقرر کرنا۔ نائب بنانا۔ اس کے لئے عموماً عَنْ کا صلہ آتا ہے، (اس معنی میں قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا)۔ ﴿وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ﴾ (31/ لقمان: 15) اور تم پیروی کرو اس کے راستے کی جس نے رخ کیا میری طرف۔“

مُنِيبٌ

اسم الفاعل ہے۔ رخ کرنے والا۔ متوجہ ہونے والا۔ زیر مطالعہ آیت -75۔

(آیت -69) قَالُوا کا مفعول ہونے کی وجہ سے سَلَّمَ حالت نصب میں ہے جبکہ قَالَ کا مفعولہ Direct Tense میں ہونے کی وجہ سے سَلَّمَ حالت رفع میں آیا ہے۔ (آیت -70) رَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے أَيْدِيَهُمْ حالت نصب میں آیا ہے۔

ترکیب

جَبکہ لَا تَصِلُ کا فاعل اس میں شامل ہی کی ضمیر ہے جو اَيِّدِيَهُمْ کے لیے ہے۔ (آیت - 75)۔ اِنَّ کا اسمِ اِبرٰہِیْمَ ہے، جبکہ حَلِیْمٌ۔ اَوَاہُ اور مُنِیْبٌ۔ یہ تینوں ان کی خبریں ہیں۔ (آیت - 74)۔ اِنَّہُ ضمیر الشان ہے۔

ترجمہ

وَلَقَدْ جَاءَتْ	رُسُلَنَا	اِبْرٰہِیْمَ	بِالْبُشْرِی	قَالُوْا
اور بیشک آپ کے ہیں	ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے)	ابراہیم کے پاس	خوشخبری کے ساتھ	ان لوگوں نے کہا

سَلَامًا	قَالَ	سَلَامٌ	فَمَا لَیْتُ	اَنْ	جَاءَ	بِعِجْلِ حٰنِیْنٍ ۝۹	فَلَمَّا
سلام	انہوں نے کہا	سلام	پھر انہوں نے دیر نہیں لگائی	کہ	وہ لے آئے	ایک بھٹنا ہوا بچھڑا	پھر جب

رَاَ	اَيِّدِيَهُمْ	لَا تَصِلُ	اِلَیْہِ	نَكَرَ	ہُمْ
انہوں نے دیکھا	ان کے ہاتھوں کو	(کہ) وہ نہیں پہنچے	اس (بچھڑے) تک	تو انہوں نے اجنبی جانا	ان لوگوں کو

وَاَوْجَسَ	مِنْہُمْ	خِیْفَةً ۝۱۰	قَالُوْا	لَا تَخَفْ	اِنَّا	اُرْسِلْنَا
اور دل میں محسوس کیا	ان سے	ایک خوف	ان لوگوں نے کہا	آپ مت ڈریں	بیشک ہم	بھیجے گئے ہیں

اِلٰی قَوْمٍ لُّوْطٍ ۝۱۱	وَاَمْرَاتُہُ	قَابِلَہُ	فَضَحِكَتْ	فَبَشَّرْنٰہَا
لوٹ کی قوم کی طرف	اور ان کی عورت (یعنی بیوی)	کھڑی تھیں	پھر وہ ہنسیں	تو ہم نے خوشخبری دی ان کو

یٰۤاِسْحٰقُ ۝۱۲	وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ	یَعْقُوْبَ ۝۱۳	قَالَتْ	یٰۤوٰیِلَکَیْ	ءَ	اَلِدُ
اسحاق کی	اور اسحاق کے پیچھے	یعقوب کی	وہ کہنے لگیں	ہائے ہائے میں؟	کیا	میں جنوں گی

وَ	اَنَا	عَجُوْزٌ	وَهٰذَا	بَعْلٰی	شَیْخًا ۝۱۴	اِنَّ	هٰذَا
اس حال میں کہ	میں	بہت بوڑھی ہوں	اور یہ	میرے شوہر ہیں	بوڑھے	یقیناً	یہ

لَشَئْیٍ عَجِیْبٌ ۝۱۵	قَالُوْا	اَ	تَعْجَبِیْنَ	مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ	رَحْمَتُ اللّٰہِ
تو بیشک ایک عجیب چیز ہے	ان لوگوں نے کہا	کیا	آپ تعجب کرتی ہیں	اللہ کے حکم سے	اللہ کی رحمت

وَبَرَکٰتُہُ	عَلِیْکُمْ	اَهْلَ الْبَیْتِ ۝۱۶	اِنَّہُ	حَمِیْدٌ	مَّجِیْدٌ ۝۱۷	فَلَمَّا
اور اس کی برکتیں ہیں	آپ لوگوں پر	اے گھر والو	بیشک وہ	حمد کیا ہوا ہے	بڑی شان والا ہے	پھر جب

ذَهَبَ	عَنْ اِبْرٰہِیْمَ	الرَّوْعُ	وَجَآءَتْہُ	الْبُشْرِی	یُجَادِلُنَا
گئی	ابراہیم سے	گھبراہٹ	اور آئی ان کے پاس	خوشخبری	تو وہ بحث کرنے لگے ہم سے

فِی قَوْمٍ لُّوْطٍ ۝۱۸	اِنَّ	اِبْرٰہِیْمَ	لَحَلِیْمٌ	اَوَاہُ	مُنِیْبٌ ۝۱۹
لوٹ کی قوم (کے بارے) میں	بیشک	ابراہیم	بردار تھے	بہت دردمند تھے	متوجہ رہنے والے تھے

يَا اِبْرٰهِيْمُ	اَعْرِضْ	عَنْ هٰذَا	اِنَّهٗ	قَدْ جَاءَ	مَرُّ رَبِّكَ
اے ابراہیم	آپ اعراض کریں	اس سے	حقیقت یہ ہے کہ	آچکا ہے	آپ کے رب کا علم
وَاِنَّهُمْ	اَتَيْتَهُمْ	عَذَابٌ	غَيْرُ مَرْدُوْدٍ		
اور وہ لوگ!	آنے والا ہے ان کے پاس	ایک ایسا عذاب جو	غیر مردود		
			لوٹا یا جانے والا نہیں		

نوٹ: 1

آیت - 69 سے معلوم ہوا کہ آنے والوں کی مہمانی کرنا آداب اسلام اور مکارم اخلاق میں سے ہے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ مہمانی کرنا واجب ہے یا نہیں؟ جمہور علماء اس پر ہیں کہ واجب نہیں ہے، بلکہ سنت اور مستحسن ہے۔ بعض نے فرمایا کہ گاؤں والوں پر واجب ہے کہ جو شخص ان کے گاؤں میں ٹھہرے اس کی مہمانی کریں کیونکہ وہاں کھانے کا کوئی دوسرا انتظام نہیں ہو سکتا۔ اور شہر میں ہوٹل وغیرہ سے اس کا انتظام ہو سکتا ہے، اس لیے شہر والوں پر واجب نہیں ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (77 تا 83)

ذ ر ع

(ف) ذُرْعًا (۱) کسی چیز کو ذراع (ایک پیمانہ کا نام) سے ناپنا۔ (۲) پیچھے سے آکر بازو سے کسی کا گلا گھونٹنا۔ کمزور کرنا۔
 ذُرْعٌ اسم ذات ہے۔ (۱) پیمائش۔ لمبائی۔ (۲) کمزوری۔ زیر مطالعہ آیت - 77
 ذِرَاعٌ (۱) ایک پیمانہ۔ (کہنی سے لے کر درمیانی انگلی کے سرے تک کا فاصلہ)۔ (۲) بازو۔ ہاتھ۔ (۱) ﴿فِي سُلْسُلَةٍ ذُرْعَاهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا﴾ (69/ الحاقة: 32) ”ایک ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر بازو ہیں۔“ (۲) ﴿وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ﴾ (18/ الکہف: 18) ”اور ان کا کتا پھیلانے والا ہے اپنے دونوں بازوؤں کو۔“

ع ص ب

(ن) عَصَبًا عَصَبَةٌ رسی کو بٹ کر مضبوط کرنا سخت کرنا۔
 ایسی جماعت جس کے افراد باہم گتھے ہوئے ہوں یعنی ایک دوسرے کے حامی و مددگار ہوں۔ مضبوط جماعت۔ طاقتور جماعت۔ ﴿وَنَحْنُ عُصْبَةٌ﴾ (12/ یوسف: 8) ”حالانکہ ہم ایک طاقتور جماعت ہیں۔“
 فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ سخت۔ زیر مطالعہ آیت - 77۔ عَصِيبٌ

ه ر ع

(ف) هَزَعًا هَزَاعًا اضطراب اور عجلت سے کسی طرف بھاگنا۔ بے سدھ ہو کر دوڑنا۔
 (افعال) اِهْرَاعًا کسی کو مضطرب کر کے کسی طرف بھگانا۔ بے تحاشا دوڑانا۔ زیر مطالعہ آیت - 78

ض ی ف

(ض)

ضَيْفًا

ضَيْفٌ

(تفعیل)

تَضْيِفًا

(۱) کسی طرف مائل ہونا۔ جھکنا۔ (۲) کسی کا مہمان ہونا۔
اسم ذات بھی ہے۔ مہمان۔ (یہ مذکر، مؤنث، واحد، جمع، سب کے لیے آتا ہے اور اس کی جمع ضُیُوف بھی آتی ہے)۔ زیر مطالعہ آیت۔ 78۔
کسی کو مہمان بنانا۔ ضیافت کرنا۔ ﴿فَاَبَوْاْ اَنْ يُضَيِّفُوْهُمَا﴾ (18 / الکہف: 77) ”تو ان لوگوں نے انکار کیا کہ وہ مہمان بنائیں ان دونوں کو۔“

س ر ی

(ض)

سَرِيَّةٌ

سَرِيٌّ

(افعال)

اِسْرَاءٌ

رات میں چلنا۔ پھر مجرد چلنے کے لیے بھی آتا ہے۔ ﴿وَالَيْلٍ اِذَا يَسِرُّنَّ﴾ (89 / الفجر: 4) ”قسم ہے رات کی جب وہ چلتی ہے۔“
فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں چلنے والا۔ پھر نہر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ﴿قَدْ جَعَلَ رَبُّكَ تَحْتِكَ سَرِيًّا﴾ (19 / مریم: 24) ”بنادی ہے آپ کے رب نے آپ کے نیچے ایک نہر۔“
یہ ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔ ’ب‘ کے صلہ سے متعدی ہوتا ہے۔ کسی کو لے کر نکلتا۔ کسی کو لے جانا۔ ﴿سُبْحَنَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا﴾ (17 / بنی اسرائیل: 1) ”پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو رات کے وقت۔“
فعل امر ہے۔ تو لے کر نکل۔ تو لے جازیر مطالعہ آیت۔ 81

ر ک ن

(ک)

رَكَائَةً

(س)

رُكُوءًا

رُكْنٌ

باوقار ہونا۔ قابل اعتماد ہونا۔
کسی طرف مائل ہونا۔ ﴿وَلَا تَرْكُؤْاْ اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ (11 / ہود: 113) ”اور تم لوگ مت مائل ہو ان کی طرف جنہوں نے ظلم کیا۔“
ہر وہ چیز جس پر بھروسہ یا تکیہ کر کے تقویت حاصل کی جائے۔ سہارا۔ یہ واحد کے علاوہ اسم جمع کے طور پر بھی آتا ہے۔ جیسے رُكْنُ الرَّجُلِ۔ آدمی کے سہارے یعنی قوم۔ اور اس کی جمع اَرْكَانٌ بھی آتی ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ 80 اور ﴿فَتَوَلَّيْ بِرُكْنِهِ﴾ (51 / الذاریات: 39) ”پھر اس نے منہ موڑا اپنے بھروسوں کے ساتھ یعنی لشکر کے ساتھ۔“

س ج ل

(ن)

سَجَلًا

(۱) اوپر سے پانی گرا نا۔ (۲) کتاب کو لگا تار پڑھنا۔

سِجِّلٌ

دعوؤں اور فیصلوں کو لکھنے کے اوراق جو قاضی اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے۔ جوڈیشل ریکارڈ۔ ﴿يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ط﴾ (21/ الانبياء: 104) ”جس دن ہم لپیٹیں گے آسمان کو جیسے عدالتی کاروائی کی دستاویز کا لپیٹنا لکھی ہوئی ہونے کے لیے۔“

سِجِّيلٌ

گیلی مٹی کی گولیاں بنا کر آگ میں پکا کر سخت کر لیتے ہیں۔ مٹی کے پتھر۔ کنکر۔ زیر مطالعہ آیت۔ 82

ن ض د

(ض)

نَضْدًا

سامان کو ایک دوسرے پر چننا۔ تہہ در تہہ رکھنا۔

مَنْضُودٌ

اسم المفعول ہے۔ تہہ در تہہ کیا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 82۔

نَضِيدٌ

فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تہہ بہ تہہ۔ ﴿لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ﴾ (50/ ق: 10) ”اس کے لیے خوشہ ہے تہہ بہ تہہ۔“

ترجمہ

وَلَبَّأْنَا	جَاءَتْ	رُسُلُنَا	لُوطًا	سَيِّئٌ	بِهِمْ
اور جب	آئے	ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے)	لوٹ کے پاس	تو غمگین ہوئے	ان (کے آنے) سے

وَضَاقَ	بِهِمْ	ذُرْعًا	وَقَالَ	هَذَا	يَوْمَ عَصِيبٍ ۝۴
تنگ دل ہوئے	ان (کے آنے) سے	بلحاظ کمزوری کے	اور انہوں نے کہا	یہ	ایک سخت دن ہے

وَجَاءَهُ	قَوْمُهُ	يُبْهَرَعُونَ	لَالِيَهُ ط	وَمِنْ قَبْلُ
اور آئی ان کے پاس	ان کی قوم	بے اختیار دوڑتی ہوئی	ان کی طرف	اور پہلے سے (ہی)

كَانُوا يَعْمَلُونَ	السَّيِّئَاتِ ط	قَالَ	يَقُومُ	هُوَ لَآءِ	بَنَاتِي	هُنَّ
وہ لوگ عمل کرتے تھے	برائیوں کا	انہوں نے کہا	اے میری قوم	یہ	میری بیٹیاں ہیں	یہ

أَطْهَرُ	لَكُمْ	فَاتَّقُوا	اللَّهُ	وَلَا تُخْزَوْنَ	فِي صَیْفِي ط
زیادہ پاکیزہ ہیں	تمہارے لیے	تو تقویٰ کرو	اللہ کا	اور تم لوگ رسوا مت کرو مجھ کو	میرے مہمانوں (کے بارے) میں

أَ	لَيْسَ	مِنْكُمْ	رَجُلٌ زَشِيدٌ ۝۵	قَالُوا	لَقَدْ عَلِمْتِ	مَا لَنَا
کیا	نہیں ہے	تم لوگوں میں	کوئی نیک چلن مرد	ان لوگوں نے کہا	یقیناً آپ جان چکے ہیں	ہمارے لیے نہیں ہے

فِي بَنَاتِكَ	مِنْ حَقِّ ۝	وَإِنَّكَ	لَتَعْلَمُ	مَا	نُرِيدُ ۝۶
آپ کی بیٹیوں میں	کوئی بھی حق	اور بیشک آپ	یقیناً جانتے ہیں	اس کو جو	ہم چاہتے ہیں

قَالَ	لَوْ أَنَّ	لِي	بِكُمْ	قُوَّةٌ	أَوْ	أَوْجَى	إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ ۝۷
انہوں نے کہا	کاش کہ	میرے لیے	تم لوگوں پر	کوئی طاقت ہوتی	یا	میں پناہ لیتا	کسی مضبوط سہارے کی طرف

قَالُوا	يَلُوطُ	إِنَّا	رُسُلُ رَبِّكَ	لَنْ يَصِلُوا	إِلَيْكَ
انہوں نے کہا	اے لوط	بیشک ہم	آپ کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں	یہ لوگ ہرگز نہیں پہنچیں گے	آپ تک

فَأَسْرِ	بِأَهْلِكَ	بِقِطْعٍ	مِّنَ اللَّيْلِ	وَلَا يَلْتَفِتْ	مِنْكُمْ
پس آپ لے کر نکلیں	اپنے گھروالوں کو	ایک حصے میں	رات کے	اور چاہئے کہ مڑ کر نہ دیکھے	تم میں سے

أَحَدٌ	إِلَّا	أَمْرًا تَكُطُ	إِنَّهُ	مُصِيبُهَا	مَا
کوئی ایک بھی	سوائے	آپ کی عورت (یعنی بیوی) کے	حقیقت یہ ہے کہ	آگنے والا ہے اس کو	وہ جو

أَصَابَهُمْ	إِنَّ	مَوْعِدَهُمْ	الضُّبْحُ	الْأَيْسُ الضُّبْحُ	بِقَرِيبٍ ۝۸
آگے گا ان کو	بیشک	ان کے وعدے کا وقت	صبح کا ہے	کیا صبح	قریب نہیں ہے

فَلَبَّأْنَا	جَاءَ	أَمْرُنَا	جَعَلْنَا	عَالِيَهَا	سَافِلَهَا	وَأَمْطَرْنَا	عَلَيْهَا
پھر جب	آیا	ہمارا حکم	تو ہم نے بنادیا	اس (بستی) کے بلند کو	اس کا پست	اور ہم نے برسائے	اس پر

حِجَارَةً	مِّنْ سِجِّينٍ ۝۹	مُسَوَّمَةً	عِنْدَ رَبِّكَ ط	وَمَا
کچھ پتھر	تہ بہ تہہ کئے ہوئے مٹی کے پتھر میں سے	نشان لگے ہوئے	آپ کے رب کے پاس سے	اور نہیں ہے

هِيَ	مِنَ الظَّالِمِينَ	بِبَعِيدٍ ۝۱۰
یہ (بستی)	ان ظالموں سے (یعنی مکہ والوں سے)	کچھ دور

نوٹ: 1

آیت - 77 میں لفظ سِجِّینِ آیا ہے جو کہ ماضی مجہول ہے۔ اور اگلی آیت میں پھر مضارع مجہول یُضَرَّ عُونِ آیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ لوط کی قوم کو مہمانوں کی آمد کی اطلاع دی گئی تھی۔ اس بات نے لوط کو تکلیف پہنچائی اور ان کی قوم کو سرپٹ دوڑایا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ اطلاع لوط کے گھر کا کوئی فرد ہی پہنچا سکتا ہے۔ جبکہ ان کے گھر کے تمام افراد مومن تھے اور پوری بستی میں یہی ایک گھر مومن تھا۔ (51/ الذریات: 35-36)۔ زیر مطالعہ آیت - 81 سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی بیوی مومنین میں شامل نہیں تھی۔ ان کی ہمدردیاں اپنی قوم کے ساتھ تھیں اور وہ پہلے بھی اپنی قوم کو خبریں پہنچاتی رہتی تھی، جس کو قرآن مجید میں خیانت کہا گیا ہے۔ (66/ التحریم: 11)۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ مہمانوں کی آمد کی اطلاع لوط کی بیوی نے پہنچائی تھی۔ حالانکہ وہ لوط کے گھر کی ایک فرد تھی لیکن اپنے عمل کی وجہ سے وہ عذاب کی مستحق قرار پائی۔

نوٹ: 2

آیت - 78 میں حضرت لوط کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ یہ میری بیٹیاں ہیں۔ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہیں۔ اس کے متعلق بعض مفسرین کی رائے ہے اپنی لڑکیوں سے مراد پوری قوم کی لڑکیاں ہیں کیونکہ ہر پیغمبر اپنی قوم کے لیے مثل باپ کے ہوتا ہے اور پوری امت اس کی روحانی اولاد ہوتی ہے۔ اس تفسیر کے مطابق حضرت لوط کے قول کا مطلب یہ ہوگا کہ تم اپنی خبیث عادت سے باز آؤ، شرافت کے ساتھ قوم کی لڑکیوں سے نکاح کرو اور ان کو بیویاں بناؤ۔ (معارف القرآن)





















84 تا 95

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آیت نمبر (84 تا 95)

ر ه ط

(ف) رَهْطًا بڑا القمہ لینا۔ بہت کھانا
(افتعال) اَزْتَهَاطًا قوم کا جمع ہونا۔ اکٹھا ہونا۔
رَهْطُ افراد کا گروہ۔ جتھ۔ برادری۔ زیر مطالعہ آیت۔ 91

ترکیب

(آیت۔ 86) بَقِيَّتُ دراصل بَقِيَّةً ہے۔ اس آیت میں اس کو لمبی تا سے لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ یہاں کے علاوہ یہ لفظ قرآن مجید میں دو جگہ (248/2-11/117) آیا ہے اور دونوں جگہ اسے گول تا سے بَقِيَّةً لکھا جاتا ہے۔ (آیت۔ 87) اَنْ تَفْعَلُ سے پہلے اَنْ تَنْزِلُ مخدوف ہے اس آیت میں نشوۃ بھی قرآن حکیم کی مخصوص املا ہے۔ (آیت۔ 91) نَفَقَهُ کے آخر میں مادہ (ف ق ہ) کی ہ ہے اس لئے اس پر سیدھا پیش آیا ہے۔ یہ اگر ضمیر ہوتی تو اس پر الٹا پیش آتا۔

ترجمہ

وَالِی مَدَیْنٍ	اَخَاهُمْ	شُعَبِیَّاتٍ	قَالَ	یُقَوْمُ	اَعْبُدُوا
(اور بیشک ہم بھیج چکے ہیں) مدین کی طرف	ان کے بھائی	شعب کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو

اللَّهُ	مَا لَكُمْ	مِّنْ اِلٰهٍ	غَیْرُهُ	وَلَا تَنْفُسُوا	اِلٰهَیَّالَ	وَالْبِیْزَانَ
اللہ کی	نہیں ہے تمہارے لئے	کوئی بھی الہ	اس کے علاوہ	اور تم لوگ کمی مت کرو	پیمانے میں	اور ترازو میں

اِنِّیْ	اَرَاكُمْ	بِخَیْرِ	وَاِنِّیْ	اَخَافُ	عَلَيْكُمْ	عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ۝۶
بیشک میں	دیکھتا ہوں تم لوگوں کو	(معاشی) بھلائی میں	اور بیشک میں	ڈرتا ہوں	تم پر	ایک گھیرنے والے دن کے عذاب سے

وَلِیْقَوْمُ	اَوْفُوا	اِلٰهَیَّالَ	وَالْبِیْزَانَ	بِالْقِسْطِ	وَلَا تَبْخُسُوا	النَّاسَ
اور اے میری قوم	تم لوگ پورا بھرو	پیمانے کو	اور ترازو کو	انصاف سے	اور حق سے کم مت دو	لوگوں کو

اَشْیَاءُ هُمْ	وَلَا تَعْنُوا	فِی الْاَرْضِ	مُفْسِدِیْنَ ۝۷
ان کی چیزیں	اور انتشار مت پھلاؤ	زمین میں	فساد کرتے ہوئے

بَقِیَّتُ اللّٰهِ	خَیْرٌ	لَّكُمْ	اِنْ	کُنْتُمْ	مُؤْمِنِیْنَ ۝۸
اللہ کی چھوڑی ہوئی چیزیں (جو حرام نہیں ہوں)	بہتر ہیں	تمہارے لئے	اگر	تم لوگ ہو	ایمان لانے والے

وَمَا أَنَا	عَلَيْكُمْ	بِحَفِیْظٍ ۝	قَالُوا	يُشْعِبُ	أَ	صَلَوْتُكَ	تَأْمُرُكَ ۝
اور میں نہیں ہوں	تم لوگوں پر	نگہبان	ان لوگوں نے کہا	اے شعیب	کیا	آپ کی نماز	حکم دیتی ہے آپ کو

أَنْ	تَتْرُكُ	مَا	يَعْبُدُ	أَبَاؤُنَا	أَوْ	أَنْ	تَفْعَلَ
کہ	ہم چھوڑ دیں	ان کو جن کی	بندگی کرتے ہیں	ہمارے آباؤ اجداد	یا (ہم چھوڑ دیں)	کہ	ہم کریں

فِي أَمْوَالِنَا	مَا	نَشْأُو	إِنَّكَ لَأَنْتَ	الْحَلِيمُ	الرَّشِيدُ ۝
اپنے مالوں میں	وہ جو	ہم چاہیں	بیشک آپ ہی یقیناً	بڑے بردبار ہیں	بڑے نیک چلن ہیں

قَالَ	يَقُومُ	أَ	رَعَيْتُمْ	إِنْ	كُنْتُ	عَلَىٰ بَيْتَةٍ	مِّن رَّبِّي
انہوں نے کہا	اے میری قوم	کیا	تم نے غور کیا	اگر	میں ہوں	ایک واضح (دلیل) پر	اپنے رب (کی طرف) سے

وَرَزَقْنِي	مِنْهُ	رِزْقًا حَسَنًا	وَمَا أُرِيدُ	أَنْ	أُخَالِفُكُمْ
اور اس نے عطا کیا مجھ کو	اپنے پاس سے	ایک رزق حسن	اور میں ارادہ نہیں رکھتا	کہ	تمہاری مخالفت کروں

إِلَىٰ مَا	أَنهَکُمْ	عَنْهُ	إِنْ أُرِيدُ	إِلَّا	الْإِصْلَاحَ	مَا
اس کی طرف	میں منع کرتا ہوں تم کو	جس سے	میں ارادہ نہیں رکھتا	مگر	اصلاح کا	اتنی جتنی

اسْتَطَعْتُ	وَمَا	تَوْفِیْقِی	إِلَّا	بِاللّٰهِ	عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ	وَاللّٰہِ
میری استطاعت سے	اور نہیں ہے	میری توفیق	مگر	اللہ سے	اس پر ہی	میں نے بھروسہ کیا	اور اس کی طرف ہی

أُذِیْبُ ۝	وَيَقُومُ	لَا يَجْرِمَنَّكُمْ	شِقَاقِي	أَنْ	يُضِیْبَكُمْ	مِثْلُ مَا
میں رخ کرتا ہوں	اور اے میری قوم	ہرگز امداد نہ کرے تم کو	میری مخالفت کرنا	کہ	آگے تم کو	اس کے جیسا جو

أَصَابَ	قَوْمَ نُوحٍ	أَوْ	قَوْمَ هُودٍ	أَوْ	قَوْمَ صَالِحٍ	وَمَا قَوْمُ لُوطٍ	مِّنْكُمْ
آگ	نوح کی قوم کو	یا	ہود کی قوم کو	یا	صالح کی قوم کو	اور نہیں ہے لوط کی قوم	تم سے

بِعَبِيدِ ۝	وَأَسْتَغْفِرُوا	رَبَّكُمْ	ثُمَّ	تُؤْبَوْا	إِلَيْهِ	إِنْ	رَبِّي
کچھ دور	اور تم لوگ مغفرت مانگو	اپنے رب سے	پھر	تم لوگ پلو	اس کی طرف	بیشک	میرا رب

رَحِيمٌ	وَدُّودٌ ۝	قَالُوا	يُشْعِبُ	مَا نَفَقَهُ
ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	بے انتہا محبت کرنے والا ہے	ان لوگوں نے کہا	اے شعیب	ہم پوری طرح نہیں سمجھ پاتے

كَثِيرًا	مِمَّا	تَقُولُ	وَأِنَّا	لَكَرَّكَ	فِينَا	صَعِيفَاتٍ
اکثر کو	اس میں سے جو	آپ کہتے ہیں	اور بیشک	ہم یقیناً دیکھتے ہیں آپ کو	ہم میں	کمزور

وَلَوْ لَا	رَهْطَكَ	لَرَجَّحْتُكَ	وَمَا أَنْتَ	عَلَيْنَا	بِعَزِيْزٍ ۙ
اور اگر نہ ہوتا	آپ کا قبیلہ	تو ہم ضرور رجم کرتے آپ کو	اور آپ نہیں ہیں	ہم پر	کوئی بالادست

قَالَ	يَقُومُ	أَ	رَهْطِيْ	أَعَزُّ	عَلَيْكُمْ	مِّنَ اللَّهِ ۖ	وَاتَّخَذْتُ مَخْلُوعًا
انہوں نے کہا	اے میری قوم	کیا	میرا قبیلہ	زیادہ سخت ہے	تم لوگوں پر	اللہ سے	اور تم نے بنایا اس کو (یعنی اللہ کو)

وَرَأَى كُفْرًا	ظَهْرِيَّاءُ	إِنَّ	رَبِّيْ	بِمَا	تَعْمَلُونَ	مُحِيطٌ ۙ
اپنے پیچھے	پیٹھ پیچھے ڈالا ہوا (یعنی بھلایا ہوا)	بیشک	میرا رب	اس کا جو	تم لوگ کرتے ہو	احاطہ کرنے والا ہے

وَيَقُومُ	اعْمَلُوا	عَلَىٰ مَكَاتِبِكُمْ	إِنِّيْ	عَامِلٌ ۚ	سَوْفَ	تَعْمَلُونَ ۚ
اور اے میری قوم	تم لوگ عمل کرو	اپنی جگہ پر	بیشک میں (بھی)	عمل کرنے والا ہوں	عقرب	تم لوگ جان لو گے

مَنْ	يَأْتِيهِ	عَذَابٌ	يُخْزِيهِ	وَمَنْ هُوَ	كَاذِبٌ ۚ
کون ہے	پہنچے گا جس کو	ایک ایسا عذاب جو	رسوا کرے گا اس کو	اور کون ہے وہ جو	جھوٹ کہنے والا ہے

وَأَرْتَقِبُوا	إِنِّيْ	مَعَكُمْ	رَقِيبٌ ۙ	وَلَمَّا	جَاءَ	أَمْرُنَا
اور تم لوگ انتظار کرو	بیشک میں (بھی)	تمہارے ساتھ	انتظار کرنے والا ہوں	اور جب	آیا	ہمارا حکم

نَجَّيْنَا	شُعَيْبًا	وَالَّذِينَ	آمَنُوا	مَعَهُ	بِرَحْمَةٍ	مِّنَّا
تو ہم نے نجات دی	شعیب کو	اور ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	ان کے ساتھ	رحمت سے	ہماری (طرف سے)

وَأَخَذَتِ	الَّذِينَ	ظَلَمُوا	الصَّيْحَةَ	فَأَصْبَحُوا	فِي دِيَارِهِمْ	جُنُودًا
اور پکڑا	ان کو جنہوں نے	ظلم کیا	چنگھاڑنے	تو وہ لوگ ہو گئے	اپنے گھروں میں	اوندھے گردنے والے

كَانَ	لَمْ يَخْنُوا	فِيهَا	أَلَا	بُعْدًا	لِّمَدْيَنَ	كَمَا	بَعَدَتْ	ثَمُودُ ۙ
جیسے کہ	وہ رہتے ہی نہ تھے	اس میں	سن لو	دوری ہے	مدین (والوں) کے لیے	جیسے	دور ہوئے	ثمود

نوٹ: 1

آیت نمبر- 87 میں اسلام کے مقابلہ میں جاہلیت کے نظریہ کی پوری ترجمانی ہے۔ اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ اللہ کی بندگی کے سوا جو طریقہ بھی ہے وہ غلط ہے۔ کیونکہ دوسرے طریقے کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور یہ کہ اللہ کی بندگی صرف محدود مذہبی دائرے ہی میں نہیں ہونی چاہیے بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں ہونی چاہیے۔ اس لیے کہ دنیا میں انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے، اللہ ہی کا ہے اور انسان کسی چیز پر بھی اللہ کی مرضی سے آزاد ہو کر تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ اس کے مقابلہ میں جاہلیت کا نظریہ یہ ہے کہ باپ دادا سے جو طریقہ چلا آ رہا ہے اس کی پیروی کے لیے اس دلیل کے سوا کسی مزید دلیل کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ باپ دادا کا طریقہ ہے۔ نیز یہ کہ دین و مذہب کا تعلق صرف پوجا پاٹ سے ہے، رہے دنیوی معاملات، تو ان میں ہم کو پوری آزادی ہونی چاہئے کہ ہم جس طرح چاہیں کام کریں۔

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مذہبی اور دنیوی دائروں میں تقسیم کرنے کا تخیل (یعنی Secularism) آج کا کوئی نیا میل نہیں ہے بلکہ آج سے تین، ساڑھے تین ہزار سال پہلے حضرت شعیبؑ کی قوم کو بھی اس تقسیم پر ویسا ہی اصرار تھا جیسا آج اہل مغرب اور ان کے مشرقی شاگردوں کو ہے۔ یہ فی الحقیقت کوئی نئی روشنی نہیں ہے جو انسان کو آج ذہنی ارتقاء کی بدولت نصیب ہو گئی ہے بلکہ یہ وہی پرانی تاریک خیالی ہے جو ہزار ہا برس پہلے کی جاہلیت میں پائی جاتی تھی اور اس کے خلاف اسلام کی کشمکش بھی آج کی نہیں ہے بلکہ بہت قدیم ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 2

آیت نمبر-88 میں رزق حسن سے مراد علم وحی ہے۔ جس طرح مادی رزق انسان کی مادی زندگی کے لیے باقی رہنے کے لیے ضروری ہے اسی طرح وحی الہی کا رزق حسن انسان کی روحانی زندگی کے لیے ضروری ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کا قول ہے کہ انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا بلکہ اس کلمہ سے جیتا ہے جو اللہ کی طرف سے آتا ہے۔ (تدبر قرآن)

نوٹ: 3

ممکن ہے حضرت شعیبؑ اپنی معاش کے لیے خود بھی تجارت کرتے ہوں اس چیز سے شیروں نے فائدہ اٹھا کر یہ شوشہ چھوڑا ہو کہ یہ ناپ تول میں ایمان داری کا وعظ اس لیے کرتے ہیں کہ ہم تو ایمان داری کے ہو کر رہ جائیں اور یہ اپنی من مانی کر کے پورے بازار پر قبضہ کر لیں۔ حضرت شعیبؑ نے ان کی یہ بدگمانی دور کرنے کے لیے فرمایا مَّا أُرِيدُ أَنْ أَخْلَفَكُمْ إِلَى مَا أَنْهَكُمْ عَنْهُ ط یعنی بعد میں خود میں وہ کام کروں جس سے تم کو منع کرتا ہوں۔ اصلاح کرنے کے علاوہ میرا اور کوئی ارادہ نہیں ہے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (96 تا 104)

و ر د

(ض) وُرُودًا

پانی تک پہنچنا یا آنا۔ پھر کسی بھی جگہ تک پہنچنے کے لیے آتا ہے۔ (جاء اور آتی کی طرح اس کا بھی مفعول آتا ہے۔) (دیکھیں آیت- 2/ البقرہ 23، نوٹ- 2)۔ ﴿وَلَمَّا وَرَدَ مَاءٌ مَّدِينٍ﴾ (28/ القصص: 23) ”اور جب وہ پہنچے مدین کے پانی یعنی کنویں تک۔“

وَارِدٌ

اسم الفاعل ہے۔ (۱) پہنچنے والا۔ (۲) سقہ۔ بھشتی۔ ﴿وَأَنَّ مِنْكُمْ آلًا وَارِدُهَا﴾ (19/ مریم: 71) ”اور نہیں ہے کوئی تم میں سے مگر یہ کہ پہنچے والا ہے اس تک یعنی دور تک۔“ ﴿وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ﴾ (12/ یوسف: 19) ”اور آیا ایک قافلہ تو انہوں نے بھیجا اپنے سقہ کو۔“

مُورِدٌ

اسم المفعول ہے۔ جس تک پہنچا جائے۔ زیر مطالعہ آیت- 98۔

وَرِيدٌ

خون پہنچنے کا راستہ۔ گردن کی ایک رگ جس سے سارے بدن کو خون پہنچتا ہے، اسے حَبْلُ الْوَرِيدِ کہتے ہیں۔ جانور کو ذبح کرتے وقت یہی رگ کاٹ دیتے ہیں تو سارے بدن کا خون نکل جاتا ہے۔ ﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ﴾ (50/ ق: 16) ”اور ہم اس کے یعنی انسان کے زیادہ قریب ہیں بنسبت گردن کی رگ کے۔“

(۱) پانی تک پہنچنے کی جگہ۔ گھاٹ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 98۔ (۲) پیاسا (پیا ۱۵۳) ان اور جانور ہی گھاٹ پر آتے ہیں ﴿وَلَسَوْفَ الْبُحْرَمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وَرْدًا ۝﴾ (19/ مریم: 86) ”اور ہم ہانکیں گے مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے ہوتے ہوئے۔“

وَرْدٌ

کسی چیز کا زردی مائل سرخ ہونا۔ گلابی ہونا۔

وَرْدَةٌ

(ک)

گلاب کا پھول۔ یہ لفظ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

وَرْدٌ

گلابی رنگت۔ ﴿فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۝﴾ (55/ الرحمن: 37) ”پھر جب پھٹے گا آسمان تو وہ ہو جائے گا گلابی جیسے تیل کی چکناہٹ۔“

وَرْدَةٌ

کسی کو کسی جگہ پہنچانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 98

إِيرَادًا

(افعال)

ر ف د

بخشش دینا۔ عطیہ دینا۔

رَفْدًا

(ض)

وہ چیز جس میں رکھ کر بخشش دی جائے۔ زیر مطالعہ آیت۔ 99۔

رَفْدٌ

اسم المفعول ہے۔ بخشش میں دی ہوئی چیز۔ زیر مطالعہ آیت۔ 99۔

مَرْفُودٌ

ت ب ب

تباہ و برباد ہونا۔ ہلاکت میں پڑنا (فعل لازم) تباہ و برباد کرنا۔ ہلاکت میں ڈالنا (فعل متعدی)۔

تَبَّأَ

(ن)

﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝﴾ (111/ الہب: 1) تباہ ہوں ابو لہب کے دونوں ہاتھ اور وہ

(خود بھی) تباہ ہو۔“

تباہی۔ ہلاکت۔ ﴿وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ۝﴾ (40/ المؤمن: 37) اور نہیں تھی فرعون کی

تَبَابٌ

تدبیر مگر ہلاکت میں۔“

انتہائی تباہی اور ہلاکت میں ڈالنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 101

تَنْبِيْئًا

(تفعیل)

ترجمہ

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا	مُوسَىٰ	بِآيَاتِنَا	وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝	إِلَىٰ فِرْعَوْنَ
اور بیشک ہم بھیج چکے ہیں	موسیٰؑ کو	اپنی نشانیوں کے ساتھ	اور قطعی دلیل کے ساتھ	فرعون کی طرف
وَمَلٰٓئِكِهٖ	فَاتَّبَعُوْا	أَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ	وَمَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ	
اور اس کے سرداروں کی طرف	پھر (بھی) ان لوگوں نے پیروی کی	فرعون کے حکم کی	اور نہیں تھا فرعون کا حکم	
بِرِسٰلٰتِنَا ۝	يَقْدُمُ	قَوْمَهُ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	فَاَوْرَدَهُمُ
کوئی سوچھ بوجھ والا	وہ آگے ہوگا	اپنی قوم کے	قیامت کے دن	پھر وہ پہنچائے گا ان کو
				آگ تک

وَبَشِّرِ	الْمُؤْمِنِينَ	وَأَتَّبِعُوا	الْأَوْصِيَاءَ الْمَوْصُوَّةَ ۝۸	اور کتنا برا ہے
ایک لعنت	اس (دنیا) میں	اور پیچھے لگائی گئی (ان کے)	پہنچ جانے والا گھاٹ	

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝	بَشِّرِ	الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ ۝۹	ذَلِكَ	اور قیامت کے دن (بھی)
کتنی بری ہے	وہ بخشش جو ان پر کی جائے گی	یہ		

مِنْ أَنْبَاءِ الْقُرَى	نَقَصَهُ	عَلَيْكَ	مِنْهَا	بستیوں کی خبروں میں سے (ایک خبر) ہے
ہم بیان کرتے ہیں جس کو	آپ پر	ان (بستیوں) میں سے		

قَائِمٌ	وَحَصِيدٌ ۝۱۰	وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ	وَلَكِنْ	کچھ قائم ہیں
اور کچھ تھس تھس کی ہوئی ہیں	اور ہم نے ظلم نہیں کیا ان پر	اور لیکن (یعنی بلکہ)		

ظَلَمُوا	أَنْفُسَهُمْ	فَمَا أَغْنَتْ	عَنْهُمْ	الْهَيْئَةُ الَّتِي	يَدْعُونَ	انہوں نے ظلم کیا
اپنی جانوں پر	تو کام نہ آئے	ان کے	ان لوگوں کے وہ الہ جن کو	وہ لوگ پکارتے تھے		

مِنْ دُونِ اللَّهِ	مِنْ شَيْءٍ	لَمَّا	جَاءَ	أَمْرُ رَبِّكَ ۝	وَمَا زَادُوهُمْ	اللہ کے علاوہ
کچھ بھی	جب	آیا	آپ کے رب کا حکم	اور ان (خداؤں) نے نہیں زیادہ کیا ان کو		

عَبْرَ تَنْبِيٍّ ۝۱۱	وَكَذَلِكَ	أَخَذُ رَبِّكَ	إِذَا	أَخَذَ	الْقُرَى	انتہائی ہلاکت میں ڈالنے کے سوا
اور اس طرح	آپ کے رب کی پکڑ ہے	جب بھی	وہ پکڑتا ہے	بستیوں کو		

وَهُى	ظَالِمَةٌ ۝	إِنَّ	أَخَذَا	الْيَمُّ شَدِيدٌ ۝۱۲	إِنَّ	فِي ذَلِكَ
وہ	ظلم کرنے والی ہوں	بیشک	اس کی پکڑ	شدید دردناک ہے	بیشک	اس میں

لَا يَأْتِي	لِيَمِّنَ	خَافَ	عَذَابَ الْآخِرَةِ ۝	ذَلِكَ	يَوْمَ مَجْمُوعٍ ۝	یقیناً ایک نشانی ہے
اس کے لئے جس نے	خوف کیا	آخرت کے عذاب کا	یہ	جمع کئے جانے والا ایک دن ہے		

لَهُ	النَّاسِ	وَذَلِكَ	يَوْمَ مَشْهُودٍ ۝۱۳	وَمَا نُوَخَّرُهُ	اس کے (یعنی اللہ کے) لئے	لوگوں کو
اور یہ	معائنہ کئے جانے والا ایک دن ہے	اور ہم مؤخر نہیں کرتے اس کو				

إِلَّا لِأَجَلٍ مُّعَدُّودٍ ۝۱۴

مگر ایک گنی ہوئی مدت کے لئے

آیت نمبر (105 تا 111)

8153

ش ق و

(س) شَقًّا

(۱) کسی مشقت یا سختی میں پڑنا۔ (۲) نامراد یا بد بخت ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 106۔

شَقِيٌّ

فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ نامراد۔ بد بخت۔ زیر مطالعہ آیت۔ 105۔

أَشَقَى

أَفْعَلُ التَّفْضِيلِ۔ زیادہ یا سب سے زیادہ بد بخت۔ ﴿وَيَجْعَلُهَا أَشَقَى ۖ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَى ۖ﴾ (87/ الاعلیٰ: 11-12) ”اور اس سے یعنی نصیحت سے اجتناب کرے گا وہ بڑا بد بخت جو داخل ہوگا بڑی آگ میں۔“

شَقُوَّةٌ

اسم ذات ہے۔ نامرادی۔ بد بختی۔ ﴿قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شَقْوَتُنَا﴾ (23/ المؤمنون: 106) ”انہوں نے کہا اے ہمارے رب غالب ہوئی ہم پر ہماری بد بختی۔“

س ع د

(س) سَعَادَةً

سَعِدَ اور سَعِدَ دونوں کے معنی ہیں ”نیک بخت ہونا، زیر مطالعہ آیت۔ 108۔

سَعِيدٌ

نیک بخت۔ زیر مطالعہ آیت۔ 105

ز ف ر

(ض) زَفَرًا

روتے وقت سانس باہر نکالنا۔ آہ بھرنا۔ چیخنا۔

زَفِيرٌ

آہیں بھرنے والا۔ چیخنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 106۔

ش ه ق

(ف-س) تَشَهَّقًا

روتے وقت سانس اندر کھینچنا۔ سسکی لینا۔ رینکنا۔

شَهِيْقٌ

سسکی لینے والا رینکنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 106

ج ذ ذ

(ن) جَذًا

کسی چیز کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ کاٹنا۔

جُذًا

ٹکڑے۔ ﴿فَجَعَلَهُمْ جُذًا﴾ (21/ الانبیاء: 58) ”پھر انہوں نے کر دیا ان کو ٹکڑے ٹکڑے۔“

مَجْذُوذٌ

توڑا ہوا۔ کاٹا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 108۔

ترکیب

(آیت۔ 105) یَاتِ دراصل یَاتِی ہے کیونکہ یہاں پر جوازم مضارع میں سے کوئی عامل نہیں آیا ہے۔ یہاں پر اس کو یا گرا کر لکھنا قرآن

مجید کا مخصوص املا ہے۔ تَكَلَّمُوا واحد مؤنث کا صیغہ تَتَكَلَّمُوا ہے۔ (آیت۔ 111) لَمَّا کے بعد ایک فعل محذوف ہے جو بُعِثُوا یا حُشِرُوا

ہو سکتا ہے۔ کبھی لَمَّا بمعنی إِلَّا (مگر) بھی ہوتا ہے۔ ﴿إِنَّ كُلَّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۖ﴾ (86/ الطارق: 4) ”نہیں ہے ہر ایک جان مگر

ہے اس پر نگران۔“

ترجمہ

53

یَوْمَ	يَاۤتِ	لَا تَكْكُمُ	نَفْسُ	إِلَّا	يَاۤذِیۡنَہٗ	فَبِنۡہُمُ	شَقِیۡٓ
جس دن	وہ (دن) آئے گا	تو بات نہیں کرے گی	کوئی جان	مگر	اس کی اجازت سے	توان میں سے	کوئی بد بخت ہوگا

وَسَعِیۡدٌۙ	فَاَمَّا	الَّذِیۡنَ	شَقُّوۡا	فَفِی النَّارِ	لَہُمُ
اور کوئی نیک بخت ہوگا	پھر جہاں تک	وہ لوگ ہیں جو	بد بخت ہوئے	تو (وہ) آگ میں ہیں	وہ لوگ

فِیہَا زَفِیۡرٌ	وَشَہِیۡقٌۙ	خُلِیۡدِیۡنَ	فِیہَا
اس میں آہیں بھرنے والے ہیں	اور سسکیاں لینے والے ہیں	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اس میں

مَاۤ اٰمَتِ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	إِلَّا	مَا	شَاءَ	رَبُّکَ ط	اِنَّ	رَبَّکَ
جب تک رہیں	آسمان	اور زمین	سوائے اس کے	جو	چاہے	آپ کا رب	بیشک	آپ کا رب

فَقَالِ	لِّہَا	یُرِیۡدُۙ	وَاَمَّا	الَّذِیۡنَ	سُعِدُوۡا	فَفِی الْجَنَّةِ
کر گزرنے والا ہے	اس کو جو	وہ ارادہ کرتا ہے	اور جہاں تک	وہ لوگ ہیں جو	نیک بخت ہوئے	تو (وہ) جنت میں ہیں

خُلِیۡدِیۡنَ	فِیہَا	مَاۤ اٰمَتِ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	إِلَّا	مَا	شَاءَ
ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اس میں	جب تک رہیں	آسمان	اور زمین	سوائے اس کے	جو	چاہے

رَبُّکَ ط	عَطَاءٌ	غَیۡرَ مَجۡدُوۡذٍۙ	فَلَا تَکُ	فِیۡ مَرِیۡۃٍ	مِمَّا
آپ کا رب	بخشش ہوتے ہوئے	بغیر توڑی ہوئی (یعنی بے انتہا)	پس آپ مت ہوں	کسی شبہ میں	اس سے جس کی

یَعۡبُدُ	ہُوَ لَاۤءِ ط	مَا یَعۡبُدُوۡنَ	إِلَّا کَمَا	یَعۡبُدُ	اٰۤبَاؤُہُمُ
بندگی کرتے ہیں	یہ لوگ	یہ لوگ بندگی نہیں کرتے	مگر اس طرح جیسے	بندگی کرتے تھے	ان کے آبا و اجداد

مِّنۡ قَبۡلِ ط	وَ اِنَّا	لَبَوۡصُوۡہُمُ	نَصِیۡبَہُمُ	غَیۡرَ مَنۡقُوصٍۙ
پہلے	اور بیشک ہم	ضرور پورا پورا دینے والے ہیں ان کو	ان کا حصہ	بغیر کوئی کمی کیا ہوا

وَلَقَدْ اٰتٰیۡنَا	مُوسٰی	الکِتٰبَ	فَاخۡتَلَفَ	فِیۡہِ ط	وَلَوْ لَا	کَلِمَۃٌ	سَبَقَتْ
اور بیشک ہم دے چکے ہیں	موسیٰ کو	کتاب	پھر اختلاف کیا گیا	اس میں	اور اگر نہ ہوتا	ایک فرمان جو	پہلے ہوا

مِّنۡ رَّبِّکَ	لَقَضٰی	بَیۡنَہُمُ ط	وَ اِنَّہُمُ	لَفِیۡ شَکٍّ مِّنۡہُ مُّرِیۡۃٍۙ
آپ کے رب (کی طرف) سے	تو ضرور فیصلہ کر دیا جاتا	ان کے درمیان	اور یقیناً وہ	ایک شبہ ڈالنے والے شک میں ضرور ہیں اس سے

وَ اِنَّ	کُلًّا	لِّہَا	لِیَوۡفِیۡنَہُمُ	رَبُّکَ	اَعۡۤبَا لَہُمُ ط
اور یقیناً	سب کے سب	جب (جمع کیے جائیں گے)	تو لازماً پورا پورا دے گا ان کو	آپ کا رب	ان کے اعمال (کا بدلہ)

اِنَّكَ	يَعْمَلُونَ	بِمَا	خَيْرٌ لَّكُمْ
یقیناً وہ	وہ لوگ کرتے ہیں	اس سے جو	باخبر ہے

نوٹ: 1

آیت- 107 میں جو الفاظ آئے ہیں ان سے یا تو عالم آخرت کے زمین و آسمان مراد ہیں یا محض محاورہ کے طور پر ان کو دوام اور ہمیشگی کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ بہر حال موجودہ زمین و آسمان مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ قرآن کی رو سے یہ قیامت کے روز بدل ڈالے جائیں گے اور یہاں جن واقعات کا ذکر ہو رہا ہے وہ قیامت کے بعد پیش آنے والے ہیں۔ اس میں استثناء کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اور طاقت ایسی نہیں ہے جو ان لوگوں کو اس دائمی عذاب سے بچا سکے۔ البتہ اللہ تعالیٰ خود ہی کسی کے انجام کو بدلنا چاہے یا کسی کو ہمیشگی کا عذاب دینے کے بجائے ایک مدت تک عذاب دے کر معاف کر دینے کا فیصلہ فرمائے تو ایسا کرنے کا اسے پورا اختیار حاصل ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 2

آیت- 108 میں جو استثناء ہے اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ جنتی لوگوں کے احوال و مراتب میں تبدیلیاں ہوں گی لیکن یہ تبدیلیاں خیر سے شر کے طرف نوعیت کی نہیں، بلکہ خوب سے خوب تر کی طرف ہوں گی کیونکہ ان کو جنت کبھی منقطع نہ ہونے والے عطیہ (تَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ) کی حیثیت سے ملے گی۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (112 تا 117)

ز ل ف

(ن)

زُلْفًا

زُلْفَةً

نزدیک ہونا۔ قریب ہونا۔

ج زُلْفٌ (۱) نزدیکی۔ قربت۔ ﴿فَلَبَّآ رَاوُهُ زُلْفَةً﴾ (67/الملک: 27) ”پھر جب انہوں نے دیکھا اس کو پاس میں۔“ (۲) کسی چیز کا وہ حصہ جو کسی چیز کے نزدیک ہو جیسے رات کا وہ حصہ جو دن کے نزدیک ہو یعنی سورج غروب ہونے کے بعد اور طلوع ہونے سے پہلے کا حصہ۔ زیر مطالعہ آیت- 114۔

زُلْفَى

فُعلی کے وزن پر افعِل تفضیل ہے۔ زیادہ یا سب سے نزدیک۔ قریب ﴿وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِآلَتِي تُقَرَّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَى﴾ (34/سبا: 37) ”اور نہیں ہیں تمہارے مال اور نہ ہی تمہاری اولاد وہ جو قریب کرتے ہیں تم کو ہمارے پاس زیادہ قریب۔“

إِزْلَافًا

(افعال)

نزدیک کرنا۔ قریب کرنا۔ ﴿وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخِرِينَ﴾ (26/اشعراء: 64) ”اور ہم نے نزدیک کیا پھر دوسروں کو۔“

ت ر ف

(س)

تَرَفًا

إِثْرًا

(افعال)

خوش حال ہونا۔ عیش و آرام میں ہونا۔

خوشحالی دینا۔ زیر مطالعہ آیت- 116۔

اسم المفعول ہے۔ جس کو خوشحالی دی گئی۔ خوشحال۔ ﴿إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُتْرَفِينَ﴾ (56/الواقعة: 45) ”پیشک وہ لوگ تھے اس سے پہلے خوشحال۔“

ترکیب

(آیت - 114) طَرَفِي در اصل طَرَف کا تثنیہ طَرَفَانِ تھا۔ پھر ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں طَرَفِي ۱۱۴۵۹ ہوا اور مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا تو طَرَفِي استعمال ہوا اور آگے ملانے کے لیے ی کو سرہ دی گئی۔ زُلْفَا بھی ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ

فَاسْتَقِمْ	كَمَا	أُمِرْتَ	وَمَنْ	تَابَ	مَعَكَ
پس آپ سیدھے رہیں (یعنی ڈٹے رہیں)	جیسے کہ	آپ کو حکم دیا گیا	اور وہ (بھی) جنہوں نے	توبہ کی	آپ کے ساتھ
وَلَا تَطْغَوْا	إِنَّهُ	بِمَا	تَعْمَلُونَ	بَصِيرٌ ۝	وَلَا تَزْكُتُوا
اور تم لوگ سرکشی مت کرو	بیشک وہ (اللہ)	اس کو جو	تم لوگ کرتے ہو	دیکھنے والا ہے	اور تم لوگ مت مائل ہو
إِلَى الَّذِينَ	ظَلَمُوا	فَتَسَكَّمُ	الْعَاثِرُ	وَمَا لَكُمْ	مِّن دُونِ اللَّهِ
ان کی طرف جنہوں نے	ظلم کیا	ورنہ چھو لے گی تم کو	آگ	اور نہیں ہے تمہارے لیے	اللہ کے علاوہ
مِن أَوْلِيَاءِ	ثُمَّ	لَا تَنْصَرُونَ ۝	وَأَقِمِ	الصَّلَاةَ	طَرَفِي النَّهَارِ
کوئی بھی کارساز	پھر	تم کو مدد نہیں دی جائے گی	اور آپ قائم رکھیں	نماز کو	دن کے دونوں کناروں پر
وَزُلْفَا	مِّنَ اللَّيْلِ ط	إِنَّ	الْحَسَنَاتِ	يُنْهَبْنَ	ذِكْرِي
اور کچھ حصوں میں	رات میں سے	یقیناً	نیکیاں	لے جاتی ہیں	ایک بڑی نصیحت ہے
لِلَّذِينَ	وَاصِبٌ ۝	فَإِنَّ اللَّهَ	لَا يُضِيْعُ	أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝	
یاد رکھنے والوں کے لیے	اور آپ ثابت قدم رہیں	تو یقیناً اللہ	ضائع نہیں کرتا	خوبصورتی سے کام کرنے والوں کے اجر کو	
فَكُلُوا	كَانَ	مِنَ الْقُدْرَةِ	مِن قَبْلِكُمْ	أُولُوا بَقِيَّةٍ	يَنْهَوْنَ
تو کیوں نہ ہوا کہ	ہوتے	امتوں میں سے	تم سے پہلے	ایسے باقی رہنے والے (یعنی سمجھدار) جو	منع کرتے
فِي الْأَرْضِ	إِلَّا قَلِيلًا	رَّسَمِ	أَنْجَيْنَا	مِنْهُمْ ۝	
زمین میں	سوائے تھوڑے سے لوگوں کے	ان میں سے جن کو	ہم نے نجات دی	ان (قوموں) میں سے	
وَاتَّبَعَ	الَّذِينَ	ظَلَمُوا	مَّا	أُتِرُوا	فِيهِ
اور پیچھے لگے	وہ لوگ جنہوں نے	ظلم کیا	اس کے	ان کو خوشحالی دی گئی	جس میں
وَمَا كَانَ	رَبُّكَ	لِيُهْلِكَ	الْقُرَى	بِظُلْمٍ	وَّ
اور نہیں ہے	آپ کا رب	کہ وہ ہلاک کرے	بستیوں کو	کسی ظلم سے	حالانکہ
				اصلاح کرنے والے ہوں	اھلہا

آیت - 114 کی ہدایت اس زمانے کی ہے جب نماز کے لیے ابھی پانچ وقت مقرر نہیں کیے گئے تھے۔ معراج کا واقعہ اس کے بعد پیش آیا جس میں پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 1

نوٹ: 1

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک ان تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں جو ان کے درمیان صادر ہوں جبکہ یہ شخص کبائر یعنی بڑے گناہوں سے بچا رہا ہو۔ روایات حدیث میں جتنے واقعات کفارہ ہو جانے کے مفعول ہیں ان سب میں یہ بھی ہے کہ ان کا کرنے والا جب اپنے فعل پر نادم ہو اور آئندہ کے لیے توبہ کرے (معارف القرآن)

نوٹ: 2

آیت - 116 میں کسی قوم کے اہل خرد اور سمجھدار لوگوں کو لفظ **أُولَٰئِكَ** سے تعبیر کیا ہے کیونکہ انسان اپنی عزیز و محبوب چیز کو ہر حال میں محفوظ رکھنے کا اہتمام کرتا ہے اور انسان کو اپنی عقل و بصیرت سب سے زیادہ عزیز ہے اس لیے اس کو **بَقِيَّةٌ** کہا جاتا ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ: 3

آیات - 116-117 میں ان قوموں کی تباہی کے اصل سبب پر روشنی ڈالی گئی ہے جن کی تاریخ گذشتہ چھ رکوعوں میں بیان ہوئی ہے۔ اس تاریخ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا جاتا ہے کہ صرف انہیں قوموں کو نہیں، بلکہ انسانی تاریخ میں جتنی قومیں بھی تباہ ہوئی ہیں، ان سب کو جس چیز نے گرایا وہ یہ تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نعمتوں سے سرفراز کیا تو وہ خوشحالی کے نشے میں مست ہو کر زمین میں فساد برپا کرنے لگیں اور ان کی اجتماعیت اس درجہ بگڑ گئی کہ یا تو ان کے اندر ایسے لوگ باقی رہے ہی نہیں جو ان کو برائیوں سے روکتے، یا وہ اتنے کم تھے کہ ان کے روکنے سے فساد نہ رک سکا۔ یہی چیز ہے جس کی بدولت یہ قومیں اللہ تعالیٰ کے غضب کی مستحق ہوئیں ورنہ اللہ کو اپنے بندوں سے دشمنی نہیں ہے کہ وہ بھلے کام کر رہے ہوں اور اللہ ان کو عذاب میں مبتلا کر دے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (12/ یوسف: 118 تا 123)

ترجمہ

وَلَوْ	شَاءَ	رَبُّكَ	لَجَعَلَ	النَّاسَ	أُمَّةً وَاحِدَةً	وَلَا يَذَّالُونَ	مُخْتَلِفِينَ ۝
اور اگر	چاہتا	آپ کا رب	تو ضرور بناتا	لوگوں کو	ایک (ہی) امت	اور ہمیشہ رہیں گے	اختلاف کرنے والے
إِلَّا مَن	رَّحِمَ	رَبُّكَ ط	أَپَّ	كِي ر ب ن	وَلِي لَكَ	خَلَقَهُمْ ط	وَتَبَتَّ
سوائے اس کے جس پر	رحم کیا	آپ کے رب نے	آپ کے رب نے	اور اس کے لیے ہی	اس نے پیدا کیا ان کو	اور تمام ہوا	
كَلِمَةً رَبِّكَ	لَا مَلَكَيْنِ	جَهَنَّمَ	مِنَ الْجِنَّةِ	وَالنَّاسِ	أَجْعَلِينَ ۝		
آپ کے رب کا فرمان (کہ)	میں لازماً بھردوں گا	جہنم کو	جنوں سے	اور انسانوں سے	سب سے		
وَكُلًّا	نَقْصُ	عَلَيْكَ	مِنَ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ	مَا	نُشِئْتُ	بِهِ	فَوَٰدِكْ ۚ
اور سب کچھ	ہم بیان کرتے ہیں	آپ پر	رسولوں کی خبروں میں سے	وہ	ہم جماتے ہیں	جس سے	آپ کے دل کو
وَجَاءَكَ	فِي هَذِهِ	الْحَقُّ	وَمَوْعِظَةٌ	وَذِكْرٌ	لِّمُؤْمِنِينَ ۝	وَقُلْ	
اور آپ کا آپ کے پاس	ان (قصوں) کے اندر	حق	اور نصیحت	اور بڑی یاد دہانی	ایمان لانے والوں کے لیے	اور آپ کہہ دیجئے	
لِّلَّذِينَ	لَا يُؤْمِنُونَ	اعْمَلُوا	عَلَىٰ مَكَاتِبِكُمْ ط	إِنَّا	عَمَلُونَ ۝		
ان سے جو	ایمان نہیں لاتے	تم لوگ عمل کرو	اپنی جگہ پر	بیشک ہم (بھی)	عمل کرنے والے ہیں		

وَأَنْتَظِرُونَ	إِنَّا	مُنْتَظَرُونَ ﴿٣٧﴾	وَلِلَّهِ	عَبِيدُ الْمَلَائِكَةِ وَالْأَرْضِ
اور تم لوگ انتظار کرو	بیشک ہم (بھی)	انتظار کرنے والے ہیں	اور اللہ ہی کے ہیں	زمین اور آسمانوں کے غیب
وَالْيَهُ	يُزَجَّعُ	الْأَمْرُ	كُلُّهُ	فَاعْبُدْهُ
اور اس ہی کی طرف	لوٹائے جاتے ہیں	تمام معاملات	ان کے سب کے سب	پس آپ بندگی کریں اس کی
وَتَوَكَّلْ	عَلَيْهِ ط	وَمَا رَبُّكَ	بِعَافٍ	تَعْمَلُونَ ﴿٣٨﴾
اور آپ بھروسہ کریں	اس پر	اور آپ کا رب	غافل نہیں ہے	تم لوگ عمل کرتے ہو

نوٹ: 1

آیت - 118 کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اگر چاہتا تو ایک امت بنا سکتا تھا۔ لیکن اس نے ہدایت اور گمراہی کے معاملہ میں اس چیز کو پسند نہیں فرمایا بلکہ اس نے نیکی اور بدی دونوں کو ان کے انجام کی تفصیل کے ساتھ لوگوں کے سامنے رکھ دیا ہے اور انہیں اختیار دیا ہے کہ وہ ان میں سے جس کو چاہیں اختیار کر لیں۔ وَلَا يَزَالُ لُؤْنٌ مُّخْتَلِفِينَ یعنی جب اللہ نے لوگوں کو اختیار دے دیا تو یہ توقع نہیں کرنی چاہیے کہ ہر شخص نیکی ہی کی راہ اختیار کرے گا بلکہ ایسے بھی نکلتے رہیں گے جو تعلیم و تدکیر کے باوجود اپنے نفس کی پیروی میں بدی کی راہ اختیار کریں گے۔ اور بدی کی راہ اختیار کرنی سے وہی لوگ محفوظ رہیں گے جن پر تیرے رب کی رحمت ہو۔ یہ بات واضح ہے کہ رحمت خداوندی کے سزاوار وہی ہو سکتے ہیں جو عقل و فہم کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں اور ان صلاحیتوں کے ہوتے ہوئے ٹھوکر نہیں نہ کھائیں۔ وَلِذَلِكَ خَلَقَهُمْ یعنی اللہ نے لوگوں کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے اختیار اور انتخاب سے خود کو اللہ کے فضل اور رحمت کا سزاوار بنائیں۔ یہ امتحان انسان کی خلقت کا ایک لازمی جز ہے۔ پھر جو لوگ اس امتحان میں فیل ہو جائیں گے ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی یہ بات پوری ہو کر رہے گی کہ وہ جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھر دگا۔ (تدبر قرآن)۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورة يوسف (12)

آیت نمبر (1 تا 6)

ترکیب

(آیت - 3) قَصَصٌ مصدر ہے اس لیے أَحَسَنَ الْقَصَصِ کو نَقْصٌ کا مفعول مطلق مانا جائے گا۔ اِذَا أَحَسَنَ الْقَصَصِ (قِصَّةٌ کی جمع) ہوتا تو پھر اس کو مفعول بہ مانا جاسکتا تھا۔ اِنْ كُنْتَ كَاِنْ مُحْفَفٌ ہے۔ (آیت - 4) يَا بَنِيَّ اِذَا بَلَغْتَ اِلَّا بِنِيَّ کا خاص استعمال ہے۔ عرب لوگ زیادہ تریابی کی جگہ یَابَتِ بولتے ہیں۔ اس میں تازا زندہ ہے اور مفہوم میں پیارے یا محترم کا اضافہ ہوتا ہے یعنی ”اے میرے محترم باپ“۔ رَاٰهُمْ میں رَاٰیْتُ کا مفعول هُمْ ہے جبکہ سَجِدِينَ حال ہونے کی وجہ سے نصب میں آیا ہے۔ (آیت - 6)

آبَوَان۔ آبَوِیْن یعنی دو باپ زیادہ تر ماں باپ کے لیے آتا ہے لیکن یہاں اس کا بدل اِبْرٰہِیْمَ وَاِسْحٰقُ آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہاں آبَوِیْن سے مراد باپ دادا ہیں۔

ترجمہ

اَلرَّحْمٰنُ	تِلْكَ	اٰیٰتِ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ①	اِنَّا	اَنْزَلْنٰهُ	قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا
.....	یہ	واضح کتاب کی آیتیں ہیں	بیشک ہم نے	اتارا اس کو	عربی قرآن ہوتے ہوئے

لَعَلَّكُمْ	تَعْقِلُوْنَ ①	نَحْنُ	نَقُصُّ	عَلَيْكَ	اَحْسَنَ الْقَصَصِ	بِمَا
تا کہ تم لوگ	عقل سے کام لو	ہم	بیان کرتے ہیں	آپ پر	بہترین بیان	اس کے ساتھ جو

اَوْحٰیْنَا	اِلَيْكَ	هٰذَا الْقُرْاٰنُ ②	وَ اِنْ	کُنْتَ	مِنْ قَبْلِهٖ	لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ③
ہم نے وحی کیا	آپ کی طرف	اس قرآن کو	اور بیشک	آپ تھے	اس سے پہلے	یقیناً بے خبر رہنے والوں میں سے

اِذْ	قَالَ	یُوْسُفُ	لَا یَبِیْہٖ	یَا بَتَّ	اِنِّیْ	اَحَدَ عَشَرَ کُوْکَبًا
جب	کہا	یوسفؑ نے	اپنے والد سے	اے میرے محترم باپ	بیشک میں نے	گیارہ ستاروں کو

وَالشَّمْسِ	وَالْقَمَرِ	رَآیْتُهُمْ	فِی	سَجِدَیْنِ ④	قَالَ
اور سورج کو	اور چاند کو	میں نے دیکھا ان کو	اپنے لیے	سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے	انہوں نے کہا

یَبْنٰی	لَا تَقْصُصْ	رُءُیَاكَ	عَلٰی اِخْوَتِكَ	فِیْکِیْدُوْا	لَكَ
اے میرے پیارے	تم بیان مت کرنا	اپنے خواب کو	اپنے بھائیوں پر	ورنہ وہ خفیہ تدبیر کریں گے	تیرے لیے

کِیْدًا ط	اِنَّ	الشَّیْطٰنَ	لِلْاِنْسٰنِ	عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ⑤	وَ کَذٰلِكَ
جیسے خفیہ تدبیر کرتے ہیں	یقیناً	شیطان	انسان کے لیے	ایک کھلا دشمن ہے	اور اس طرح

یَجْتَبِیْكَ	رَبُّكَ	وَعَلَّمَكَ	مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ	وَمِیْمًا
چن لے گا تم کو	تمہارا رب	اور وہ سکھائے گا تم کو	باتوں کا انجام نکالنا (یعنی خوابوں کی تعبیر بتانا)	اور وہ تمام کرے گا

نِعْمَتُهُ	عَلَيْكَ	وَعَلٰی اِلٰی یُعْقُوْبَ	کَمَا	اَتَّهٰا	عَلٰی اَبُوْیْكَ
اپنی نعمت کو	تم پر	اور یعقوبؑ کے پیروکاروں پر	جیسے کہ	اس نے تمام کیا اس کو	تمہارے دونوں دادا پر دادا پر

مِنْ قَبْلُ	اِبْرٰہِیْمَ	وَ اِسْحٰقَ ط	اِنَّ	رَبَّكَ	عَلِیْمٌ	حٰکِیْمٌ ⑥
پہلے	ابراہیمؑ پر	اور اسحاقؑ پر	بیشک	آپ کا رب	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے

8153

آیت نمبر (7 تا 14)

ط ر ح

(ف)

کھینکنا۔ دور کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 9

ج ب ب

(ن)

کسی چیز کو اس کے اصل سے کاٹ دینا۔
جَبَّأُ
جُبُّ
کنواں۔ گہرا گڑھا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 10

ل ق ط

(ن)

زمین سے کسی چیز کو اٹھانا۔
لَفَطًا
اِلْتِفَاطًا
گری پڑی چیز کو اٹھانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 10

ر ت ع

(ف)

(1) جانوروں کا چرنا (2) انسانوں کا جی بھر کے کھانا پینا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 12

ترکیب

(آیت۔ 7) کَانَ کی خبر مَوْجُودًا مخدوف ہے اور اَیُّتُ اس کا اسم ہے اس میں آفاقی صداقت کا بیان ہے کیونکہ جب یہ واقعہ ہوا تھا اس وقت بھی اس میں نشانیاں تھیں۔ نزول قرآن کے وقت بھی تھیں۔ آج بھی ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔ اس لئے کَانَ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔ (آیت۔ 9) طَرَحَ کا ایک مفعول آتا ہے۔ اِطْرَحُوا کا مفعول ہ کی ضمیر ہے جبکہ اَرْضًا طرف ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے، فعل امر اُقْتُلُوا اور اِطْرَحُوا کا جواب امر ہونے کی وجہ سے یَخْلُ مجزوم ہوا ہے۔ اس لئے یَخْلُوا کی واو گری ہوئی ہے۔ اسی طرح یُكُونُوا بھی جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور تَكُونُونَ کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ ان دونوں کا ترجمہ جواب امر کے لحاظ سے ہوگا۔ (آیت۔ 10) غَلَبَتْ عربی میں گول تا سے غَلَبَتْ لکھتے ہیں۔ اس کو لمبی تا سے لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ یَلْتَقِطُ جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

ترجمہ

لَقَدْ كَانَ	فِي يُوسُفَ	وَإِخْوَتَهُ	أَيُّتُ
بیشک (موجود) رہی ہیں	یوسف (کے قصے) میں	اور ان کے بھائیوں (کے قصے) میں	کچھ نشانیاں

لَسَّا إِلَيْنَ ۝	إِذْ	قَالُوا	لِيُوسُفَ	وَإِخْوَهُ	أَحَبُّ	إِلَى آبَيْنَا
پوچھنے والوں کے لئے	جب	انہوں نے کہا	بیشک یوسف	اور ان کا بھائی	زیادہ محبوب ہیں	ہمارے والد کو

مِنَّا	وَ	نَحْنُ	عَصَبَةٌ ۖ	إِنَّ	أَبَانَا	لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝
ہم سے	حالانکہ	ہم	ایک مضبوط گروہ ہیں	بیشک	ہمارے والد	یقیناً ایک واضح بھول میں ہیں

اِقْتُلُوا	يُوسُفَ	أَوْ	اطْرَحُوهُ	أَرْضًا	يَخْلُ	لَكُمْ
تم لوگ قتل کرو	یوسف کو	یا	پھینک دو ان کو	کسی زمین میں	تو خالی ہو جائے گا	(صرف) تمہارے لئے

وَجْهَ أَبِيكُمْ	وَتَكُونُوا	مِنْ بَعْدِهِ	قَوْمًا صَالِحِينَ ④	وَالَّذِينَ
تمہارے والد کا چہرہ (یعنی توجہ)	اور تم لوگ ہو جانا	اس کے بعد	ایک نیک قوم	کہا

قَائِلٌ	وَمِنْهُمْ	لَا تَقْتُلُوا	يُوسُفَ	وَالْقَوَّةَ	فِي عَيْبَتِ الْجَبِّ
ایک کہنے والے نے	ان میں سے	تم لوگ قتل مت کرو	یوسفؑ کو	اور ڈال دو ان کو	کنویں کی گہرائی میں

يَلْتَقِطُهُ	بَعْضُ السَّيَّارَةِ	إِنْ	كُنْتُمْ	فَاعِلِينَ ⑤	قَالُوا
تو اٹھالے گا ان کو	قافلہ والوں کا کوئی (شخص)	اگر	تم لوگ	کچھ کرنے والے ہو	انہوں نے کہا

يَا بَنَا	مَا لَكَ	لَا تَأْمَنَّا	عَلَى يُوسُفَ
اے ہمارے والد	آپ کو کیا ہے	(کہ) آپ اعتبار نہیں کرتے ہمارا	یوسفؑ پر (یعنی ان کے بارے میں)

وَ	إِنَّا	لَهُ	لَنُصْحُونَ ⑥	أَرْسِلُهُ	مَعَنَا	غَدًا
حالانکہ	بیشک ہم	ان کے لئے	یقیناً خیر خواہی کرنے والے ہیں	آپ بھیجیں ان کو	ہمارے ساتھ	کل

يَزِيدُ	وَيَلْعَبُ	وَإِنَّا	لَهُ	لَحِفْظُونَ ⑦	قَالَ
تو وہ کھائیں پئیں گے	اور کھیلیں گے	اور بیشک ہم	ان کے لئے	یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں	کہا (یعقوبؑ نے)

إِنِّي	لَيَحْزُنُنِي	أَنْ	يَذْهَبُوا بِهِ	وَإِخَايَ	أَنْ	يَأْكُلُهُ
بیشک	مجھ کو یقیناً غمگین کرتی ہے	(یہ بات) کہ	تم لے جاؤ ان کو	اور میں ڈرتا ہوں	کہ	کھالے ان کو

الذَّعْبُ	وَ	أَنْتُمْ	عَنْهُ	غَفِلُونَ ⑧	قَالُوا	لَيْنَ	أَكْلَهُ
بھیڑیا	اس حال میں کہ	تم لوگ	ان سے	غافل ہو	انہوں نے کہا	یقیناً اگر	کھالے گا ان کو

الذَّعْبُ	وَ	نَحْنُ	عُصْبَةٌ	إِنَّا	إِذَا	لَخُسْرُونَ ⑨
بھیڑیا	حالانکہ	ہم	ایک مضبوط گروہ ہیں	تو بیشک ہم	پھر تو	یقیناً خسارہ پانے والے ہیں

آیت نمبر (15 تا 20)

س و ل

(ف)

(تفعیل)

ب ض ع

(ف)

پوچھنا۔ سوال کرنا۔
کسی قبیح چیز کو خوشنما بنا کر پیش کرنا۔ زیر مطالعہ آیت - 18

سَوَّالًا

تَسْوِيلًا

کسی چیز کا کچھ حصہ کاٹ کر الگ کرنا۔

بَضْعًا

بِضَاعَةٍ مال کا وہ حصہ جو تجارت کے لئے الگ کر لیا گیا ہو۔ سرمایہ۔ پونجی۔ تجارت۔ ان۔ زیر مطالعہ
آیت۔ 19

بِضْعُ کسی چیز کے چند حصے۔ یہ تین سے نو تک کی تعداد کے لئے بولا جاتا ہے۔ ﴿فَكَثَتْ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ﴾ (12/ یوسف: 42) ”تو وہ رہے جیل میں چند سال۔“

ز ہ د

(ف۔س)

زُهِدًا کسی چیز میں رغبت نہ رکھنا۔

زَاهِدٌ اسم الفاعل ہے۔ رغبت نہ رکھنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 20

ترکیب

(آیت۔ 16) جَاءُوْا کا مفعول اَبَاهُمْ ہے جبکہ عِشَاءُ ظرف زمان ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔ (آیت۔ 18) فَصَبْرٌ جَبِيْلٌ کسی مبتداء مخدوف کی خبر ہے۔ وَاللّٰهُ مبتداء ہے اور اَلْمُسْتَعَانُ اس کی خبر معرفتہ تاکید کے لئے آئی ہے۔ (آیت۔ 20) دَرَاهِمٌ غیر منصرف ہے یہاں بِشْمَنِ بَخْسٍ کا بدل ہونے کی وجہ سے دَرَاهِمَ حالت جر میں ہے۔ مَعْدُوْدَةٌ اس کی صفت ہے۔

ترجمہ

فَلَمَّا	ذَهَبُوا بِهِ	وَأَجْعُوْا	أَنْ	يَّجْعَلُوْهُ	فِي عَيْبَتِ الْجُبِّ
پھر جب	وہ لوگ لے گئے ان کو	اور انہوں نے اتفاق کیا	کہ	وہ ڈالیں ان کو	کنویں کی گہرائی میں

وَأَوْحَيْنَا	إِلَيْهِ	لَنُنَبِّئَنَّهُمْ	بِأَمْرِهِمْ هَذَا	وَ
اور ہم نے وحی کی	ان کی طرف (کہ)	آپ لازماً آگاہ کریں گے ان کو	ان کے اس کام پر	اس حال میں کہ

هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ	وَجَاءُوْا	أَبَاهُمْ	عِشَاءَ	يَبْكُوْنَ	قَالُوْا
وہ شعور نہ رکھتے ہوں گے	اور وہ آئے	اپنے والد کے پاس	عشا کے وقت	روتے ہوئے	انہوں نے کہا

يَا بَاكَ	إِنَّا	ذَهَبْنَا	نَسْتَبِقُ	وَتَرَكْنَا	يُوسُفَ
اے ہمارے والد	بیشک	ہم گئے (کہ)	ہم دوڑ لگاتے ہیں	اور ہم نے چھوڑا	یوسف کو

عِنْدَ مَتَاعِنَا	فَاكَلَهُ	الذِّئْبُ	وَمَا اَنْتَ	بِمُؤْمِنٍ لَّنَا	وَكُوْ
اپنے سامان کے پاس	تو کھا لیا اس کو	بھیڑیے نے	اور آپ نہیں ہیں	ہماری بات ماننے والے	اور اگرچہ

كُنَّا	صِدْقَيْنِ	وَجَاءُوْا	عَلَى قَبْرِصِهٖ	يَدِهِ كَذِبٌ	قَالَ
ہم ہوں	سچ کہنے والے	اور وہ آئے	ان کے گرتے	کچھ جھوٹے خون کے ساتھ	کہا (یعقوب نے)

بَلْ	سَوَّلَتْ	لَكُمْ	اَنْفُسَكُمْ	اَمْرًا	فَصَبْرٌ جَبِيْلٌ
بلکہ	خوشنما بنا کر پیش کیا	تمہارے لئے	تمہارے نفسوں نے	ایک کام کو	تو (اب) خوبصورت صبر کرنا ہے

وَاللّٰهُ	اَلْمُسْتَعَانُ	عَلَى مَا	تَصِفُوْنَ	وَجَاءَتْ	سَيَّارَةٌ
اور اللہ	ہی سے مدد مانگتا ہوں	اس پر جو	تم لوگ بتاتے ہو	اور آیا	ایک قافلہ

فَارْسَلُوْا	وَإِرْدَهُمْ	فَادَلِي	دَلُوْكَ	قَالَ	يُبَشِّرِيْ
پھر انہوں نے بھیجا	اپنے پانی بھرنے والے کو	تو اس نے کنویں میں لٹکایا	اپنا ڈول	اس نے کہا	ارے! خوشخبری

هٰذَا	عُلِمَ	وَأَسْرُوْهُ	بِضَاعَةٍ	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ
یہ	ایک لڑکا ہے	اور انہوں نے چھپایا ان کو	بطور تجارت کے سامان کے	اور اللہ	جاننے والا ہے

بِئْسَ	يَعْبُدُوْنَ	وَشَرُّوْهُ	بِئْسَ بَعْضِ	دَرَاهِمَ مَّعْدُوْدَةٍ	
اس کو جو	یہ لوگ کرتے ہیں	اور انہوں نے سودا کیا ان کا	کم قیمت پر	جو کچھ گنتی کے درہم تھے	

وَكَاْنُوْا	فِيْهِ	مِنَ الزّٰهِيْدِيْنَ
اور وہ	ان کے بارے میں	بیزار تھے

نوٹ: 1

آیت 15 میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی طرف وحی کیا۔ یہاں وحی سے مراد اصطلاحی وحی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد دل میں بات ڈال دینا ہے۔ صالحین کو ظالموں اور شریروں کے ہاتھوں جب بھی کوئی آزمائش پیش آتی ہے تو اللہ تعالیٰ جہاں ظالموں کو ڈھیل دیتا ہے، وہیں مظلوم کے دل پر غیب سے سکینت اور طمانیت نازل فرماتا ہے۔ اس کا تجربہ کم و بیش ہر اس شخص کو ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی تکلیف اٹھانے کی سعادت حاصل ہوئی ہو۔ حضرت یوسفؑ کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات ڈال دی گئی کہ یہ آزمائش وقتی اور عارضی ہے۔ وہ وقت آئے گا کہ تم ان لوگوں کو ان کی کارستانی سے آگاہ کرو گے اور تم اس وقت ایسے منصب پر ہو گے کہ یہ گمان بھی نہ کر سکیں گے کہ یہ ان کا وہی بھائی ہے جس کو انہوں نے کنویں میں پھینکا تھا۔ (تدبر قرآن)

بائیل اور تلمود اس ذکر سے خالی ہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف یوسفؑ کو کوئی تسلی بھی دی گئی تھی۔ اس کے بجائے تلمود میں جو روایت بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ جب حضرت یوسفؑ کنویں میں ڈالے گئے تو وہ بہت بلبلائے اور چیخ چیخ کر بھائیوں سے فریاد کی۔ قرآن کا بیان پڑھئے تو محسوس ہوگا کہ ایسے نوجوان کا بیان ہو رہا ہے جو آگے چل کر تاریخ کی عظیم ترین شخصیتوں میں شمار ہونے والا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 2

حضرت یوسفؑ کے متعلق خبر سن کر حضرت یعقوبؑ نے جس تاثر کا اظہار کیا اس کا ذکر آیت 18 میں ہے اس بھی بائیل اور تلمود سے موازنہ بہت سبق آموز ہے۔

بائیل کا بیان ہے کہ ”تب یعقوبؑ نے اپنا پیراہن چاک کیا اور ٹاٹ اپنی کمر سے لپیٹا اور بہت دنوں تک اپنے بیٹے کے لئے ماتم کرتا رہا۔ اور تلمود کا بیان ہے کہ ”یعقوبؑ بیٹے کی قمیص پہچانتے ہی اوندھے منھ زمین پر گر پڑا اور دیر تک بے حس و حرکت پڑا ہا پھر اٹھ کر زور سے چیخا کہ ہاں یہ میرے بیٹے ہی کی قمیص ہے..... اور وہ سالہا سال تک یوسفؑ کا ماتم کرتا رہا۔“ اس نقشے میں حضرت یعقوبؑ وہی کچھ کرتے نظر آتے ہیں جو ایک عام انسان بحیثیت باپ کے ایسے موقع پر کرے گا۔ لیکن قرآن جو نقشہ پیش کر رہا ہے اس سے ہمارے سامنے ایک ایسے غیر معمولی انسان کی تصویر آتی ہے جو کمائی درجہ کا بردباد اور باقاعدہ ہے۔ وہ اتنی بڑی غم انگیز خبر سن کر بھی اپنے دماغ کا توازن نہیں کھولتا۔ وہ اپنی

فراست سے معاملہ کی ٹھیک ٹھیک نوعیت کو بھانپ جاتا ہے کہ یہ ایک بناوٹی بات ہے جو ان حاسد بیٹوں نے بنا کر پیش کی ہے۔ اور پھر ایک عالی ظرف انسان کی طرح صبر جمیل کرتا ہے اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ صبر جمیل سے مراد ایسا صبر کرنا ہے جس میں شکایت نہ ہو، فریاد نہ ہو اور جزع فزع نہ ہو۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (21 تا 24)

ک ر م

(ک)

كَرَامَةً

كَرِيمٌ

اَكْرَمُ

اِكْرَامًا

اَكْرِمُ

مُكْرِمٌ

مُكْرِمٌ

تَكْرِيمًا

مُكْرِمٌ

(افعال)

(تفعیل)

(1) بزرگ ہونا۔ معزز ہونا۔ (2) مہربانی سے فائدہ دینا۔ بخشش کرنا۔ فیاض ہونا۔

جِ كِرَامٍ۔ فَعِيلُ کے وزن پر صفت ہے۔ (1) بزرگ۔ معزز۔ مہربان (2) باعزت۔ (3) مفید۔ نفیس و پاکیزہ۔ (1) ﴿فَإِنَّ رَبِّيَ غَنِيٌّ كَرِيمٌ﴾ (27/ النمل: 40) ”تو بیشک میرا رب غنی ہے، بزرگ و برتر ہے۔“ ﴿وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ﴾ (44/ الدخان: 17) ”اور آیا ان کی پاس ایک معزز و مہربان رسول۔“ (2) ﴿لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ (8/ انفال: 74) ”ان کے لئے مغفرت اور باعزت رزق ہے۔“ (3) ﴿فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٌ﴾ (31/ لقن: 10) ”پھر ہم نے اگایا اس میں ہر ایک نفس و پاکیزہ جوڑے میں سے۔“ ﴿وَوَظِلُّ مِّنْ يَّحْمُوزٍ﴾ (56/ الواقعة: 43-44) ”اور کچھ چھاؤں میں، دھویں میں سے جو نہ ٹھنڈا کرے اور نہ مہربان ہو۔“ ﴿وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ﴾ (82/ الانفاطار: 10-11) ”اور بیشک تم لوگوں پر نگہبان ہیں جو معزز ہیں، لکھنے والے ہیں۔“

افعل تفضیل ہے۔ زیادہ معزز۔ زیادہ مہربان۔ ﴿إِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَىٰكُمْ ط﴾ (49/ حجرات: 13) ”بیشک تم میں سے زیادہ معزز اللہ کے یہاں تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔“ کسی کو عزت دینا۔ کسی پر مہربانی کرنا۔ ﴿إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ﴾ (89/ الفجر: 15) ”جب کبھی بھی اس کو آزماتا ہے اس کا رب تو وہ مہربانی کرتا ہے اس پر اور نعمت دیتا ہے اس کو۔“

فعل امر ہے۔ تو عزت دے۔ تو مہربان ہو۔ زیر مطالعہ آیت 21 اسم الفاعل ہے۔ عزت دینے والا۔ مہربانی کرنے والا۔ ﴿فَبَا لَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ ط﴾ (22/ الحج: 18) ”تو نہیں ہے اس کے لئے کوئی بھی عزت دینے والا۔“

اسم المفعول ہے۔ عزت دیا ہوا۔ ﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ﴾ (21/ الانبیاء: 26) ”بلکہ وہ عزت دیئے ہوئے بندے ہیں۔“

عزت دینا۔ مہربانی کرنا۔ ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ (17/ بنی اسرائیل: 70) ”اور بیشک ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو۔“

اسم المفعول ہے۔ عزت دیا ہوا۔ ﴿فِي صُحُفٍ مُّكْرَمَةٍ﴾ (80/ عس: 13) ”عزت دیئے ہوئے صحیفوں میں۔“

غ ل ق

153

(س) غَلَقًا تنگ دل ہونا۔
(تفعیل) تَغْلِقًا تنگ کرنا۔ بند کرنا۔ زیر مطالعہ آیت - 23

ہ ی ت

(x) تَهَيَّنَّا تہیننا چلانا۔ پکارنا۔
(تفعیل) هَيَّتْ ہیت یہ عربی محاورہ ہے اور اس کے ساتھ مخاطب کی ضمیریں آتی ہیں۔ یعنی هَيَّتْ لَكَ، لَكَ، لَكُمْ، لَكُمْ اور لَكُنَّ۔ ان سب کے ایک معنی ہیں۔ یہاں آؤ۔ آؤ۔ زیر مطالعہ آیت - 23۔

ترکیب

(آیت - 24) لَوْلَا أَنْ رَأَى بُرْهَانَ رَبِّهِ جملہ شرطیہ ہے اور وَهَمَّ بِهَا اس کا جواب شرط ہے۔ جو کہ مقدم ہے۔ قاعدہ یہی ہے کہ لَوْلَا کا جواب شرط عموماً اس کے بعد آتا ہے لیکن کبھی پہلے بھی آ سکتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کی اور بھی مثالیں ہیں۔ مثلاً لَوْلَا كَانَ إِنَّ رَبَّنَا عَلَى قُلُوبِنَا كَاجِبٌ لَّأَنَّا لَمُنْذِرِينَ بِهِ مُقَدِّمِينَ۔ اس بنیاد پر استاد محترم پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم کا کہنا ہے کہ ہمارے قرآن مجید کے نسخوں میں وَهَمَّ بِهَا کے بعد جو وقف کی علامت (ج) بنی ہوئی ہے یہ بالکل غلط ہے۔ اس کا صحیح مقام هَمَّتْ بِه کے بعد ہے اس لیے هَمَّ بِهَا کا ترجمہ ہم جواب شرط کے طور پر کریں گے۔

ترجمہ

وَقَالَ	الَّذِي	اشْتَرَاهُ	مِنْ وَصَرَ	لِامْرَأَتِهِ	أَكْرِمِي	مَثْوَاهُ	عَسَى
اور کہا	اس نے جس نے	خرید انا کو	مصر میں	اپنی عورت سے	تو عزت دے	اس کے ٹھکانہ کو	ہوسکتا ہے

أَنْ	يَنْفَعَنَا	أَوْ	تَنْجِدَنَا	وَكَدَّاهُ	وَكَذَلِكَ	مَكَّنَا	لِيُؤْسَفَ	فِي الْأَرْضِ
کہ	وہ نفع دے ہم کو	یا	ہم بنالیں اس کو	بیٹا	اور اس طرح	ہم نے جگہ دی	یوسف کو	اس سر زمین میں

وَلِنُعَلِّمَهُ	مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ	وَاللَّهُ	غَالِبٌ	عَلَى أَمْرِهِ	وَلَكِنْ
اور تاکہ ہم تعلیم دیں ان کو	خوابوں کی تعبیر میں سے	اور اللہ	غالب ہے	اپنے کام پر	اور لیکن

أَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَعْلَمُونَ ۝	وَلَمَّا	بَلَغَ	أَشَدَّ كَا	اتَيْنَاهُ	حُكْمًا
لوگوں کی اکثریت	جانتی نہیں ہے	اور جب	وہ پچھپچھ	اپنی پختگی کو	تم ہم نے دیا ان کو	فیصلہ کرنے (کی صلاحیت)

وَعَلَّمَ	وَكَذَلِكَ	نَجَّيْ	الْمُحْسِنِينَ ۝	وَرَاوَدَتْهُ
اور علم	اور اس طرح	جزا دیتے ہیں	احسان کرنے والوں کو	اور پھسلا یا ان کو

الَّتِي	هُوَ	فِي بَيْتِهَا	عَنْ نَفْسِهِ	وَعَلَقَتْ	الْأَبْوَابَ
اس عورت نے	وہ (یعنی یوسفؑ)	جس کے گھر میں تھے	اپنے نفس (کو تھامنے) سے	اور اس نے بند کئے	دروازے

وَقَالَتْ	هَيْتَ لَكَ ط	قَالَ	مَعَاذَ اللَّهِ	إِنَّهُ	رَبِّي	أَحْسَنَ
اور کہا	یہاں آؤ	انہوں نے کہا	اللہ کی پناہ	بیشک وہ (عزیز)	مالک ہے میرا	اس نے اچھی طرح رکھا

مَثْوَايَ ط	إِنَّهُ	لَا يُفْلِحُ	الظَّالِمُونَ ۝۳۱	وَلَقَدْ هَمَمْتُ	بِهِ ۚ
مجھ کو	حقیقت یہ ہے کہ	فلاح نہیں پاتے	ظلم کرنے والے	اور بیشک وہ ارادہ کر چکی تھی	ان کا

وَهُمَّ	بِهَا	لَوْ لَا	أَنْ	رَأَى	بُرْهَانَ رَبِّهِ ط	كَذَلِكَ
اور وہ (بھی) ارادہ کرتے	اس عورت کا	اگر نہ ہوتا	کہ	انہوں نے دیکھا	اپنے رب کی روشن دلیل کو	اسی طرح ہوا

لِنَصْرِفَ	عَنْهُ	السُّوءَ	وَالْفَحْشَاءَ ط	إِنَّهُ	مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ۝۳۲
تاکہ ہم دور رکھیں	ان سے	برائی کو	بے حیائی کو	بیشک وہ	میرے پاک کئے ہوئے بندوں میں سے تھے

نوٹ: 1

بائیل میں اس شخص کا نام فوطیفار لکھا ہے جس نے یوسفؑ کو خرید لیا تھا۔ قرآن مجید نے آگے چل کر عزیز کے لقب سے اس کا ذکر کرتے ہوئے کیا ہے وہ شاہی خزانے کا یا باڈی گارڈوں کا افسر تھا۔ تلمود میں اس کی بیوی ک انام زلیخا لکھا ہے۔ مگر یہ جو ہمارے ہاں عام شہرت ہے کہ بعد میں اس عورت سے حضرت یوسفؑ کا نکاح ہوا، اس کی کوئی اصل نہیں ہے، نہ قرآن میں اور نہ اسرائیلی تاریخ میں۔ فوطیفار حضرت یوسفؑ کو دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ لڑکا کسی شریف خاندان کا چشم و چراغ ہے۔ اس لئے اس نے یوسفؑ سے غلاموں کا سا برتاؤ نہیں کیا اور بائیل کے بیان کے مطابق انہیں اپنے گھر اور اپنی املاک کا مختار بنادیا۔

اب تک حضرت یوسفؑ کی تربیت صحرا میں نیم خانہ بدوشی ورگلہ بانی کے ماحول میں ہوئی تھی۔ مگر اس وقت کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک مصر میں اللہ تعالیٰ ان سے جو کام لینا چاہتا تھا اور اس کے لئے جس تجربہ اور بصیرت کی ضرورت تھی، اس کے نشوونما کا کوئی موقع بدوی زندگی میں نہ تھا اس لئے اس نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ انتظام فرمایا کہ انہیں سلطنت مصر کے ایک بڑے عہدار کے ہاں پہنچا دیا جس نے انہیں اپنی جاگیر کا مختار بنادیا۔ اس طرح یہ موقع پیدا ہوا کہ انہیں ایک جاگیر کے انتظام سے وہ تجربہ حاصل ہو جائے جو آئندہ ایک بڑی سلطنت کا نظم و نسق چلانے کے لئے درکار تھا۔ واللہ غالب علی امرہ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ (تفہیم القرآن)

یہاں سے حضرت یوسفؑ کی زندگی کا نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اب تک وہ نفرت اور حسد کا شکار تھے، اس سے جان چھوٹی تو عشق و ہوس نے ان پر دام پھینکنے کی کوشش کی اور یہ امتحان پہلے امتحان سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوا (تدبر قرآن)

نوٹ: 2

قرآن کریم نے یہ واضح نہیں فرمایا کہ جو برہان حضرت یوسفؑ کے سامنے آئی وہ کیا چیز تھی۔ اسی لئے اس میں مفسرین حضرات کے مختلف اقوال ہیں۔ امام تفسیر ابن جریرؒ نے ان تمام اقوال کو نقل کرنے کے بعد جو بات فرمائی ہے وہ سب اہل تحقیق کے نزدیک پسندیدہ ہے کہ جتنی بات قرآن کریم نے بتلا دی ہے صرف اسی پر اکتفا کیا جائے۔ اس کے تعین میں وہ سب احتمال ہو سکتے ہیں جو حضرات مفسرین نے ذکر کئے ہیں، لیکن قطعی طور پر کسی کو متعین نہیں کیا جاسکتا۔ (معارف القرآن)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آیت نمبر (25 تا 29)

سبق 68/4
76 تا 25/12

ق د د

(ن)

قَدَّا
قِدَّا

کسی چیز کو لمبائی میں کاٹنا یا چرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 25۔
ج قَدَد۔ کسی چیز کا ٹکڑا۔ مختلف الزائے لوگ۔ ﴿كُنَّا طَرَائِقَ قَدَدًا﴾ (72/ الجن: 11)
”ہم مختلف الزائے طریقوں پر تھے۔“

س ج ن

(ن)

سَجْنًا
سَجْنٌ

کسی کو قید کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 25۔
اسم ذات ہے۔ قید خانہ۔ ﴿قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ﴾ (12/ یوسف: 33) ”انہوں نے کہا اے میرے رب قید خانہ زیادہ پسندیدہ ہے میرے لیے۔“
اسم المفعول ہے۔ قید کیا ہوا۔ ﴿لَجَعَلْنَاكَ مِنَ الْمُسْجُونِينَ﴾ (26/ الشعراء: 29)
”میں لازماً بندوں کا تجھ کو قید کئے ہوئے لوگوں میں سے۔“

مَسْجُونٌ

سِجِّينٌ

دائمی سخت جگہ۔ جہنم کی ایک وادی۔ بدکاروں کا اعمال نامہ رکھنے کی جگہ۔ ﴿إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ﴾ (83/ المطففين: 7) ”بیشک بدکاروں کی کتاب یقیناً سِجِّین میں ہے۔“

ترجمہ

وَأَسْتَبَقَا	الْبَابُ	وَقَدَّتْ	قَبِيصَهُ	مِنْ دُبُرٍ	وَالْفَيَّا
اور وہ دونوں دوڑے	دروازے کو	اور اس عورت نے چیرا	ان کی قمیص کو	پیچھے سے	اور دونوں نے پایا
سَيِّدَهَا	لَدَا الْبَابِ ط	قَالَتْ	مَا	جَزَاءُ مَنْ	بِأَهْلِكَ
عورت کے آقا کو	دروازے کے پاس	اس عورت نے کہا	کیا	اس کی سزا ہے جس نے	تیرے گھروالوں سے
سُوَّاءَ	إِلَّا أَنْ	يُسْجَنَ	أَوْ	عَذَابُ أَلِيمٌ ٥٥	قَالَ
ایک برائی کا	سوائے اس کے کہ	وہ قید کیا جائے	یا	(سوائے) ایک دردناک عذاب (کے)	انہوں نے کہا
هِيَ	رَاوَدْتْنِي	عَنْ نَفْسِي	وَشَهِدَ	شَاهِدٌ	
اس عورت نے ہی	پھسلا یا مجھ کو	اپنا نفس (تھامنے) سے	اور گواہی دی	ایک گواہی دینے والے نے	
مِنْ أَهْلِهَا	إِنْ	كَانَ	قَبِيصُهُ	قَدْ	مِنْ قُبُلٍ
اس عورت کے گھروالوں میں سے	اگر	یہ ہے (کہ)	اس کی قمیص	چری گئی	سامنے سے

فَصَدَقَتْ	وَهُوَ	مِنَ الْكَذِبِينَ ﴿٣٥﴾	وَأَنَّ	كَانَ	قَبِيصُهُ
تو عورت نے سچ کہا	اور یہ مرد	جھوٹ کہنے والوں میں سے ہے	اور اگر	یہ ہے (کہ)	اس کی قمیض
قَدْ	مِنْ دُبُرٍ	فَكَذَّبَتْ	وَهُوَ	مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٣٦﴾	فَلَمَّا
چیری گئی	پیچھے سے	تو عورت نے جھوٹ کہا	اور یہ مرد	سچ کہنے والوں میں سے ہے	پھر جب
رَا	قَبِيصُهُ	قَدْ	مِنْ دُبُرٍ	قَالَ	مِنْ كَيْدِكُنَّ ط
اس (شوہر) نے دیکھا	اس کی قمیض کو	کہ چیری گئی	پیچھے سے	تو اس نے کہا	تم عورتوں کی چالبازی میں سے ہے
إِنَّ	كَيْدَكُنَّ	عَظِيمٌ ﴿٣٧﴾	يُوسُفُ	أَعْرَضُ	عَنْ هَذَا سَكَنَةً
بیشک	تم عورتوں کی چالبازی	عظیم ہے	(اے) یوسف	آپؑ اعراض کریں	اس سے
وَأَسْتَغْفِرِي	لِذُنُوبِي ۖ	إِنَّكِ	كُنْتِ	مِنَ الْخَاطِئِينَ ﴿٣٨﴾	
اور (اے عورت) تو مغفرت مانگ	اپنے گناہ کے لئے	بیشک تو (ہی)	ہے	خطا کرنے والوں میں سے	

نوٹ-1

یہ واقعہ تلمود میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ فوطیفار نے جب اپنی بیوی کی شکایت سنی تو اس نے یوسفؑ کو خوب پٹوایا، پھر ان کے خلاف عدالت میں استغاثہ دائر کیا۔ عدالت نے یوسفؑ کی قمیض کا جائزہ لے کر فیصلہ کیا کہ قصور عورت کا ہے کیونکہ قمیض پیچھے سے بھٹی ہے نہ کہ آگے سے۔ لیکن ہر صاحب عقل باسانی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ قرآن کی روایت تلمود کی روایت سے زیادہ قرین قیاس ہے۔ آخر کس طرح یہ باور کر لیا جائے کہ ایک اتنا بڑا ذی وجاہت آدمی اپنی بیوی پر اپنے غلام کی دست درازی کا معاملہ عدالت میں لے گیا ہوگا۔ (کیونکہ آقا کو غلام پر ہر طرح کا اختیار حاصل ہوتا تھا۔ مرتب) یہ ایک نمایاں ترین مثال ہے قرآن اور اسرائیلی روایات کے فرق کی۔ اس سے مغربی مستشرقین کے اس الزام کی لغویت صاف واضح ہو جاتی ہے کہ محمد (ﷺ) نے یہ قصہ بنی اسرائیل سے نقل کئے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ قرآن نے تو اسرائیلی روایات کی اصلاح کی ہے اور اصل واقعات دنیا کو بتائے ہیں۔

(تفہیم القرآن)

آیت نمبر (30 تا 35)

ش غ ف

(ف)

شَغْفًا

(۱) دل کی جھلی کو صدمہ پہنچانا۔ (۲) کسی کے دل پر چھا جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 30۔

و ک ع

(س)

تَكَنَّا

ثلاثی مجرد میں اس کی واو کو تا میں بدل دیتے ہیں۔ اور یہ لفظ وَكَّأَ، يُوَكَّأُ، وَكَّأًا کے بجائے تَكَّأَ، يَتَكَنَّأُ، تَكَنَّأًا استعمال ہوتا ہے۔ معنی ہیں کسی چیز کا سہارا لینا۔ بتکلف سہارا لینا۔ ﴿قَالَ هِيَ عَصَايَ ۖ أَتَوَكَّوْا عَلَيْهَا﴾ (20/ طہ: 18) ”انہوں نے کہا یہ میری لاٹھی ہے میں ٹیک لگاتا ہوں اس پر۔“

تَوَكَّأَ

(تَفْعَلُ)



(انتقال)

اِتِّكَاءٌ

اہتمام سے ٹیک لگا کر بیٹھنا۔ اس میں آرام و آسائش (LUXURY) کا مفہوم شامل ہے۔
﴿وَسُرَّرًا عَلَيْهِهَا يَتَكُونُونَ﴾ (43/ الزخرف: 34) ”اور کچھ تخت جن پر وہ لوگ ٹیک لگا کر
آرام سے بیٹھیں گے۔“

مُتَّكًا

اسم الفاعل ہے۔ آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھنے والا۔ ﴿مُتَّكِينَ عَلَيْهِا مُتَّقِلِينَ﴾ (56/ الواقعة: 16)
”آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھنے والے ان پر آمنے سامنے ہوتے ہوئے۔“

مُتَّكًا

اسم المفعول ہے۔ ظرف کے طور پر آتا ہے۔ (۱) آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھنے کی جگہ۔ پر تکلف
مجلس۔ زیر مطالعہ آیت 31۔

ص ب و

(ن)

صُبُّوا

(۱) کسی کے لئے مشتاق ہونا۔ کسی کی طرف مائل ہونا۔ زیر مطالعہ آیت 33۔

(۲) بچپن کی طرف مائل ہونا۔ نابالغ ہونا۔

صَبِيٌّ

فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بچوں کی خصلت والا یعنی بچہ۔ نابالغ لڑکا۔ ﴿وَاتَيْنَاهُ
الْحُكْمَ صَبِيًّا﴾ (19/ مریم: 12) ”اور ہم نے دی ان کو حکمت لڑکپن میں۔“

ترکیب

(آیت 30) نِسْوَةٌ عاقل کی جمع مکسر ہے۔ اس کے لئے قَالَتْ اور قَالَ دونوں جائز ہیں۔ شَغَفَهَا کا فاعل اس میں شامل
ہو کی ضمیر ہے جو فعی کے لئے ہے۔ ہا کی ضمیر مفعولی اِمْرَاَتُ الْعَزِيزِ کے لئے ہے جب کہ حُبًّا تمیز ہے۔ (آیت 32)
لَيَكُونَنَّ دراصل نون خفیفہ کے ساتھ لَيَكُونَنَّ ہے۔ اس کو تینوں سے لکھنا قرآن کا املا ہے۔ (آیت 33) وَلَا اِلَّا دراصل وَ
اِنْ لَا ہے۔ اور اَصْبَ مضارع میں واحد متکلم اَصْبُو تھا۔ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مضارع مجزوم ہوا تو واو گر گئی۔

ترجمہ

وَقَالَ	نِسْوَةٌ	فِي الْمَدِينَةِ	اِمْرَاَتُ الْعَزِيزِ	تُرَادُّ	فَتَهَا
اور کہا	کچھ عورتوں نے	اُس شہر میں	(کہ) عزیز کی عورت	پھسلاتی ہے	اپنے نوعمر خادم کو
عَنْ نَفْسِهِ	قَدْ شَغَفَهَا	حُبًّا	اِنَّا	لَنَرَاهَا	
اپنے نفس (کو تھامنے) سے	وہ دل پر چھا گیا ہے اس کے	بلحاظ محبت کے	بیشک ہم	ضرور دیکھتی ہیں اس کو	
فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ	فَلَمَّا	سَبَّحَتْ	بَسَّكِرْهِنَّ	اَرْسَكْتُ	
ایک کھلی گمراہی میں	پھر جب	اس عورت نے سنا	ان عورتوں کے مکر کے بارے میں	تو اس نے پیامبر بھیجا	
اِلَيْهِنَّ	وَاَعْتَدْتُ	لَهُنَّ	مُتَّكًا	وَاَتَتْ	كُلَّ وَاحِدَةٍ
ان عورتوں کی طرف	اور اس نے تیار کی	ان کے لئے	ایک مجلس	اور اس نے دی	ہر ایک کو
سَيَكُنَّ	وَقَالَتْ	اِخْرُجْ	عَلَيْهِنَّ	فَلَمَّا	رَاَيْنَهُ
ایک چھری	اور اس نے کہا	تو نکل	ان پر	پھر جب	عورتوں نے دیکھا ان کو
					تو وہ ششدر رہ گئیں ان پر

وَقَطَعْنَ	آيِدِيَهُنَّ	وَقُلْنَ	حَاشَ لِلّٰهِ	مَا	هٰذَا	بَشَرًا
اور انہوں نے کاٹ ڈالا	اپنے ہاتھوں کو	اور انہوں نے کہا	پاکیزگی اللہ کی ہے	نہیں ہے	یہ	کوئی بشر
اِنَّ	هٰذَا	اِلَّا	مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿٣٥﴾	قَالَتْ	فَذَلِكُنَّ	الَّذِي
نہیں ہے	یہ	مگر	کوئی بزرگ فرشتہ	اس نے کہا	تو یہ ہے	وہ
فِيْهِ ط	وَلَقَدْ رَاوَدْتُهُ	عَنْ نَّفْسِهِ	فَاسْتَعْصَمَ ط	جس (کے بارے) میں	اور بیشک میں نے پھسلا یا ہے اس کو	اپنے نفس کو (تھامنے سے)
وَلٰكِنْ	لَّمْ يَفْعَلْ	مَا	اَمْرًا	وَلٰكِنْ	لَيَسْجَنَنَّ	وَلَيَكُوْنَنَّ
اور بیشک اگر	اس نے نہ کیا	وہ جو	میں نے کہا اس کو	تو وہ لازماً قید کیا جائے گا	اور وہ لازماً ہوگا	
مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿٣٦﴾	قَالَ	رَبِّ	السِّجْنِ	اَحَبُّ	اِلَيَّ	
حقیر ہونے والوں میں سے	انہوں نے کہا	اے میرے رب	قید خانہ	زیادہ پسندیدہ ہے	میرے لیے	
مِمَّا	يَدْعُوْنَ	اِلَيْهِ ؕ	وَاِلَّا تَصْرِفْ	عَنِّي	كَيِّدَهُنَّ	
اس سے	یہ عورتیں بلاتی ہیں مجھ کو	جس کی طرف	اور اگر تو نے نہ پھیرا	مجھ سے	ان کی چال بازی کو	
اَصْبُ	اِلَيْهِنَّ	وَ اَكُنَّ	مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٣٧﴾	فَاسْتَجَابَ	لَهُ	
تو میں جھک جاؤں گا	ان عورتوں کی طرف	اور میں ہو جاؤں گا	جاہلوں میں سے	تو قبول کی	ان کی بات	
رَبُّهُ	فَصَرَفَ	عَنْهُ	كَيِّدَهُنَّ ط	اِنَّكَ	هُوَ السَّيِّعُ	
ان کے رب نے	پس اس نے پھیر دیا	ان سے	ان عورتوں کو چال بازی کو	بیشک وہ	ہی سننے والا ہے	
الْعَلِيْمُ ﴿٣٨﴾	ثُمَّ	بَدَا	لَهُمْ	مِّنْۢ بَعْدِ مَا	رَاَوْا	
جاننے والا ہے	پھر	آشکارا ہوا	ان لوگوں کے لئے	اس کے بعد (بھی کہ) جو	ان لوگوں نے دیکھا	
الْاٰلِيَّتِ	لَيَسْجَنَنَّهُ	حَتّٰى جِيْنَ ؕ	اَلَيْتِ	اَلَيْتِ	اَلَيْتِ	
نشانہوں کو (یعنی یوسفؑ کی بیگناہی کے ثبوتوں کو)	کہ وہ لازماً قید میں رکھیں گے ان کو	ایک مدت تک				

نوٹ-1

آیت-33۔ میں حکام مصر کی خواتین کے لئے يَدْ عُوْنِيْ، كَيِّدَهُنَّ اور اِلَيْهِنَّ میں جمع کے صیغے آئے ہیں۔ پھر آیت-35 میں حکام مصر کے لئے لَهُمْ اور رَاَوْا میں جمع کے صیغے آئے ہیں۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آیت-31 میں دیئے گئے واقعہ کے بعد دوسری خواتین بھی حضرت یوسفؑ کے پیچھے پڑ گئیں۔ انہیں بہلانا پھسلانا شروع کر دیا اور لوگوں میں اس بات کا چرچا پھیل گیا۔ اس صورتحال سے حکام مصر پریشان ہو گئے اور اپنی خواتین کو کنٹرول کرنے سے زیادہ آسان راستہ انہیں یہ نظر آیا کہ بے گناہی کا یقین ہونے کے باوجود یوسفؑ کو کچھ عرصہ کے لئے جیل بھیج دیا جائے۔

آیت نمبر (36 تا 42)

0069

ترکیب

(آیت 38) مِلَّةٌ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے اِبَاءٌ حالت جر میں ہے اور اس کا بدل ہونے کی وجہ سے اِبْرَہِیْمَ وَاسْحٰقُ وَیَعْقُوبُ حالت جر میں ہیں۔ (آیت 39) صَاحِبَانِ کو حرف ندانے نصب دی تو صَاحِبَیْنِ ہوا اور مضاف ہونے کی وجہ سے یَصَاحِبِیْ ہوا۔ پھر آگے ملانے کے لئے یا کو کسرہ دی گئی۔ (آیت 42) بِضْعَ ظَرْفِ ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے اور سِنِیْنِ تَمِیز ہے۔

ترجمہ

وَدَخَلَ	مَعَهُ	السِّجْنَ	فَتَيْنِ ط	قَالَ	أَحَدُهُمَا	إِنِّي
اور داخل ہوئے	ان کے ساتھ	قید خانہ میں	دونو جوان	کہا	دونوں میں سے ایک نے	کہ میں
أَرَانِي	أَعَصِرُ	خَمْرًا	وَقَالَ	الْأَخْرُ	إِنِّي	أَرَانِي
دیکھتا ہوں خود کو	(کہ) میں نچوڑتا ہوں	شراب	اور کہا	دوسرے نے	کہ میں	دیکھتا ہوں خود کو
أَحِلُّ	فَوْقَ رَأْسِي	خُبْرًا	تَأْكُلُ	الطَّيْرُ	مِنْهُ ط	نَبِّئْنَا
(کہ) میں اٹھاتا ہوں	اپنے سر کے اوپر	کچھ روٹی	کھاتے ہیں	پرندے	اس میں سے	تو خبر دے ہم کو
يَتَأْوِيلُهُ ؕ	إِنَّا	نَرَاكَ	مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝	قَالَ		
اس کے انجام (یعنی تعبیر) کی	بیشک ہم	دیکھتے ہیں تجھ کو	بزرگوں میں سے	انہوں نے کہا		
لَا يَأْتِيَنَّكَ	طَعَامٌ	تُرْزَقِينَ	إِلَّا	نَبِّئْنَا		
نہیں آئے گا تم دونوں کے پاس	وہ کھانا	جو تم دونوں کو دیا جاتا ہے	مگر (یہ) کہ	میں بتا دوں گا تم دونوں کو		
يَتَأْوِيلُهُ	قَبْلَ	أَنْ	يَأْتِيَنَّكَ ط	ذِكْمًا	مِنَّا	عَلَّمَنِي
اس کی تعبیر	اس سے پہلے	کہ	وہ آئے تمہارے پاس	یہ	اس میں سے ہے جس کا	علم دیا مجھ کو
رَبِّي ط	إِنِّي	تَرَكْتُ	مِلَّةَ قَوْمٍ	لَا يُؤْمِنُونَ	بِاللَّهِ	وَهُمْ
میرے رب نے	بیشک میں نے	چھوڑا	اس قوم کے مذہب کو	جو ایمان نہیں لاتے	اللہ پر	اور وہ لوگ
بِالْآخِرَةِ	هُمْ كَافِرُونَ ۝	وَأَتَّبَعْتُ	مِلَّةَ آبَائِي			
آخرت کا	ہی انکار کرنے والے ہیں	اور میں نے پیروی کی	اپنے آباء اجداد کے دین کی			
إِبْرَاهِيمَ	وَاسْحٰقَ	وَيَعْقُوبَ ط	مَا كَانَ	لَنَا	أَنْ	نُشْرِكَ
جواہر ابراہیم کا ہے	اور اسحاق کا ہے	اور یعقوب کا ہے	نہیں ہے	ہمارے لئے	کہ	ہم شریک کریں
بِاللَّهِ	مِنْ شَيْءٍ ط	ذَلِكَ	مِنْ فَضْلِ اللَّهِ	عَلَيْنَا	وَعَلَى النَّاسِ	وَلَكِنَّ
اللہ کے ساتھ	کسی بھی چیز کو	یہ	اللہ کے فضل میں سے ہے	ہم پر	اور لوگوں پر	اور لیکن

أَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَشْكُرُونَ ﴿٢٥﴾	يَصْرَجِي السَّجْنِ	ءَ	أَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ
لوگوں کی اکثریت	شکر نہیں کرتی	اے جیل کے دونوں ساتھیو	کیا	الگ الگ کئی پرورش کرنے والے
خَيْرٌ	أَمْرٌ	اللَّهُ الْوَاحِدُ	الْفَهَّارُ ﴿٢٦﴾	مَا تَعْبُدُونَ
بہتر ہیں	یا	واحد اللہ	جو پوری طرح غالب ہے	تم لوگ بندگی نہیں کرتے
إِلَّا	أَسْمَاءَ	سَبَّيْتُمُوهُمَا	أَنْتُمْ	وَأَبَاءُكُمْ
مگر	کچھ ایسے ناموں کی	تم لوگوں نے نام رکھے جن کے	تم نے	اور تمہارے آباء و اجداد نے
اللَّهُ	بِهَا	مِنْ سُلْطٰنٍ ط	إِن	الْحُكْمُ
اللہ نے	جس کی	کوئی بھی سند	نہیں ہے	فیصلہ کا اختیار
إِلَّا	إِيَّاهُ ط	ذٰلِكَ	الدِّينُ الْقَيِّمُ	وَلٰكِنَّ
مگر	اس کی ہی	یہ	ہی سیدھا دین ہے	اور لیکن
يَصْرَجِي السَّجْنِ	أَمَّا	أَحَدُكُمَا	فَيَسْقِي	رَبَّهُ
ایک جیل کے دونوں ساتھیو	وہ جو	تم دونوں میں سے ایک	تو وہ پلائے گا	اپنے آقا کو
الْآخَرَ	فَيَصْلُبُ	فَتَأْكُلُ	الظَّيْرُ	مِنْ رَّأْسِهِ ط
دوسرا ہے	تو وہ پھانسی دیا جائے گا	پھر کھائیں گے	پرندے	اس کے سر میں سے
الَّذِي	فِيهِ	تَسْقُتَانِ ﴿٢٧﴾	وَقَالَ	لِلَّذِي
وہ	جس کے بارے میں	تم دونوں پوچھتے ہو	اور انہوں نے کہا	اس سے جس کے لئے
أَنَّهُ	نَاجٍ	مِنْهُمَا	أَذْكُرْنِي	عِنْدَ رَبِّكَ ۚ
کہ وہ	نجات پانے والا ہے	دونوں میں سے	تم ذکر کرنا میرا	اپنے آقا کے پاس
الشَّيْطٰنُ	ذِكْرَ رَبِّهِ	فَلَيْتَ	فِي السَّجْنِ	بِضْعَ
شیطان نے	اپنے آقا سے ذکر کرنے کو	تو وہ رہے	جیل میں	چند
				سالوں (تک)

نوٹ-1

خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے آیات ۳۷ تا ۴۰ میں جو حضرت یوسفؑ کی تقریر دی ہے وہ اس پورے قصے کی جان ہے اور خود قرآن میں توحید کی بہترین تقریروں میں سے ہے۔ بائبل اور تلمود میں کہیں اس کا اشارہ تک نہیں ہے۔ وہ حضرت یوسفؑ کو محض ایک دانشمند اور پرہیزگار آدمی کی حیثیت سے پیش کرتی ہیں، مگر قرآن نہ صرف ان کی سیرت کے ان پہلوؤں کو زیادہ روشن کر کے پیش کرتا ہے، بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ وہ ایک پیغمبرانہ مشن رکھتے تھے۔ اور اس کی دعوت کا کام انہوں نے قید میں ہی شروع کر دیا تھا۔ پھر حضرت یوسفؑ نے جس طرح اپنی تبلیغ کے لئے موقع نکالا اس میں ہم کو حکمت تبلیغ کا ایک سبق ملتا ہے۔ دو آدمی اپنے خواب کی تعبیر پوچھتے ہیں۔ جواب

میں آپؐ فرماتے ہیں کہ تعبیر تو میں تمہیں ضرور بتاؤں گا مگر پہلے یہ سن لو کہ یہ علم کچھ کہاں سے ملا ہے۔ یہ ان علوم میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے دیا ہے۔ اس طرح ان کی بات میں سے اپنی بات کہنے کا موقع نکال کر آپؐ ان کے سامنے اپنا دین پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر کسی کے دل میں تبلیغ حق کی دھن سمائی ہو اور وہ حکمت بھی رکھتا ہو تو کیسی خوبصورتی کے ساتھ وہ گفتگو کا رخ اپنی دعوت کی طرف پھیر سکتا ہے۔ البتہ بہت فرق ہے حکیم کی موقع شناسی میں اور ایک نادان مبلغ کی بھونڈی تبلیغ میں جو موقع محل کا لحاظ کئے بغیر لوگوں کے کاٹوں میں اپنی دعوت ٹھونسنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر لپچڑپن اور جھگڑالوپن سے انہیں الٹ متنفر کر کے چھوڑتا ہے۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (43 تا 49)

س م ن

(س)

سَمَنًا

موٹا ہونا۔ فربہ ہونا۔

سَمِينًا

نَجِ سَمَانٌ - فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ موٹا۔ فربہ۔ زیر مطالعہ آیت - 43

اِسْمَانًا

(افعال)

موٹا کرنا۔ ﴿لَا يُسَبِّحُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ ط﴾ (88/ الغاشیہ: 7) ”وہ نہ موٹا کرے اور نہ ہی بے نیاز کرے بھوک سے۔“

ع ج ف

(س)

عَجَفًا

دبلا ہونا۔ پتلا یا باریک ہونا۔

عَجْفٌ

نَجِ عِجَافٌ - صفت ہے۔ دبلا۔ زیر مطالعہ آیت - 43

غ ی ث

(ض)

غَيْثًا

بارش برسانا۔ زیر مطالعہ آیت - 39

غَيْثٌ

اسم ذات بھی ہے۔ بارش۔ ﴿وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ج﴾ (31/ لقمان: 34) ”اور وہ اتارتا ہے بارش کو۔“

ض غ ث

(ف)

ضَغْنًا

(۱) بات کو خلط ملط کرنا۔ (۲) سوکھی اور ہری گھاس کو ملانا۔

ضِعْثٌ

نَجِ اَضْغَاثٌ (۱) پر اگندہ خیالات۔ زیر مطالعہ آیت - 44۔ (۲) سوکھی اور ہری گھاس کا مٹھا۔ ﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا﴾ (38/ ص: 44) ”اور آپؐ پکڑیں ایک مٹھی گھاس۔“

ترجمہ

وَقَالَ	اَلْهَلِكُ	اِنَّجْ	اَزَى	سَبَّعْ	بَقَرَاتٍ سَبَانٍ	يَا كَاهُنَّ
اور کہا	اُس بادشاہ نے	کہ میں	دیکھتا ہوں (خواب میں)	سات	موٹی گائیں	کہاتی ہیں ان کو
سَبَّعْ	عِجَافٌ	وَسَبَّعْ	سُنْبُلَاتٍ حُضِرٍ	وَاٰخَرَ	يَبْسُطُ ط	يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ
سات	دبلی (گائیں)	اور سات	سبز خوشے	اور دوسرے	سوکھے	اے سردارو

اَفْتُونِي	فِي رُءْيَايَ	اِنْ	كُنْتُمْ	لِلرُّءْيَا	تَعْبُرُونَ ﴿٣٩﴾	قَالُوا
تم لوگ بتاؤ مجھ کو	میرے خواب (کے بارے) میں	اگر	تم لوگ	خواب کی	تعبیر بتاتے ہو	انہوں نے کہا
اَضَعَاكَ اَحْلَامُ ۚ	وَمَا نَحْنُ	بِتَاوِيلِ الْاَحْلَامِ	بِعِلْمَيْنِ ﴿٤٠﴾	وَقَالَ		
یہ خیالی خواب ہیں	اور ہم نہیں ہیں	ایسے خوابوں کی تعبیر کے	جاننے والے	اور کہا		
الَّذِي	نَجَا	مِنْهُمَا	وَاذْكُرْ	بَعْدَ اُمَّةٍ	اَنَا	اُنْبِئْكُمْ
اس نے جس نے	نجات پائی	ان دونوں میں سے	اور اس نے یاد کیا	ایک مدت کے بعد	میں	خبر دوں گا تم لوگوں کو
بِتَاوِيلِهِ	فَارْسَلُونِ ﴿٤١﴾	يُوسُفَ	اِيْهَا الصِّدِّيقُ	اَفْتِنَا	فِي سَنَجِ بَقَرَاتِ سِمَانَ	
اس کی تعبیر کی	پس تم لوگ بھیجو مجھ کو	یوسف	اے سچے	آپ بتائیں ہم کو	سات موٹی گائیوں (کے بارے) میں	
يَا كَاهُنَّ	سَبْعُ عَجَافٍ		وَسَبْعُ سُنْبُلَاتٍ خُضِرٍ	وَاٰخَرُ	يُوسُفُ	
کھاتی ہیں ان کو	سات دہلی (گائیں)		اور سات سبز خوشوں (کے بارے میں)	اور دوسرے	سوکھے	
لَعَلِّي	اَنْجِعُ	اِلَى النَّاسِ	لَعَلَّهُمْ	يَعْلَمُونَ ﴿٤٢﴾	قَالَ	تَزْرَعُونَ
شائد میں	لوٹوں	لوگوں کی طرف	شائد وہ لوگ	جان لیں	انہوں نے کہا	تم لوگ کھیتی اگاؤ گے
سَبْعَ سِنِينَ	دَابَّاءَ	فَمَا	حَصَدْتُمْ	فَذَرُوهُ	فِي سُنْبُلَةٍ	اِلَّا قَلِيْلًا
سات سال	لگا تار	پھر جو	تم لوگ کاٹو	تو چھوڑ دو اس کو	اس کے خوشے میں	مگر تھوڑا سا
تَاْكُلُوْنَ ﴿٤٣﴾	ثُمَّ	يَأْتِي	مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ	سَبْعَ شِدَادٍ	يَاْكُلْنَ	مَا
تم لوگ کھاؤ گے	پھر	آئیں گے	اس کے بعد	سات شدید (سال)	وہ کھائیں گے	اس کو جو
قَدَّمْتُمْ	لَهُنَّ	اِلَّا	قَلِيْلًا	مِمَّا	تُحْصِنُونَ ﴿٤٤﴾	
تم لوگوں نے آگے بھیجا (یعنی بچا رکھا)	ان (سالوں) کے لیے	مگر	تھوڑا سا	اس میں سے جو	تم لوگ محفوظ رکھو گے (بچ کے لئے)	
ثُمَّ	يَأْتِي	مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ	عَامٌ	فِيْهِ	يُعَاثُ	
پھر	آئے گا	اس کے بعد	ایک ایسا سال	جس میں	بارش برسائی جائے گی	
النَّاسُ	وَفِيْهِ	يَعْصِرُونَ ﴿٤٥﴾				
لوگوں پر	اور اس میں	وہ لوگ رس نچڑیں گے				

آیت نمبر (50 تا 57)

ب و ل

(ن)

بَوَّالًا

اند رکی چیز کو باہر نکالنا۔ جیسے بلغم تھوکننا، ناک صاف کرنا وغیرہ۔

بَآءُ

(۱) دل میں چھپی ہوئی بات - حقیقت - زیر مطالعہ آیت - ۵۰ - (۲) ظاہری حالت - حال -
﴿سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ﴾ (47/ محمد: 5) ”وہ ہدایت دے گا ان کو اور اصلاح کرے
گا ان کے حال کی۔“

ح ح ح ح

(رباعی)

ترکیب

حَصَصَةً پوشیدہ بات کا ظاہر ہونا - سامنے آنا - زیر مطالعہ آیت 51 -

(آیت - 51) مابتدا خَطْبُكُنَّ خبر ہے، لیکن اِذْ کی وجہ سے اس جملہ اسمیہ کا ترجمہ ماضی میں ہوگا - (آیت - 52) - لِيَعْلَمَ
کی ضمیر فاعلی عزیز مصر کے لئے ہے - اور اُنَّ کی ضمیر متکلم حضرت یوسفؑ کے لئے ہے - (آیت - 53) اِلَّا مَا رَحِمَ میں جو مَا
ہے، اس کے لئے حافظ احمد یار صاحب مرحوم کی ترجیح یہ ہے کہ اس کو مَا ظرفیہ مانا جائے جیسے مَا دَامَ میں ہے -

ترجمہ

وَقَالَ	الْهَلِكُ	اَتْتُونِي	بِهِ	فَالَمَّا	جَاءَهُ	الرَّسُولُ	قَالَ
اور کہا	اس بادشاہ نے	تم لوگ لاؤ میرے پاس	اس کو	پھر جب	آیا ان کے پاس	پیغام لانے والا	تو انہوں نے کہا
اَرْجِعْ	اِلَى رَجُلِكَ	فَسَلِّهُ	مَا بَالُ النِّسْوَةِ الَّتِي	قَطَعْنَ	اَيَّدِيَهُنَّ	اَيَّدِيَهُنَّ	اَيَّدِيَهُنَّ
تو واپس جا	اپنے آقا کی طرف	پھر پوچھ اس سے	ان عورتوں کی کیا حقیقت ہے جنہوں نے	کاٹا	اپنے ہاتھوں کو	اپنے ہاتھوں کو	اپنے ہاتھوں کو
اِنَّ	رَبِّي	يَكِيدُ هُنَّ	عَلَيْهِنَّ ۝۵	قَالَ	مَا	حَطْبُكُنَّ	حَطْبُكُنَّ
بیشک	میرا رب	ان عورتوں کی چال بازی کو	جاننے والا ہے	(بادشاہ نے) کہا	کیا	تم عورتوں کی حقیقت ہے	تم عورتوں کی حقیقت ہے
اِذْ	رَاَوْدُثُنَّ	يُوسُفَ	عَنْ نَفْسِهِ	قُلْنَ	حَاشَ لِلّٰهِ	مَا عَلِمْنَا	مَا عَلِمْنَا
جب	تم عورتوں نے پھسلا یا	یوسف کو	اس کے نفس سے	انہوں نے کہا	پاکیزگی اللہ کی ہے	ہم نے نہیں جانی	ہم نے نہیں جانی
عَلَيْهِ	مِنْ سُوِّءٍ	قَالَتْ	اَمْرَاۤتُ الْعَزِيزِ	اَلنَّ	حَصَصَ	الْحَقُّ	اَنَا
اس کے بارے میں	کوئی بھی برائی	کہا	عزیز کی عورت نے	اب	سامنے آ گیا	حق	میں نے
رَاَوْدُثُهُ	عَنْ نَفْسِهِ	وَارَاۤهُ	لَيَوْنَ	الضُّدِّ قَيْنَ ۝۶	ذٰلِكَ	یہ (اس لئے) ہے	یہ (اس لئے) ہے
پھسلا یا اس کو	اس کے نفس سے	اور بیشک وہ	یقیناً	سچ کہنے والوں سے ہے	یہ (اس لئے) ہے	یہ (اس لئے) ہے	یہ (اس لئے) ہے
لِيَعْلَمَ	اِنِّي	لَمْ اَخْذُهُ	بِالْغَيْبِ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	اللّٰهَ	اللّٰهَ
تا کہ وہ (عزیز مصر) جان لے	کہ میں (یوسفؑ) نے	اس کی خیانت نہیں کی	پوشیدگی میں	اور یہ کہ	اللہ	اللہ	اللہ
لَا يَهْدِي	كَيْدَ الْخَائِنِينَ	وَمَا اُبْرِئِي	نَفْسِي	اِنَّ	النَّفْسَ	النَّفْسَ	النَّفْسَ
منزل تک نہیں پہنچاتا	خیانت کرنے والوں کی چال بازی کو	اور میں بری نہیں کرتا	اپنے نفس کو	بیشک	نفس	نفس	نفس
لَا مَرَارَةً	بِالسُّوِّءِ	اِلَّا	مَا	رَحِمَ	رَبِّي	عَفْوٌ	رَحِيمٌ ۝۷
یقیناً بار بار اس نے والا ہے	برائی پر	مگر	جب	رحم کرے	میرا رب	بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا

وَقَالَ	الْمَلِكُ	اَتُوءِي	بِهِ	اَسْتَخْلَصُهُ	لِنَفْسِي	فَلَمَّا
اور کہا	اس بادشاہ نے	لاؤ میرے پاس	اس کو	میں چن لوں گا اس کو	اپنے لئے	پھر جب
كَلِمَةً	قَالَ	اِنَّكَ	الْيَوْمَ	لَدَيْنَا	مَكِينٌ اَمِينٌ ﴿٥٧﴾	قَالَ
اس نے بات کی ان سے	تو اس نے کہا	بیشک تو	آج سے	ہمارے پاس	ایک امانتدار معزز ہے	انہوں نے کہا
اجْعَلْنِي	عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ	رَاقِي		حَفِیْظٌ عَلِيمٌ ﴿٥٨﴾	وَكُنْ لَكَ	
تو بنادے مجھ کو	زمین کے خزانوں پر (وزیر)	بیشک میں		علم رکھنے والا نگران ہوں	اس طرح	
مَكَّنَا	لِيُؤَسِّفَ	فِي الْأَرْضِ	يَتَّبِعُوا	مِنْهَا	حَيْثُ	
ہم نے اختیار دیا	یوسفؑ کو	اس سرزمین میں	(کہ) وہ اقامت اختیار کریں	اُس میں سے	جہاں	
يَشَاءُ	نُصِيبُ	بِرَحْمَتِنَا	مَنْ	نُشَاءُ	وَلَا نُضِيعُ	اَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٩﴾
وہ چاہیں	ہم پہنچاتے ہیں	اپنی رحمت کو	اسے جسے	ہم چاہتے ہیں	اور ہم ضائع نہیں کرتے	خوب کاروں کے اجر کو
وَلَا جُرْ الْآخِرَةِ	حَيٍّ	لِّلَّذِينَ	اٰمَنُوْا	وَكَاوُوا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٠﴾		
اور یقیناً آخرت کا اجر	بہتر ہے	ان کے لئے جو	ایمان لائے	اور تقویٰ کرتے رہے		

نوٹ-1

آیت نمبر ۵۰ تک جو کچھ قرآن نے بیان کیا ہے اس کا کوئی ذکر بائبل اور تلمود میں نہیں ہے، حالانکہ وہ اس قصہ کا ایک بڑا ہی اہم باب ہے۔ بائبل کا بیان ہے کہ بادشاہ کی طلبی پر حضرت یوسفؑ فوراً چلنے کو تیار ہو گئے۔ تلمود اس سے بھی زیادہ گھٹیا صورت میں اس واقعے کو پیش کرتی ہے، اس کا بیان ہے کہ بادشاہ نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ یوسفؑ کو میرے حضور پیش کرو۔ چنانچہ شاہی کارندوں نے یوسفؑ کو قید سے نکالا حجامت بنوائی، کپڑے بدلوائے اور دربار میں لا کر پیش کر دیا، وہاں زرو جو اہر کی چمک دمک اور دربار کی شان دیکھ کر یوسفؑ ہکا بکا رہ گیا۔ شاہی تخت کی سات سیڑھیاں تھیں۔ قاعدہ یہ تھا کہ جب کوئی معزز آدمی بادشاہ سے کءھ عرض کرنا چاہتا تھا تو وہ چھ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جاتا اور بادشاہ سے ہم کلام ہوتا۔ اور ادنیٰ طبقہ کا کوئی آدمی بلایا جاتا تو وہ نیچے کھڑا رہتا اور بادشاہ تیسری سیڑھی تک اتر کر اس سے بات کرتا۔ یوسفؑ اس قاعدے کے مطابق نیچے کھڑا ہوا اور زمین بوس ہو کر اس نے بادشاہ کو سلامی دی اور بادشاہ نے تیسری سیڑھی تک اتر کر اس سے گفتگو کی۔ اس تصویر میں بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر کو جتنا گرا کر پیش کیا ہے اس کو نگاہ میں رکھئے اور پھر دیکھئے کہ قرآن ان کی قید سے نکلنے اور بادشاہ سے ملنے کا واقعہ کس شان کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اب یہ فیصلہ کرنا ہر صاحب نظر کا اپنا کام ہے کہ ان دونوں تصویروں میں سے کون سی تصویر پیغمبری کے مرتبے سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (58 تا 64)

ج ہ ز

(ف)

جَهْرًا

کسی ادھورے کام کو پورا کرنا جیسے زخمی کو مار کر اس کا کام تمام کر دینا۔



کسی کی ضرورت پوری کرنے والا سامان۔ زیر مطالعہ آیت۔ 59 ﴿۵۹﴾
کسی کے لئے ضرورت کا سامان مہیا کرنا۔ تیار کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 59۔

جَهَّازٌ

تَجْهِيْزًا

(تفعیل)

ر ح ل

(ف)

رَحْلًا

رَحْلٌ

رَحْلَةٌ

(۱) اونٹ یا گھوڑے کی پیٹھ پر کجاوہ باندھنا۔ (۲) سفر کرنا۔

نَجْرٍ حَالٍ۔ سامان رکھنے کا تھیلا یا بوری وغیرہ۔ زیر مطالعہ آیت 62۔

کوچ۔ سفر۔ ﴿رَحْلَةُ الشَّتَاءِ وَالصَّيْفِ﴾ (106 / القریش: 2) ”جاڑے اور گرمی کا سفر۔“

(آیت۔ 63) نَكْتَلُ۔ باب افتعال کا مضارع مجزوم ہے جو فعل امر اَرْسِلْ کا جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔

ترکیب

ترجمہ

وَجَاءَ	اِخْوَتُهُ يُوْسُفَ	فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ	فَعَرَفَهُمْ
اور آئے	یوسف کے بھائی	پھر وہ لوگ داخل ہوئے ان پر (یعنی حاضر ہوئے)	تو انہوں نے پہچانا ان لوگوں کو
وَهُمْ	لَهُ	مُنْكَرُوْنَ ﴿۵۹﴾	وَلَمَّا
اور وہ لوگ	ان کو	نہ پہچاننے والے تھے	اور جب
قَالَ	اَنْتُوْنِیْ	بَاِخٍ لَّكُمْ	مِّنْ اٰیٰتِکُمْ
تو انہوں نے کہا	تم لوگ آنا میرے پاس	اپنے اس بھائی کے ساتھ جو	تمہارے والد سے ہے
اَوْفِیْ	اَلْکَیْلِ	وَ اَنَا	خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۶۰﴾
پورا کرتا ہوں	پیمانہ بھرنے کو	اور میں	مہمان نوازی خوب کرتا ہوں
بِهٖ	فَلَا کَیْلَ	لَّكُمْ	عِنْدِیْ
اس کے ساتھ	تو کوئی پیمانہ بھرنے کا نہیں ہے	تمہارے لئے	میرے پاس
سَنُرٰوْدُ	عَنْهُ	اٰبَاہٖ	وَ اِنَّا
ہم پھسلائیں گے	اس کو (روکنے) سے	اس کے والد کو	اور بیشک ہم
لِفِیْثِیْنِہٖ	اَجْعَلُوْا	بِضَاعَتَهُمْ	فِیْ رَحٰلِہُمْ
اپنے نو جوان خادموں سے	تم لوگ رکھ دو	ان کی پونجی کو	ان کی بوریوں میں
یَعْرِفُوْنَہَا	اِذَا	اِنْقَلَبُوْا	اِلٰی اٰہْلِہُمْ
پہچانیں اس کو	جب	وہ لوگ پلٹیں	اپنے گھر والوں کی طرف
رَجَعُوْا	اِلٰی اٰبِیْہُمْ	قَالُوْا	یٰۤاَبَا نَا
وہ لوگ واپس پہنچے	اپنے والد کے پاس	تو ان لوگوں نے کہا	اے ہمارے والد
			روکا گیا
			ہم سے
			پیمانہ بھرنے کو
			تو آپ بھیجیں

مَعْنًا	اَحَانَا	نَكْتَلُ	وَإِنَّا	لَهُ	لِحِفْظُونَ ﴿٦٥﴾
ہمارے ساتھ	ہمارے بھائی کو	تو ہم اپنے لئے پیانا بھریں	اور بیشک ہم	اس کی	یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں
قَالَ	هَلْ	أَمْنُكُمْ	عَلَيْهِ	إِلَّا	كَمَا
(یعقوبؑ نے) کہا	کیا	میں اعتبار کروں تم لوگوں کا	اس (بات) پر	سوائے اس کے کہ	جس طرح
عَلَىٰ أَخِيهِ	مِنْ قَبْلُ	فَاللَّهُ	خَيْرٌ	حِفْظًا	وَهُوَ
اس کے بھائی کے بارے میں	اس سے پہلے	پس اللہ	سب سے بہتر ہے	بطور حفاظت کرنے والے کے	اور وہ
أَرْحَمَ الرَّحِمِينَ ﴿٦٦﴾					
رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے					

نوٹ-1

آیت ۵۹-۶۰ کو سمجھنے کے لئے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ قحط کے زمانے میں مصر میں غلہ کی ضابطہ بندی تھی اور ہر شخص ایک مقرر مقدار میں غلہ لے سکتا تھا۔ غلہ لینے کے لئے دس بھائی آئے تھے مگر وہ اپنے والد اور اپنے گیارہویں بھائی کا حصہ بھی مانگتے ہوں گے۔ اس پر حضرت یوسفؑ نے کہا ہوگا کہ تمہارے والد کے نہ آنے کا عذر تو معقول ہو سکتا ہے کہ وہ بہت بوڑھے اور نابینا ہیں مگر بھائی کے نہ آنے کا معقول سبب نہیں ہے۔ اس وقت تو ہم تمہاری زبان کا اعتبار کر کے پورا غلہ دے دیتے ہیں مگر آئندہ اگر تم اس کو ساتھ نہ لائے تو تمہارا اعتبار جاتا رہے گا اور تمہیں یہاں سے کوئی غلہ نہیں مل سکے گا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ-2

حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کی پونجی ان کے سامان میں رکھوا دی تھی۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ ابن کثیر نے اس کے کئی احتمال بیان کئے ہیں۔ ایک یہ کہ ان کو خیال آیا کہ شاید ان کے بھائیوں کے پاس اس نقد اور زیور کے سوا اور کچھ نہ ہو تو پھر دوبارہ غلہ لینے کے لئے نہیں آسکیں گے۔ دوسرے یہ کہ اپنے والد اور بھائیوں سے کھانے کی قیمت لینا گوارہ نہ ہو۔ اس لئے شاہی خزانہ میں اپنے پاس سے رقم جمع کر کے ان کی رقم واپس کر دی۔ تیسرے یہ کہ وہ جانتے تھے کہ جب ان کی پونجی ان کو واپس ملے گی اور والد کو علم ہوگا تو وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اُس پونجی کو مصری خزانے کی امانت سمجھ کر ضرور واپس بھیجیں گے۔ اس طرح بھائیوں کا واپس آنا یقینی ہو جائے گا۔ بہر حال حضرت یوسفؑ نے یہ انتظام اس لئے کیا کہ آئندہ بھی بھائیوں کے آنے کا سلسلہ جاری رہے اور اپنے سگے جھوٹے بھائی سے ملاقات بھی ہو جائے۔ (منقول از معارف القرآن)

آیت نمبر (65 تا 68)

م ی ر

(ض)

ب ع ر

(س)

کسی کے لئے خوراک لانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 65

مَيِّرًا

اونٹ کا چار سال یا نو سال کا ہونا۔

بَعْرًا

بَعِيرٌ

ح و ج
(ن)

ضرورت مند ہونا۔ کسی چیز کی خواہش کرنا۔

حَوْجًا

حَاجَةً

ایسی ضرورت جس کی دل میں خواہش ہو۔ (۱) ضرورت (۲) دلی خواہش۔ زیر مطالعہ

آیت۔ 68

ترکیب

(آیت 65) نَزَّ دَاؤُ در اصل مادہ ”ز ی د“ سے باب افتعال کے مضارع کا جمع متکلم کا صیغہ ہے۔ جو اصل میں نَزَّ تَادُ تَهَاتَاءُ افتعال کی ”ت“ کو دال سے بدل دیا گیا ہے۔ (آیت 67) يَبْنِي در اصل يَبْنِيْن تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون گرا تو بَنَى باقی بچی۔ اس پر مضاف الیہ یائے متکلم داخل ہوئی تو بَنَى ہو گیا۔ (آیت 68) قَضَاهَا کی ضمیر فاعلی هُو کی ضمیر ہے جو یعقوب کے لئے ہے اور ہا کی ضمیر مفعولی حَاجَةً کے لئے ہے۔

ترجمہ

وَلَمَّا	فَتَحُّوْا	مَتَاعَهُمْ	وَجَدُوْا	بِضَاعَتَهُمْ	رُدَّتْ	إِلَيْهِمْ
اور جب	انہوں نے کھولا	اپنے سامان کو	تو انہوں نے پایا	اپنی پونجی کو	جولوٹائی گئی	ان کی طرف
قَالُوْا	يَا بَاكَآ	مَا تَبْنِيْ	هٰذِهِ	بِضَاعَتُنَا	رُدَّتْ	إِلَيْنَا
انہوں نے کہا	اے ہمارے باپ	ہم (اور) کیا چاہیں	یہ	ہماری پونجی ہے	جولوٹائی گئی	ہماری طرف
وَنَمِيْرٌ	أَهْلُنَا	وَنَحْفَظُ	أَخَانَا	وَنَزْدَادُ		
اور ہم خوراک لائیں گے	اپنے گھر والوں کے لئے	اور ہم حفاظت کریں گے	اپنے بھائی کی	اور ہم زیادہ ہوں گے		
كَيْلَ بَعِيْرٍ ط	ذٰلِكَ	كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ۝۱۵	قَالَ	كُنْ أَرْسَلُهُ		
ایک اونٹ کے پیمانے (بوجھ) کے لحاظ سے	یہ	آسان پیمانہ بھرنا ہے	انہوں نے کہا	میں ہرگز نہیں بھیجوں گا اس کو		
مَعَكُمْ	حَتَّىٰ	تَوْتُوْنَ	مَوْثِقًا	مِّنَ اللّٰهِ	لَتَأْتِيَنَّيْ	
تم لوگوں کے ساتھ	یہاں تک کہ	تم لوگ دو مجھ کو	ایک پختہ وعدہ	اللہ سے	(کہ) تم لوگ لازماً آؤ گے میرے پاس	
بِهٖ	إِلَّا أَنْ	يُّحَاطَ	بِكُمْ ج	فَلَمَّا	أَتَوْهُ	مَوْثِقَهُمْ
اس کے ساتھ	سوائے اس کے کہ	گھیر لیا جائے	تم لوگوں کو	پھر جب	ان لوگوں نے دیا ان کو	اپنا پختہ وعدہ
قَالَ	اللّٰهُ	عَلَىٰ مَا	نَقُولُ	وَكَيْلٌ ۝۱۶	وَقَالَ	يَبْنِيْ
تو انہوں نے کہا	اللہ	اس پر جو	ہم کہتے ہیں	نگہبان ہے	اور انہوں نے کہا	اے میرے بیٹو
لَا تَدْخُلُوْا	مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ	وَادْخُلُوْا	مِنْ أَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ط			
تم لوگ داخل مت ہونا	ایک دروازے سے	اور تم لوگ داخل ہونا	الگ الگ دروازوں سے			
وَمَا أَعْغِي	عَنْكُمْ	مِّنَ اللّٰهِ	مِنْ شَيْءٍ ط	إِنْ	الْحُكْمُ	إِلَّا
اور میں کام نہیں آؤں گا	تمہارے	اللہ سے	کسی بھی چیز سے	نہیں ہے	حکم دینا	مگر
						اللہ کے لئے

عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ	وَعَلَيْهِ	فَلْيَتَوَكَّلْ	الْمُتَوَكِّلُونَ	وَلَمَّا
اس پر ہی	میں نے بھروسہ کیا	اور اس پر ہی	پس چاہیے کہ بھروسہ کریں	بھروسہ کرنے والے	اور جب
دَخَلُوا	مِنْ حَيْثُ	أَمْرَهُمْ	أَبُوهُمْ	مَا كَانَ	يُعْنِي
وہ داخل ہوئے	جہاں سے	حکم دیا ان کو	ان کے والد نے	تو وہ نہیں تھا (کہ)	کام آتا
مِنْ شَيْءٍ	إِلَّا	حَاجَةً	فِي نَفْسٍ يَعْقُوبَ	قَضَاهَا	وَأِنَّهُ
کسی بھی چیز سے	مگر	ایک خواہش	یعقوب کے جی میں	انہوں نے پورا کیا اس کو	اور بیشک وہ
لَذَوْعِلْمٍ	لَمَّا	عَلَّمْنَاهُ	وَلَكِنَّ	أَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَعْلَمُونَ
یقیناً صاحب علم تھے	اس کے جو	ہم نے علم دیا ان کو	اور لیکن	لوگوں کے اکثر	جانتے نہیں ہیں۔

نوٹ-1

آیت- ۶۸ میں ہے کہ حضرت یعقوب صاحب علم تھے اور یہ علم اللہ نے ان کو دیا تھا، لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تدبیر اور توکل کے درمیان اتنا ٹھیک اور صحیح توازن جو حضرت یعقوب کے مذکورہ بالا اقوال میں پایا جاتا ہے۔ وہ دراصل اس علم حقیقت کا فیض ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیا تھا۔ ایک طرف وہ عالم اسباب کے قوانین کے مطابق تمام ایسی تدبیریں کرتے ہیں جو عقل و فکر اور تجربہ کی بنیاد پر اختیار کرنی ممکن تھیں۔ بیٹوں کا ان کا پہلا جرم یاد دلا کر تنبیہ کرتے ہیں، خدا کے نام پر عہد و پیمان لیتے ہیں اور وقت کے سیاسی حالات کے تحت تاکید کرتے ہیں کہ تم سب ایک دروازے سے داخل مت ہونا۔ مگر دوسری طرف بار بار اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ کوئی انسانی تدبیر اللہ کی مشیت کو نافذ ہونے سے نہیں روک سکتی۔ اور اصل حفاظت اللہ کی حفاظت ہے اور بھروسہ اپنی تدبیروں پر نہیں بلکہ اللہ ہی کے فضل پر ہونا چاہئے۔

اپنی باتوں اور اپنے کاموں میں یہ صحیح توازن صرف وہی شخص قائم کر سکتا ہے جو حقیقت کا علم رکھتا ہو۔ جو یہ بھی جانتا ہو کہ دنیا کے ظاہری اسباب و عدل کے نظام کے پیچھے اصل کارفرما طاقت کون سی ہے اور اس کے ہوتے ہوئے اپنی سعی و عمل پر انسان کا بھروسہ کس قدر بے بنیاد ہے۔ یہی وہ بات ہے جس کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (69 تا 76)

ع ی ر

(ض)

عَيَّرَا

عَيَّرُوْا

ادھر ادھر آنا جانا۔

قافلہ۔ زیر مطالعہ آیت- 70

ف ق د

(ض)

فُقِدَانَا

(۱) کسی چیز کا گم ہو جانا۔ (۲) کسی چیز کو نہ پانا۔ زیر مطالعہ آیت- 71۔

1069

(تَفَعَّلَ)

تَفَقَّدًا

(۱) تلاش کرنا۔ (۲) کسی چیز کا جائزہ لینا کہ کچھ کم یا کم تو نہیں ہوا۔

﴿وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ﴾ (27/ النمل: 20) ”اور اس نے جائزہ لیا پرندوں کا۔“

ص و ع

(ن)

صَوَّعًا

کسی پیمانے سے ناپنا۔

صَوَّاعٌ

پینے کا پیالہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 72۔

و ع ی

(ض)

وَعِيًا

جمع کرنا۔ یاد رکھنا۔ ﴿لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُنْذُنٌ وَآعِيَةٌ﴾ (69/ المائدة: 12) ”(تاکہ ہم بنائیں اس کو تمہارے لئے ایک یاد دہانی اور تاکہ یاد رکھیں اس کو یاد رکھنے والے کان۔“

وَاعِيَةٌ

اسم الفاعل وَلِعٍ کا مونث ہے۔ یاد رکھنے والا۔ اور آیت۔ 12/ 69 دیکھیں۔

وِعَاءٌ

إِيعَاءٌ

(افعال)

جِائِزٌ اور عِيَّةٌ۔ وہ چیز جس میں کوئی چیز جمع کی جائے۔ تھیلا۔ بوری وغیرہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 76۔ جمع کی ہوئی چیز کو محفوظ رکھنا۔ ﴿وَجَمَعَ فَأَوْعَى﴾ (70/ المعارج: 18) ”اور اس نے جمع کیا پھر محفوظ رکھا۔“

ترجمہ

وَلَمَّا	دَخَلُوا	عَلَى يُوسُفَ	أَوْى	إِلَيْهِ	أَخَاهُ
اور جب	وہ لوگ داخل (حاضر) ہوئے	یوسف پر	تو انہوں نے جگہ دی	اپنے پاس	اپنے بھائی کو
قَالَ	إِنِّي أَنَا	أَخُوكَ	فَلَا تَبْتَئِسْ	بِسَا	
(پھر) انہوں نے کہا	کہ میں ہی	تمہارا بھائی ہوں	پس تم دل برداشتہ مت ہو	اس سے جو	
كَانُوا يَعْبَدُونَ ۝۱۹	فَلَمَّا	جَهَّزَهُمْ	بِجَهَّازِهِمْ	جَعَلَ	
یہ لوگ کرتے تھے	پھر جب	انہوں نے تیار کیا ان کے لئے	ان ضرورت کے سامان کو	تو انہوں نے رکھا	
السَّقَايَةِ	فِي رَحْلِ أَخِيهِ	ثُمَّ	أَذَّنَ	مُؤَذِّنٌ	أَيُّهَا الْعَبِيدُ
پینے کے پیالے کو	اپنے بھائی کے تھیلے میں	پھر	پکارا	ایک پکارنے والے نے	اے قافلے والو
إِنَّكُمْ	لَسَرِقُونَ ۝۲۰	قَالُوا	وَأَقْبَلُوا	عَلَيْهِمْ	مَّاذَا
بیشک تم لوگ	یقیناً چوری کرنے والے ہو	ان لوگوں نے کہا	اور وہ لوگ سامنے ہوئے	ان کے	وہ کیا ہے جو
تَفَقَّدُونَ ۝۲۱	قَالُوا	نَفَقْدُ	صَوَّاعَ الْمَلِكِ	وَلَمَّا	جَاءَ بِهِ
تم لوگ نہیں پاتے	ان لوگوں نے کہا	ہم نہیں پاتے	بادشاہ کا پینے کا پیالہ	اور اس کے لئے جو	لائے گا اس کو
حِمْلُ بَعِيرٍ	وَأَنَا	بِهِ	زَعِيمٌ ۝۲۲	قَالُوا	تَاللَّهِ
ایک اونٹ کا بوجھ (انعام) ہے	اور میں	اس کا	ضامن ہوں	ان لوگوں نے کہا	اللہ کی قسم
					بیشک تم لوگ جان چکے ہو

مَا جِئْنَا	لِنُفْسِدَ	فِي الْأَرْضِ	وَمَا كُنَّا	سَرِقِينَ ﴿٥٦﴾	قَالُوا	فَمَا
ہم نہیں آئے	فساد مچانے	زمین میں	اور ہم نہیں ہیں	چوری کرنے والے	ان لوگوں نے کہا	تو کیا

جَزَاؤُهُ	إِنْ	كُنْتُمْ	كَاذِبِينَ ﴿٥٧﴾	قَالُوا	جَزَاؤُهُ	مَنْ	وُجِدَ
اس کا بدلہ ہے	اگر	تم لوگ	جھوٹ کہنے والے ہو	ان لوگوں نے کہا	اس کا بدلہ	وہ ہے	وہ (پیالہ) پایا گیا

فِي رَحْلِهِ	فَهُوَ	جَزَاؤُهُ	كَذَلِكَ	نَجْزِي	الظَّالِمِينَ ﴿٥٨﴾
جس کے تھیلے میں	تو وہ ہی	اس کا بدلہ ہے	اس طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں	ظلم کرنے والوں کو

فَبَدَأَ	بِأَوْعِيَّتِهِمْ	قَبْلَ وِعَاءِ آخِيهِ	ثُمَّ	اسْتَخْرَجَهَا
تو انہوں نے ابتدا کی	ان لوگوں کے تھیلوں (کی تلاشی) سے	اپنے بھائی کے تھیلے سے پہلے	پھر	انہوں نے نکالا اس (پیالے) کو

مِنْ وِعَاءِ آخِيهِ	كَذَلِكَ	كَدْنَا	لِيُؤْسَفَ	مَا كَانَ
اپنے بھائی کے تھیلے سے	اس طرح	ہم نے (یعنی اللہ نے) خفیہ تدبیر کی	یوسف کے لئے	(ممکن) نہیں تھا

لِيَأْخُذَ	أَحَاةُ	فِي دِينِ الْمَلِكِ	إِلَّا أَنْ	يَشَاءَ	اللَّهُ	نَرْفَعُ
کہ وہ پکڑیں	اپنے بھائی کو	بادشاہ کے دستور میں	سوائے اس کے کہ (جو)	چاہے	اللہ	ہم بلند کرتے ہیں

دَرَجَاتٍ	مَنْ	نَشَاءُ	وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ	عَلِيمٌ ﴿٥٩﴾
درجوں کے لحاظ سے	اس کو جسے	ہم چاہتے ہیں	اور ہر علم والے کے اوپر	ایک علیم (ذات) ہے

نوٹ: 1

اپنے بھائی کو روکنے کے لئے یوسفؑ نے جو تدبیر کی اس سے ذہن میں کچھ الجھنیں پیدا ہوتی ہیں اور اس کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں لیکن صحیح جواب وہی ہے جو قرطبی اور مظہری وغیرہ نے دیا ہے کہ اس واقعہ میں جو کچھ کیا گیا اور کہا گیا وہ سب بامر الہی تھے اور اس ہی کی حکمت بالغہ کے مظاہر تھے۔ اس جواب کی طرف خود قرآن کی اس آیت میں اشارہ موجود ہے کہ ”اس طرح ہم نے خفیہ تدبیر کی یوسفؑ کے لئے۔“ اس آیت میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے اس تدبیر کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ جب یہ سب کچھ بامر خداوندی ہوا تو اس کو ناجائز کہنے کے کوئی معنی نہیں رہتے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے حضرت خضرؑ کا کشتی توڑنا، لڑکے کا قتل کرنا وغیرہ جو بظاہر گناہ تھے۔ اسی لئے حضرت موسیٰؑ نے ان پر اعتراض کیا تھا۔ مگر حضرت خضرؑ یہ سب کام باذن خداوندی خاص مصلحتوں کے تحت کر رہے تھے اس لئے ان کا کوئی گناہ نہ تھا۔ (معارف القرآن)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آیت نمبر (77 تا 82)

ب ر ح

(س)

بَرَحًا

کسی چیز کو چھوڑ دینا۔ کسی جگہ سے ہٹ جانا۔ زیر مطالعہ آیت - 80۔

ترجمہ

قَالُوا	إِنْ	يَسْرِقُ	فَقَدْ سَرَقَ	أَخٌ	لَّهُ	مِنْ قَبْلُ ۚ
ان لوگوں نے کہا	اگر	اس نے چوری کی ہے	تو چوری کر چکا ہے	ایک بھائی	اس کا	اس سے پہلے
فَاسْرَهَا	يُوسُفُ	فِي نَفْسِهِ	وَلَمْ يُبْدِهَا	لَهُمْ ۚ		
تو چھپایا اس (بات) کو	یوسفؑ نے	اپنے جی میں	اور ظاہر نہیں کیا اس (بات) کو	ان کے لئے		
قَالَ	أَنْتُمْ	شَرُّ	مَكَائِدَ	وَاللَّهُ	أَعْلَمُ	بِمَا
انہوں نے (اپنے جی میں) کہا	تم لوگ	سب سے گھٹیا ہو	بلحاظ درجہ کے	اور اللہ	خوب جاننے والا ہے	اس کو جو
تَصِفُونَ ۚ	قَالُوا	يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ	إِنَّ لَكَ	أَبًا	شَيْخًا كَبِيرًا	
تم لوگ بتاتے ہو	ان لوگوں نے کہا	اے عزیز	اس کے	والد	بہت بوڑھے ہیں	
فَخُذْ	أَحَدَنَا	مَكَانَهُ ۚ	إِنَّا	نُرَاكَ	مِنَ الْبَحْسِينِ ۚ	
پس آپ پکڑیں	ہمارے ایک کو	اس کی جگہ	بیشک	ہم دیکھتے ہیں آپ کو	احسان کرنے والوں میں سے	
قَالَ	مَعَاذَ اللَّهِ	أَنْ	نَأْخُذَ	إِلَّا	مَنْ	وَجَدْنَا
انہوں نے کہا	اللہ کی پناہ	کہ	ہم پکڑیں	مگر	اس کو	ہم نے پایا
إِنَّا	إِذَا	نَظَرْنَاهُ	فَلَمَّا	اسْتَيْسَوُا	مِنْهُ	خَلُصُوا
بیشک ہم	پھر تو	ضرور ظلم کرنے والے ہیں	پھر جب	وہ مایوس ہوئے	ان سے	تو وہ لوگ الگ ہوئے
نَجِيًّا ط	قَالَ	كَبِيرُهُمْ	أَلَمْ تَعْلَمُوا	أَنَّ	أَبَاكُمْ	قَدْ أَخَذَ
سرگوشی کرتے ہوئے	کہا	ان کے بڑے نے	کیا تم لوگوں نے نہیں جانا	کہ	تمہارے والد نے	لیا ہے
عَلَيْكُمْ	مَوْثِقًا	مِّنَ اللَّهِ	وَمِنْ قَبْلُ	مَا	فَرَطْتُمْ	فِي يُوسُفَ ۚ
تم لوگوں سے	ایک پختہ وعدہ	اللہ سے (یعنی اللہ کی قسم کھلا کر)	اور اس سے پہلے	جو	تم نے کوتاہی کی	یوسفؑ (کے معاملہ) میں

فَلَنْ أَبْرَحَ	الْأَرْضَ	حَتَّى	يَأْذَنَ	لِي	أَبِي	أَوْ	يَحْكُمَ ¹⁰⁸⁵
پس میں ہرگز نہیں ہٹوں گا	اس سرزمین سے	یہاں تک کہ	اجازت دیں	مجھ کو	میرے والد	یا	حکم دے
اللَّهُ	لِي	وَهُوَ	خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ^{۱۰۸۵}	إِرْجِعُوا	إِلَى آبَائِكُمْ	اللَّهُ	مَجْهُو
اللہ	مجھ کو	اور وہ	حکم دینے والوں کا بہترین ہے	تم لوگ لوٹو	اپنے والد کی طرف	اللہ	فَقُولُوا
يَا بَا نَا	إِنَّ	ابْنَكَ	سَرَقَ	وَمَا شَهِدْنَا	إِلَّا	بِمَا	فَقُولُوا
اے ہمارے والد	بیشک	آپ کے بیٹے نے	چوری کی	اور ہم نے گواہی نہیں دی	مگر	اس کی جو	پھر کہو
عَلَيْنَا	وَمَا كُنَّا	لِلْغَيْبِ	حَفِظِينَ ^{۱۰۸۶}	وَسَعَلِ	الْقَرْيَةِ الَّتِي	كُنَّا	عَلَيْنَا
ہم نے جانا	اور ہم نہیں تھے	غیب کی	حفاظت کرنے والے	اور آپ پوچھ لیں	اس بستی والوں سے	ہم تھے	ہم نے جانا
فِيهَا	وَالْعِيرَ الَّتِي	أَقْبَلْنَا	فِيهَا	وَأَنَا	لَصِدْقُونَ ^{۱۰۸۷}	فِيهَا	جس میں
جس میں	اور اس قافلہ سے	ہم آگے بڑھے (یعنی آئے)	جس میں	اور بیشک ہم	یقیناً سچ کہنے والے ہیں۔	جس میں	جس میں

آیت نمبر (83 تا 87)

ف ت ع

(ف-س)

ش ک و

(ن)

کسی کام کو کرتے رہنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 85

فَتَنَّا

کسی چیز کو ظاہر کرنا۔ بیان کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 86

شَكُّوا

مِشْكُوَّةٌ

ظاہر کرنے کا آلہ۔ چراغ رکھنے کا طاق۔ ﴿مَثَلُ نُورٍ كَمِشْكُوَّةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ﴾ (24/النور: 35) ”اس کے نور کی مثال ایک طاق جیسی ہے جس میں ایک چراغ ہے۔“

اہتمام سے بیان کرنا۔ فریاد کرنا۔ ﴿وَنَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ﴾ (58/البجاد: 1) ”اور فریاد کرتی ہے اللہ سے۔“

إِشْتِكَاءٌ

(افتعال)

(آیت۔ 84) يَا سَفِيٍّ مِثْلُ سَفِيٍّ پر یائے متکلم لگی ہوئی ہے۔ منادی پر جب یائے متکلم لگاتے ہیں تو عموماً اسے الف مقصورہ کی طرح لکھتے ہیں جیسے يَا وَيْلَتَى۔ يٰحَسْرَتِي وغیرہ۔

ترکیب

ترجمہ:

قَالَ	بَلْ	سَوَّلَتْ	لَكُمْ	أَنْفُسَكُمْ	أَمْرًا
(یعقوب نے) کہا	بلکہ	خوشنما بنا کر پیش کیا	تمہارے لئے	تمہاری نفسوں نے	ایک کام کو
فَصَبِّرْ بِصَبْرِ اللَّهِ أَنْ	عَسَى اللَّهُ أَنْ	يَأْتِيَنِي	بِهِمْ	جَبِيعًا	إِنَّكَ
تو (اب) خوبصورت صبر کرنا ہے	امید ہے کہ اللہ	لے آئے گا میرے پاس	ان کو	سب کو	بیشک وہ

هُوَ الْعَلِيمُ	الْحَكِيمُ ﴿٨٦﴾	وَتَوَلَّى	عَنْهُمْ	وَقَالَ	يَا سَفِي
ہی جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	اور انہوں نے منہ پھیرا	ان سے	اور کہا	ہائے افسوس
عَلَى يُوسُفَ	وَابْيَضَّتْ	عَيْنُهُ	مِنَ الْحُزْنِ	فَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٨٧﴾	
یوسفؑ (کی جدائی) پر	اور سفید ہو گئیں	ان کی دونوں آنکھیں	غم سے	اور وہ گھٹ گھٹ کر رہتے تھے	
قَالُوا	تَاللّٰهِ	تَفْتَوُا	تَنُكِّرُ يُوسُفَ	حَتَّىٰ	تَكُونُ
ان لوگوں نے کہا	اللہ کی قسم	آپ کرتے رہیں گے	یوسفؑ کا تذکرہ	یہاں تک کہ	آپ ہو جائیں
حَرَضًا	أَوْ	تَكُونُ	مِنَ الْهَالِكِينَ ﴿٨٨﴾	قَالَ	إِنَّمَا
لاغر	یا	آپ ہو جائیں	ہلاک ہونے والوں میں سے	(یعقوبؑ نے) کہا	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ
أَشْكُوا	بَنِيَّ	وَحُزْنِيَّ	وَأَعْلَمُ	مِنَ اللَّهِ	مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾
میں کھولتا ہوں	اپنا رنج	اور اپنا غم	اللہ کے سامنے	اور میں جانتا ہوں	اللہ (کی طرف) سے اس کو جو تم لوگ نہیں جانتے
يَلْبَنِيَّ	أَذْهَبُوا	فَتَحَسَّسُوا	مِنَ يُوسُفَ	وَأَخِيَّ	وَلَا تَأْتِسُوا
اے میرے بیٹو	تم لوگ جاؤ	پھر سراغ لگاؤ	یوسفؑ کا	اور ان کے بھائی کا	اور مایوس مت ہو
مِنَ رَوْحِ اللَّهِ ط	إِنَّهُ		لَا يَأْتِسُ	مِنَ رَوْحِ اللَّهِ	
اللہ کی رحمت سے	حقیقت یہ ہے کہ		مایوس نہیں ہوتے	اللہ کی رحمت سے	
	إِلَّا		الْقَوْمَ الْكَافِرُونَ ﴿٩٠﴾		
	مگر		کفر کرنے والے لوگ		

نوٹ - 1

آیت - ۸۶ میں یعقوبؑ نے کہا کہ اللہ کی طرف سے جو میں جانتا ہوں وہ تم لوگ نہیں جانتے۔ یہ دراصل اشارہ ہے کہ اللہ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ یوسفؑ کو ان سے ملا دے گا۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اللہ کے وعدہ کے طور کے لئے کوشش ضروری ہے۔ اس لئے اپنے بیٹوں کو ہدایت کی کہ تم لوگ جاؤ اور یوسفؑ کو تلاش کرو۔

آیت نمبر (88 تا 93)

ز ج و

(ن)

زَجُّوا

کسی کو ہانکنا۔ چلانا۔

(افعال)

إِزْجَاءٌ

یہ ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔ ہانکنا۔ چلانا۔ ﴿الْمُ تَرَأَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا﴾

(24/النور: 23) ”کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہانکنا ہے بادل کو۔“

اسم المفعول ہے۔ ہانکی ہوئی چیز۔ حقیر و ذلیل چیز۔ زیر مطالعہ آیت - 88۔

مُزْجَاءٌ

(ض)

(تفعیل)

ثَرَبًا

تَثْرِيْبًا

کسی کے کام کو برا سمجھنا۔

کسی کو اس کے کام پر سرزنش کرنا۔ عتاب کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۹۲۔

ترجمہ

فَلَمَّا	دَخَلُوا	عَلَيْهِ	قَالُوا	يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ	مَسَّنَا
پھر جب	وہ لوگ داخل (حاضر) ہوئے	ان پر	تو انہوں نے کہا	اے عزیز	چھو! ہم کو
وَأَهْلَنَا	الضُّرُّ	وَجِئْنَا	بِبِضَاعَةٍ مُّزْجِيَةٍ	قَاوِفْ	لَنَا
اور ہمارے گھر والوں کو	سختی نے	اور آئے ہم	ایک حقیر سی پونجی کے ساتھ	پس آپ پورا کریں	ہمارے لئے
الْكَيْلِ	وَتَصَدَّقْ	عَلَيْنَا	إِنَّ	اللَّهُ	يَجْزِي
پیانا بھرنے کو	اور آپ حق سے زیادہ نچھاور کریں	ہم پر	بیشک	اللہ	جزا دیتا ہے
الْمُتَصَدِّقِينَ	قَالَ	هَلْ	عَلَيْكُمْ	مَا	فَعَلْتُمْ
حق سے زیادہ دینے والوں کو	(یوسف نے) کہا	کیا	تم لوگوں نے جانا	اس کو جو	تم لوگوں نے کیا
وَأَخِيهِ	إِذْ	أَنْتُمْ	جَهْلُونَ ۝۹۵	قَالُوا	ءَ
اور اس کے بھائی کے ساتھ	جب	تم لوگ	نادان تھے	ان لوگوں نے کہا	کیا
لَا أَنْتَ يُوسُفُ ۝	قَالَ	أَنَا	يُوسُفُ	وَهَذَا	أَخِي
تو ہی یوسف ہے	انہوں نے کہا	میں	یوسف ہوں	اور یہ	میرا بھائی ہے
عَلَيْنَا ۝	إِنَّهُ	مَنْ	يَتَّقِ	وَيَصْبِرْ	فَإِنَّ
ہم پر	حقیقت یہ ہے کہ	جو	تقویٰ کرتا ہے	اور صبر کرتا ہے	تو بیشک
أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝۹۶	قَالُوا	تَاللَّهِ	لَقَدْ أَشْرَكَ	اللَّهُ	عَلَيْنَا
خوب کاروں کے اجر کو	ان لوگوں نے کہا	اللہ کی قسم	یقیناً ترجیح دی ہے آپ کو	اللہ نے	ہم پر
وَإِنْ	كُنَّا	لَخٰطِئِينَ ۝۹۷	قَالَ	لَا تَثْرِيْبَ	عَلَيْكُمْ
اور بیشک	ہم تھے	یقیناً غلطی کرنے والے	انہوں نے کہا	کوئی بھی الزام نہیں ہے	تم لوگوں پر
الْيَوْمَ ۝	يَغْفِرُ	اللَّهُ	لَكُمْ	وَهُوَ	أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝۹۸
آج	مغفرت کرے گا	اللہ	تم لوگوں کی	اور وہ	رحم کرنے والوں کا سب سے زیادہ رحم کرنے والا
إِذْ هَبُوا	بِقِيصِي هَذَا	فَالْقَوَّةَ	عَلَى وَجْهِ أَبِي	يَا	تَوَدَّهَ آئِينَ
تم لوگ جاؤ	میرے اس گرتہ کے ساتھ	پھر ڈالو اس کو	میرے والد کے چہرے پر	تو وہ آئیں گے	

بَصِيرًا	وَأَتُونِي	يَا هَلِكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٠٨٥﴾
دیکھنے والا ہوتے ہوئے	اور تم لوگ آؤ میرے پاس	اپنے تمام گھر والوں کے ساتھ

نوٹ-1

قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا سے معلوم ہوا کہ جب انسان کسی تکلیف و مصیبت میں گرفتار ہو اور پھر اللہ تعالیٰ اسے نجات عطا فرما کر اپنی نعمت سے نوازیں تو اب اس کو گذشتہ مصائب کا ذکر کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے اس انعام و احسان کا ذکر کرنا چاہئے جو اب حاصل ہوا ہے۔ مصیبت سے نجات اور انعام الہی کے حصول کے بعد بھی پچھلی تکلیف و مصیبت کو روتے رہنا ناشکری ہے اور ایسے ناشکرے کو قرآن مجید میں کُفُودُ کہا گیا ہے۔ (۶/۱۱۰) یعنی ایسا شخص جو احسانات کو یاد نہ رکھے، صرف تکلیفوں اور مصیبتوں کو ہی یاد رکھے۔ (معاف القرآن)

آیت نمبر (94 تا 98)

ف ن د

(س) فَنَدَّا
(تفعیل) تَفْنِيدًا
ضعیف العقل ہونا۔ بہکی بہکی باتیں کرنا۔
کسی کو بہکا ہوا قرار دینا یا سمجھنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 94۔

ترجمہ:

وَلَبَّآ	فَصَلَّتْ	الْعَيْرُ	قَالَ	أَبُوهُمْ	إِنِّي	لَآجِدُ	رِيحَ يُوسُفَ
اور جب	روانہ ہوا،	قافلہ	کہا	ان لوگوں کے والد نے	کہ میں	پاتا ہوں	یوسفؑ کی مہک کو
لَوْ لَا	أَنْ	تَفْنِيدُونَ ﴿٩٤﴾	قَالُوا	تَاللَّهِ	إِنَّكَ	لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٩٥﴾	
اگر نہ ہو	کہ	تم لوگ بہکا ہوا سمجھو مجھ کو	ان لوگوں نے کہا	اللہ کی قسم	بیشک آپ	اپنی پرانی گمراہی میں ہی ہیں	
فَلَمَّا أَنْ	جَاءَ	الْبَشِيرُ	الْقَهْ	عَلَى وَجْهِهِ	قَارِئًا	تَوَدَّ	
پھر جیسے ہی	آیا	بشارت دینے والا	تو اس نے ڈالا اس کو	ان کے چہرے پر	تو وہ لوٹے		
بَصِيرًا	قَالَ	أَ	لَمْ أَقُلْ	لَكُمْ	إِنِّي	أَعْلَمُ	
دیکھنے والے ہوتے ہوئے	انہوں نے کہا	کیا	میں نے نہیں کہا تھا	تم لوگوں سے	کہ میں	جانتا ہوں	
مِنَ اللَّهِ	مَا	لَا تَعْلَمُونَ ﴿٩٦﴾	قَالُوا	يَا بَابَا	أَسْتَغْفِرُ		
اللہ (کی طرف) سے	اس کو جو	تم لوگ نہیں جانتے	ان لوگوں نے کہا	اے ہمارے والد	آپؑ مغفرت مانگیں		
لَنَا	ذُنُوبَنَا	إِنَّا كُنَّا	خٰطِئِينَ ﴿٩٧﴾	قَالَ	سَوْفَ	أَسْتَغْفِرُ	
ہمارے لئے	ہمارے گناہوں کی	بیشک ہم تھے	غلطی کرنے والے	انہوں نے کہا	غمنقریب	میں مغفرت مانگوں گا	
لَكُمْ	رَبِّي	إِنَّهُ	رَبِّي	هُوَ الْغَفُورُ	الرَّحِيمُ ﴿٩٨﴾		
تم لوگوں کے لئے	اپنے رب سے	بیشک وہ	بیشک ہی بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے			

آیت نمبر (99 تا 101)

ترکیب

(آیت - 99) مِصْرَ غیر منصرف آیا ہے اس لئے اسے مراد ملک مصر ہے۔ دیکھیں آیت نمبر 2/61 مادہ ”م ص ر“
(آیت - 100) مِنْ قَبْلُ کے آگے رَاءُ یُتْکھا محذوف ہے۔ (آیت - 101) فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ میں فَاطِرَ کی نصب منادئ مضاف ہونے کی وجہ سے ہے یعنی اس سے پہلے حرف ندا ”یَا“ محذوف ہے۔

ترجمہ:

فَلَمَّا	دَخَلُوا	عَلَى يُوسُفَ	أَوَى	إِلَيْهِ	أَبُوَيْهِ
پھر جب	وہ لوگ داخل ہوئے	یوسف پر	تو انہوں نے جگہ دی	اپنے پاس	اپنے والدین کو
وَقَالَ	ادْخُلُوا	مِصْرَ	إِنْ	اللَّهُ	أَمِنِينَ ۖ
اور انہوں نے کہا	آپ لوگ داخل ہوں	ملک مصر میں	اگر	اللہ نے (تو)	امن میں ہونے والے ہوتے ہوئے
وَرَفَعَ	أَبُوَيْهِ	عَلَى الْعَرْشِ	وَخَرُّوا	لَهُ	سُجَّدًا ۚ
اور انہوں نے بلند کیا	اپنے والدین کو	تخت پر	اور وہ لوگ گر پڑے	ان کے لئے	سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے
وَقَالَ	يَا أَبَتِ	هَذَا	تَأْوِيلُ رُءْيَايَ	مِنْ قَبْلُ ۚ	قَدْ جَعَلَهَا
اور انہوں نے کہا	اے میرے والد	یہ	میرے خواب کی تعبیر ہے	اس سے پہلے (جو میں نے دیکھا)	بنادیا ہے اس کو
رَبِّي	حَقًّا	وَقَدْ أَحْسَنَ	يَّ	إِذْ	أَخْرَجْنِي
میرے رب نے	سچ	اور اس نے احسان کیا ہے	مجھ پر	جب	اس نے نکالا مجھ کو
وَجَاءَ بِكُمْ	مِنَ الْبَدْوِ	مِنْ بَعْدِ	أَنْ	نَنۡعَ	الشَّيْطٰنِ
اور وہ لایا آپ لوگوں کو	گاؤں سے	اس کے بعد	کہ	ناچاقی ڈالی	شیطان نے
وَبَيَّنَ إِخْوَتِي	إِنَّ	رَبِّي	لَطِيفٌ	لِّمَا	يَشَاءُ ۖ
اور میرے بھائیوں کے درمیان	بیشک	میرا رب	غیر محسوس تدبیر کرنے والا ہے	اس کی جو	وہ چاہتا ہے
إِنَّهُ	هُوَ الْعَلِيمُ	الْحَكِيمُ	رَبِّ	قَدْ أَتَيْتَنِي	مِنَ الْمَلِكِ
بیشک وہ	ہی جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	اے میرے رب	تو نے دیا ہے مجھ کو	حکومت میں سے
وَعَلَّمَتْنِي	مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۖ	فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ	مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۖ	فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ	فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ
اور تو نے علم دیا مجھ کو	خوابوں کی تعبیر میں سے	اے زمین اور آسمانوں کو جو دیکھنے والے	خوابوں کی تعبیر میں سے	اے زمین اور آسمانوں کو جو دیکھنے والے	اے زمین اور آسمانوں کو جو دیکھنے والے
أَنْتَ	وَلِيّ	فِي الدُّنْيَا	وَالْآخِرَةِ ۚ	تَوْفَّقَنِي	مُسْلِمًا
تو	میرا ولی ہے	دنیا میں	اور آخرت میں	توفقات دے مجھ کو	فرمانبردار ہوتے ہوئے

وَالْحَقُّنِي	بِالصَّالِحِينَ ﴿١٠٨﴾	1085
اور تو ملا دے مجھ کو	صالح لوگوں کے ساتھ	

نوٹ-1

بائبل کا بیان ہے کہ حضرت یعقوبؑ کے خاندان کے جو افراد مصر گئے وہ ۶۷ تھے۔ اس وقت حضرت یعقوبؑ کی عمر ۱۳۰ سال تھی اور اس کے بعد وہ مصر میں ۷۱ سال زندہ رہے۔ پھر جب تقریباً پانچ سو سال کے بعد وہ لوگ مصر سے نکلے تو لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ بائبل میں ہے کہ خروج کے بعد دوسرے سال صحرائے سینا میں حضرت موسیٰؑ نے ان کی جو مردم شماری کرائی تھی اس میں صرف قابل جنگ مردوں کی تعداد = ۵۵۱، ۱۳، ۱۶ اس کے معنی یہ ہیں کہ عورت، مرد، بچے سب ملا کر وہ کم از کم بیس لاکھ ہوں گے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی حساب سے پانچ سو سال میں ۶۸ آدمیوں کی اتنی اولاد ہو سکتی ہے؟ اس سوال پر غور کرنے سے ایک اہم حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ پانچ سو سال میں ایک خاندان تو اتنا نہیں بڑھ سکتا لیکن بنی اسرائیل پیغمبروں کی اولاد تھے۔ حضرت یوسفؑ خود بھی پیغمبر تھے اور چار، پانچ صدی تک اقتدار انہیں لوگوں کے ہاتھ میں رہا۔ اس دوران یقیناً انہوں نے مصر میں اسلام کی تبلیغ کی ہوگی۔ اہل مصر میں سے جو لوگ اسلام لائے ہوں گے ان کا مذہب ہی نہیں بلکہ ان کا پورا طرز زندگی غیر مسلم مصریوں سے الگ اور بنی اسرائیل سے ہم رنگ ہو گیا ہوگا۔ مصریوں سے وہ سب ایسے ہی الگ ہو گئے ہوں گے جیسے ہندوستان میں ہندی مسلمان ہندوؤں سے الگ ہیں۔ ان کے اوپر اسرائیلی کا لفظ اسی طرح چسپاں کر دیا گیا ہوگا جس طرح غیر عرب مسلمانوں پر محمدؐ کا لفظ آج چسپاں کیا جاتا ہے۔ اور وہ خود بھی دینی و تہذیبی روابط اور شادی بیاہ کے تعلقات کی وجہ سے غیر مسلم مصریوں سے کٹ کر بنی اسرائیل سے وابستہ ہو کر رہ گئے ہوں گے۔ پھر جب مصر میں قوم پرستی کا طوفان اٹھا تو مظالم صرف بنی اسرائیل ہی پر نہیں ہوئے بلکہ مصری مسلمان بھی ان کے ساتھ لپیٹ لئے گئے اور جب بنی اسرائیل نے ملک چھوڑا تو مصری مسلمان بھی ان کے ساتھ نکلے۔

ہمارے اس قیاس کی تائید بائبل کے متعدد اشارات سے ہوتی ہے۔ مثلاً خروج میں جہاں بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کا حال بیان ہوا ہے بائبل کا مصنف کہتا ہے کہ ”ان کے ساتھ ایک ملی جلی گروہ بھی گئی“ (۳۸:۱۲)۔ اسی طرح گنتی میں وہ پھر کہتا ہے کہ ”جو ملی جلی اصطلاحیں استعمال ہونے لگیں۔ چنانچہ توراۃ میں حضرت موسیٰؑ کو جو احکام دیئے گئے ان میں ہم کو یہ تصریح ملتی ہے کہ ”تمہارے لئے اور اس پر دیسی کے لئے جو تم میں رہتا ہے نسل در نسل سدا ایک ہی آئین رہے گا۔ خداوندی کے آگے پر دیسی بھی ویسے ہی ہوں جیسے تم ہو۔ تمہارے لئے اور پر دیسیوں کے لئے جو تمہارے ساتھ رہتے ہیں ایک ہی شرع اور ایک ہی قانون ہو (گنتی- ۱۵:۱۵-۱۶)۔“ جو شخص بے باک ہو کر گناہ کرے خواہ وہ دیسی ہو یا پر دیسی وہ خداوند کی اہانت کرتا ہے۔ وہ شخص اپنے لوگوں میں سے کاٹ ڈالا جائے گا (گنتی- ۳۰:۱۵)۔“ خواہ بھائی بھائی کا معاملہ ہو یا پر دیسی کا تم ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کرنا۔“ (استثناء- ۲۱:۱)

اب یہ تحقیق کرنا مشکل ہے کہ کتاب الہی میں غیر اسرائیلیوں کے لئے وہ اصل لفظ کیا استعمال کیا گیا تھا جسے ترجمہ کرنے والوں نے پر دیسی بنا کر رکھ دیا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (102 تا 108)

(آیت- 102) نُوحِيهِ كِي ضَمِير مَفْعُولِي ذَلِكْ کے لئے ہے اگر اَنْبَاء کے لئے ہوتی تو ہا کی ضمیر آتی۔ اَجْبَعُوا میں شامل ہُمْ

ترکیب

کی ضمیر فاعلی یوسفؑ کے بھائیوں کے لئے ہے۔ (آیت - 105)۔ اُمّیؑ پر حرف جارُّ لکھا ہے جسے نون تنوین ظاہر کر کے گائین لکھا گیا ہے اور یہ گم خبر یہ کہ ہم معنی ہے۔ فرق یہ ہے کہ گم خبر یہ من کے ساتھ بھی آتا ہے اور من کے بغیر بھی جبکہ گائی عام طور پر من کے ساتھ آتا ہے۔ (آیت - 108)۔ ایک امکان یہ ہے کہ علی بصیرۃ کو اذعوٰ کا حال مانا جائے۔ ایسی صورت میں اَنَا وَمَنِ اتَّبَعْنِي کو اذعوٰ کی وضاحت مانا جائے گا۔ دوسرا امکان یہ ہے اَنَا وَمَنِ اتَّبَعْنِي کو مبتدا مؤخر اور علی بصیرۃ اس کی قائم مقام خبر مقدم مانا جائے۔ دونوں طرح کے ترجمے درست تسلیم کئے جائیں گے۔ ہم پہلے امکان کی ترجیح دیں گے۔

ترجمہ:

ذٰلِكَ	مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ	نُوحِيْهِ	اِلَيْكَ ؕ	وَمَا كُنْتَ		
یہ	غیب کی خبروں میں سے ہے	ہم وحی کرتے ہیں اس کو	آپ کی طرف	اور آپ نہیں تھے		
لَكَ يَهُمُّ	اِذْ	اَجْعُوْا	اَمْرَهُمْ	وَ	هُمْ	يَسْكُرُوْنَ ﴿١٠٥﴾
ان کے پاس	جب	ان لوگوں نے اتفاق کیا	اپنے کام پر	اس حال میں کہ	وہ لوگ	خفیہ تدبیر کر رہے تھے
وَمَا اَكْثَرُ النَّاسِ	وَلَوْ حَرَصْتَ	بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٦﴾	وَمَا تَسْأَلُهُمْ	اور آپ نہیں مانگتے ان سے	ایمان لانے والے	اور اگرچہ آپ شدید خواہش کریں
عَلَيْهِ	مِنْ اَجْرِ ط	اِنْ	هُوَ	اِلَّا	ذِكْرٌ	لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٧﴾
اس پر	کوئی بھی معاوضہ	نہیں ہے	یہ	مگر	ایک یاد دہانی	تمام جہانوں کے لئے
وَكَايْنٍ مِّنْ اٰيَةٍ	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	يَسْكُرُوْنَ	عَلَيْهَا	وَ	اس حال میں کہ	اور کتنی ہی نشانیاں
هُمْ	عَنْهَا	مُعْرِضُوْنَ ﴿١٠٨﴾	وَمَا يُؤْمِنُ	اَكْثَرُهُمْ	بِاللّٰهِ	اِلَّا
وہ لوگ	ان سے	اعراض کرنے والے ہوتے ہیں	اور ایمان نہیں لاتے	ان کے اکثر	اللہ پر	مگر
وَ	هُمْ	مُّشْرِكُوْنَ ﴿١٠٩﴾	اَفَاْمِنُوْا	اَنْ	اس حال میں کہ	تَاتِيَهُمْ
وہ لوگ	وہ لوگ	شرک کرنے والے ہوتے ہیں	تو کیا وہ لوگ امن میں ہو گئے	(اس سے) کہ	تَاتِيَهُمْ	پہنچے ان کے پاس
تَاتِيَهُمْ	غَاشِيَةٌ	مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ	اَوْ	يَا	پہنچے ان کے پاس	السَّاعَةُ
وہ گھڑی (یعنی قیامت)	بے گمان	اس حال میں کہ	وہ لوگ	شعور نہ رکھتے ہوں	آپؑ کہہ دیجئے	قُلْ
هٰذِهِ	سَبِيْلِيْ	اِذْعُوْا	اِلَى اللّٰهِ قَفَّ	عَلٰی بَصِيْرَةٍ	اَنَا	وَمَنِ
یہ	میرا راستہ ہے	میں بلاتا ہوں	اللہ کی طرف	دلیل پر قائم ہوں	میں (بھی)	اور وہ (بھی) جس نے

اَتَّبَعْنِي ط	وَسُبْحَنَ اللّٰهِ	وَمَا اَنَا	مِّنَ الْمَشْرِكِيْنَ ۝۱۰۸
پیروی کی میری	اور پاکی اللہ کی ہے	اور میں نہیں ہوں	شرک کرنے والوں میں سے

نوٹ-1

آیت- ۱۰۲ میں ہے کہ اکثر لوگ اللہ پر ایمان تو رکھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ دوسروں کو شریک بھی کرتے ہیں۔ ابن کثیر نے فرمایا کہ اس آیت کے مفہوم میں وہ مسلمان بھی داخل ہیں جو ایمان کے باوجود مختلف قسم کے شرک میں مبتلا ہیں۔ ایک حدیث میں غیر اللہ کی قسم کھانے کو شرک فرمایا (بحوالہ ترمذی) ریاء کو بھی شرک اصغر فرمایا (بحوالہ مسند احمد) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے نام کی منت اور نیاز ماننا بھی باتفاق فقہاء اس میں داخل ہے۔ (منقول از معارف القرآن)

مذکورہ مسلمانوں کے علاوہ اس آیت میں بہت سے دیگر مذاہب کے لوگ بھی شامل ہیں کیونکہ تمام مذاہب میں اس کائنات کی ایک خالق اور مالک ہستی کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ قریش مکہ بھی اللہ کو مانتے تھے۔ البتہ اس کے ساتھ پھر دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔ (ترجمہ قرآن کیسٹ) حافظ احمد یار صاحب مرحوم کی اس بات کو مزید سمجھنے کے لئے آیت نمبر ۲/۶۲، نوٹ-۱ کو دوبارہ دیکھ لیں۔

نوٹ-2

آیت- ۱۰۸ میں وَمَنِ اتَّبَعْنِي میں صحابہ کرامؓ بھی شامل ہیں اور ہر وہ شخص شامل ہیں جو قیامت تک رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو لوگوں تک پہنچانے کی خدمت میں مشغول ہو۔ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا دعویٰ کرے اس پر لازم ہے کہ وہ آپ ﷺ کی دعوت کو لوگوں میں پھیلائے اور قرآن مجید کی تعلیم کو عام کرے (معارف القرآن) یہ بات ظاہر ہے کہ ہر شخص کی ذمہ داری اور جوابدہی اس کے ظروف و احوال اور استعداد کے مطابق ہوگی۔

آیت نمبر (109 تا 111)

ترکیب:

(آیت- ۱۱۰) اَلرُّسُلُ کے بعد مِنْهُمْ محذوف ہے۔ وَظَنُّوا میں هُمْ کی ضمیر فاعلی اَهْلِ الْقُرَىٰ یعنی رسولوں کے امتنیوں کے لئے ہے جبکہ جَاءَ هُمْ میں هُمْ کی ضمیر رسولوں کے لئے ہے (آیت- ۱۱۱) لَقَدْ كَانَ میں كَانَ کا اسم عِبْرَةٌ ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے اور فِي قَصَصِهِمْ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ مَا كَانَ کا اسم اس میں هُوَ کی ضمیر ہے اور حَدِيثًا اس کی خبر ہے۔ تَصْدِيقٍ سے پہلے كَانَ محذوف ہے اور تَصْدِيقٍ اس کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ جبکہ تَفْصِيلٍ كُلِّ شَيْءٍ هُدًى، رَحْمَةً، یہ سب بھی اسی كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔

ترجمہ

وَمَا أَرْسَلْنَا	مِّن قَبْلِكَ	إِلَّا	رِجَالًا	نُّوحِي	إِلَيْهِمْ
اور نہیں بھیجا ہم نے	آپ ﷺ سے پہلے	مگر	کچھ ایسے مرد	ہم وحی کرتے تھے	جن کی طرف
مِّنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ ط	أَفَلَمْ يَسِيرُوا	فِي الْأَرْضِ	فَيَنْظُرُوا	كَيْفَ	
بستیوں والوں میں سے	تو کیا ان لوگوں نے سیر نہیں کی	زمین میں	تاکہ وہ دیکھتے	کیسا	
كَانَ	عَاقِبَةُ الَّذِينَ	مِن قَبْلِهِمْ ط	وَلَكَدَارُ الْأَخِرَةِ	خَيْرٌ	لِّلَّذِينَ
تھا	ان لوگوں کا انجام جو	ان سے پہلے تھے	اور یقیناً آخرت کا گھر	بہترین ہے	ان کے لئے جنہوں نے
اتَّقُوا ط	أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝۱۱۰	حَتَّىٰ	إِذَا	اسْتَيْسَسَ	الرُّسُلُ
تقویٰ کیا	تو کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے	یہاں تک کہ	جب	ماپوس ہوئے	رسول (لوگوں سے)

وَكَلَّمُونَا	أَنَّهُمْ	قَدْ كَذَّبُوا	جَاءَهُمْ	نَصَرْنَا	فَنَجَّيْ	مَنْ ¹⁰⁸⁵
اور لوگوں نے گمان کیا	کہ ان سے	جھوٹ کہا گیا ہے	تو آئی ان کے پاس	ہماری مدد	پھر بچا لیا گیا	اس کو جس کو
نُشَاءُ ط	وَلَا يَرُدُّ	بِأَسْنَا	عَنِ الْقَوْمِ الْمَجْرُمِينَ ۝	لَقَدْ كَانَ		
ہم نے چاہا	اور لوٹائی نہیں جاتی	ہماری سختی	جرم کرنے والے لوگوں سے	یقیناً ہو چکی ہے		
فِي قَصَصِهِمْ	عِبْرَةً	لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ط	مَا كَانَ			
ان لوگوں کا قصہ سنانے میں	ایک عبرت	عقل والوں کے لئے	یہ نہیں ہے			
حَدِيثًا	يُفْتَرَى	وَلَكِنْ	تَصْدِيقَ الَّذِي	بَيْنَ يَدَيْهِ		
کوئی ایسی بات جو	گھڑی گئی	اور لیکن	(یہ ہے) تصدیق کرنا اسی کی جو	اس سے پہلے ہے		
وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ	وَهْدًى	وَرَحْمَةً	لِّقَوْمٍ	يُؤْمِنُونَ ۝		
اور ہر چیز کی تفصیل بیان کرنا ہے	اور ہدایت	اور رحمت	ایسے لوگوں کے لئے جو	ایمان لاتے ہیں		

آیت - ۱۰۹ سے معلوم ہوا کہ نبوت خواتین میں نہیں رہی۔ اس کی وضاحت آیت - ۵/۵، نوٹ - ۲ میں کی جا چکی ہے۔

نوٹ - 1

آیت - ۱۱۱ میں تَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ کا مطلب ہے ہر اس چیز کی تفصیل جو انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ضروری ہو۔ بعض لوگ اس سے دنیا بھر کی چیزوں کی تفصیل لے لیتے ہیں پھر ان کو یہ پریشانی لاحق ہوتی ہے کہ قرآن میں دوسرے علوم و فنون کے متعلق کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ - 2

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورة الرعد (13)

آیت نمبر (1 تا 4)

ص ن و

(x)

(افعال)

ثلاثی مجرد ہے فعل نہیں آتا۔

درخت کا جڑ سے دو شاخیں نکالنا۔

إِصْنَاءٌ

صِنُوْ

کسی درخت کی جڑ سے پھوٹنے والی مختلف شاخوں میں سے ہر ایک کو صِنُوْ کہتے ہیں۔ تثنیہ صِنُوَانِ - جمع صِنُوَانِ - زیر مطالعہ آیت - 4۔

(آیت - ۱) اَلْحَقُّ خبر معرفہ ہے۔ اس سے پہلے ہو محذوف ہے۔ (آیت - 2) تَرَوْنَهَا کی ضمیر مفعولی السَّمَوَاتِ کے لئے ہے۔

ترکیب

الْمَرَّةِ	تِلْكَ	اِیْتُ الْكِتَابُ ط	وَالَّذِیْ	اُنْزِلَ	اِلَیْكَ
	یہ	کتاب کی آیات ہیں	اور جو	اتارا گیا	آپ کی طرف
مِنْ رَبِّكَ	الْحَقُّ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ النَّاسِ	لَا یُؤْمِنُوْنَ ①	
آپ ﷺ کے رب (کی طرف) سے	(وہ ہی) حق ہے	اور لیکن	لوگوں کے اکثر	ایمان نہیں لاتے	
اللّٰهُ	الَّذِیْ	رَفَعَ	السَّمَوٰتِ	بِغَیْرِ عَمَدٍ	تَرَوْنَهَا
اللہ	وہ ہے جس نے	بلند کیا	آسمانوں کو	ستونوں کے بغیر	تم لوگ دیکھتے ہو جن کو
اُسْتَوٰی	عَلَى الْعَرْشِ	وَسَخَّرَ	الشَّمْسِ	وَالْقَمَرِ ط	كُلَّ
وہ قائم ہوا	عرش پر	اور اس نے مطیع کیا	سورج کو	اور چاند کو	سب
لِاجْلِ مُسَیِّ ط	یُدَبِّرُ	الْاَمْرَ	یُفَصِّلُ	الْاٰیٰتِ	
ایک معین مدت کے لئے	وہ تدبیر کرتا ہے	تمام کاموں کی	وہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے	نشانوں کو	
لَعَلَّكُمْ	یَلْقَآءَ رَبِّكُمْ	تُؤَقِّنُونَ ①	وَهُوَ	الَّذِیْ	مَدَّ
شاید تم لوگ	اپنے رب کی ملاقات پر	یقین کرو	اور وہ	وہ ہے جس نے	پھیلا یا
وَجَعَلَ	فِیْهَا	رَوَاسِیَ	وَأَنْهَارًا	وَمِنْ كُلِّ الشَّجَرِ	جَعَلَ
اور اس نے بنایا	اس میں	پہاڑوں کو	اور نہروں کو	اور سب پھلوں میں سے	اس نے بنایا
زُجَاجٍ اَتْنٰنٍ	یُغْشِیْ	الْاَیْلَ	النَّهَارِ ط	إِنَّ	فِیْ
دو جوڑے	وہ ڈھانپتا ہے	رات سے	دن کو	بیشک	اس میں
لِقَوْمٍ	یَتَفَكَّرُونَ ②	وَفِی الْاَرْضِ	قَطْعٌ مُّتَجَوِّرٌ	وَجَنَّتْ	
ایسے لوگوں کے لئے جو	سوچ بچا کرتے ہیں	اور زمین میں	باہم متصل قطعات ہیں	اور باغات ہیں	
مِّنْ اَعْنَابٍ	وَزُرْعٌ	وَنَجِیْلِ صِنَوَانٍ	وَعَیْرِ صِنَوَانٍ	یُسْقٰی	
انگوروں میں سے	اور کھیتی ہے	اور ایک جڑ سے کئی شاخوں والے کھجور ہیں	اور کئی بغیر شاخوں والے ہیں	ان کو پلایا جاتا ہے	
بِهَآءٍ وَّاحِدَةٍ	وَنُقُطٍ	بَعْضَهَا	عَلٰی بَعْضٍ	فِی الْاُكْلِ ط	
ایک (ہی) پانی	اور (پھر) ہم فضیلت دیتے ہیں	ان کے بعض کو	بعض پر	پھلوں (کے ذائقے) میں	
إِنَّ	فِیْ ذٰلِكَ	لَاٰیٰتٍ	لِّقَوْمٍ	یَعْقِلُونَ ③	
بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں	ایسے لوگوں کے لئے جو	عقل استعمال کرتے ہیں	

نوٹ-1

آیت- ۳ میں اس حقیقت کی نشاندہی کی گئی ہے کہ اس کائنات کے ہر گوشہ میں، ہر چیز میں، آسمان اور زمین، سورج اور چاند، رات اور غیرہ میں جس طرح کا تضاد اور پھر ساتھ ہی جس طرح کی موافقت پائی جاتی ہے وہ صاف صاف شہادت ہے کہ یہ کائنات مختلف دیوتاؤں کی رزم گاہ نہیں ہے بلکہ اس پر ایک ہی قادر مطلق کا ارادہ کار فرما ہے۔ مَنِ الْمَتِّ کے الفاظ سے تضاد اور موافقت کے اس قانون کی ہمہ گیری کی طرف اشارہ ہے کہ جس شب و روز کے اندر یہ قانون کار فرما ہے۔ اسی طرح ایک ایک پھل اور ایک ایک دانے کے اندر بھی کار فرما ہے، خواہ انسان کو اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ گندم کے ایک دانے کو دیکھیں تو وہ بھی دو حصوں میں منقسم نظر آتا ہے، تاہم دونوں میں پوری وابستگی اور پیوستگی پائی جاتی ہے۔ کائنات کے ہر گوشہ کی یہ شہادت اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ یہ دنیا بھی تنہا نہیں ہے بلکہ اس کا بھی جوڑا ہے، اور وہ ہے آخرت۔ اپنے اس جوڑے کے ساتھ مل کر ہی یہ اپنی غایت کو پہنچتی ہے ورنہ اس کا وجود بے مقصد ہو کر رہ جاتا ہے۔ (تدبر قرآن)

ترجمہ:

وَإِنْ	تَعْجَبْ	فَعَجَبٌ	قَوْلُهُمْ	ءَ	إِذَا	كُنَّا	ثُرْبًا
اور اگر	آپ تعجب کریں	تو تعجب کے قابل	ان کا یہ قول ہے کہ	کیا	جب	ہم ہو جائیں گے	مٹی
ءَ	إِنَّا	كَيْفَى خَلَقَ جَدِيدًا	أُولَٰئِكَ	الَّذِينَ	كَفَرُوا		
(تو) کیا	ہم	نئے سرے سے پیدا ہوں گے	وہ لوگ ہیں	جنہوں نے	انکار کیا		
بِرَبِّهِمْ ۚ	وَأُولَٰئِكَ	الْأَعْلَىٰ	فِي أَعْنَاقِهِمْ ۚ	وَأُولَٰئِكَ	أَصْحَابُ النَّارِ ۖ		
اپنے رب کا	اور وہ ہیں (کہ)	طوق ہیں	ان کی گردنوں میں	اور وہ لوگ	آگ والے ہیں		
هُمْ	فِيهَا	خَلِدُونَ ۝	وَيَسْتَعْجِلُونَكَ	بِالسَّيِّئَةِ			
وہ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	اور وہ لوگ جلدی مانگتے ہیں آپ سے	برائی کو			
قَبْلَ الْحَسَنَةِ	وَ	قَدْ خَلَتْ	مِنْ قَبْلِهِمْ	الْمَثَلُ ۖ			
بھلائی سے پہلے	حالانکہ	گزر چکی ہیں	ان سے پہلے	عبرت ناک سزائیں			
وَإِنَّ	رَبَّكَ	لَذُو مَغْفِرَةٍ	لِّلنَّاسِ	عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ ۚ	وَإِنَّ		
اور بیشک	آپ کا رب	یقیناً مغفرت والا ہے	لوگوں کے لئے	ان کے ظلم کے باوجود	اور بیشک		
رَبَّكَ	لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ①	وَيَقُولُ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	لَوْلَا		
آپ کا رب	سخت سزا دینے والا ہے	اور کہتے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	کیوں نہیں		
أُنْزِلَ	عَلَيْهِ	مِّن رَّبِّهِ ۖ	إِنَّمَا	أَنْتَ	مُنذِرٌ		
اتاری گئی	ان پر	اُن کے رب (کی طرف) سے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آپ	خبردار کرنے والے ہیں		

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ④	اللَّهُ	يَعْلَمُ	مَا	تَحِلُّ	1085 كُلُّ اُنْثٰى
اور ہر قوم کے لئے ایک ہدایت دینے والا ہے	اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	اٹھاتی ہے	ہر مونث
وَمَا	تَغِيْضُ	الْاَرْحَامُ	وَمَا	تَرْكَادُط	وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَكَ
اور اس کو جو	سیکھرتی ہیں	بچہ دانیاں	اور اس کو جو	وہ بڑھاتی ہیں	اور ہر چیز
اس کے پاس					
بِمَقْدَارٍ ⑤	عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ	الْكَبِيرِ	الْمُنْعَالِ ⑥		
ایک معین اندزہ سے ہے	(وہ) ظاہر اور پوشیدہ کا جاننے والا ہے	جوسب سے بڑا ہے	جوسب سے بلند ہے		

نوٹ-1

آیت- ۵ میں ہے کہ ان کی گردنوں میں طوق ہیں۔ گردن میں طوق ہونا قیدی ہونے کی علامت ہے۔ ان کی گردنوں میں طوق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی جہالت، ہٹ دھرمی، خواہشتا نفس اور آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کے اسیر بنے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ آزادانہ غور و فکر نہیں کر سکتے۔ ان کو ان کی تعصبات نے جکڑ رکھا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ-2

آیت- ۷ میں جو یہ ارشاد ہے کہ ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے، اس سے ثابت ہوا کہ کوئی قوم اور کوئی خطہ ملک اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے اور ہدایت کرنے والوں سے خالی نہیں ہو سکتا، خواہ وہ نبی ہو یا اس کے قائم مقام نبی کی دعوت کو پھیلانے والا ہو۔ جیسا سورۃ یٰسین میں نیکی طرف سے کسی قوم کی طرف دو شخصوں کو دعوت و ہدایت کے لئے بھیجے کا ذکر ہے، جو خود نبی نہیں تھے اور پھر تیسرے آدمی کو ان کی تائید کے لئے بھیجنا مذکور ہے۔ اس لئے اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہندوستان میں بھی کوئی نبی و رسول پیدا ہوا ہو۔ البتہ دعوت کو پہنچانے والے علماء کا یہاں آنا بھی ثابت ہے اور پھر یہاں ایسے ہادیوں کا پیدا ہونا سب کو معلوم ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (10 تا 15)

س ر ب

سُرُوبًا (ن)
سَرَبًا (س)
سَارِبٌ
سَرَابٌ
پانی کا جاری ہونا۔ گھستے چلے جانا۔
پانی کا برتن سے بہہ نکلنا۔ نشیب میں اترنا۔ ﴿فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾
(18/ الکہف: 61) ”تو اس نے یعنی مچھلی نے بنایا اپنا راستہ پانی میں، نشیب میں گھستے ہوئے۔“
اسم الفاعل ہے۔ بہنے والا۔ چلنے پھرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت- ۱۰
بہتے پانی کی طرح نظر آنے والی ریت۔ دھوکہ۔ فریب ﴿أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً ط﴾ (24/ النور: 39) ”ان کے اعمال ایک چمکتی ریت کی مانند ہیں پیاسا اس کو گمان کرتا ہے پانی۔“

م ح ل

(ف-س)

ترکیب

محالاً کسی کے خلاف تدبیر کرنا۔ زیر مطالعہ آیت- 13
(آیت- ۱۱) لَهُ يَدَيُّهِ اور خُلُفِهِ کی ضمیریں گزشتہ آیت میں مَنْ کے لئے ہیں۔ مُعَقَّبٌ صفت ہے۔ اس کا موصوف
مَلَائِكَةٌ مخدوف ہے۔ يَحْفَظُونَهُ کی ضمیر فاعلی هُمْ مَلَائِكَةٌ کے لئے ہے۔ یہ مونث غیر حقیقی ہے اس لئے مذکر کا صیغہ بھی جائز ہے۔

(آیت - 12) خَوْفًا اور طَمَعًا حال نہیں بن سکتے اس لئے یہاں یہ مفعول لہ ہیں۔ (آیت - 14) اَلَّذِينَ كُوِيَدُ عُوْنٌ کا فاعل مانیں تو اس کا مفعول محذوف مانا جائے گا اور لَا يَسْتَجِيبُوْنَ کی ضمیر فاعلی، مفعول محذوف کے لئے ہوگی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وَالَّذِينَ کو مفعول مقدم مانا جائے۔ ایسی صورت میں يَدُ عُوْنٌ کا فاعل اس کی ضمیر فاعلی ہوگی اور لَا يَسْتَجِيبُوْنَ کی ضمیر فاعلی وَالَّذِينَ کے لئے ہوگی۔ ترجمہ میں ہم دوسری صورت کو ترجیح دیں گے۔

ترجمہ:

سَوَاءٌ	مِنْكُمْ	مَنْ	أَسَرَ	الْقَوْلَ	وَمَنْ	جَهَرَ	بِهِ
(اس کے علم میں) برابر ہے	تم لوگوں میں سے	وہ جس نے	چھپایا	بات کو	اور وہ جس نے	ظاہر کیا	اس کو
وَمَنْ هُوَ	مُسْتَخْفٍ	بِالْأَيْلِ	وَسَارِبٌ	بِالْهَارِ ⑤	لَهُ		
اور وہ جو	چھپ جائے	رات میں	اور جو چلے پھرے	دن میں	اس کے لئے ہیں		
مُعَقَّبٌ	مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ	وَمِنْ خَلْفِهِ	يَحْفَظُونَهُ				
پہرہ دینے والے (فرشتے)	اس کے سامنے سے	اور اس کے پیچھے سے	وہ حفاظت کرتے ہیں اس کی				
مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ط	إِنَّ	اللَّهِ	لَا يُغَيِّرُ	مَا يَقُومُ	حَتَّى،	يُغَيِّرُوا	
اللہ کے حکم سے	بیشک	اللہ	نہیں بدلتا	کسی قوم کی (اچھی) حالت کو	یہاں تک کہ	وہ لوگ نہ بدلیں	
مَا	بِأَنْفُسِهِمْ ط	وَإِذَا	أَرَادَ	اللَّهُ	بِقَوْمٍ	سُوءًا	
اس کو جو	ان کے جیوں میں ہے	اور جب کبھی	ارادہ کرتا ہے	اللہ	کسی قوم سے	کسی برائی کا	
فَلَا مَرَدٍّ	لَهُ ٥	وَمَا لَهُمْ	مِنْ دُونِهِ	مِنْ وَآلٍ ⑥			
تو کوئی بھی لوٹانے کی جگہ (یعنی امکان) نہیں ہے	اس کو	اور نہیں ہے ان کے لئے	اس کے علاوہ	کوئی بھی حمایتی			
هُوَ	الَّذِي	يُرِيكُمْ	الْبَرَقَ	خَوْفًا	وَطَمَعًا	وَيُنْشِئُ	
وہ	وہ ہے جو	دکھاتا ہے تم لوگوں کو	بجلی کی چمک	خوف کے لئے	اور امید کے لئے	اور وہ اٹھاتا ہے	
السَّحَابَ الثِّقَالَ ⑦	وَيُسَبِّحُ	الرَّعْدُ	بِحَمْدِهِ	وَالْمَلَائِكَةُ			
بھاری بادلوں کو	اور تسبیح کرتی ہے	بادل کی گرج	اس کی حمد کے ساتھ	اور فرشتے (بھی)			
مِنْ خِفَّتِهِ ٥	وَيُرْسِلُ	الصَّوَاعِقَ	فَيُصِيبُ بِهَا	مَنْ	يَشَاءُ		
اس کے خوف سے	اور وہ بھیجتا ہے	بجلیاں	پھر وہ گراتا ہے ان کو	جس پر	وہ چاہتا ہے		
وَ	هُمْ	يُجَادِلُونَ	فِي اللَّهِ ٥	وَهُوَ	شَدِيدُ الْحَكْلِ ⑧	لَهُ	
اس حال میں کہ	وہ لوگ	مناظرہ کرتے ہیں	اللہ کے بارے میں	اور وہ	زبردست قوت والا ہے	اس کے لئے ہی ہے	

دَعُوهُ الْحَقَّ ط	وَالَّذِينَ	يَدْعُونَ	مِنْ دُونِهِ	لَا يَسْتَجِيبُونَ	1085 لَهُمْ
حق کی پکار	اور جن لوگوں کو	یہ لوگ پکارتے ہیں	اس کے علاوہ	وہ کام نہیں آتے	ان کے
بِشَيْءٍ	إِلَّا	كَبَّاسِطَ كَفَّيْهِ	إِلَى الْمَاءِ	پانی کی طرف	کچھ بھی
لِيَبْلُغَ	وَا	مَا	هُوَ	بِالْعِطِ ط	وَمَا
کہ آپہنچے	اس کے منہ تک	حالانکہ	نہیں ہے	وہ	پہنچنے والا اس کو
إِلَّا فِي ضَلِيلٍ ۝۳۱	وَلِلَّهِ	يَسْجُدُ	مَنْ	فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	زمین اور آسمانوں میں ہیں
مگر گمراہی میں (یعنی بے اثر)	اور اللہ کے لئے ہی	سجدہ کرتے ہیں	وہ جو	وَالْأَصَالِ ۝۳۲	اور شام میں
كَوْعًا	وَكُرْهًا	وَوَظْلُهُمْ	بِالْعُدُوِّ	وَالْأَصَالِ ۝۳۲	اور شام میں
تا بعد از ہوتے ہوئے	اور ناپسند کرتے ہوئے	اور ان کے سائے (بھی)	صبح میں	اور شام میں	اور شام میں

آیت نمبر (16 تا 17)

س ی ل

(ض)

سَيِّئًا

سَيِّئٌ

إِسْأَلَةً

(افعال)

پانی کا بہہ نکلنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17۔

اسم ذات بھی ہے۔ بہتا پانی۔ سیلاب۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17۔

رفیق چیز کو بہانا۔ جمی ہوئی چیز کو پگھلانا۔ ﴿وَأَسْلَمْنَا لَهُ الْغُطْرَ﴾ (34/سبا: 12) اور

ہم نے پگھلایا ان کے لئے تانبے کے چشمے کو۔“

ز ب د

(ض)

زَبَدًا

زَبَدٌ

دودھ کا مکھن نکالنا۔ پانی کا جھاگ نکالنا۔

اسم ذات ہے۔ دھاتوں کا میل۔ پانی کا جھاگ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17۔

ج ف ع

(ف)

جَفْنًا

جُفَاءً

بانڈی کا اہل کرکناروں سے بہہ نکلنا۔ کسی چیز کا رائیگاں جانا۔ بے فائدہ ہو جانا۔

فُعَالٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بے فائدہ۔ رائیگاں۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17۔

م ک ث

(ن)

مَكْنًا

کسی جگہ رکنا۔ ٹھہرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17۔

مُكِّثٌ اسم فعل ہے۔ رکنے کا عمل۔ ٹھہراؤ۔ ﴿لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ﴾ (17/ بنی اسرائیل: 106) ”تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر سنائیں اسے لوگوں کو ٹھہراؤ پر یعنی رک رک کر۔“

مَاكِثٌ اسم الفاعل ہے۔ رکنے والا۔ ٹھہرنے والا۔ ﴿مَا كَثِيرٌ فِيهِ اَبْدًا﴾ (18/ الکہف: 3) ”ٹھہرنے والے ہیں اس میں ہمیشہ۔“

ترجمہ

قُلْ	مَنْ	رَّبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط	قُلِ اللّٰهُ ط	قُلْ	اَفَاتَّخَذْتُمْ
آپ کہئے	کون	زمین اور آسمان کا رب ہے	آپ کہئے (وہ) اللہ ہی ہے	آپ کہئے	تو کیا تم لوگوں نے بنائے
مَنْ دُونِهِ	اَوَّلِيَّاءَ	لَا يَبْلُكُوْنَ	لَا اَنْفُسِهِمْ	نَفْعًا	وَلَا ضَرًّا ط
اس کے علاوہ	کچھ ایسے کا رساز	جو مالک نہیں ہیں	اپنی جانوں کے لئے (بھی)	کسی نفع کے	اور نہ ہی کسی نقصان کے
قُلْ	هَلْ	يَسْتَوِي	الْاَعْمٰى	وَالْبَصِيْرُ ط	اَمْ
آپ کہئے	کیا	برابر ہوتا ہے	اندھا	اور دیکھنے والا	یا
وَالنُّورُ ط	اَمْ	جَعَلُوْا	يَلٰہِ	شُرَكَاءَ	خَلَقُوْا
اور نور	یا	ان لوگوں نے بنایا	اللہ کے لئے	کچھ ایسے شریک	جنہوں نے پیدا کیا
كَخَلْقِهٖ	فَتَشَابَهَ	الْخَلْقِ	عَلَيْهِمْ ط	قُلِ	اللّٰهُ
اس کی مخلوق کی مانند	پھر باہم ملتی جلتی ہو گئیں	تمام مخلوقیں	ان پر	آپ کہئے	اللہ
خَالِقِ كُلِّ شَيْءٍ	وَهُوَ	الْوَّاحِدُ	الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾	اَنْزَلَ	مِّنَ السَّمَاءِ
ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے	اور وہ	واحد ہے	زبردست ہے	اس نے اتارا	آسمان سے
فَسَاَلَتْ	اَوْدِيَةً ط	يَقْدَرُهَا	فَاَحْتَمَلَ	السَّيْلُ	زَبَدًا اَرَابِيًا ط
تو بہہ نکلیں	وادیاں	اپنے اندازے (یعنی گنجائش) کے مطابق	تو اوپر لے آیا	سیلاب	جھاگ پھولا ہوا
وَمِمَّا	يُوقَدُونَ عَلَيْهِ	فِي النَّارِ	اَبْتِغَاءَ حَبِيَّةٍ	زِيُوْر	بَنَانِ ط
اور جن چیزوں کو	وہ لوگ تپاتے ہیں	آگ میں	آگ میں	زور بنانے کی غرض سے	بنانے کی غرض سے
اَوْ مَتَاعٍ	زَبَدٌ ط	مِثْلُهُ ط	كَذٰلِكَ	يَضْرِبُ	اللّٰهُ
یا کسی سامان (بنانے کی غرض سے)	(اس میں) جھاگ ہے	ایسا ہی	اس طرح	بیان کرتا ہے	اللہ
وَالْبَاطِلُ ط	فَاَمَّا	الزَّبَدُ	فَيَذْهَبُ	جُفَاءً ط	وَاَمَّا
اور باطل کو	سو وہ	جھاگ تو	جاتا رہتا ہے	نکما ہو کر	اور وہ
النَّاسِ	فَيَمُكِّثُ	فِي الْاَرْضِ ط	كَذٰلِكَ	يَضْرِبُ	اللّٰهُ
لوگوں کو	تو وہ رہ جاتا ہے	زمین میں	اس طرح	بیان کرتا ہے	اللہ
					الْمَثَالُ ﴿١٧﴾
					مثالوں کو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

1101

آیت نمبر (18 تا 24)

ترکیب

(آیت-19) اَنَّمَا اُنْزِلَ فِيْ اِنَّمَا کلمہ حصر نہیں ہے بلکہ یہ اَنَّ مآ ہے۔ یہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ کہ یہاں اس کو ملا کر لکھا گیا ہے۔ جب کہ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ میں اِنَّمَا کلمہ حصر ہے۔ (آیت-22) اِنِّیْ نَعَا مفعول لہ ہے اور اس کو حال ماننے کی بھی گنجائش ہے۔ ہم ترجمہ مفعول لہ کے لحاظ سے کریں گے۔ جب کہ سِرًّا اور عَلَانِیَّةً حال ہیں۔

ترجمہ

لِلَّذِیْنَ	اَسْتَجَابُوْا	لِرَبِّهِمْ	الْحُسْنٰی	وَالَّذِیْنَ	لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا	لَهُ
ان کے لئے جنہوں نے	حکم مانا	اپنے رب کا	کل بھلائی ہے	اور جنہوں نے	حکم نہیں مانا	اس کا
کُوْ	اَنَّ	لَهُمْ	مَّا	فِی الْاَرْضِ	جَبِیْعًا	وَمِثْلَهُ
اگر	یہ کہ	ان کے لئے (ہوتا)	وہ جو	زمین میں ہے	سب کا سب	اور اس کے جیسا
لَا فَتَدُوْا	بِهٖٓ	اُولٰٓئِکَ	لَهُمْ	سُوْءَ الْحِسَابِ	وَمَا لَهُمْ	
تو ضرور خود کو چھڑاتے	اسے دے کر	وہ لوگ ہیں	جن کے لئے ہے	براحساب	اور ان کی اترنے کی جگہ	
جَهَنَّمَ	وَبِئْسَ	اَلِهٰدًا	اَفْبَنَ	یَعْلَمُ	اَنَّمَا	اُنْزِلَ
جہنم ہے	اور (وہ) کتنی بری	آرام گاہ ہے	تو کیا جو	جانتا ہے	کہ وہ جو	اتارا گیا
مِنْ رَّبِّکَ	الْحَقُّ	کَمَنْ	هُوَ	اَعْلٰی	اِنَّمَا	
آپ کے رب (کی طرف) سے	کل حق ہے	اس کی مانند ہے	جو	اندھا ہے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	
یَتَذَكَّرُ	اُولُو الْاَلْبَابِ	الَّذِیْنَ	یُوفُوْنَ	بِعَهْدِ اللّٰهِ	وَلَا یَنْقُضُوْنَ	
نصیحت حاصل کرتے ہیں	عقل والے	جو لوگ	پورا کرتے ہیں	اللہ کے عہد کو	اور وہ نہیں توڑتے	
اَلْمِیثَاقِ	وَالَّذِیْنَ	یَصِلُوْنَ	مَّا	اَمَرَ	اللّٰهُ	بِهٖٓ
اس وعدہ کو	اور جو لوگ	ملاتے ہیں	اس کو	حکم دیا	اللہ نے	جس کا
وِیَحْشُوْنَ	رَبَّهُمْ	وِیَخَافُوْنَ	سُوْءَ الْحِسَابِ	وَالَّذِیْنَ	صَبَرُوْا	
اور ڈرتے ہیں	اپنے رب سے	اور اندیشہ رکھتے ہیں	برے حساب کا	اور جو لوگ	ثابت قدم رہے	
اِبْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ	وَاَقَامُوْا	الصَّلٰوةَ	وَانْفَقُوْا	مِمَّا		
اپنے رب کی رضامندی کی تلاش میں	اور انہوں نے قائم کی	نماز	اور انہوں نے خرچ کیا	اس میں سے جو		



رَزَقْنَاهُمْ	سِرًّا	وَعَلَانِيَةً	وَيَذَرُون	بِالْحَسَنَةِ	1101 السَّيِّئَةِ
ہم نے عطا کیا ان کو	چھپاتے ہوئے	اور اعلانیہ	اور ہٹاتے ہیں	بھلائی سے	برائی کو
أُولَئِكَ	لَهُمْ	عُقُوبَى الدَّارِ ۝	جَنَّتْ عَدْنٍ	يَدْخُلُونَهَا	
وہ لوگ ہیں	جن کے لئے ہے	اس (آخری) گھر کا انجام	عدن کے باغات ہیں	وہ لوگ داخل ہوں گے ان میں	
وَمَنْ	صَلَحَ	مِنْ آبَائِهِمْ	وَأَزْوَاجِهِمْ	وَذُرِّيَّتِهِمْ	
اور وہ (بھی) جو	نیک ہوا	ان کے آباؤ اجداد میں سے	اور ان کے جوڑوں میں سے	اور ان کی اولادوں میں سے	
وَالْمَلَائِكَةُ	يَدْخُلُونَ	عَلَيْهِمْ	مِنْ كُلِّ بَابٍ ۝	سَلَامٌ	عَلَيْكُمْ
اور فرشتے	داخل ہوں گے	ان پر	ہر دروازے سے	(وہ کہیں گے) سلامتی ہو	تم لوگوں پر
بِمَا	صَبَرْتُمْ	فَنِعْمَ	عُقُوبَى الدَّارِ ۝		
بسبب اس کے جو	تم لوگ ثابت قدم رہے	تو کتنا اچھا ہے	اس (آخری) گھر کا انجام		

ان آیات میں اللہ کا حکم ماننے والوں کی کچھ صفات کا ذکر ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ لوگ برائی کے جواب میں برائی نہیں کرتے بلکہ ان کے ساتھ بھی بھلائی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ برائی کرے۔ اس مفہوم کی وضاحت میں ہمیں متعدد احادیث ملتی ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم اپنے طرز عمل کو لوگوں کے طرز عمل کا تابع بنا کر مت رکھو۔ یہ کہنا غلط ہے کہ اگر لوگ بھلائی کریں گے تو ہم بھلائی کریں گے اور لوگ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے۔ تم اپنے نفس کو ایک قاعدے کا پابند بناؤ۔ اگر لوگ نیکی کریں تو تم نیکی کرو اور اگر لوگ تم سے بدسلوکی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔ اسی معنی میں وہ حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا اور ان میں سے چار باتیں آپ ﷺ نے یہ فرمائیں کہ میں خواہ کسی سے خوش ہوں یا ناراض ہر حالت میں انصاف کی بات کہوں، جو میرا حق مارے میں اس کا حق ادا کروں۔ جو مجھے محروم کرے میں اس کو عطا کروں اور جو مجھ پر ظلم کرے میں اس کو معاف کر دوں اور اس معنی میں وہ حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو تجھ سے خیانت کرے تو اس سے خیانت نہ کر۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ-1

آیت نمبر (25 تا 29)

ترجمہ

وَالَّذِينَ	يَنْفُضُونَ	عَهْدَ اللَّهِ	مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ	وَيَقْطَعُونَ	مَا
اور وہ لوگ جو	توڑتے ہیں	اللہ کے عہد کو	اس کے پختہ ہونے کے بعد	اور وہ لوگ کاٹتے ہیں	اس کو
أَمَرَ	اللَّهُ	بِهِ	أَنْ	يُفْسِدُونَ	فِي الْأَرْضِ ۝
حکم دیا	اللہ نے	جس کا	کہ	اور وہ لوگ فساد مچاتے	زمین میں
أُولَئِكَ	لَهُمْ	الْعَذَابُ	وَلَهُمْ	سُوءُ الدَّارِ ۝	اللَّهُ
وہ لوگ ہیں	جن کے لئے ہے	کل لعنت	اور ان کے لئے ہے	اس (آخری) گھر کی برائی	اللہ



يَبْسُطُ	الرِّزْقَ	لِمَنْ	يَشَاءُ	وَيَقْدِرُ ¹¹⁰¹
کشادہ کرتا ہے	رزق کو	اس کے لئے جس کو	وہ چاہتا ہے	اور وہ اندازہ لگاتا ہے (یعنی ناپ تول کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے)
وَفَرِحُوا	بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا	وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا	فِي الْآخِرَةِ	إِلَّا
اور وہ لوگ خوش ہوئے	دنوی زندگی پر	اور دنیوی زندگی نہیں ہے	آخرت (کے مقابلہ) میں	مگر
مَتَاعٌ	وَيَقُولُ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	كُلًّا
ایک برتنے کا سامان	اور کہتے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	کیوں نہیں
مَنْ رَبِّهِ ^ط	قُلْ	إِنَّ	اللَّهَ	يُضِلُّ
ان کے رب (کی طرف) سے	آپ کہئے	بیشک	اللہ	گمراہ کرتا ہے
إِلَيْهِ	مَنْ	أَنَابَ ^ج	الَّذِينَ	آمَنُوا
اپنی طرف	اس کو جس نے	رخ کیا (اس کی طرف)	جو لوگ	ایمان لائے
بِذِكْرِ اللَّهِ ^ط	أَلَا	بِذِكْرِ اللَّهِ	تُطْمِئِنُّ	الْقُلُوبُ ^ط
اللہ کی یاد سے	سن لو	اللہ کی یاد سے ہی	اطمینان پاتے ہیں	دل
آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ	طُوبَى	لَهُمْ
ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	نیکوں کے	تو انتہائی خوشحالی ہے	ان کے لئے
وَحَسَنُ مَا ^ج	وَحَسَنُ مَا ^ج	وَحَسَنُ مَا ^ج	وَحَسَنُ مَا ^ج	وَحَسَنُ مَا ^ج
اور اچھا ٹھکانہ ہے	اور اچھا ٹھکانہ ہے	اور اچھا ٹھکانہ ہے	اور اچھا ٹھکانہ ہے	اور اچھا ٹھکانہ ہے

آیت نمبر (30 تا 32)

ق ر ع

(ف)

قَرَعَا

قَارِعَةً

کھٹکھٹانا۔

کھٹکھٹانے والی۔ آفت۔ زیر مطالعہ آیت۔ 31۔

ترکیب

(آیت۔ 30)۔ مَتَابِ کی کسرہ بتا رہی ہے کہ اس کے آگے یائے متکلم محذوف ہے۔ یعنی یہ مَتَابِی ہے۔ (آیت۔ 31) پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم کا کہنا ہے کہ یُس کے بعد مَنْ کا صلہ آئے تو معنی ہوتے ہیں ”مایوس ہونا“ اگر اُن کا صلہ آئے تو معنی ہوتے ہیں ”جاننا“ اس کی سند المنجد کے علاوہ کچھ تفاسیر ہیں جن میں اس کی سند کے لئے اشعار جاہلیہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اور قرآن مجید میں یہ واحد مقام ہے جہاں یُس اُن کے صلہ کے ساتھ ”جاننا“ کے معنی میں آیا ہے۔ ترجمہ میں ہم حافظ صاحب کی رائے کو ترجیح دیں گے۔ (آیت۔ 32) عِقَابِ بھی دراصل عِقَابِی ہے۔

ترجمہ:

كَذَلِكَ	أَرْسَلْنَاكَ	فِي أُمَّةٍ	فَدَخَلْتَ	مِنْ قَبْلِهَا	أُمَّةٌ
اس طرح	ہم نے بھیجا آپ کو	ایک ایسی امت میں	گزر چکی ہیں	جس سے پہلے	کچھ امتیں



لَتَنَتَّلُوا عَلَيْهِمْ	الَّذِي	أَوْحَيْنَا	إِلَيْكَ	وَ	1101 هُمْ
تاکہ آپ پڑھ کر سنائیں ان کو	وہ جو	ہم نے وحی کیا	آپ کی طرف	حالانکہ	وہ لوگ
يَكْفُرُونَ	بِالرَّحْمَنِ ط	قُلْ	هُوَ	رَبِّي	لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
انکار کرتے ہیں	رحمن کا	آپ کہئے	وہ	میرا رب ہے	کوئی الہ نہیں ہے مگر (وہ ہی)
عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ	وَالْيَهُ	مَتَاب ۝	وَكُو	أَنَّ
اس پر ہی	میں نے بھروسہ کیا	اور اس کی طرف ہی	میرا لوٹنا ہے	اور اگر	یہ کہ
سُيِّرَتْ	بِهِ	الْجِبَالِ	أَوْ	قُطِعَتْ	بِهِ
چلائے جاتے	جس سے	پہاڑ	یا	ٹکڑے ٹکڑے کی جاتی	جس سے
بِهِ	الْمَوْتِ ط	بَلْ	لِلَّهِ	الْأَمْرُ	جَبِيْعًا ط
جس سے	مردے	بلکہ	اللہ کے لئے ہی ہیں	تمام معاملات	سب کے سب
الَّذِينَ	أَمَنُوا	أَنْ	لَّوْ	يَشَاءُ	اللَّهُ
ان لوگوں نے جو	ایمان لائے	کہ	اگر	چاہتا	اللہ
وَلَا يَزَالُ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	نُصِيبُهُمْ	بِمَا	صَنَعُوا
اور ہمیشہ	جنہوں نے	کفر کیا	آگتی رہے گی ان کو	بسبب اس کے جو	انہوں نے کارستانی کی
قَارِعَةً	أَوْ	تَحُلُّ	قَرِيبًا	مِنْ دَارِهِمْ	حَتَّى
کوئی آفت	یا (ہمیشہ)	اترتی رہے گی	نزدیک ہی	ان کے گھر سے	یہاں تک کہ
وَعَدَ اللَّهُ ط	إِنَّ	اللَّهُ	لَا يُخْلِفُ	الْبَيْعَاتِ ۝	وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ
اللہ کا وعدہ	بیشک	اللہ	خلاف نہیں کرتا	وعدے کے	اور بیشک مذاق اڑایا جا چکا ہے۔
بِرُسُلٍ	مِّن قَبْلِكَ	فَأَمَلَيْتُ	لِلَّذِينَ	كَفَرُوا	ثُمَّ
رسولوں کا	آپ سے پہلے	تو میں نے مہلت دی	ان کو جنہوں نے	کفر کیا	پھر
أَخَذْتُهُمْ قَف	فَكَيْفَ	كَانَ	عِقَابِ ۝	مِيرَا پکڑنا	
میں نے پکڑا ان کو	تو کیسا	تھا			



آیت نمبر (33 تا 37)

د و م

(ن)

دَوَامًا

ساکن رہنا۔ ہمیشہ رہنا۔

مَا دَامَ

افعال ناقصہ میں سے ہے۔ دیکھیں آیت 2/57 نوٹ 1۔

دَائِمًا

ساکن رہنے والا۔ ہمیشہ رہنے والا۔ زیر مطالعہ آیت 35۔

ترجمہ

أَفَمَنْ	هُوَ قَائِمٌ	عَلَى كُلِّ نَفْسٍ	بِمَا	كَسَبَتْ
تو کیا وہ جو	نگرانی کرنے والا ہے	ہر ایک جان کی	اس کے ساتھ جو	اس نے کمایا (کسی کے مانند ہو سکتا ہے)
وَجَعَلُوا	لِلّٰهِ	شُرَكَاءَ	قُلْ	سَبُّهُمْ
اور (پھر بھی) انہوں نے بنائے	اللہ کے لئے	کچھ شریک	آپ کیسے	تم لوگ نام (یعنی صفات) بتاؤ ان کی
أَمْ	تُنذِرُونَهُ	بِمَا	لَا يَعْلَمُ	فِي الْأَرْضِ
یا	تم لوگ خبر دیتے ہو اس کو	اس کی جو	وہ نہیں جانتا (یعنی جس کا وجود نہیں ہے)	زمین میں
أَمْ	يُظَاهِرُ	مِّنَ الْقَوْلِ	بَلْ	لِلَّذِينَ
یا (کرتے ہو)	اوپر ہی اوپر	باتیں	بلکہ	ان کے لئے جنہوں نے
كَفَرُوا	مَكْرَهُمُ	وَصُدُّوا	عَنِ السَّبِيلِ	وَمَنْ
کفر کیا	ان کی چال بازی کو	اور وہ لوگ روک دیئے گئے	اس راستے سے	اور جس کو
يُضِلُّ	اللَّهُ	فَمَا	لَهُ	مِنْ هَادٍ
گمراہ کرتا ہے	اللہ	تو نہیں ہے	اس کے لئے	کوئی بھی ہدایت دینے والا
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ	أَشَقُّ	وَمَا	
دنوی زندگی میں	اور یقیناً آخرت کا عذاب	سب سے زیادہ دشوار ہے	اور نہیں ہے	
لَهُمُ	مِّنَ اللَّهِ	مِنْ وَاقٍ	مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي	وَعِدَ
ان کے لئے	اللہ سے	کوئی بھی بچانے والا	اس جنت کی مثال جس کا	وعدہ کیا گیا
الْمُتَّقُونَ	تَجْرِي	مِنْ تَحْتِهَا	الْأَنْهَارُ	أُكْلُهَا
متقی لوگوں سے (یہ ہے کہ)	بہتی ہیں	اس کے نیچے سے	نہریں	اس کا پھل
دَائِمًا	وَوَظُلُّهَا	تِلْكَ	عُقْبَى الَّذِينَ	اتَّقَوْا
ہمیشہ رہنے والا ہے	اور اس کا سایہ (بھی)	یہ	ان کا انجام ہے جنہوں نے	تقویٰ کیا



وَعُقِبَى الْكَافِرِينَ	النَّارُ ۝	وَالَّذِينَ	اتَّبَعَهُمْ	الْكِتَابَ	يَفْرَحُونَ ¹¹⁰¹
اور کافروں کا انجام	آگ ہے	اور وہ لوگ	ہم نے دی جن کو	کتاب	خوش ہوتے ہیں
بِمَا	أُنْزِلَ	إِلَيْكَ	وَمِنَ الْأَحْزَابِ مَنْ	يُنْكِرُ	بَعْضُهُمْ
اس سے جو	اتارا گیا	آپ کی طرف	اور گروہوں میں سے وہ بھی ہیں جو	انکار کرتے ہیں	اس کے بعض کا
قُلْ	إِنَّمَا	أُمِرْتُ	أَنْ	أَعْبُدَ	اللَّهَ
آپ کہئے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	مجھے حکم دیا گیا	کہ	میں بندگی کروں	اللہ کی
بِهِ	لِإِيَّاهِ	أَدْعُوا	وَلِإِيَّاهِ	مَلَأَ ۝	وَكُنْ لَكَ
اس کے ساتھ	اس کی طرف ہی	میں بلاتا ہوں	اور اس کی طرف ہی	میرے لوٹنے کی جگہ ہے	اور اس طرح
أَنْزَلْنَاهُ	حُكْمًا	عَرَبِيًّا	وَلَكِنْ	اتَّبَعْتُ	أَهْوَاءَهُمْ
ہم نے اتارا اس کو	حکم ہوتے ہوئے	عربی زبان میں	اور یقیناً اگر	آپ نے پیروی کی	ان کی خواہشات کی
بَعْدَ مَا	جَاءَكَ	مِنَ الْعِلْمِ	مَا	لَكَ	مِنَ اللَّهِ
اس کے بعد کہ جو	آیا آپ کے پاس	علم میں سے	تو نہیں ہوگا	آپ کے لئے	اللہ سے
مِنْ وَرَئِي			وَلَا وَاقِعٌ ۝		
کوئی بھی حمایت کرنے والا			اور نہ ہی کوئی بچانے والا		

آیت - ۳۲ کے ترجمہ میں ہم نے نام کے ساتھ صفات کا اضافہ کیا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے آیت - ۲/۲۱ کا نوٹ - ۱، دوبارہ دیکھ لیں۔

نوٹ - 1

آیت - ۳۳ میں شرک کو مکاری یعنی چال بازی اس لئے کہا گیا ہے کہ جن اجرام فلکی یا فرشتوں کی ارواح یا بزرگ انسانوں کو خدائی اختیارات میں شریک قرار دیا گیا ہے ان میں سے کسی نے بھی کبھی ان اختیارات و صفات کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہ تو چالاک انسانوں کا کام ہے کہ انہوں نے عوام پر اپنی خدائی کا سکہ جمانے کے لئے اور ان کی کمائی میں حصہ بٹانے کے لئے کچھ بناوٹی خدا تصنیف کئے، لوگوں وان کا معتقد بنایا اور اپنے آپ کو ان کا نمائندہ ٹھہرا کر اپنا اٹو سیدھا کرنا شروع کر دیا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ - 2

آیت نمبر (38 تا 43)

م ح و

کسی چیز اور نشان کو منادینا۔ زیر مطالعہ آیت 39۔

مَحْوًا

(ن)

ترجمہ

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا	رُسُلًا	مِّن قَبْلِكَ	وَجَعَلْنَا	لَهُمْ	أَزْوَاجًا
اور ہم بھیج چکے ہیں	کچھ رسولوں کو	آپ سے پہلے	اور ہم نے بنائیں	ان کے لئے	بیویاں



وَذَرِيَّةٌ ط	وَمَا كَانَ	لِرَسُولٍ	أَنْ	يَأْتِي	بِأَيَّةٍ	إِلَّا 1101
اور اولاد	اور (ممكن) نہیں تھا	کسی رسول کے لئے	کہ	وہ لائے	کوئی نشانی	مگر
يَلْذُنَ اللَّهِ ط	لِكُلِّ أَجَلٍ	كِتَابٌ ۝	يَمْحُوا	اللَّهُ	مَا	يَشَاءُ
اللہ کی اجازت سے	ہر ایک کا وقت (خاتمے کا)	لکھا ہوا ہے	مٹاتا ہے	اللہ	اسے جو	وہ چاہتا ہے
وَيُثَبِّتُ ۝	وَعِنْدَكَ	أُمُّ الْكِتَابِ ۝	وَأَنْ مَّا			
اور باقی رہنے دیتا ہے (جو وہ چاہتا ہے)	اور اس کے پاس ہی	اصل کتاب ہے	اور اگر			
نُرِيَنَّكَ	بَعْضَ الَّذِي	نَعْدُهُمْ	أَوْ	تَتَوَقَّيَنَّكَ		
ہم دکھادیں آپ کو	اس کے بعض کو جو	ہم وعدہ کرتے ہیں ان سے	یا	ہم اٹھالیں آپ کو		
فَأَتَمَّا	عَلَيْكَ	الْبَلَّغُ	وَعَلَيْنَا	الْحِسَابُ ۝	أَوْ كَمْ يَرَوُا	
پس کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آپ پر ہے	پہنچانا	اور ہم پر ہے	حساب لینا	کیا انہوں نے نہیں دیکھا	
أَنَّا نَأْتِي	الْأَرْضَ	نَنْقُصُهَا	مِنْ أَطْرَافِهَا ط	وَاللَّهُ	يَحْكُمُ	
کہ ہم آتے ہیں	زمین کے پاس	گھٹاتے ہوئے اس کو	اس کے کناروں سے	اور اللہ	حکم کرتا ہے	
لَا مَعْقَبَ	لِحُكْمِهِ ط	وَهُوَ	سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝	وَقَدْ مَكَرَ		
(تو) کوئی بھی پیچھے ڈالنے والا نہیں ہے	اس کے حکم کو	اور وہ	جلد حساب لینے والا ہے	اور چال بازی کر چکے ہیں		
الَّذِينَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	فَلِلَّهِ	الْمَكْرُ	جَبِيعًا ط	يَعْلَمُ	
وہ لوگ جو	ان سے پہلے تھے	تو اللہ ہی کے لئے ہیں	تمام تدبیریں	سب کی سب	وہ جانتا ہے	
مَا	تَكْسِبُ	كُلُّ نَفْسٍ ط	وَسَيَعْلَمُ	لِمَنْ	عُقْبَى الدَّارِ ۝	
اس کو جو	کماتی ہے	ہر ایک جان	اور جان لیں گے	کس کے لئے ہے	پچھلا گھر	
وَيَقُولُ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	لَسْتَ	مُرْسَلًا ط	قُلْ	كُفِّي بِاللَّهِ
کہتے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	آپ نہیں ہیں	بھیجے ہوئے	آپ کیسے	کافی ہے اللہ
شَهِيدًا	بَيْنِي	وَبَيْنَكُمْ ۝	وَمَنْ	عِنْدَكَ	عِلْمُ الْكِتَابِ ۝	
بطور گواہ کے	میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	اور وہ (بھی)	جس کے پاس	کتاب کا علم ہے	

آیت۔ ۳۹ کی تشریح یہ ہے کہ بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اعمال سے انسان کی عمر اور رزق میں کمی بیشی ہوئی ہے۔ بخاری میں ہے کہ صلہ رحمی عمر میں زیادتی کا سبب بنتی ہے۔ مسند احمد کی روایات میں ہے کہ بعض اوقات آدمی کوئی ایسا گناہ کرتا ہے کہ اس کے سبب سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے اور ماں باپ کی خدمت و اطاعت سے عمر بڑھ جاتی ہے اور تقدیر الہی کو کوئی چیز بجز دعا کے ٹال نہیں سکتی۔ ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو عمر یا رزق وغیرہ کسی کی تقدیر میں لکھ دیا ہے وہ بعض اعمال کی وجہ سے



کم یا زیادہ ہو سکتے ہیں اور دعا کی وجہ سے تقدیر بدلی جاسکتی ہے۔ (معارف القرآن)
۲۵۔ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ بمطابق ۵۔ مئی ۲۰۰۵ء۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سورة ابراہیم (14)

آیت نمبر (1 تا 4)

(آیت ۱) کُتِبَ خبر ہے اور اس کا مبتداء محذوف ہے۔ (آیت ۲) اَلْعَزِيزُ الْحَمِيدُ کا بدل ہونے کی وجہ سے اللہ حالت جرم میں آیا ہے۔ (آیت ۳) یَبْخُونَهَا کی ضمیر مفعولی سَبِيلِ کے لئے ہے۔

ترکیب

ترجمہ

النَّاسِ	لِيُخْرِجَ	إِلَيْكَ	أَنْزَلْنَاهُ	كِتَبٌ	الرَّحْمٰنُ
لوگوں کو	تاکہ آپ نکالیں	آپ کی طرف	ہم نے اتارا اس کو	(یہ) ایک کتاب ہے	-
إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝	إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝	بِإِذْنِ رَبِّهِمْ	إِلَى الثُّورِ ۝	مِنَ الظُّلُمَاتِ	
حمد کئے ہوئے بالا دست کے راستے کی طرف	حمد کئے ہوئے بالا دست کے راستے کی طرف	اپنے رب کی اجازت سے	روشنی کی طرف	اندھیروں سے	
فِي الْأَرْضِ ط	وَمَا	فِي السَّمَوَاتِ	مَا	لَهُ	اللَّهُ الَّذِي
زمین میں ہے	اور وہ جو	آسمانوں میں ہے	وہ جو	جس کے لئے ہی ہے	جو وہ اللہ ہے
يَسْتَجِيبُونَ	الَّذِينَ	مِنْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ۝	لِلْكَافِرِينَ	وَوَيْلٌ	
ترجیح دیتے ہیں	وہ لوگ جو	ایک شدید عذاب سے	کافروں کے لئے	اور ہلاکت ہے	
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ	وَيَصُدُّونَ	عَلَى الْأُخْرَةِ	الْحَيَاةَ الدُّنْيَا	دِينِي وَزَنْدِگِی کو	
اللہ کی راہ سے	اور وہ لوگ روکتے ہیں	آخرت پر	دنوی زندگی کو	وَيَبْغُونَهَا	
فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝	أُولَئِكَ	عَوَجًا ط	کجی کو	اور تلاش کرتے ہیں اس میں	
دور والی گمراہی میں ہیں	یہ لوگ	مِنْ رُّسُولٍ	إِلَّا	وَمَا أَرْسَلْنَا	
تا کہ وہ خوب واضح کر دے	اپنی قوم کی زبان (بولنے) والا	مگر	کوئی بھی رسول	اور ہم نے نہیں بھیجا	
مَنْ	وَيَهْدِي	يَشَاءُ	مَنْ	اللَّهُ	فَيُضِلُّ
اس کو جس کو	اور وہ ہدایت دیتا ہے	وہ چاہتا ہے	اس کو جس کو	اللہ	پھر گمراہ کرتا ہے
الْحَكِيمُ ۝	الْعَزِيزُ	وَهُوَ	يَشَاءُ ط	وَهُوَ	
حکمت والا ہے	بالا دست ہے	اور وہ ہی	وہ چاہتا ہے	وہ چاہتا ہے	

ظُلُمَت سے مراد عقائد و اعمال کی تاریکیاں اور نور سے مراد ایمان اور عمل صالح کی روشنی ہے۔ گمراہی کے ہزاروں راستے ہیں لیکن ہدایت کی راہ ایک ہی ہے۔ اس وجہ سے ظُلُمَت جمع ہے اور نور واحد۔ پاؤں پر بھٹکنا مطلب یہ ہے کہ تاریکیوں سے نکل کر روشنی کی طرف آنا جن کو بھی میسر ہوگا وہ خدا کی دی ہوئی توفیق سے ہی میسر ہوگا۔ وہی اپنی سنت کے مطابق جن کو ہدایت کا اہل پائے گا ان کو ہدایت بخشے گا اور جن کو اس کا اہل نہیں پائے گا ان کو گمراہی میں بھٹکتا چھوڑ دے گا۔ مطلب یہ ہے کہ پیغمبر کی ذمہ داری اس معاملے میں دعوت و تبلیغ کی ہے۔ لوگوں کو ہدایت کی راہ پر لٹھا کھڑا کرنا اس کی ذمہ داری نہیں ہے۔ (تدبر قرآن)

رسول اللہ ﷺ کی بعثت پوری اقوام دنیا کے لئے ہے۔ ایسی صورت میں یہ بھی ہو سکتا تھا کہ قرآن ہر قوم کی زبان میں الگ الگ ہوتا۔ لیکن اس کو تو کوئی ادنیٰ سمجھ کا آدمی بھی درست نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے ضروری ہوا کہ قرآن کسی ایک ہی زبان میں آئے پھر دوسری زبانوں میں اس کے ترجمے پھیلانے جائیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کی زبانوں میں سے عربی کا انتخاب فرمایا۔ اس کی وجہ ہے۔

عربی آسمان کی زبان ہے۔ فرشتوں کی زبان عربی ہے۔ لوح محفوظ کی زبان عربی ہے اور جنت کی زبان بھی عربی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ تم لوگ تین وجہ سے عرب سے محبت کرو۔ ایک یہ کہ میں عربی ہوں، دوسرے یہ کہ قرآن عربی ہے اور تیسرے یہ کہ اہل جنت کی زبان عربی ہے۔ تفسیر قرطبی وغیرہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی زبان جنت میں عربی تھی۔ زمین پر نازل ہونے کے بعد عربی ہی میں تغیرات ہو کر سریانی زبان پیدا ہوئی۔ اس سے ان روایات کی بھی تائید ہوتی ہے جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں ان کی اصلی زبان عربی ہی تھی۔ جبریل امین نے قومی زبانوں میں ترجمہ کر کے پیغمبروں کو بتلایا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فطری طور پر عربی زبان سے ایک مناسبت عطا فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس ملک میں پہنچے تھوڑے ہی عرصہ بعد بغیر جبر و اکراہ کے پورے ملک کی زبان عربی ہو گئی۔ آج جو عربی ممالک کہلاتے ہیں، جیسے عراق، شام، مصر وغیرہ، ان میں سے کسی کی زبان عربی نہیں تھی۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کی امت میں تعلیم و تعلم، تصنیف و تالیف اور تبلیغ و اشاعت کا ایسا جذبہ پیدا فرمادیا کہ اس کی نظیر پچھلی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس کے نتیجے میں عجمی اقوام میں نہ صرف قرآن و سنت کے علوم حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوا بلکہ عربی زبان کو حاصل کرنے اور اس کی ترویج و اشاعت میں عجمیوں کا قدم عرب سے پیچھے نہیں رہا۔ یہ ایک حیرت انگیز حقیقت ہے کہ اس وقت عربی لغت اور اس کی گرائمر پر جتنی کتابیں دنیا میں موجود ہیں وہ بیشتر عجمیوں کی لکھی ہوئی ہیں۔ قرآن و سنت کی جمع و تدوین اور تفسیر میں بھی ان کا حصہ عربوں سے کم نہیں رہا۔

اس طرح رسول کریم ﷺ کی زبان اور آپ ﷺ کی کتاب عربی ہونے کے باوجود پورے عالم پر محیط ہو گئی اور دعوت و تبلیغ کی حد تک عربی و عجم کا فرق مٹ گیا اور رسول کو قوم کی زبان میں بھیجنے کی حکمت تھی وہ حاصل ہو گئی۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (8 تا 5)

ترجمہ

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا	مُوسَىٰ	بِآيَاتِنَا	أَنْ	أَخْرِجْ	قَوْمَكَ
اور ہم بھیج چکے ہیں	موسیٰ کو	اپنی نشانوں کے ساتھ	کہ	آپ نکالیں	اپنی قوم کو
مِنَ الظُّلُمَاتِ	إِلَى النُّورِ	وَذَكِّرْهُمْ	بِآيَاتِ اللَّهِ		
اندھروں سے	روشنی کی طرف	اور آپ نصیحت کریں ان کو	اللہ کے دنوں کے ساتھ		
إِنَّ	فِي ذَلِكَ	لَآيَاتٍ	لِّحُلِّ	صَبَّارٍ شَكُورٍ ⑤	
بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں	ہر ایک بہت ثابت قدم کے لئے	بہت شکر گزار کے لئے	
وَإِذْ	قَالَ	مُوسَىٰ	لِقَوْمِهِ	ادْكُرُوا	نِعْمَةَ اللَّهِ
اور جب	کہا	موسیٰ نے	اپنی قوم سے	تم لوگ یاد کرو	اللہ کی نعمت کو
أَنْجَحَكُمْ	مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ	يَسُومُونَكُمْ	سُوءَ الْعَذَابِ		
اس نے نجات دی تم کو	فرعون کے پیروکاروں سے	وہ لوگ تکلیف دیتے تھے تم کو	برے عذاب سے		
وَيَذَّبُحُونَ	أَبْنَاءَكُمْ	وَيَسْتَحْيُونَ	نِسَاءَكُمْ	وَفِي ذَلِكَ	
اور وہ ذبح کیا کرتے تھے	تمہارے بیٹوں کو	اور زندہ رکھتے تھے	تمہاری عورتوں کو	اور اس میں	
بَلَاءٍ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٍ ⑥	وَإِذْ	تَاذَنَ	رَبُّكُمْ	لِّبَنٍ	
تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑی آزمائش تھی	اور جب	جتا دیا	تمہارے رب نے	یقیناً اگر	
شَكَرْتُمْ	لَاذْيُذِّكُّكُمْ	وَلِبَنٍ	كَفَرْتُمْ		
تم لوگ شکر کرو گے	تو میں لازمًا زیادہ کروں گا تم کو (ہر لحاظ سے)	اور البتہ اگر	تم لوگ ناشکری کرو گے		
إِنَّ	عَذَابِي	لَشَدِيدٌ ⑦	وَقَالَ	مُوسَىٰ	إِنْ
تو بیشک	میرا عذاب	یقیناً شدید ہے	اور کہا	موسیٰ نے	اگر
أَنْتُمْ	وَمَنْ	فِي الْأَرْضِ	جَمِيعًا	فَإِنَّ	اللَّهَ
تم لوگ	اور وہ (بھی) جو	زمین میں ہیں	سب کے سب	تو بیشک	اللہ
				يَقِينًا بے نیاز ہے	حمد کیا ہوا ہے ⑧

مسند احمد کی مرفوع حدیث میں آیاتِ اللہ کی تفسیر خدا کی نعمتوں سے مروی ہے۔ (ابن کثیر)۔ ایام کا لفظ جب اس طرح آتا ہے جیسے یہاں آیا ہے تو اس سے اہم تاریخی دن مراد ہوتے ہیں۔ مثلاً ایام العرب سے عرب کی جنگیں مراد ہوں گی۔ اسی طرح آیاتِ اللہ سے مراد وہ تاریخی دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے نافرمان قوموں پر عذاب نازل فرمائے اور اہل ایمان کو ان کے ظلم و ستم سے نجات دی۔ (تدبر قرآن)

نوٹ۔ 1

آیت نمبر (9 تا 12)

ترکیب

(آیت 9) نَبُؤُا مضاف ہے۔ اس کے آگے الف کا اضافہ قرآن کا املا ہے۔ الَّذِیْنَ اس کا مضاف الیہ ہے اور محلاً حالت جر میں ہے۔ الَّذِیْنَ کا بدل ہونے کی وجہ سے قَوْمِ حالت جر میں آیا ہے۔ جب کہ قَوْمِ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے نُوحِ مجرور ہے۔ عَادِ اور ثَمُودِ بھی الَّذِیْنَ کا بدل ہونے کی وجہ سے مجرور ہیں۔ مُرِیْبٍ کو شَکِّ کی صفت بھی مانا جاسکتا ہے لیکن ہماری ترجیح ہے کہ اس کو شَکِّ کا بدل مانا جائے۔

ترجمہ

اَلَمْ یَاتِکُمْ	نَبُؤُا الَّذِیْنَ	مِّنْ قَبْلِکُمْ	قَوْمِ نُوحٍ	وَّعَادِ
کیا نہیں پہنچی تم لوگوں کو	ان لوگوں کی خبر جو	تم سے پہلے تھے	(جیسے) قومِ نوح	اور عاد
وَّثَمُودُ	وَالَّذِیْنَ	مِّنْ بَعْدِهِمْ	لَا یَعْلَمُهُمْ	اِلَّا
اور ثمود	اور وہ لوگ جو	ان کے بعد ہوئے	نہیں جانتا ان کو (کوئی)	مگر
جَاءَتْهُمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَیِّنَاتِ	فَرَدُّوْا	اٰیٰتِیْهِمْ
آئے ان کے پاس	ان کے رسول	واضح (نشانیوں) کے ساتھ	تو انہوں نے لوٹائے	اپنے ہاتھ
فِیْۤ اَفْوَہِیْهِمْ	وَقَالُوْا	اِنَّا کُفْرُنَا	بِمَا	اُرْسِلْتُمْ
اپنے منہ میں	اور کہا	بیشک ہم نے انکار کیا	اس کا	آپ بھیجے گئے
وَ اِنَّا	لَفِیْ شَکٍّ	مِّمَّا	تَدْعُوْنَآ	اِلَیْهِ
اور بیشک ہم	یقیناً ایک شک میں ہیں	اس سے	آپ بلاتے ہیں ہم کو	جس کی طرف
مُرِیْبٍ ①	قَالَتْ	رُسُلُهُمْ	اَ	فِی اللّٰہِ
جوشبہ میں ڈالنے والا ہے	کہا	ان کے رسولوں نے	کیا	اللہ (کے بارے) میں
فَاٰخِذِ السَّوَاتِ وَالْاَرْضِ ط	یَذْعُوْکُمْ	لِیَعْفُوْا	لَکُمْ	
جو زمین اور آسمانوں کو جو بخشنے والا ہے	وہ بلاتا ہے تم لوگوں کو	تاکہ وہ بخش دے	تمہارے لئے	
مِّنْ دُّنُوْبِکُمْ	وَّیُخْرِکُمْ	اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی ط		
تمہارے گناہوں میں سے (کچھ) کو	اور تاکہ وہ پیچھے کرے (یعنی مہلت دے) تم لوگوں کو	ایک مقررہ مدت تک		
قَالُوْا	اِنْ اَنْتُمْ	اِلَّا	بَشَرٌ	مِّثْلُنَا ط
ان لوگوں نے کہا	آپ لوگ نہیں ہیں	مگر	ایک بشر	ہمارے جیسے
تُرِیْدُوْنَ	اَنْ	نَّصْدُقُوْکُمْ	عَمَّا	اَبَاوُنَا
آپ لوگ چاہتے ہیں	کہ	روک دیں ہم کو	اس سے جس کی	ہمارے آبا و اجداد



فَاتُونَا	بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝	قَالَتْ	رُسُلُهُمْ	اِنْ نَّحْنُ	اِلَّا	۱۱۰۱ بَشَرٌ
تولائیں ہمارے پاس	کوئی واضح دلیل	کہا	ان کے رسولوں نے	ہم نہیں	مگر	ایک بشر
وَمِنْكُمْ	وَلٰكِنْ	اَللّٰهُ	يَمُنُّ	عَلٰی مَنْ	يَّشَاءُ	مِنْ عِبَادٍ ۝
تمہارے جیسے	اور لیکن	اللہ	احسان کرتا ہے	اس پر جس پر	وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے
وَمَا كَانَ	لَنَّا	اَنْ	تَأْتِيَكُمْ	بِسُلْطٰنٍ	اِلَّا	بِاِذْنِ اللّٰهِ ۝
اور (ممکن) نہیں ہے	ہمارے لئے	کہ	ہم لائیں تمہارے پاس	کوئی دلیل	مگر	اللہ کی اجازت سے
وَعَلَى اللّٰهِ	فَلْيَتَوَكَّلِ	اَلْمُؤْمِنُوْنَ ۝	وَمَا لَنَا	اَلَّا نَتَوَكَّلَ		
اور اللہ پر ہی	چاہیے کہ بھروسہ کریں	ایمان لانے والے	اور ہمیں کیا ہے	کہ ہم بھروسہ نہ کریں		
عَلَى اللّٰهِ	وَ	قَدْ هَدٰنَا	سُبَلٰنَا	وَلَنَصْبِرَنَّ		
اللہ پر	اس حال میں کہ	اس نے ہدایت دی ہے ہم کو	ہماری راہوں کی	اور ہم لازماً ثابت قدم رہیں گے		
عَلٰی مَا	اَذِیْتُنَا ۝	وَعَلَى اللّٰهِ	فَلْيَتَوَكَّلِ	اَلْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝		
اس پر جو	تم لوگ اذیت دیتے ہو ہم کو	اور اللہ پر ہی	چاہیے کہ بھروسہ کریں	بھروسہ کرنے والے		

نوٹ-1

مذکورہ آیات میں رسولوں اور ان کی قوموں کے لئے جمع کے صیغے آئے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ سب قومیں اور ان کے رسول ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ موجود تھے جب یہ مکالمہ ہوا تھا۔ بلکہ ہر قوم کے مقام پر اور اس کے وقت پر اس کے پاس ان کا رسول آیا تھا۔ ان قوموں کے مابین زمان و مکان کا بہت فاصلہ ہے اس کے باوجود ہر زمانے میں اللہ کے رسولوں کا پیغام ایک ہی رہا ہے اور ان کو جواب بھی ایک ہی ملا ہے۔ اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے یہ مکالمہ جمع کے صیغے میں بیان کیا گیا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ نبوت و رسالت کا انکار کرنے والوں کی ایک دلیل ہمیشہ مشترک رہی ہے اور وہ یہ کہ کوئی بشر نبی نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ نبوت و رسالت کے مدعی بشر ہوتے تھے اس لئے ان کی قومیں ان کا انکار کرتی تھیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر زمانے میں ہر نبی اور رسول نے اس دلیل کے جواب میں ہمیشہ اپنی بشریت کا اعتراف اور اقرار کیا۔ کسی ایک بھی نبی یا رسول نے کبھی مافوق البشر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں میں ہی سے کسی کو اس منصب پر فائز کرتا ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب کے کیسٹ سے ماخوذ)۔

آیت نمبر (13 تا 18)

ج ر ع

(ف)

جَزَعًا

پانی یکبارگی پی جانا۔

(تفعل)

تَجَرُّعًا

بتکلف گھونٹ گھونٹ پینا، زیر مطالعہ آیت-17



س و غ

(ن)

سَوَّغًا

آسانی سے گلے سے اتارنا۔ خوشگوار ہونا۔

سَائِعٌ

فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ خوشگوار ہونے والا یعنی خوشگوار۔ ﴿لَبَنًا خَالِصًا سَائِعًا لِلشَّيْبَانِ﴾ (66/ النحل: 66) ”خالص دودھ، خوشگوار ہوتے ہوئے پینے والوں کے لئے۔“

(افعال)

إِسَاغَةً

آسانی سے گلے سے اتارنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17۔

ر م د

(ض)

رَمَدًا

آگ کا بجھ کر ٹھنڈا ہو جانا۔ راکھ ہو جانا۔

رَمَادٌ

اسم ذات ہے۔ راکھ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 18۔

ترجمہ

وَقَالَ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	لِرُسُلِهِمْ	لَنُخْرِجَنَّكُمْ	مِّنْ أَرْضِنَا
اور کہا	ان لوگوں نے جنہوں نے	انکار کیا	اپنے رسولوں کو	ہم لازماً نکالیں گے آپ لوگوں کو	اپنی زمین سے
أَوْ	لَتَعُودَنَّ	فِي مَلَّتِنَا	فَأَوَّيَ	إِلَيْهِمْ	رَبُّهُمْ
یا (پھر)	آپ لوگ لازماً لوٹیں گے	ہمارے مذہب میں	تو وحی کیا	ان کی طرف	ان کے رب نے
لَنُهْلِكَنَّ	الظَّالِمِينَ ﴿١٧﴾	ظَلَمَ	وَلَنَسُكِّنَنَّ	الْأَرْضَ	
ہم لازماً ہلاک کریں گے	ظلم کرنے والوں کو	اور ہم لازماً سکونت دیں گے آپ لوگوں کو	اور ہم لازماً سکونت دیں گے آپ لوگوں کو	اس زمین میں	
مِّنْ بَعْدِهِمْ ط	ذَلِكَ	لِمَنْ	خَافَ	مَقَاهِي	وَخَافَ
ان کے بعد	یہ	اس کے لئے ہے جو	ڈرا	میرے سامنے کھڑا ہونے سے	اور ڈرا
وَعِيدٌ ﴿١٨﴾	وَأَسْتَفْتَحُوا	وَحَابَ	كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿١٩﴾		
میرے (عذاب) کے وعدہ سے	اور انہوں نے فتح مانگی	اور نامراد ہوا	ہر ایک زبردست، ہٹ دھرم		
مِّنْ وَرَائِهِ	جَهَنَّمَ	وَيُسْقَى	مِن مَّاءٍ صَدِيدٍ ﴿٢٠﴾		
اس کے پیچھے	دوزخ ہے	اور اس کو پلایا جائے گا	پیپ والے پانی میں سے		
يَتَجَرَّعُهُ	وَلَا يَكَادُ	يُسِيغُهُ			
وہ مشکل سے گھونٹ گھونٹ پیئے گا اس کو	اور لگے گا نہیں کہ	وہ گلے سے اتارے گا اس کو			
وَيَأْتِيهِ	الْمَوْتُ	مِنْ كُلِّ مَكَانٍ	وَمَّا هُوَ	بِسَبِّطٍ ط	
اور آئے گی اس کے پاس	موت	ہر جگہ سے	اس حال میں کہ	وہ نہیں ہوگا	مردہ
وَمِنْ وَرَائِهِ	عَذَابٌ عَلِيْلٌ ﴿٢١﴾	مِثْلُ الَّذِينَ	كَفَرُوا		
اور اس کے پیچھے	ایک سخت عذاب ہے	ان کی مثال جنہوں نے	کفر کیا		اپنے رب کا (یہ ہے کہ)



أَعْمَالُهُمْ	كَرَمَادٍ	اشْتَدَّتْ	بِهِ	الرَّيْحُ	فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ ط
ان کے اعمال	راکھ کی مانند ہیں	شدت اختیار کی	جن پر	ہوانے	ایک تیز آندھی والے دن میں
لَا يَقْدِرُونَ	مِمَّا	كَسَبُوا	عَلَى شَيْءٍ ط	ذَلِكَ	هُوَ الضَّلَلُ الْبَعِيدُ ١٥
وہ قدرت نہیں رکھیں گے	اس میں سے جو	انہوں نے کمایا	کسی چیز پر	یہ	ہی دور والی گمراہی ہے

آیت نمبر (19 تا 23)

ج ز ع

بے صبری کرنا۔ رنج و غم کا اظہار کرنا۔ زیر مطالعہ آیت - 21۔
فَعُولُ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ رنج و غم کا بہت زیادہ اظہار کرنا۔ واویلا کرنا۔ ﴿إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۖ﴾ (70/المعارج: 20) ”جب چھو اس کو یعنی انسان کو برائی نے تو واویلا کرنے والا ہے۔“

(س) جَزَعًا

جَزُوعٌ

ص ر خ

(۱) چیخنا چلانا۔ فریاد کرنا۔ (۲) کسی کی فریاد کو پہنچنا۔ مدد کرنا۔
فریاد کو پہنچنے والا۔ ﴿وَإِنْ نَشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ﴾ (36/یسین: 43) ”اور اگر ہم چاہیں تو ہم غرق کر دیں ان کو پھر کوئی بھی فریاد کو پہنچنے والا نہیں ہے ان کے لئے۔“
کسی کی فریاد کو پہنچنا۔ مدد کرنا۔

صَرَخًا

صَرِيخٌ

(ن)

فریاد کو پہنچنے والا۔ زیر مطالعہ آیت - 22۔

إِصْرًا خَا

مُضْرَحٌ

(افعال)

مدد کے لئے زور سے چلانا۔ ﴿وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا﴾ (35/فاطر: 37)
”اور وہ لوگ چلائیں گے اس میں کہ اے ہمارے رب تو نکال ہم کو۔“

إِصْتَرَاخًا اور إِصْطَرَاخًا

(افتعال)

(آیت - 21)۔ تَبَعًا مصدر ہے۔ لیکن ایک رائے یہ بھی ہے کہ تَابِعٌ کی جمع بھی تَبَعًا آتی ہے۔ اس آیت میں اس کو تَابِعٌ کی جمع ماننا زیادہ بہتر ہے۔ أَجْزَعْنَا أَمْ صَبْرْنَا۔ یہ جملہ کی وہی ترکیب ہے جو ہم آیت نمبر 2/6 میں پڑھ آئے ہیں کہ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ فرق یہ ہے کہ یہاں أَمْ کے بعد فعل مضارع پر لَمَّ داخل کرنے کے بجائے فعل ماضی صَبْرْنَا آیا ہے۔ لیکن ”أَمْ“ اور ”أَمْ“ کے معنی وہی رہیں گے۔ دیکھیں آیت - 2/6، نوٹ - 1: (آیت - 22) بِهْصْرِخٍ دراصل بِهْصْرِخِينَ تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا تو بِهْصْرِخٍ باقی بچا۔ پھر اس پر یائے متکلم داخل ہوئی تو بِهْصْرِخٍ ہو گیا۔

ترکیب

ترجمہ

أَ	لَمْ تَرَ	أَنَّ	اللَّهُ	خَلَقَ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضَ	بِالْحَقِّ ط	إِنْ
کیا	تو نے غور نہیں کیا	کہ	اللہ نے	پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو	حق (یعنی مقصد) کے ساتھ	اگر
يَشَأْ	يُذْهِبْكُمْ	وَيَأْتِ	يَخْلُقْ جَدِيدًا ١٥	وَمَا ذَلِكْ	عَلَى اللَّهِ			
وہ چاہے	تو وہ لے جائے تم لوگوں کو	اور لے آئے	کوئی نئی مخلوق	اور یہ نہیں ہے	اللہ پر			



بَعِزِينَ ۝	وَبَرَزُوا	لِلَّهِ	جَبِيعًا	فَقَالَ	1101 الضُّعْفُ
کوئی مشکل	اور وہ لوگ سامنے آئیں گے	اللہ کے لئے	سب کے سب	پھر کہیں گے	ضعیف لوگ
لِلَّذِينَ	اسْتَكْبَرُوا	إِنَّا كُنَّا	لَكُمْ	تَبَعًا	فَهَلْ
ان سے جنہوں نے	تکبر کیا	بیشک ہم تھے	تمہاری	پیروی کرنے والی	تو کیا
عَمَّا	مِنْ عَذَابِ اللَّهِ	مِنْ شَيْءٍ ط	قَالُوا	لَوْ	هَدَيْنَا
ہم سے	اللہ کے عذاب کو	کچھ بھی	وہ لوگ کہیں گی	اگر	ہدایت دیتا ہم کو
لَهْدَيْنُكُمْ ط	سَوَاءٌ	عَلَيْنَا	أَ	جَزِعْنَا	أَمْ
تو ہم ضرور ہدایت دیتے تم کو	برابر ہے	ہم پر	چاہے	ہم غم کا اظہار کریں	یا
مَا لَنَا	مِنْ مَّحْجُصٍ ۝	وَقَالَ	الشَّيْطَانُ	لَبَّا	قُضِيَ
ہمارے لئے نہیں	کوئی بھی بچنے کی جگہ	اور کہے گا	شیطان	جب	فیصلہ کر دیا جائے گا
إِنَّ	اللَّهِ	وَعَدَكُمْ	وَعَدَ الْحَقِّ	وَوَعَدُكُمْ	فَاخْلَقْتُمْ ط
بیشک	اللہ نے	وعدہ کیا تم لوگوں سے	حق کا وعدہ	اور میں نے وعدہ کیا تم سے	پھر میں نے وعدہ خلافی کی تم سے
وَمَا كَانَ	لِي	عَلَيْكُمْ	مِنْ سُلْطٰنٍ	إِلَّا أَنْ	دَعَوْتُكُمْ
اور نہیں تھا	میرے لئے	تم لوگوں پر	کوئی بھی اختیار	سوائے اس کے کہ	میں نے دعوت دی تمہیں
فَاسْتَجَبْتُ لِي ۝			فَلَا تَلُومُونِي		وَلُومُوا
پھر قبول کیا تم لوگوں نے میری (دعوت) کو			پس تم لوگ ملامت مت کرو مجھ کو		اور ملامت کرو
أَنفُسَكُمْ ط	مَا أَنَا	بِصُرِّحِكُمْ	وَمَا أَنْتُمْ	بِصُرِّحِي ط	
اپنے آپ کو	میں نہیں ہوں	تمہاری فریاد رسی کرنے والا	اور تم لوگ نہیں ہو	میری فریاد رسی کرنے والے	
إِنِّي	كَفَرْتُ	بِمَا	أَشْرَكْتُمُونِ	مِنْ قَبْلُ ط	إِنَّ
بیشک میں نے	انکار کیا	اس کا جس میں	تم نے شریک کیا مجھ کو	اس سے پہلے	بیشک
لَهُمْ	عَذَابُ الْإِيمِ ۝	وَأُدْخِلَ	الَّذِينَ	أَمَنُوا	وَعَمِلُوا
ان کے لئے ہی ہے	ایک دردناک عذاب	اور داخل کئے گئے	وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے
الطَّالِبَاتِ	جَنَّتِ	تَجْرِي	مِنْ تَحْتِهَا	الْأَنْهَارُ	خُلْدِيْنَ
نیکیوں کے	ایسے باغات میں	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے
فِيهَا	بِأَذْنِ رَبِّهِمْ ط	تَحِيَّتُهُمْ	فِيهَا	سَلَامٌ ۝	
ان میں	اپنے رب کی اجازت سے	اس کا دعا دینا ہے	اس میں	سلام	



آیت نمبر-۲۱۔ میں جو مکالمہ نقل کیا گیا ہے اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قیامت میں یہ عذر قبول نہیں کیا جائے گا کہ میں بے قہصور ہوں۔ فلاں نے مجھے بہکا دیا تھا۔ اس لئے مجھے کچھ نہ کہو بلکہ اس کو پکڑو۔ اس آیت سے بھی اور قرآن کی متعدد دوسری آیات سے بھی یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ غلط عقائد و نظریات کے داعی اور غلط راہ دکھانے والوں کے ساتھ ان کی اندھی تقلید کرنے والے بھی مجرم قرار جائیں گے۔ اس اصول کی وجہ بھی اور دلیل بھی اگلی آیت میں شیطان کا قول نقل کر کے دی گئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر بہکانے والوں کو پکڑا جائے اور بہکنے والوں کو چھوڑ دیا جائے تو پھر کوئی بھی انسان دوزخ میں نہیں جائے گا کیونکہ انسانوں کو بہکانے والے شیاطین ہیں اور دلیل یہ ہے کہ بہکانے والے انسان ہوں یا شیطان، کسی کو اپنی بات منوانے کا اختیار نہیں ہے۔ وہ صرف دعوت دیتے ہیں۔ اسے قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ان کو حاصل ہے جن کو دعوت دی جاتی ہے۔ اس لئے کوئی اپنی مرضی اور اختیار سے غلط دعوت قبول کرتا ہے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ اس مسئلہ پر اسلام کا جائزہ کورس کے پہلے سبق میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آیت نمبر (24 تا 30)

1133

ف ر ع

(ف)

فَرَعًا

فَرْعٌ

(۱) بلندی پر چڑھنا (۲) پستی میں اترنا۔

اسم ذات بھی ہے۔ کسی چیز کا اوپر کا حصہ جو اس کی جڑ سے نکلا ہو۔ جیسی درخت کی شاخ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 24

ج ث ث

(ن)

جَثًّا

اجْتِنَاثًا

کسی کی جڑ کا ٹنڈا۔

کسی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 26۔

ب و ر

(ن)

بَوْرًا

(۱) کساد بازاری ہونا۔ گھاٹا ہونا۔ (۲) ہلاک ہونا۔ تباہ و برباد ہونا۔ ﴿يَرْجُونَ تَجَارَةً لَّنْ تَبُورَ﴾ (35/ فاطر: 29) ”وہ لوگ امید رکھتے ہیں ایسی تجارت کی جس میں ہرگز گھاٹا نہیں ہو گا۔“ ﴿وَمَكْرُؤٌ لَّكَ هُوَ يَبُورُ﴾ (35/ فاطر: 10) ”اور ان لوگوں کی چال بازی! وہ ہی تباہ و برباد ہوگی۔“

بَوَاءٌ

بُورٌ

اسم ذات ہے۔ ہلاکت۔ تباہی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 28

یہ اسم الفاعل بَائِيٌّ کی جمع بھی ہے اور یہ لفظ خود بھی واحد، جمع، مذکر، مونث سب کے لئے آتا ہے۔ ہلاک ہونے والا۔ ﴿وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا﴾ (25/ الفرقان: 18) ”اور وہ لوگ تھے ایک ہلاک ہونے والی قوم۔“

ترکیب

(آیت۔ 24) ضَرَبَ کا مفعول مَثَلًا ہے جبکہ کَلِمَةً طَيِّبَةً اس کا بدل ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔ 26) مَثَلٌ کَلِمَةً خَبِيثَةً مرکب اضافی اور مبتدا ہے جبکہ کَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اس کی خبر ہے۔ (آیت۔ 28) بَدَلُوا کے دو مفعول آتے ہیں۔ نَعِمَتَ اللّٰہ اس کا مفعول اول ہے۔ اس کا مفعول ثانی محذوف ہے جو بِسَخَطِ اللّٰہ یَاغْضَبُ اللّٰہ ہو سکتا ہے جبکہ کُفِّرَ اَحَالَ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔ (آیت۔ 29) یَصْلُوْنَ مادہ ”وصل“ میں باب سَمْع سے مضارع کا جمع مکرر غائب کا صیغہ ہے۔ اگر یہ باب ضَرَب سے ہوتا تو یَصْلُوْنَ آتا اور اگر مادہ ”وصل“ سے ہوتا تو یَصْلُوْنَ آتا۔

ترجمہ:

آ	لَمْ تَرَ	كَيْفَ	ضَرَبَ	اللّٰهُ	مَثَلًا	كَلِمَةً
کیا	آپ ﷺ نے غور نہیں کیا	کیسے	بیان کی	اللہ نے	ایک مثال جو	ایک ایسی پاکیزہ بات کی ہے جو
طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ	أَصْلُهَا	ثَابِتٌ	وَفَرَعُهَا	فِي السَّمَاءِ ۞		
ایک پاکیزہ درخت کی مانند ہے	اس کی جڑ	جی رہنے والی ہے	اور اس کی شاخ	آسمان میں ہے		



تُوِيَّ	اُكْلَهَا	كُلَّ حَيْنٍ	بِأَذْنِ رَبِّهَا ط	وَيَضْرِبُ	اللَّهُ	1133 الْاَمْثَالِ
وہ دیتا ہے	اپنے پھل	ہر وقت	اپنے رب کی اجازت سے	اور بیان کرتا ہے	اللہ	مثالیں
لِلنَّاسِ	لَعَلَّهُمْ	يَتَذَكَّرُونَ ﴿١٥﴾	وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ	كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ		
لوگوں کے لئے	شاید وہ لوگ	نصیحت حاصل کریں	اور کسی گندی بات کی مثال	ایک ایسے گندے درخت کی مانند ہے		
اجْتَنَّتْ	مَنْ فَوْقَ الْأَرْضِ	مَا لَهَا	مِنْ قَرَارٍ ﴿١٦﴾	يُنْبِتُ	اللَّهُ	
جس کو اکھاڑا گیا	زمین کے اوپر سے	نہیں ہے اس کے لئے	کوئی بھی ٹھہراؤ	جمادیتا ہے	اللہ	
الَّذِينَ	أَمَنُوا	بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ	فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	وَفِي الْآخِرَةِ ؕ		
ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	جم جانے والی بات سے	دنوی زندگی میں	اور آخرت میں (بھی)		
وَيُضِلُّ	اللَّهُ	الظَّالِمِينَ قَدْ	وَيَفْعَلُ	اللَّهُ	مَا	يَشَاءُ ﴿١٧﴾
اور گمراہ کرتا ہے	اللہ	ظلم کرنے والوں کو	اور کرتا ہے	اللہ	وہ جو	وہ چاہتا ہے
إِلَى الَّذِينَ	بَدَّلُوا	نِعْمَتَ اللَّهِ	كُفْرًا	وَأَحَلُّوا	قَوْمَهُمْ	
ان کی طرف جنہوں نے	تبدیل کیا	اللہ کی نعمت کو	ناشکری کرتے ہوئے	اور انہوں نے اتارا	اپنی قوم کو	
دَارَ الْبَوَارِ ﴿١٨﴾	جَهَنَّمَ ؕ	يَصْلَوْنَهَا ط	وَيُؤْسَسُ	الْقَرَارُ ﴿١٩﴾		
تباہی کے گھر میں	جو جہنم ہے	وہ لوگ گریں گے اس میں	اور کتنا برا ہے	یہ ٹھہرنا		
وَجَعَلُوا	اللَّهُ	أَنْدَادًا	لِيُضِلُّوا	عَنْ سَبِيلِهِ ط	قُلْ	
اور انہوں نے بنائے	اللہ کے لئے	مد مقابل	تاکہ وہ گمراہ کریں (لوگوں کو)	اس کے راستے سے	آپ کہئے	
تَمَتُّعًا	فَإِنْ	مَصِيرَكُمْ	إِلَى النَّارِ ﴿٢٠﴾			
تم لوگ فائدہ اٹھا لو	پھر بیشک	تمہارا لوٹنا	آگ کی طرف ہے			

نوٹ - 1

کَلِمَةً طَيِّبَةً سے کلمہ توحید اور اس پر مبنی عقائد و نظریات ہیں۔ شَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ وہ درخت جو پھل دینے والا، سایہ دار اور نفع بخش ہو۔ درخت چونکہ زمین اور فضا دونوں سے غذا اور قوت حاصل کرتا ہے اس لئے فرمایا کہ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ یعنی زمین میں اس کی جڑیں اتری ہوئی ہونے کے سبب سے زمین سے بھی اسے پوری غذا مل رہی ہے اور شاخیں فضا میں پھیلی ہوئی ہونے کی وجہ سے فضا بھی اس کی پرورش میں پورا پورا حصہ لے رہی ہے۔

کلمہ توحید کی تمثیل ایک ایسے درخت سے دے کر قرآن نے ایک حقیقت تو یہ واضح فرمائی کہ اس کی جڑیں انسانی عقل و فطرت کے اندر بھی گہری اتری ہوئی ہیں اور عند اللہ بھی یہ سب سے زیادہ قدر و قیمت رکھنے والی حقیقت ہے۔ دوسری حقیقت یہ واضح فرمائی کہ اس کو انسانی فطرت کے اندر سے بھی برابر غذا اور قوت حاصل ہوتی رہتی ہے اور اوپر سے بھی برابر ترشحات (یعنی سکینت) نازل ہوتے رہتے



ہیں۔ تیسری حقیقت یہ واضح فرمائی کہ اس کی برکات ابدی اور دائمی ہیں۔ اس کا فیض ہمیشہ جاری رہتا ہے۔³⁸ جس کے سینہ میں یہ نور موجود ہے وہ ہمیشہ آسودہ اور شاد کام رہتا ہی۔ (تدبر قرآن)

زندگی کی گہما گہمی میں کبھی کبھار اللہ کے کسی ایسے بندے سے ملاقات ہو جاتی ہے جس نے توحید پر مبنی عقائد و نظریات سے اپنے سینے کو اباد کیا ہوا ہے اور ان کے برکات و ثمرات سے فیض یاب بھی ہو رہا ہے، تو اس وقت ایک شعر ضرور ذہن میں آتا ہے۔ وہ پیش خدمت ہے۔ جگر مرحوم کا شعر ہے جس میں ایک لفظ تبدیل کر دیا گیا ہے۔

نوٹ-2

ہستی مومن اللہ اللہ فرش نشیں اور عرش نشین

آیت نمبر (31 تا 34)

ح ص ی

(ض)

(افعال)

حَصِيًّا

إِحْصَاءً

(۱) کنکری سے مارنا۔ (۲) کنکری پر گنتی کرنا۔

(۱) کسی چیز کی گنتی کو پورا کرنا۔ شمار مکمل کرنا۔ (۲) کسی کام کا حق پورا کرنا۔ نباہ کرنا (۳) گھیر لینا۔ احاطہ کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 34۔ ﴿عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصَوْهُ فَتَأْتِي عَلَيْكُمْ﴾

(73/مزل: 20) ”(اس نے یعنی اللہ نے جانا کہ تم لوگ ہرگز نہ نباہ سکو گے اس کو تو اس نے شفقت کی تم لوگوں پر۔“ ﴿لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا﴾

(18/الکہف: 49) ”یہ نہیں چھوڑتی کوئی چھوٹی اور نہ کوئی بڑی سوائے اس کے کہ گھیر لیا اس کو۔“

(آیت۔ 31) يُقِيمُوا اور يُنْفِقُوا کے نون اعرابی گرے ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے لام امر مخدوف ہیں اور یہ فعل امر غائب کے صیغے ہیں۔ (آیت۔ 34) لَا تُحْصَوْهَا میں جو لا ہے یہ لائے نہیں ہے بلکہ لائے نفی ہے اور تُحْصُوا دراصل ان کا جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔

ترکیب

ترجمہ:

قُلْ	لِّلْعِبَادِ الَّذِينَ	أَمُّوْا	يُقِيمُوا	الصلوة
آپ کہہ دیجئے	میرے ان بندوں سے جو	ایمان لائے کہ	چاہیے کہ وہ لوگ قائم رکھیں	نماز کو
وَيُنْفِقُوا	مِمَّا	رَزَقْنَاهُمْ	سِرًّا	وَعَلَانِيَةً
اور چاہیے کہ وہ لوگ خرچ کریں	اس میں سے جو	ہم نے عطا کیا ان کو	پوشیدہ	اور علانیہ
مِّن قَبْلِ	أَنْ	يَأْتِيَ	يَوْمٌ	لَّا يَبِيعُ
اس سے پہلے	کہ	آئے	ایک ایسا دن	کوئی سودا نہیں ہے
اللَّهُ	الَّذِي	خَلَقَ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ
اللہ	وہ ہے جس نے	پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو
مَاءٍ	فَاخْرَجَ	بِهِ	مِنَ الشَّجَرِ	رِزْقًا
پانی	پھر اس نے نکالے	اس سے	پھل	بطور رزق
وَسَخَّرَ	لَكُمْ	فِيهِ	وَلَا يَخْلُ	وَسَخَّرَ
اور اس نے مطیع کیا	تمہارے لئے	جس میں	اور نہ ہی دوستی	اور اس نے مطیع کیا



لَكُمْ	الْفُلُكُ	لِتَجْرِيَ	فِي الْبَحْرِ	بِأَمْرِ	وَسَخَّرَ	لَكُمْ 1133
تمہارے لئے	کشتی کو	تاکہ وہ بہے	سمندر میں	اس کے حکم سے	اور اس نے مطیع کیا	تمہارے لئے
الْأَنْهَارِ	وَسَخَّرَ	لَكُمْ	الشَّمْسِ	وَالْقَمَرِ	دَابَّيْنِ	
نہروں کو	اور اس نے مسخر کیا	تمہارے لئے	سورج کو	اور چاند کو	مسلسل چلنے والے ہوتے ہوئے	
وَسَخَّرَ	لَكُمْ	الَّيْلِ	وَالنَّهَارِ	وَأَنْتُمْ		
اور اس نے مسخر کیا	تمہارے لئے	رات کو	اور دن کو	اور اس نے دیا تم لوگوں کو		
مِّنْ كُلِّ مَا	سَأَلْتُمُوهُ	وَإِنْ	تَعُدُّوا	نِعْمَتَ اللَّهِ		
اس کے سب میں سے جو	تم لوگوں نے مانگا اس سے	اور اگر	تم لوگ گنتی کرو گے	اللہ کی نعمت کی		
لَا تُحْصَوْنَ	إِنَّ	الْإِنْسَانَ	أَكْظَمَ	كَفَّارًا		
تو شمار پورا نہ کر پاؤ گے اس کا	بیشک	انسان	یقیناً بے انتہا ظلم کرنے والا ہے	انتہائی ناشکرا ہے		

وَأَنْتُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ كَمَا مَطْلَب قَاضِي بِيضَاوِيؒ نے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہر وہ چیز دے دی جو مانگنے کے قابل ہے خواہ انسان نے مانگی ہو یا نہ مانگی ہو۔ (معارف القرآن)

نوٹ-1

آیت نمبر (35 تا 41)

(آیت-35) وَاجْتَنِبْ کا مفعول ہونے کی وجہ سے بِنَیِّ حالت نصب میں ہے۔ یہ لفظ بَنَیْنِ تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا تو بِنَیِّ باقی بچا پھر اس پر مضاف الیہ یائے متکلم داخل ہوئی تو بَنَیِّ استعمال ہوا۔ (آیت-37) - يَوَادِّ نکرہ مخصوصہ ہے اور اس کی خصوصیت یعنی صفت ہونے کی وجہ سے غَیْرِ حالت جر میں آیا ہے۔ (آیت-40) تَقَبَّلْ کے مفعول دُعَاءِ پر نہ تو لام تعریف ہے، نہ تنوین ہے اور یہ حالت جر میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دراصل مضاف دُعَاءِ تھا۔ اس پر مضاف الیہ یائے متکلم داخل ہوا تو دُعَاءِ ی ہو گیا۔ یہاں یائے متکلم گری ہوئی ہے۔

ترکیب

ترجمہ:

وَإِذْ	قَالَ	إِبْرَاهِيمُ	رَبِّ	اجْعَلْ	هَذَا الْبَلَدَ	أَمِنًا
اور جب	کہا	ابراہیمؑ نے	اے میرے رب	تو بنا	اس شہر کو	امن میں ہونے والا
وَاجْتَنِبْ	وَبَنِي	أَنْ	تَعْبُدَ	الْأَصْنَامَ		
اور تو دور کر دے مجھ کو	اور میرے بیٹوں کو	کہ	ہم عبادت کریں	بتوں کی		
رَبِّ	إِنَّهُمْ	أَضَلَّنَا	كَثِيرًا	مِّنَ النَّاسِ	فَمَنْ	تَبَعْنِي
اے میرے رب	بیشک انہوں نے	گمراہ کیا	بہتوں کو	لوگوں میں سے	پس جس نے	پیروی کی میری
وَإِنَّهُ	مِثِّي	وَمَنْ	عَصَانِي	فَأَنَّكَ	عَفُورٌ	
تو بیشک وہ	مجھ میں سے ہے	اور جس نے	نافرمانی کی میری	تو بیشک تو	بے انتہا بخشنے والا ہے	



رَبَّنَا ۝	اِنَّ	اَسْكَنْتُ	مِنْ ذُرِّيَّتِي ۱۱۳۳
اے ہمارے رب	بیشک میں نے	بسا دیا	اپنی اولاد میں سے (ایک کو)
يُوَادُّ	غَيْرِ ذِي زَرْعٍ	عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۶	رَبَّنَا
ایک ایسی وادی میں جو	کھیتی والی نہیں ہے	تیرے محترم گھر کے پاس	اے ہمارے رب
لِيُقْبِلُوا	الصَّلَاةَ	فَاجْعَلْ	مِّنَ النَّاسِ
تا کہ وہ لوگ قائم رکھیں	نماز کو	پس تو بنا دے	لوگوں میں سے
تَهْوِي	إِلَيْهِمْ	وَأَرْزُقْهُمْ	لَعَلَّهُمْ
(کہ) وہ مائل ہوتے ہوں	ان کی طرف	اور تو رزق دے ان کو	شاید وہ لوگ
يَشْكُرُونَ ۱۱۴	رَبَّنَا	إِنَّكَ	تَعْلَمُ
شکرا داکریں	اے ہمارے رب	بیشک تو	جانتا ہے
نُعَلِّمُ ۱۱۵	وَمَا يَخْفَىٰ	عَلَى اللَّهِ	مِنْ شَيْءٍ
ہم آسکا کرتے ہیں	اور پوشیدہ نہیں ہوتی ہے	اللہ پر	کوئی بھی چیز
وَلَا فِي السَّمَاءِ ۱۱۶	الْحَصْدُ	لِلَّهِ الَّذِي	وَهَبَ
اور نہ ہی آسمان میں	تمام حمد	اس اللہ کے لئے ہے جس نے	عطا کیا
عَلَى الْكَبِيرِ	إِسْمَاعِيلَ	وَأِسْحَاقَ ۱۱۷	إِنَّ
بڑھاپے کے باوجود	اسماعیلؑ	اور اسحاقؑ	بیشک
رَبِّ	اجْعَلْنِي	مُقِيمَ الصَّلَاةِ	وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۱۱۸
اے میرے رب	تو بنا دے مجھ کو	نماز کو قائم رکھنے والا	اور میری اولاد میں سے (بھی)
وَتَقَبَّلْ	دُعَاءِ ۱۱۹	رَبَّنَا	وَلِوَالِدَيَّ
اور تو قبول کر	میری دعا کو	اے ہمارے رب	اور میرے والدین کو
وَلِلْمُؤْمِنِينَ ۱۲۰	يَوْمَ	يَقُومُ	الْحِسَابِ ۱۲۱
اور تمام ایمان لانے والوں کو	جس دن	قائم ہوگا	حساب

آیت نمبر (42 تا 46)

ش خ ص

(ف)

شُحُوصًا

آنکھوں کا کھلا رہ جانا۔ ٹکلی لگنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 42۔



اسم فاعل ہے۔ کھلی رہ جانے والی۔ ﴿فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾¹¹³³
(21/ الانبیاء: 97) ”تو جب ہی کھلی رہ جانے والی ہیں ان کی آنکھیں جنہوں نے کفر کیا۔“

شَاخِصَةٌ

ہ ط ع

(ف)

(افعال)

جلدی جلدی چلنا۔ لپکنا۔ دوڑنا۔

مثلاً مجرد کا ہم معنی ہے۔

لپکنے والا۔ دوڑنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 43۔

هَظَعًا

إِهْطَاعًا

مُهْطِعٌ

ق ن ع

(ک)

قَنَاعَةً

قَانِعٌ

جو کچھ حصہ میں آئے اس پر راضی ہونا۔

قناعت کرنے والا۔ ﴿وَاطْعَبُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرِطَ﴾ (22/ الحج: 36) ”اور تم لوگ کھلاؤ

قناعت کرنے والے کو اور مانگنے والے کو۔“

پہاڑ پر چڑھنا۔ بلند ہونا۔

بلند کرنا۔

بلند کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 43۔

قُنُوعًا

إِقْنَاعًا

مُقْنِعٌ

(ف)

(افعال)

ز و ل

(ن)

زَوَالًا

اپنی جگہ چھوڑ کر کسی جانب مائل ہونا۔ ہٹ جانا۔ ٹل جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 44-46

ترجمہ:

وَلَا تَحْصَبَنَّ	اللَّهُ	غَافِلًا	عَمَّا	يَعْمَلُ	الظَّالِمُونَ
اور آپ ہرگز گمان مت کریں	اللہ کو	غافل	اس سے جو	عمل کرتے ہیں	ظالم لوگ
إِنَّمَا	يُؤَخِّرُونَ	هُمْ	لِيَوْمٍ	تَشْخَصُ	
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ مؤخر کرتا ہے (مہلت دیتا ہے)	ان کو (پکڑنے میں)	ایک ایسے دن کے لئے	کھلی کی کھلی رہ جائیں گی	
فِيهِ	الْأَبْصَارُ	مُهْطِعِينَ	مُقْنِعِي رءُوسِهِمْ		
جس میں	آنکھیں	دوڑنے والے ہوتے ہوئے	اپنے سروں کو اٹھائے ہوئے		
لَا يَرْتَدُّ	إِلَيْهِمْ	طَرَفُهُمْ	وَافِدٌ لَهُمْ	هُوَءِطٌ	وَأَنْذِرِ
نہیں پلٹے گی	ان کی طرف	ان کی نگاہیں	اور ان کے دل	ڈولتے ہوں گے	اور آپ خبردار کریں
النَّاسِ	يَوْمَ	يَأْتِيهِمْ	الْعَذَابُ	فَيَقُولُ	الَّذِينَ
لوگوں کو	ایسے دن سے جب	پہنچے گا ان کو	عذاب	پھر کہیں گے	وہ لوگ جنہوں نے



ظَلَمُوا	رَبَّنَا	اٰخِرًا	اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۝	133 لٰجِبُ
ظلم کیا	اے ہمارے رب	تو مہلت دے ہم کو	ایک قریبی مدت تک	تو ہم قبول کریں گے
دَعَوَاتِكَ	وَنَتَّبِعُ	الرُّسُلَ ط	اَوْ	اَقْسَبْتُمْ
تیری دعوت کو	اور ہم پیروی کریں گے	رسولوں کی	تو کیا	(کہ) تم لوگوں نے قسم کھائی
مِّنْ قَبْلُ	مَا لَكُمْ	مِّنْ ذَوَالِ ۝	وَسَكَنتُمْ	
اس سے پہلے	(کہ) تمہارے لئے نہیں ہے	کہیں بھی ہٹ کر جانا	اور تم لوگوں نے سکونت اختیار کی	
فِي مَسْكِنِ الَّذِيْنَ	ظَلَمُوا	اَنْفُسَهُمْ	وَتَبَيَّنَ	كَيْفَ
ان کے ٹھکانوں میں جنہوں نے	ظلم کیا	اپنی جانوں پر	اور واضح ہوا	تمہارے لئے (کہ) کیسا
فَعَلْنَا	بِهِمْ	وَصَرَبْنَا	لَكُمْ	وَقَدْ مَكَرُوا
ہم نے کیا	ان کے ساتھ	اور ہم نے بیان کیں	تمہارے لئے	اور وہ چالیں چل چکے
مَكْرَهُمْ	وَعِنْدَ اللّٰهِ	مَكْرَهُمْ ط	وَإِنْ	كَانَ
اپنی چال بازی کی	اور اللہ کے سامنے ہیں	ان کی چالیں	اور واقعی	تھیں
مَكْرَهُمْ	لِيَتَزَوَّلَ	مِنْهُ	الْجِبَالُ ۝	
ان کی چالیں ایسی	کٹل جائیں	ان سے	پہاڑ	

(آیت - ۴۵) میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ دوسری قوموں کی مثالیں ہم نے بیان کیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فاعل حقیقی ہے۔ لیکن اسباب و علل کی اس دنیا میں اس کا ظہور اس طرح تھا کہ دوسری قوموں کے حالات و واقعات اللہ تعالیٰ نے لوگ کہانیوں میں محفوظ کرا دیئے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ لوگ عبرت حاصل کریں اور اپنا طرز عمل درست کریں لیکن لوگوں نے اسے محض ایک تفریح کا ذریعہ بنا لیا۔ وہی حالات و واقعات اب تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ آج بھی پڑھتے ہیں بلکہ بڑی بڑی ریسرچ کرتے ہیں لیکن عبرت نہیں پکڑتے ہیں۔ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ۔

نوٹ - 1

آیت نمبر (47 تا 52)

ص ف د

(ض)

صَفَدًا

صَفَدًا

قید کرنا۔ ہتھکڑی لگانا۔ بیڑی ڈالنا۔

ج اَصْفَادٌ۔ ہتھکڑی۔ بیڑی۔ زیر مطالعہ آیت - 49۔

س ر ب ل

(رباعی)

سِرْبًا لَا

قمیص یا کرتا پہنانا۔

سِرَابِیل

ج سِرَابِیل۔ اسم ذات بھی ہے۔ قمیص یا کرتا خواہ کسی چیز سے بنا ہوا ہو۔ زیر مطالعہ آیت۔ 50

ق ط ر

(ن)

قَطْرًا

قُطْرُ

قَطْرُ

قِطْرَانٌ

(۱) کسی کو پہلو پر گردینا۔ (۲) پانی کا جاری ہونا بہنا۔ (کثیر المعانی لفظ ہے)

ج اَقْطَارٌ۔ کسی چیز کا پہلو۔ کنارہ۔ ﴿إِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا﴾ (55/ الرحمن: 33) ”اگر تمہیں طاقت ہے کہ تم لوگ نکل جاؤ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے تو نکل جاؤ۔“

پگھلا ہوا تانبا۔ ﴿وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ﴾ (34/ سبأ: 12) ”اور بہایا ہم نے ان کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ۔“

ایک روغنی سیال مادہ جو صنوبر جیسے درخت سے حاصل کیا جاتا ہے۔ تارکول۔ گندھک۔ زیر مطالعہ آیت۔ 50۔

ترجمہ:

فَلَا تَحْسَبَنَّ	اللَّهُ	مُخْلِفَ وَعْدِهِ	رُسُلَهُ	إِنَّ اللَّهَ
پس آپ ہرگز گمان مت کریں	اللہ کو	اپنے وعدہ کے خلاف کرنے والا	اپنے رسولوں سے	بیشک اللہ
عَزِيزٌ	ذُو انْتِقَامٍ	يَوْمَ	تُبَدَّلُ	عَنِ الْأَرْضِ
بالادست ہے	انتقام لینے والا ہے	جس دن	تبدیل کی جائے گی	اس زمین کے علاوہ سے
وَالسَّمَوَاتِ	وَبَرَزُوا	لِلَّهِ	الْوَحِيدِ	الْفَهَّارِ
اور سارے آسمان (بھی)	اور وہ لوگ سامنے آئیں گے	اللہ کے	جو واحد ہے	پوری طرح غالب ہے
وَتَرَى	الْمُجْرِمِينَ	يَوْمَئِذٍ	مُقَرَّنِينَ	فِي الْأَصْفَادِ
اور آپ دیکھیں گے	مجرموں کو	اس دن	جکڑے ہوئے	بیڑیوں میں
سَرَابِيلُهُمْ	مِّنْ قِطْرَانٍ	وَتَغْشَى	وُجُوهُهُمْ	النَّارُ
ان کے کرتے	گندھک کے ہوں گے	اور ڈھانک لے گی	ان کے چہروں کو	آگ
لِيَجْزِيَ	اللَّهُ	كُلَّ نَفْسٍ	مَا	إِنَّ اللَّهَ
تا کہ جزا دے	اللہ	ہر ایک جان کو	وہ جو	بیشک اللہ
سَرِيعُ الْحِسَابِ	هَذَا	بَلَعٌ	لِّلنَّاسِ	وَلِيَعْلَمُوا
جلد حساب لینے والا ہے	یہ	پیغام ہے	لوگوں کے لیے	اور تاکہ لوگ جان لیں کہ
أَنَّهُ	هُوَ	إِلَهُ وَاحِدٌ	وَلِيَذْكُرُوا	أُولَ الْأَنْبَاءِ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ	ایک خدا ہے	اور تاکہ یاد دہانی حاصل کریں	عقل والے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
سورة الحجر (15)

آیت نمبر (1 تا 5)

ع م ل

(ن)

امید کرنا۔
اَمَلًا
اَمَلٌ
اسم ذات بھی ہے۔ امید۔ زیر مطالعہ آیت۔ 3۔

ترکیب

(آیت۔ 1) اٰیٰتِ مضاف ہے۔ اَلْکِتٰبِ اس کا پہلا مضاف الیہ ہے۔ اور قُرْاٰنِ مُبِیْنٍ اس کا دوسرا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں آیا ہے۔ (آیت۔ 3) ذَرْ فعل امر ہے۔ اس کا جواب امر ہونے کی وجہ سے یَا کُلُوْا۔ یَتَمَتَّعُوْا۔ اور یُلٰہِ مجزوم آئے ہیں۔ (آیت۔ 4) اَهْلَکْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے مِنْ قَرِیْةٍ مَّحَلًّا حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔ 5) تَسْبِیْئٌ کا فاعل ہونے کی وجہ سے مِنْ اُمَّةٍ مَّحَلًّا حالت رفع میں ہے۔

ترجمہ:

اَلرَّحْمٰنُ	تِلْكَ	اٰیٰتِ الْکِتٰبِ	وَقُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ ①	رُبَّمَا	یَوَدُّ
.....	یہ	اس کتاب کی آیتیں ہیں	اور واضح قرآن کی	بہت ہی	خواہش کریں گے
اَلَّذِیْنَ	کَفَرُوْا	کُوْ	کَانُوْا	مُسْلِمِیْنَ ②	ذَرْ
وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا	کاش	وہ ہوتے	فرمانبرداری کرنے والے	آپ چھوڑ دیں
ہُمْ	یَا کُلُوْا	وَيَسْتَعْمُوْا	وَيُلْهَهُمْ	اَلْاَمَلُ	فَسَوْفَ
ان لوگوں کو	کہ وہ کھائیں	اور فائدہ اٹھائیں	اور غافل کرے ان کو	امید	تو عنقریب
یَعْلَمُوْنَ ③	وَمَا اَهْلَکْنَا	مِنْ قَرِیْةٍ	اِلَّا	وَ	لَهَا
وہ جان لیں گے	اور ہم نے ہلاک نہیں کیا	کسی بھی بستی کو	مگر	اس حال میں کہ	اس کے لئے تھا
کِتٰبٌ مَّعْلُوْمٌ ④	مَا تَسْبِیْئٌ	مِنْ اُمَّةٍ	اَجَلَهَا	وَمَا یَسْتَخِرُوْنَ ⑤	
ایک مقرر وقت	آگے نہیں نکلی	کوئی بھی امت	اپنے وقت سے	اور نہ وہ پیچھے رہتے ہیں	

نوٹ۔ 1

کِتٰبٌ مَّعْلُوْمٌ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قوم کے لئے پہلے سے طے کر لیتا ہے کہ اس کو سننے، سمجھنے اور سنہلنے کے لئے اتنی مہلت دی جائے گی اور اس حد تک اسے اپنی من مانی کا موقع دیا جاتا رہے گا۔ یہ مہلت جب تک باقی رہتی ہے وہ ڈھیل دیتا رہتا ہے اور سرکشی کرتے ہی فوراً اس نے کبھی بھی کسی قوم کو نہیں پکڑا۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (6 تا 13)

1133

س ل ک

(ن)

سَلَا

(۱) کسی راستہ پر چلنا۔ کسی چیز میں داخل ہونا۔ پڑنا۔ (لازم)

(۲) کسی راستہ پر چلانا۔ کسی چیز میں داخل کرنا۔ ڈالنا۔ (متعدی) زیر مطالعہ آیت۔ 12

ترجمہ:

وَقَالُوا	يَا أَيُّهَا الَّذِي	نُزِّلَ	عَلَيْهِ	الذِّكْرُ	إِنَّكَ
اور انہوں نے کہا	اے وہ (شخص)	نازل کیا گیا	جس پر	اس نصیحت کو	بیشک تو
لَمَجْنُونٌ ۖ	لَوْ مَا	تَأْتِينَا	بِالْمَلَكَةِ	إِنْ	كُنْتَ
یقیناً مجنون ہے	کیونکہ نہیں	تو آتا ہمارے پاس	فرشتوں کے ساتھ	اگر	تو ہے
مَا نُنَزِّلُ	الْمَلَكَةَ	إِلَّا	بِالْحَقِّ	وَمَا كَانُوا	إِذَا
ہم نہیں اتارتے	فرشتوں کو	مگر	حق کے ساتھ	اور وہ نہ ہوئے	پھر تو
إِنَّا نَحْنُ	نَزَّلْنَا	الذِّكْرُ	وَأَنَّا	لَهُ	لَحَفِظُونَ ۖ
بیشک ہم نے ہی	اتارا	اس نصیحت کو	اور بیشک ہم	اس کی	یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں
وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا	مِنْ قَبْلِكَ	فِي شَيْعِ الْأَوَّلِينَ ۖ	وَمَا يَأْتِيهِمْ	أَوْ نَبِيٍّ آتَانَا	كُذِّبَ
اور یقیناً ہم بھیج چکے ہیں (رسولوں کو)	آپ سے پہلے	پہلے لوگوں میں	اور نہیں آتا ان کے پاس	کذا لک	اس طرح
مِّن رُّسُولٍ	إِلَّا	كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۖ	وہ لوگ اس کا مذاق اڑا کرتے تھے	سوائے اس کے کہ	نَسْلُكُهُ
کوئی بھی رسول	سوائے اس کے کہ	وہ لوگ اس کا مذاق اڑا کرتے تھے	لا يُؤْمِنُونَ	فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۖ	ذُل دیتے ہیں ہم اس کو (یعنی استہزاء کو)
نَسْلُكُهُ	ذُل دیتے ہیں ہم اس کو (یعنی استہزاء کو)	مجرموں کے دلوں میں	یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے	وَقَدْ خَلَّتْ	بِهِ
اس پر	اس پر	اور گزر چکی ہے	سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۖ	پہلے لوگوں کی عادت	

نوٹ۔ 1

حفاظت قرآن کے وعدے میں حفاظت حدیث بھی داخل ہے کیونکہ تمام اہل علم اس پر متفق ہیں کہ قرآن نہ تو صرف الفاظ قرآنی کا نام ہے اور نہ ہی صرف معانی قرآنی کا، بلکہ دونوں کے مجموعے کو قرآن کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معانی اور مضامین قرآنیہ تو دوسری کتابوں میں بھی موجود ہیں اور اسلامی تصانیف میں تو عموماً مضامین قرآنیہ ہی ہوتے ہیں، مگر ان کو قرآن نہیں کہا جاتا کیونکہ الفاظ قرآن کے نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص قرآن کریم کے متفرق الفاظ اور جملے لے کر ایک مقالہ یا رسالہ لکھ دے تو اس کو بھی قرآن نہیں



کہا جائے گا۔ خواہ اس میں ایک لفظ بھی قرآن کے باہر کا نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن صرف اس مصحف ربانی کا نام ہے جس کے الفاظ اور معانی ساتھ ساتھ محفوظ ہیں۔

جب یہ معلوم ہوا کہ قرآن صرف الفاظ قرآن کا نام نہیں بلکہ معانی بھی اس کا ایک جز ہیں تو حفاظت قرآن کی جو ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں لی ہے اس میں جس طرح الفاظ قرآنی کی حفاظت کا وعدہ ہے اسی طرح معانی اور مضامین قرآن کی حفاظت اور معنوی تحریف سے اس کو محفوظ رکھنے کا وعدہ بھی شامل ہے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ معانی قرآن وہی ہیں جن کی تعلیم دینے کے لئے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ”تا کہ آپؐ واضح کر دیں لوگوں کے لئے اس کو جو نازل کیا گیا ان لوگوں کی طرف۔“ (16/24) اور یہی معنی اس آیت کے ہیں کہ ”اور وہ تعلیم دیتے ہیں تم لوگوں کو کتاب کی اور حکمت کی۔“ (2/151) اور اسی لئے آپؐ نے فرمایا کہ میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کو معانی قرآن کے بیان اور تعلیم کے لئے بھیجا گیا تو آپؐ نے امت کو جن اقوال و افعال کے ذریعہ تعلیم دی ان ہی کا نام حدیث ہے۔ جب حدیث رسولؐ درحقیقت تفسیر قرآن اور معانی قرآن ہیں، جن کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قرآن کے صرف الفاظ محفوظ رہ جائیں اور معانی یعنی احادیث رسولؐ ضائع ہو جائیں۔ (معاف القرآن)

آیت نمبر (14 تا 18)

ع ر ج

(ن۔ض)

عُرُوْجًا

مَعْرَجٍ

اوپر چڑھنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 14

ج مَعَارِجٍ۔ چڑھنے کا آلہ۔ سیڑھی۔ ﴿مِّنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ ط﴾ (70/المعارج: 3)
”اللہ کی طرف سے جو زینوں کا مالک ہے۔“

لَنُكْرِئَنَّا۔ لَنُكْرِئَنَّا۔ لَنُكْرِئَنَّا۔

عَرَجًا

أَعْرَجٍ

(س)

أَفْعَلُ الْوَانِ وَيُوبِ بِرِصْفَتِ هِيَ۔ لَنُكْرِئَنَّا۔ ﴿لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰی حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرْجٌ﴾ (24/النور: 61) ”اندھے پر کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ ہی لنگڑے پر کوئی گناہ ہے۔“

ش ه ب

(س۔ك)

شَهَبًا

شَهْبًا

(ف)

سیاہی مائل سفید ہونا۔
گرمی کا کسی کو جھلس دینا۔

ج شُهْبٌ۔ شعلہ۔ انگارہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 18

شَهَابٌ

ترجمہ:

وَلَوْ	فَتَحْنَا	عَلَيْهِمْ	بَابًا	مِّنَ السَّمَاءِ	فَظَلُّوا	فِيهِ
اور اگر	ہم کھول دیں	ان پر	ایک دروازہ	آسمان میں سے	پھر وہ لگیں	اس میں



يَعْرِجُونَ ۱۳	لَقَالُوا	إِنَّمَا	سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا ۱۱۳۳
اوپر چڑھنے	توضرور کہیں گے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ہماری نظر بندی کردی گئی
بَلْ	نَحْنُ	قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ۱۵	وَلَقَدْ جَعَلْنَا
بلکہ	ہم	جادو کئے ہوئے لوگ ہیں	اور بیشک ہم نے بنائی ہیں
بُرُوجًا	وَرَبَّيْنَاهَا	لِلنَّظِيرِينَ ۱۶	وَحَفِظْنَاهَا
(سیاروں کی) منزلیں	اور ہم نے مزین کیا ان کو	دیکھنے والوں کے لئے	اور ہم نے محفوظ کیا ان کو
مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ۱۷	إِلَّا	مِنْ	اسْتَرَقَّ
ہر دھتکارے ہوئے شیطان سے	سوائے اس کے کہ	جس نے	چپکے سے چرایا
السَّمْعِ	فَاتَّبَعَهُ	شَهَابٌ مُّبِينٌ ۱۸	
سننے کو	تو پیچھے لگتا ہے اس کے	ایک روشن انگارہ	

بعض کا قول ہے کہ بروجا سے مراد سورج اور چاند کی منزلیں ہیں۔ عطیہ کہتے ہیں کہ یہ وہ جگہیں ہیں جہاں چوکی پہرے ہیں۔ جہاں سے سرکش شیطانوں کو مار پڑتی ہے کہ وہ بلند و بالا فرشتوں کی گفتگو نہ سن سکیں۔ فرشتوں کی باتوں کی چوری چوری سننے کے لئے جنات اوپر کو چڑھتے ہیں اور وہ ایک کے اوپر ایک ہوتے ہیں جو آگے بڑھتا ہے شعلہ اس کو جلانے کے لئے لپکتا ہے۔ سننے والے کا کام شعلہ کبھی تو اس سے پہلے ہی ختم کر دیتا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کے کان میں کچھ کہہ دے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جلنے سے پہلے وہ اپنے نیچے والے ساتھی کے کان میں کہہ دے۔ پھر وہ اپنے سے نیچے والے کو اور اسی طرح مسلسل پہنچا دے اور وہ بات زمین تک آجائے اور جادو گر یا کاہن کے کان اس سے آشنا ہو جائیں۔ پھر وہ اس کے ساتھ سوجھوٹ ملا کر لوگوں میں دون کر لیتا ہے (ابن کثیر)۔ جب وہ ایک آدھ سادی بات سچی نکلتی ہے تو ان کے متعقدین اسے ان کی سچائی کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں اور جو خبریں جھوٹے ثابت ہوتی ہیں ان سے انماض برتا جاتا ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

نوٹ-1

آیت نمبر (19 تا 25)

خ ز ن

(ن)

خَزْنًا

خَزِينَةً

خَازِنٌ

کسی چیز کا ذخیرہ کرنا۔ جمع کرنا۔

ج خَزَائِنُ۔ ذخیرہ کرنے کی جگہ۔ خزانہ۔ زیر مطالعہ آیت-21۔

ج خَزْنَةً۔ خزانہ کا محافظ اور ذمہ دار۔ داروغہ۔ خزانچی۔ زیر مطالعہ آیت-22 ﴿وَقَالَ

الَّذِينَ فِي النَّارِ لِيُخْزَنَ جَهَنَّمُ﴾ (40/ المؤمن: 49) ”اور کہا انہوں نے جو آگ میں ہیں جہنم کے داروغوں سے۔“

ل ق ح

(ف)

لَقَحًا

لَاقِحٌ

نرکھجور کا شگوفہ مادہ کھجور میں ڈالنا۔ حاملہ کرنا۔ باردار کرنا۔

ج لَوَاقِحُ باردار کرنے والا یا کرنے والی۔ یہ مذکر مونث دونوں کے لئے آتا ہے۔ زیر مطالعہ

آیت-22

(آیت - 19) مَدَدْنَا کا مفعول ہا کی ضمیر ہے اس لئے اَلْأَرْضَ کو اس کا مفعول مقدم ماننے کی گنجائش نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اَلْأَرْضَ سے پہلے ایک فعل محذوف مانا جاتا ہے۔ (آیت - 20) وَمَنْ دَرَّاصِلٍ لِّمَنْ ہے اور جَعَلْنَا سے متعلق ہے۔ ترجمہ اسی لحاظ سے ہوگا۔ (آیت - 21) نُنَزِّلُهُ کی ضمیر مفعولی خَزَائِنُ کے لئے نہیں ہے بلکہ مَنْ شَيْءٍ کے لئے ہے۔ (آیت - 22) لَوَاقِحِ اسم الفاعل ہے۔ اس کا مفعول محذوف ہے جو سَحَابًا ہے کیونکہ آیت کا اگلا جملہ اس کی تائید کر رہا ہے۔

وَالْأَرْضَ	مَدَدْنَا	وَالْفَيِّنَا	فِيهَا	رَوَّاسِي
اور (ہم نے پیدا کیا) زمین کو	ہم نے (ہی) پھیلا یا اس کو	اور ہم نے ڈالا	اس میں	پہاڑوں کو
وَأَنْبَتْنَا	فِيهَا	مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ ۝۱۹	وَجَعَلْنَا	لَكُمْ
اور ہم نے اُگایا	اس میں	ہر ایک موزوں چیز کو	اور ہم نے بنایا	تمہارے لئے
مَعَايِشَ	وَمَنْ	لَّسْتُمْ	لَهُ	بِرِزْقَيْنِ ۝۲۰
زندگی کے سامان	اور اس کے لئے	تم لوگ نہیں ہو	جس کو	رزق دینے والے
مِنْ شَيْءٍ	إِلَّا	عِنْدَنَا	خَزَائِنُهُ	وَمَا نُنَزِّلُهُ
کوئی بھی چیز	مگر	ہمارے پاس	اس کے خزانے ہیں	اور ہم نہیں اتارتے اس کو (کسی چیز کو)
إِلَّا	بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ۝۲۱	وَأَرْسَلْنَا	الرِّيحَ	لَوَاقِحِ
مگر	ایک معلوم اندازے کے ساتھ	اور ہم نے بھیجا	ہواؤں کو	بوجھل کرنے والی (بادلوں کو)
فَأَنْزَلْنَا	مِنَ السَّيِّئِ	مَاءً	فَأَسْقَيْنَكُمُوهُ ۝۲۲	وَمَا أَنْتُمْ
پھر ہم نے اتارا	آسمان سے	پانی	پھر ہم نے پلایا تم لوگوں کو وہ (پانی)	اور تم لوگ نہیں ہو
لَهُ	يَخْرُجِينَ ۝۲۳	وَأِنَّا لَنَحْنُ	نَحْنُ	وَنُيَبِّتُ
اس کے	خزائنی	اور بیشک یقیناً ہم ہی	زندگی دیتے ہیں	اور ہم ہی موت دیتے ہیں
وَنَحْنُ	الْوَارِثُونَ ۝۲۴	وَلَقَدْ عَلِمْنَا	الْمُسْتَقْدِمِينَ	آگے بڑھنے والوں کو
اور ہم ہی	حقیقی وارث ہیں	اور یقیناً ہم جان چکے ہیں	اور بیشک	آپ کا رب
مِنْكُمْ	وَلَقَدْ عَلِمْنَا	الْمُسْتَأْخِرِينَ ۝۲۵	وَأَنَّ	رَبَّكَ
تم میں سے	اور یقیناً ہم جان چکے ہیں	پیچھے رہنے والوں کو	اور بیشک	آپ کا رب
هُوَ	يَحْشُرُهُمْ ط	إِنَّهُ	حَكِيمٌ	عَلِيمٌ ۝۲۶
وہ ہی	جمع کرے گا ان کو	یقیناً وہ ہی	حکمت والا ہے	علم والا ہے

آیت - نمبر 24 میں مستقدمین اور مستأخِرین سے کون لوگ مراد ہیں، اس کے متعلق مفسرین کی آراء مختلف ہیں۔ اکثریت کی رائے یہ ہے کہ مستقدمین وہ لوگ ہیں جو نماز میں، جہاد کی صفوں میں اور دوسرے نیک کاموں میں آگے رہنے والے ہیں اور



مستأخرین وہ لوگ وہ لوگ ہیں جو ان میں پچھلی صفوں میں رہنے والے اور دیر کرنے والے ہیں۔ قرطبی 133 اپنی التفسیر میں فرمایا کہ اسی آیت سے نماز میں صف اول اور شروع وقت میں نماز ادا کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ اذان کہنے اور نماز کی صف اول میں کھڑے ہونے کی کتنی بڑی فضیلت ہے تو تمام آدمی اس کوشش میں لگ جاتے ہیں پہلی ہی صف میں کھڑے ہوں اور سب کے لئے جگہ نہ ہوتی تو قرعہ اندازی کرنی پڑتی۔ (معاف القرآن)

آیت نمبر (26 تا 35)

ص ل ل

(ص)

صلیلا

صَلَّالٌ

(۱) کسی چیز کا آواز کرنا۔ (۲) کسی چیز کا سڑنا۔
فَعَالٌ کے وزن پر صفت ہے (قرآن مجید میں اس کے ایک لام کو ص میں بدل کر صلصال لکھا گیا ہے) سڑی ہوئی خشک مٹی جو بجتی ہے یعنی آواز کرتی ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ 26

ح م ع

(ف)

حَمًّا

حَمًّا

حَمِيَّةٌ

کنویں سے کچھ نکالنا۔
اسم ذات بھی ہے۔ کچھ۔ گارا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 26
دلدل۔ ﴿حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ﴾
(18/ الکہف: 86) ”(یہاں تک کہ جب وہ پہنچے سورج کے غروب ہونے کی جگہ پر تو انہوں نے پایا کہ وہ غروب ہوتا ہے ایک دلدل والے چشمے میں۔“

ترجمہ:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا	الْإِنْسَانَ	مِّنْ صَلْصَالٍ	مِّنْ حَمٍءٍ مَّسْنُونٍ ﴿٢٦﴾
اور یقیناً ہم نے پیدا کیا ہے	انسان کو	ایسی کھنکٹی مٹی سے جو	گیلے گارے سے تھی
وَالْبَجَانِ	خَلَقْنَاهُ	مِّنْ نَّارِ السَّجُورِ ﴿٢٧﴾	وَرِإْذُ
اور جن کو!	ہم نے پیدا کیا اس کو	لو کی آگ سے	اور جب
رَبُّكَ	لِلْمَلَائِكَةِ	إِنِّي	مِّنْ صَلْصَالٍ
آپ کے رب نے	فرشتوں سے	کہ میں	ایسی کھنکٹی مٹی سے
مِّنْ حَمٍءٍ مَّسْنُونٍ ﴿٢٨﴾	فَإِذَا	سَوَّيْتُهُ	وَكَفَحْتُ
جو گیلے گارے سے ہے	پھر جب	میں نوک پلک درست کر لوں اس کی	اور میں پھونک دوں
فِيهِ	مِّنْ رُّوحِي	فَقَعُوا	لَهُ
اس میں	اپنی روح میں سے	تو تم لوگ گر پڑنا	اس کے لئے
الْمَلَائِكَةُ	كُلُّهُمْ	أَجْمَعُونَ ﴿٢٩﴾	إِلَّا
فرشتوں نے	ان کے ہر ایک نے	سب کے سب نے	سوائے
			ابلیس کے
			اس نے انکار کیا
			کہ



يَكُونُ	مَعَ السَّجْدَيْنِ ۝	قَالَ	يَا بَلِيسُ	مَا لَكَ	1133 لَا تَكُونُ
وہ ہو	سجدہ کرنے والوں کے ساتھ	کہا (اللہ تعالیٰ نے)	اے ابلیس	تجھے کیا ہے	کہ تو نہ ہو
مَعَ السَّجْدَيْنِ ۝	قَالَ	لَمْ أَكُنْ	لَا سَجَدَ	لِبَشَرٍ	
سجدہ کرنے والوں کے ساتھ	اس نے کہا	میں نہیں تھا	کہ میں سجدہ کروں	ایک ایسے بشر کو	
خَلَقْتَهُ	مِنْ صَلَٰلٍ	مِنْ حَيًّا مَّسْنُونٍ ۝	قَالَ		
تو نے تخلیق کیا جس کو	ایسی کھنتی مٹی سے جو	گیلے گارے سے ہے	کہا (اللہ تعالیٰ نے)		
فَاخْرُجْ	مِنْهَا	فَإِنَّكَ	رَجِئُ ۝	وَأَنَّ	عَلَيْكَ
پھر تو نکل	اس (جگہ) سے	پس تو بیشک	دھتکارا ہوا ہے	اور بیشک	تجھ پر
	الْعَنَةِ		إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۝		
	لعنت ہے		بدلے کے دن تک		

یہاں قرآن اس امر کی صاف تصریح کرتا ہے کہ انسان حیوانی منازل سے ترقی کرتا ہوا بشریت کے حدود میں نہیں آیا، جیسا کہ نئے دور کے ڈارون سے متاثر کچھ مفسرین قرآن ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، بلکہ اس کی تخلیق کی ابتدا براہ راست ارضی مادوں سے ہوئی ہے جن کی کیفیت اللہ تعالیٰ نے صَلَٰلٍ مِّنْ حَيَّا مَّسْنُونٍ کے الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ یہ الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ نمیر اٹھی ہوئی مٹی کا ایک پتلا بنایا گیا تھا جو بننے کے بعد خشک ہوا اور پھر اس کے اندر روح پھونکی گئی۔ (تفہیم القرآن)۔ واللہ اعلم۔

نوٹ-1

آیت نمبر (36 تا 44)

ترجمہ:

قَالَ	رَبِّ	فَأَنْظِرْنِيْ	إِلَى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ ۝	قَالَ
(ابلیس نے) کہا	اے میرے رب	پس تو مہلت دے مجھ کو	لوگوں کو اٹھائے جانے کے دن تک	(اللہ نے) کہا
فَإِنَّكَ		مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝	إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝	
پس بیشک تو		مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے	اس معلوم وقت کے دن تک	
قَالَ	رَبِّ	بِمَا	أَغْوَيْتَنِيْ	لَا ذَرِيَّةَ
(ابلیس نے) کہا	اے میرے رب	بسبب اس کے جو	تو نے گمراہ کیا مجھ کو	میں لازماً سبجائوں گا
لَهُمْ	فِي الْأَرْضِ	وَلَا أُغْوِيَهُمْ	أَجْعِلْ ۝	إِلَّا
ان کے لئے	زمین میں	اور میں لازماً گمراہ کروں گا	سب کے سب کو	سوائے
عِبَادِكَ	مِنْهُمْ	الْمُخْلِصِينَ ۝	قَالَ	هَذَا
تیرے ان بندوں کے	ان میں سے	جو منتخب کر لیے گئے ہیں	(اللہ نے) کہا	یہ



صِرَاطٌ عَلَىٰ مُسْتَقِيمٍ ﴿٣٩﴾	إِنَّ	عِبَادِي	لَيْسَ	لَكَ ١١٣٣	عَلَيْهِمْ
مجھ پر (یعنی مجھ تک) ایک سیدھا راستہ ہے	بیشک	(یہ) میرے بندے ہیں	نہیں ہے	تیرے لئے	ان پر
سُلْطٰنٌ	إِلَّا	مِّن	اتَّبَعَكَ	مِنَ الْغَوِيّٰنَ ﴿٣٩﴾	وَإِنَّ
کوئی اختیار	سوائے	اس کے جس نے	پیروی کی تیری	گمراہ ہونے والوں میں سے	اور بیشک
جَهَنَّمَ	لَمَوْعِدُهُمْ	أَجْعَلِينَ ﴿٤٠﴾	لَهَا	سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ط	
جہنم	یقیناً ان کے وعدے کی جگہ ہے	سب کے سب کی	اس کے	سات دروازے ہیں	
لِكُلِّ بَابٍ	مِّنْهُمْ	جُزْءٌ مَّقْسُومٌ ﴿٤١﴾			
ہر دروازے کے لئے	ان (گمراہوں) میں سے	ایک تقسیم کیا ہوا حصہ ہے			

نوٹ-1

شیطان نے اپنے نوٹس (آیت- ۳۹) سے ان بندوں کو مستثنیٰ کیا جنہیں اللہ اپنے لئے خالص فرمالے (آیت- ۴۰) اس سے یہ غلط فہمی مترشح ہو رہی تھی کہ شاید اللہ تعالیٰ بغیر کسی معقول وجہ کے جس کو چاہے گا خالص کرے گا اور وہ شیطان کی دست رست سے بچ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر بات صاف کر دی کہ جو خود بہکا ہوا ہوگا وہی تیری پیروی کرے گا (آیت- ۴۱) بالفاظ دیگر جو بہکا ہوا نہ ہوگا وہ تیری پیروی نہ کرے گا اور وہ ہی ہمارا وہ مخصوص بندہ ہوگا جسے ہم خالص اپنا کر لیں گے۔ تجھے صرف فریب دینے کا اختیار دیا جا رہا ہے، ان پر اقتدار نہیں دیا جا رہا کہ تو ہاتھ پکڑ کر انہیں زبردستی اپنی راہ پر کھینچ لے جائے۔ (تفہیم القرآن)

ان آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص اور منتخب بندوں پر شیطانی فریب کا اثر نہیں ہوتا، مگر اسی واقعہ میں آدمؑ اور بی بی حواؑ پر اس کا فریب چل گیا۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ کے بارے میں آیت- نمبر 3/ 155 سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پر بھی شیطان کا فریب ایک موقع پر چل گیا۔ اس لئے آیت مذکورہ میں اللہ کے مخصوص بندوں پر شیطان کا تسلط نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے قلوب و عقول پر شیطان کا ایسا تسلط نہیں ہوتا کہ وہ اپنی غلطی پر کسی وقت متنبہ ہی نہ ہوں جس کی وجہ سے ان کو توبہ نصیب نہ ہو۔ اور مذکورہ واقعات اس کے منافی نہیں کیونکہ آدمؑ اور بی بی حواؑ نے توبہ کی اور یہ توبہ قبول ہوئی۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ نے بھی توبہ کی اور انہیں معاف کر دیا گیا۔ (معاف القرآن)

نوٹ-2

جُزْءٌ مَّقْسُومٌ کے الفاظ سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ جہنم کے مختلف دروازوں سے داخل ہونے والوں کے درمیان ایک خاص نوعیت کی درجہ بندی ہوگی، اس درجہ بندی کی بنیادی کس چیز پر ہوگی، اس باب میں کوئی قطعی بات کہنا، جبکہ خود قرآن میں اس کی کوئی تصریح نہیں ہے، مشکل ہے، لیکن ذہن بار بار اس طرف جاتا ہے کہ قرآن نے جن چیزوں کا اصولی مہلکات کی حیثیت سے ذکر کیا ہے وہ اگر شمار کی جائیں تو وہ سات عنوانات کے تحت آتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔ (۱) شرک (۲) قطع رحم (۳) قتل (۴) زنا (۵) جھوٹی شہادت (۶) کمزوروں پر ظلم (۷) بخی (یعنی بغاوت) (تدبر قرآن)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

1133

آیت نمبر (45 تا 50)

ان آیات میں قیامت کے واقعات کا ذکر ہے اس لئے جملہ اسمیہ یعنی حال اور فعل ماضی کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔ (آیت - 46)
 اٰمِنِیْنَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (آیت - 47) اِخْوَانًا سے پہلے کوئی فعل محذوف مانا جائے گا۔ اِخْوَانًا
 اس کا حال ہے۔ مُتَّقِبِلِیْنَ بھی حال ہے۔ (آیت - 49) اَنَا الْغَفُوْرُ میں اَنَا ضمیر فاعل ہے۔ (آیت - 50) هُوَ
 الْعَذَابُ میں بھی هُوَ ضمیر فاعل ہے۔

ترکیب

ترجمہ:

اِنْ	اَلْمُتَّقِیْنَ	فِیْ جَنَّتٍ	وَّعِیُوْنَ ۝	اُدْخُلُوْهَا
یقیناً	تقویٰ کرنے والے	باغوں میں	اور چشموں میں ہوں گے	(کہا جائے گا) تم لوگ داخل ہو جاؤ ان میں
یَسْلَمُ	اٰمِنِیْنَ ۝	وَنَزَعْنَا	مَا	
سلامتی کے ساتھ	امن میں ہونے والے ہوتے ہوئے	اور ہم کھینچ نکالیں گے	اس کو جو	
فِیْ صُدُوْرِهِمْ	مِّنْ غِلٍّ	اِخْوَانًا	عَلٰی سُرِّ	مُتَّقِبِلِیْنَ ۝
ان کے سینوں میں ہے	کوئی بھی کینہ	(وہ بیٹھیں گے) بھائی ہوتے ہوئے	تختوں پر	آمنے سامنے
لَا یَمْسُهُمْ	فِیْهَا	نَصَبٌ	وَمَا هُمْ	بِسُجُوْدِیْنَ ۝
نہیں چھوئے گی ان کو	اس میں	کوئی مشقت	اور وہ نہیں ہوں گے	نکالے جانے والے
نَبِیٍّ	عِبَادِیَّ	اٰتِیَّ	اَنَا الْغَفُوْرُ	الرَّحِیْمُ ۝
آپ خبر دیں	میرے بندوں کو	کہ میں	ہی بے انتہا بخشنے والا ہوں	ہر حال میں رحم کرنے والا ہوں
وَ اَنَّ	عَذَابِیْ	هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ۝		
اور یہ کہ	میرا عذاب	ہی دردناک عذاب ہے		

آیت نمبر (51 تا 60)

ق ن ط

(ض۔ك)

مایوس ہونا۔ زیر مطالعہ آیت - 52

قَنْطَا

اسم الفاعل۔ مایوس ہونے والا۔ زیر مطالعہ آیت - 55

قَانِطٌ

فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا مایوس ہونے والا۔ انتہائی مایوس۔ ﴿وَ اِنْ مَّسَّهُ

قَنُوْطٌ

الشَّرُّ فَيَكُوْسٌ قَنُوْطٌ ۝﴾ (41/ حمہ سجدة: 49) ”اور اگر چھوئے اس کو برائی تو انتہائی ناامید

انتہائی مایوس ہے۔“



صفحہ نمبر 1119 نہیں ہے

صفحہ نمبر 1120 نہیں ہے

وَجَاءَ	أَهْلُ الْمَدِينَةِ	يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٨٧﴾	قَالَ	إِنَّ	هُوَ لَا
اور آئے	شہر کے لوگ	خوشی مناتے ہوئے	(لوٹنے) کہا	بیشک	یہ لوگ
صَيِّفِي	فَلَا تَقْضُحُونَ ﴿٨٨﴾	وَأَتَقُوا	اللَّهُ	وَلَا تُخْزُونَ ﴿٨٩﴾	
میرے مہمان ہیں	تو تم لوگ خوار مت کرو مجھے	اور ڈرو	اللہ سے	اور رسوا مت کرو مجھے	
قَالُوا	أَوْ	لَمْ نَنْهَكَ	عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٩٠﴾	قَالَ	
ان لوگوں نے کہا	تو کیا	ہم نے منع نہیں کیا تھا آپ کو	تمام جہان والوں (کی حمایت) سے	(لوٹنے) کہا	
هُوَ لَا	بَنِيَّ	إِنْ	كُنْتُمْ	فَعِلِينَ ﴿٩١﴾	لَعَبْرَكَ
یہ	میری بیٹیاں ہیں	اگر	تم لوگ ہو	کام کرنے والے	آپ کی عمر کی قسم
لَفِي سَكْرَتِهِمْ	يَعْمَهُونَ ﴿٩٢﴾	فَاخَذَتْهُمْ	الصَّيْحَةُ	مُشْرِقِينَ ﴿٩٣﴾	
یقیناً اپنی مدھوشی میں	بھٹکتے ہیں	پھر پکڑا ان کو	چنگھاڑنے	سورج نکلنے	
فَجَعَلْنَا	عَالِيَهَا	سَافِلَهَا	وَأَمْطَرْنَا	عَلَيْهِمْ	
پھر کر دیا ہم نے	اوپر کا تختہ	اس کے نیچے	اور برسائے ہم نے	ان پر	
حَجَارَةً	مِّنْ سِجِّيلٍ ﴿٩٤﴾	إِنَّ	فِي ذَٰلِكَ	لَّأَيَاتٍ	لِّلْمُتَوَسِّمِينَ ﴿٩٥﴾
پتھر	سخت مٹی کے	بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں	صاحب فراست لوگوں کے لئے
وَأَنهَآ	لِبِسْبِيلٍ مُّقِيمٍ ﴿٩٦﴾	إِنَّ	فِي ذَٰلِكَ	لَّآيَةً	
اور بیشک وہ (بستی)	یقیناً ایک سیدھے راستے کے ساتھ ہے	بیشک	اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	
لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٩٧﴾	وَأِنْ	كَانَ	أَصْحَبُ الْآيَةِ	لَظَلِيمٍ ﴿٩٨﴾	
ایمان لانے والوں کے لئے	اور بیشک	تھے	گھنے درخت والے	یقیناً ظلم کرنے والے	
فَأَنْتَقِمْنَا	مِنْهُمْ مَّ	وَأَنهَآ	لِيَأْمُرَ مُبِينٍ ﴿٩٩﴾		
پھر انتقام لیا ہم نے	ان سے	اور بیشک وہ دونوں (بستیاں)	ایک واضح راستہ کے ساتھ ہیں		

آیت نمبر (80 تا 89)

خ ف ض

(ض)

خَفَضًا

إِخْفِضْ

خَافِضٌ

کسی چیز کو پست کرنا۔

فعل امر ہے۔ تو پست کر۔ بچا رکھ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 88

اسم الفاعل ہے۔ پست کرنے والا۔ ﴿خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ﴾ (56/ الواقعة: 3) ”پست

کرنے والی بلند کرنے والی۔“

وَلَقَدْ كَذَّبَ	أَصْحَابُ الْجُبُرِ	الرُّسُلِينَ ۝	وَأَتَيْنَهُمْ
اور یقیناً جھٹلا چکے ہیں	حجروا لے	رسولوں کو	اور ہم نے دی تھی ان کو
أَيْنَنَا	فَكَانُوا	عَنْهَا	مُعْرِضِينَ ۝
اپنی نشانیاں	تو وہ لوگ تھے	ان سے	اعراض کرنے والے
بُيُوتًا	أَمِينِينَ ۝	فَاخَذْنَاهُمْ	الصَّيْحَةَ
گھر	اطمینان کے ساتھ	پھر پکڑا ان کو	چنگھاڑنے
فَمَا أَغْنَىٰ	عَنْهُمْ	مَا	كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝
پھر کام نہ آیا	ان کے	وہ جو	وہ لوگ کماتے تھے
وَالْأَرْضِ	وَمَا	بَيْنَهُمَا	إِلَّا
اور زمین کو	اور اس کو جو	ان دونوں کے درمیان ہے	مگر
السَّاعَةِ	لَا تَبِيْعَةٌ	فَأَصْفَحَ	الصَّفْحَ الْجَبِيلِ ۝
وہ گھڑی (یعنی قیامت)	ضرور آنے والی ہے	تو آپ نظر انداز کریں	خوبصورت نظر انداز کرنا
إِنَّ رَبَّكَ	هُوَ الْخَلَّاقُ	الْعَلِيمُ ۝	وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ
بیشک آپ کا رب	ہی خوب تخلیق کرنے والا ہے	جاننے والا ہے	اور یقیناً ہم نے دی ہیں آپ کو
سَبْعًا	مِّنَ الْمَثَانِ	وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ۝	لَا تَمْدَنَّ
سات (آیتیں)	وظیفہ	اور عظیم قرآن	آپ ہرگز دراز مت کریں
عَيْنِيكَ	إِلَىٰ مَا	مَتَّعْنَا	بِهِ
اپنی دونوں آنکھوں کو	اس کی طرف	ہم نے برتنے کو دیا	جو
وَلَا تَحْزَنْ	عَلَيْهِمْ	وَاحْفَظْ	جَنَاحَكَ
اور آپ غم مت کھائیں	ان (کافروں) پر	اور آپ بچا رکھیں	اپنے پہلو کو
وَقُلْ	إِنِّي	أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ ۝	
اور آپ کہیں	کہ میں	ہی واضح (طور پر) خبردار کرنے والا ہوں	

المنجد میں مادہ ”خ ف ض“ کے افعال کے معانی باب سمع اور باب کرم کے تحت دیئے گئے ہیں۔ قرآن مجید میں اس کا فعل امر تین جگہ آیا ہے اور تینوں جگہ اِخْفِضْ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں یہ لفظ باب ضرب یا باب حسب سے آیا ہی۔ غالب امکان کے پیش نظر ہم نے اس کے معنی باب ضرب کے تحت دیئے ہیں۔

حجر قوم ثمود کا مرکزی شہر تھا۔ مدینہ سے تبوک جاتے ہوئے یہ مقام شاہ راہ عام پر ملتا ہے اور قافلے اس وادی میں 1133ھ سے ہو کر گزرتے ہیں مگر نبی ﷺ کی ہدایت کے مطابق کوئی یہاں قیام نہیں کرتا۔ آٹھویں صدی ہجری میں ابن بطوطہ حج کو جاتے ہوئے یہاں پہنچا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ یہاں سرخ رنگ کے پہاڑوں میں قوم ثمود کی عمارتیں موجود ہیں جو انہوں نے چٹانوں کو تراش کر ان کے اندر بنائی تھیں۔ ان کے نقش و نگار اس وقت تک ایسے تازہ ہیں جیسے آج بنائے گئے ہوں۔ ان مکانات میں اب بھی سڑی گلی ہوئی انسانی ہڈیاں پڑی ہوئی ملتی ہیں۔ (تفہیم القرآن)

سبع من المثنیٰ سے کیا مراد ہے، اس ضمن میں مختلف اقوال ملتے ہیں لیکن سلف کی اکثریت اس پر متفق ہے کہ اس سے سورۃ الفاتحہ ہی مراد ہے اور امام بخاریؒ نے دو مرفوع روایتیں بھی اس امر کے ثبوت میں پیش کی ہیں کہ خود نبی ﷺ نے سبع من المثنیٰ سے مراد الفاتحہ بتائی ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (90 تا 99)

ع ض و

(ف)

عَضُوًّا عَضُّهُ
متفرق کرنا۔ الگ الگ کرنا۔
جِ عِضُونِ حصہ۔ ٹکڑا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 91۔

ص د ع

(ف)

صَدْعًا صَدْعٌ
(۱) پھاڑنا مگر جدانہ کرنا۔ شکاف ڈالنا۔ (۲) کھول کر بیان کرنا۔ ظاہر کرنا۔
اسم ذات ہے۔ شکاف۔ دراڑ۔ ﴿وَالْأَرْضُ ذَاتِ الصَّدْعِ﴾ (86/ الطارق: 12) ”قسم ہے زمین کی جو دراڑ والی ہے۔“

فعل امر ہے۔ تو کھل کر بیان کر۔ ظاہر کر۔ زیر مطالعہ آیت۔ 94
کثرت سے شکاف ڈالنا۔ اس کے مجہول صَدَّعَ۔ يُصَدِّعُ کے لفظی معنی بنتے ہیں کثرت سے

شکاف ڈالا ہوا ہونا۔ پھر اس سے مراد لیتے ہیں درِ دس لائق ہونا۔ ﴿لَا يُصَدِّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُونَ﴾ (56/ الواقعة: 19) ”ان کو درِ دس نہیں ہوگا اس سے اور نہ وہ مد ہوش ہوں گے۔“

بتکلف پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔ (۱) پھٹنا (۲) الگ الگ ہونا ﴿يَوْمَئِذٍ يُصَدِّعُونَ﴾ (30/ الروم: 43) ”اس دن وہ لوگ الگ الگ ہو جائیں گے۔“

اسم الفاعل ہے۔ پھٹنے والا۔ الگ الگ ہونے والا۔ ﴿لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا﴾ (59/ الحشر: 21) ”تو آپ ضرور دیکھتے اس کو جھکنے والا ہوتے ہوئے پاش پاش ہونے والا ہوتے ہوئے۔“

ترجمہ:

كَمَا	أَنْزَلْنَاهَا	عَلَى الْمُقْسِطِينَ ۝	الَّذِينَ	جَعَلُوا	الْقُرْآنَ
اس کی مانند جو	ہم نے اتارا	تقسیم کرنے والوں پر	وہ لوگ جنہوں نے	بنایا	قرآن کو



عَصِيْنَ ۹۱	فَوَرَّبَكَ	لَسَّنَلَهُمْ	اَجْعِلْ ۱۱۳۳
ٹکڑے ٹکڑے	تو قسم ہے آپ کے رب کی	ہم لازماً پوچھیں گے ان سے	سب سے
عَمَّا	كَانُوا يَعْمَلُونَ ۹۲	فَاَصْدَغْ	بِمَا
اس کے بارے میں جو	یہ لوگ کرتے تھے	تو آپ گھول کر بیان کریں	اس کو جو
تُوْمَرُ	وَاعْرِضْ	عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۹۳	اِنَّا
آپ کو حکم دیا جاتا ہے	اور آپ اعراض کریں	شرک کرنے والوں سے	یقیناً
الْمُسْتَهْزِئِينَ ۹۴	الَّذِينَ	يَجْعَلُونَ	مَعَ اللَّهِ
مذاق اڑانے والوں کے مقابلے	وہ لوگ جو	بناتے ہیں	اللہ کے ساتھ
يَعْلَمُونَ ۹۵	وَلَقَدْ نَعْلَمُ	اَنَّكَ	يَضِيقُ
وہ جان لیں گے	اور بیشک ہم نے جان لیا ہے	کہ آپ	تنگ ہوتا ہے
يَقُولُونَ ۹۶	فَسَبِّحْ	بِحَمْدِ رَبِّكَ	وَكَنْ
یہ لوگ کہتے ہیں	پس آپ تسبیح کریں	اپنے رب کی حمد کے ساتھ	اور آپ ہوں
وَاعْبُدْ	رَبَّكَ	حَتَّىٰ	يَأْتِيَكَ
اور آپ بندگی کریں	اپنے رب کی	یہاں تک کہ	آئے آپ کے پاس
مِّنَ السَّجْدِينَ ۹۷	مِّنَ السَّجْدِينَ ۹۸	مِّنَ السَّجْدِينَ ۹۹	مِّنَ السَّجْدِينَ ۱۰۰
سجدہ کرنے والوں میں سے	سجدہ کرنے والوں میں سے	سجدہ کرنے والوں میں سے	سجدہ کرنے والوں میں سے
الْيَقِينِ ۱۰۱	الْيَقِينِ ۱۰۲	الْيَقِينِ ۱۰۳	الْيَقِينِ ۱۰۴
وہ یقینی بات (یعنی موت)	وہ یقینی بات (یعنی موت)	وہ یقینی بات (یعنی موت)	وہ یقینی بات (یعنی موت)

نوٹ- 1 مقتسبین سے مراد یہود ہیں جنہوں نے دین کو تقسیم کر ڈالا۔ اس کی بعض باتوں کو ماننا اور بعض کو نہ ماننا۔ ان کے قرآن سے مراد توراۃ ہے جو ان کو دی گئی تھی جس طرح ہمیں یہ قرآن دیا گیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت- ۹۷-۹۸ سے معلوم ہوا کہ جب انسان کو خالفتین کی باتوں سے رنج پہنچے اور دل تنگی پیش آئے تو اس کا روحانی علاج یہ ہے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و عبادت میں مشغول ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف کو دور فرمادیں گے۔ (معارف القرآن)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورة النحل (16)

آیت نمبر (1 تا 9)

ن ط ف

(ن)

نُظْفًا

نُظْفَةً

پانی کا تھوڑا تھوڑا بہنا۔ ٹپکنا۔

پانی کی بوند۔ زیر مطالعہ آیت- 4۔

د ف ع

(ک)

دَفْنًا

گرمی پانا۔ گرمی محسوس کرنا۔



گرمی حاصل کرنے یعنی سردی سے بچنے کا سامان۔ زیر مطالعہ آیت۔ 5-1133

دِفْءٌ

ب غ ل

(ف)

کسی کو دوغلا ٹھہرانا۔

بَغْلًا

جِ بَغَالٍ۔ نجر۔ زیر مطالعہ آیت۔ 8

بَغْلٌ

ترجمہ:

اَتَى	اَمْرُ اللّٰهِ	فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ^ط	سُبْحٰنَهُ	وَتَعْلٰی
پہنچا	اللہ کا حکم	پس تم لوگ جلدی مت مچاؤ اس کی	پاکیزگی اس کی ہے	اور وہ بلند ہوا
عَمَّا	يُشْرِكُوْنَ ^①	يُنْزِلُ	اَلْبَلٰٓئِكَةَ	بِالرُّوْحِ
اس سے جو	یہ لوگ شریک کرتے ہیں	وہ اتارتا ہے	فرشتوں کو	روح (وحی) کے ساتھ
عَلٰی مَنْ	يَّشَآءُ	مِنْ عِبَادَةٍ	اَنْ	اَنْزِلُوْا
اس پر جس پر	وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے	کہ	تم لوگ خبردار کرو
لَا اِلٰهَ	اِلَّا	اَنَا	فَالْتَقُوْنَ ^②	خَلْقَ
کوئی بھی الہ نہیں ہے	سوائے اس کے کہ	میں ہوں	پس تم لوگ میرا تقویٰ کرو	اس نے پیدا کیا
وَالْاَرْضَ	بِالْحَقِّ ^ط	نَعْلٰی	عَمَّا	يُشْرِكُوْنَ ^③
اور زمین کو	حق کے ساتھ	وہ بلند ہوا	اس سے جو	یہ لوگ شریک کرتے ہیں
اِلْاِنْسَانَ	مِنْ نُّطْفَةٍ	فَاِذَا	هُوَ	خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ^④
انسان کو	پانی کی ایک بوند سے	تو جب ہی	وہ	صریح جھگڑا لو بن بیٹھا
وَالْاَنْعَامَ	خَلَقَهَا ^ج	لَكُمْ	فِيْهَا	
اور (اس نے پیدا کیا) چوپایوں کو	اس نے پیدا کیا ان کو	تمہارے لئے	ان میں	
دِفْءٌ	وَمَنْفِعٌ	وَمِنْهَا	تَاْكُلُوْنَ ^⑤	
سردی سے بچنے (گرم رہنے) کا سامان ہے	اور کچھ (دوسرے) منافع ہیں	اور ان میں سے	تم لوگ کھاتے ہو	
وَلَكُمْ	فِيْهَا	جَمًا	حَيِّنَ	تُرِيْحُوْنَ
اور تمہارے لئے	ان کی وجہ سے	رونق بھی ہے	جب	شام کو واپس لاتے ہو
تَسْرَحُوْنَ ^⑥	وَتَجِدُ	اَتَقَالَكُمْ	اِلٰی بَكْدٍ	لَمْ تَكُوْنُوْا
(صبح کے وقت) چرنے کے لئے چھوڑتے ہو	اور وہ اٹھاتے ہیں	تمہارے بوجھ	کسی شہر کی طرف	تم لوگ نہیں تھے
بَلٰغِيْهِ	اِلَّا	بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ^ط	اِنَّ	رَبَّكُمْ
پہنچنے والے اس تک	مگر	جانوں کی مشقت سے	بیشک	آپ کا رب



رَّحِيمٌ ۞	وَالْخَيْلِ	وَالْبِغَالِ	وَالْحَمِيرِ ۞۱۱۳۳
ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	اور (اس نے پیدا کیا) گھوڑوں کو	اور خچروں کو	اور گدھوں کو
لِتَرْكَبُوهَا	وَزِينَةً	وَيَخْلُقُ	مَا
تاکہ تم لوگ سواری کرو ان پر	اور زینت کے لئے	اور وہ پیدا کرتا ہے	اس کو جو
وَعَلَى اللَّهِ	قَصْدُ السَّبِيلِ	وَمِنْهَا	جَائِزٌ
اور اللہ تک پہنچتی ہے	سیدھی راہ	اور بعض راہ	کج بھی ہے
شَاءَ	لَهْدَكُمْ	أَجْعَلِينَ ۞	
وہ چاہتا	تو ضرور ہدایت دیتا تم کو	سب کے سب کو	

نوٹ-1

آئی ماضی کا صیغہ ہے اور اس کے معنی یہی ہیں کہ ”وہ پہنچا“ اس لئے ترجمہ میں اسی کو اختیار کیا ہے، لیکن عربی کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ مستقبل میں ہونے والی کسی بات کو یقینی بنانے کے لئے مستقبل کے بجائے ماضی کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ یہاں آیت نمبر-۱ میں آئی اسی انداز میں آیا ہے۔ اس کی توثیق آیت کے اگلے حصے فَلَا تَسْتَعْجِلُونَ سے ہو رہی ہے۔ اس لئے یہاں آئی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کا حکم لازماً پہنچے گا۔

نوٹ-2

آیت- نمبر ۵ میں چوپایوں کا ذکر کے ان کے فوائد میں سے ایک اہم فائدہ ان کا گوشت کھانا قرار دیا۔ پھر ان سے الگ کر کے آیت- نمبر ۸ میں گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کی تخلیق کا ذکر کیا۔ ان کے فوائد میں سواری اور زینت کا ذکر کیا لیکن گوشت کھانے کا ذکر نہیں کیا۔ اس میں یہ دلیل پائی جاتی ہے کہ گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت حلال نہیں ہے۔ خچر اور گدھے کا گوشت حرام ہونے پر اتفاق ہے اور ایک حدیث میں ان کی حرمت کا صراحتاً ذکر بھی ہے، مگر گھوڑے کے معاملہ میں دو حدیثیں ہیں۔ ایک سے حلال اور دوسری سے حرام ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے اس مسئلہ میں اختلاف رائے ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے ان کو مکروہ قرار دیا ہے۔ (معاف القرآن)

نوٹ-3

آیت- مبر ۸ میں سواری کے تین جانور گھوڑے، خچر اور گدھے کا خاص طور پر بیان کرنے کے بعد فرمایا اور وہ پیدا کرے گا وہ چیزیں جن کو تم نہیں جانتے۔ اس میں وہ تمام نو ایجاد سواریاں بھی داخل ہیں جن کا پرانے زمانے میں کوئی تصور بھی نہیں تھا، مثلاً ریل، موٹر، ہوئی جہاز وغیرہ جو اب تک ایجاد ہو چکے ہیں اور وہ تمام چیزیں بھی اس میں داخل ہیں جو آئندہ ایجاد ہوں گی۔ (معاف القرآن)

نوٹ-4

توحید، رحمت اور ربوبیت کے دلائل پیش کر کے آیت نمبر-۹ میں نبوت کی بھی ایک دلیل پیش کر دی گئی ہے۔ اس کا سمجھ لیں۔ دنیا میں انسان کے لئے فکر و عمل کے بہت سے مختلف راستے ممکن ہیں اور عملاً موجود بھی ہیں۔ ظاہر ہے یہ سارے راستے بیک وقت حق نہیں ہو سکتے۔ سچائی تو ایک ہی ہے اور صحیح نظریہ حیات صرف وہی ہو سکتا ہے جو اس سچائی کے مطابق ہو اور عمل کے بے شمار ممکن راستوں میں سے صحیح راستہ بھی صرف وہی ہو سکتا ہے جو صحیح نظریہ حیات پر مبنی ہو۔ اس صحیح راہ عمل سے واقف ہونا انسان کی اصل اور بنیادی ضرورت ہے۔ کیونکہ دوسری تمام چیزیں تو انسان کی صرف ان ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں جو ایک بلند درجے کا جانور ہونے کی حیثیت سے اس کو لاحق ہوا کرتی ہیں۔ مگر یہ ایک ضرورت ایسی ہے جو انسان



ہونے کی حیثیت سے اس کو لاحق ہے۔ یہ اگر پوری نہ ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی کی ساری زندگی ہی ناکام ہوئی¹¹³³۔

اب غور کرو کہ جس خدا نے تمہیں وجود میں لانے سے پہلے تمہارے لئے یہ کچھ سر و سامان مہیا کر کے رکھا اور جس نے وجود میں لانے کے بعد تمہاری حیوانی زندگی کی ایک ایک ضرورت پورا کرنے کا اتنے بڑے پیمانے پر انتظام کیا، کیا اس سے تم یہ توقع رکھتے ہو کہ اس نے تمہاری انسانی زندگی کی اس اصلی ضرورت کو پورا کرنے کا بندوبست نہ کیا ہوگا؟ یہ بندوبست نبوت کے ذریعہ سے کیا گیا ہے۔ اگر تم نبوت کو نہیں مانتے تو بتاؤ کہ تمہارے خیال میں خدا نے انسان کی ہدایت کے لئے اور کون سا انتظام کیا ہے؟ اس کے جواب میں تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا نے ہمیں راستہ تلاش کرنے کے لئے عقل و فکر دے رکھی ہے، کیونکہ انسانی عقل و فکر پہلے ہی بے شمار مختلف راستے ایجاد کر بیٹھی ہے جو راہ راست کی صحیح دریافت میں اس کی ناکامی کا کھلا ثبوت ہے اور نہ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ خدا نے ہماری رہنمائی کا کوئی انتظام نہیں کیا ہے۔ خدا کے ساتھ اس سے بڑھ کر بدگمانی اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ جانور ہونے کی حیثیت سے تو تمہاری پرورش کا اتنا مکمل انتظام کرے، مگر انسان ہونے کی حیثیت سے تم کو بھٹکنے کے لئے چھوڑ دے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (10 تا 17)

ط ر و

(ک)

نرم اور تروتازہ ہونا۔

طَرَاوَةً

فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تروتازہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 14

طَرِيٌّ

م خ ر

(ف-ن)

پانی کو آواز کے ساتھ چیرنا

مَخْرًا

جَ مَوَاحِرُ۔ اسم الفاعل ہے۔ پانی چیرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 14

مَاحِرٌ

ترکیب

(آیت-11) وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ عطف ہے۔ يُنْبِتُ پر۔ آیت-12 وَسَخَّرَ کے مفعول وَالْقَمَرَ پر ختم ہو گئے۔ آگے نیا جملہ ہے جس میں وَالْجُومُ مبتدا ہے اور مُسَخَّرَاتُ اس کی خبر ہے، اس لیے دونوں حالت رفع میں ہیں۔ (آیت-13) مُخْتَلِفًا اسم الفاعل ہے اور حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے جبکہ أَلْوَانُ اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے۔ (آیت-14) تَرَى کا مفعول ہونے کی وجہ سے أَلْفُلْكَ حالت نصب میں ہے جبکہ مَوَاحِرُ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ یہ أَلْفُلْكَ کی صفت نہیں ہو سکتا کیونکہ أَلْفُلْكَ معرف باللام ہے جبکہ مَوَاحِرُ نکرہ آیا ہے۔ فَيُهِ کی ضمیر أَلْبَحْرُ کے لئے ہے۔ (آیت-15) رَوَاسِيْ۔ اَنْهَرَا۔ سُبُلًا اور عَلَمَاتٍ، یہ سب أَلْقَى کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔

ترجمہ:

هُوَ	الَّذِي	أَنْزَلَ	مِنَ السَّمَاءِ	مَاءً	لَكُمْ	فِيهِ
وہ	وہی ہے جس نے	اتارا	آسمان سے	پانی	تمہارے لئے	اس میں سے
شَرَابٌ	وَمِنْهُ	شَجَرٌ	فِيهِ	نُسِيبُونَ ¹⁵	يُنْبِتُ	وہ اگاتا ہے
پینے کی چیز ہے	اور اسی سے	ایسے درخت (پیدا ہوتے ہیں)	جن میں	تم لوگ مویشی چراتے ہو	وہ اگاتا ہے	



لَكُمْ	بِهِ	الزَّع	وَالزَّيْتُونَ	وَالنَّخِيلَ	وَالْأَعْنَابَ ¹³³
تمہارے لئے	اس سے	کھیتی کو	اور زیتون کو	اور کھجوروں کو	اور انگوروں کو
وَمِنْ كُلِّ الشَّجَرِ ط	إِنَّ	فِي ذَلِكِ	لَايَةً	لِّقَوْمٍ	
اور ہر قسم کے پھل	بیشک	اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے جو	
يَتَفَكَّرُونَ ⑪	وَسَخَّرَ	لَكُمْ	الْيَلَّ	وَالنَّهَارَ	وَالشَّمْسَ
غور و فکر کرتے ہیں	اور اس نے مسخر کیا	تمہارے لئے	رات کو	اور دن کو	اور سورج کو
وَالنَّجُومِ	مُسَخَّرَاتٍ	بِأَمْرِ ط	إِنَّ	فِي ذَلِكِ	لَايَةً
اور تمام ستارے	مسخر کئے گئے ہیں	اس کے حکم سے	بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں
لِّقَوْمٍ	يَعْقِلُونَ ⑫	وَمَا			
ایسے لوگوں کے لئے جو	سوچ سمجھ سے کام لیتے ہیں	اور اس میں (بھی نشانیاں ہیں) جو			
ذَرَا	لَكُمْ	فِي الْأَرْضِ	مُخْتَلِفًا	الْوَانُ ط	إِنَّ
اس نے بکھیرا	تمہارے لئے	زمین میں	مختلف ہوتے ہوئے	ان کے رنگ	بیشک
فِي ذَلِكِ	لَايَةً	لِّقَوْمٍ	يَذْكُرُونَ ⑬	وَهُوَ	
اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے جو	نصیحت پکڑتے ہیں	اور وہ	
الَّذِي	سَخَّرَ	الْبَحَرَ	لِتَأْكُلُوا	مِنْهُ	لَحْمًا طَرِيًّا
وہی ہے جس نے	مسخر کیا	سمندر کو	تاکہ تم لوگ کھاؤ	اس میں سے	تازہ گوشت
وَتَسْتَخْرِجُوا	مِنْهُ	حَلِيَةً	تَلْبَسُونَهَا	وَتَرَى	الْفُلْكَ
اور تاکہ تم لوگ نکالو	اس میں سے	ایسے زیور	تم لوگ پہنتے ہو جن کو	اور تو دیکھتا ہے	کشتیوں کو
مَوَاحِرَ	فِيهِ	وَلِتَبْتَغُوا	مِنْ فَضْلِهِ	وَلَعَلَّكُمْ	
پانی چیرنے والی ہوتے ہوئے	اس میں	اور تاکہ تم لوگ تلاش کرو	اس کے فضل میں سے	اور تاکہ تم لوگ	
تَشْكُرُونَ ⑭	وَالْتَقَى	فِي الْأَرْضِ	رَوَاسِيَ	أَنْ	تَمِيدَ بِكُمْ
شکر کرو	اور اس نے ڈالے	زمین میں	پہاڑ	کہ کہیں	وہ تم کو لے کر ڈگمانے نہ لگے
وَأَنْهَرَا	وَسُبُلًا	لَعَلَّكُمْ	تَهْتَدُونَ ⑮	وَعَلِمْتَ ط	
اور نہریں	اور راستے	تم لوگ	راہ پاؤ	اور کچھ علامتیں (بھی ڈالیں)	



وَبِالنَّجْمِ	هُمْ	يَهْتَدُونَ ﴿١٦﴾	أَفَمَنْ	يَخْلُقُ	1133 كَمَنْ
اور اس ستارے سے	وہ لوگ	راہ پاتے ہیں	تو کیا وہ جو	پیدا کرتا ہے	اس کی مانند ہے جو
لَا يَخْلُقُ ط			أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٧﴾		
پیدا نہیں کرتا			تو کیا تم لوگ نصیحت نہیں پکڑو گے		

نوٹ-1

اس سورہ کی ابتداء شرک کی نفی سے ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے بہت بلند ہے جن کو لوگ اس کی ذات و صفات میں شریک کرتے ہیں۔ اس کے بعد آیت نمبر-16 تک آفاق و انفس کی بہت سی نشانیاں پے در پے بیان کی گئی ہیں۔ ان سے یہ ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ انسان اپنے وجود سے لے کر زمین و آسمان کے گوشے گوشے تک جدھر چاہے نظر دوڑا کر دیکھ لے، ہر چیز پیغمبر کے بیان کی تصدیق کر رہی ہے۔ کہیں سے بھی شرک یا دہریت کی تائید میں کوئی شہادت فراہم نہیں ہوتی۔

پھر آیت نمبر-17 میں سوال کیا گیا کہ اگر تم مانتے ہو (جیسا کہ فی الواقع مکہ کے مشرکین بھی مانتے تھے اور دنیا کے دوسرے مشرکین بھی مانتے ہیں) کہ خالق اللہ ہی ہے اور اس کائنات میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں سے کسی کا کچھ بھی پیدا کیا ہوا نہیں ہے، تو پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ غیر خالق ہستیوں کی حیثیت خود خالق کے برابر ہو یا کسی طرح بھی اس کے مانند ہو۔ کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ خالق اور غیر خالق کی صفات ایک جیسی ہوں گی، یا وہ ایک جنس کے افراد ہوں گے حتیٰ کہ ان کے درمیان باپ اور اولاد کا رشتہ ہوگا؟ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (18 تا 25)

(آیت-20) يَدْعُونَ کا فاعل اس میں شامل هُمْ کی ضمیر ہے اور وَالَّذِينَ اس کا مفعول مقدم ہے۔ (آیت-21) أَمْوَاطٌ خبر ہے۔ اس کا مبتدأ هُمْ محذوف ہے۔ اسی طرح غَيْرُ أَحْيَاءٍ بھی خبر ہے اور اس کا بھی مبتدأ هُمْ محذوف ہے۔ (آیت-23) إِنَّہ کو ضمیر الثنا ماننا بہتر ہے۔ (آیت-25) لِيَحْمِلُوا پر جو لام ہے اسے لام کئی کے بجائے لام عاقبت (بمعنی آخر کار) ماننا بہتر ہے۔ يُضِلُّونَ کا فاعل اس میں شامل هُمْ کی ضمیر ہے اور اس کا مفعول الَّذِينَ مقدم ہے۔ يُضِلُّونَ کے ساتھ هُمْ کی ضمیر الِذِينَ کی ضمیر عائد ہے۔

ترکیب

ترجمہ:

وَأِنْ	تَعْدُوا	نِعْمَةَ اللَّهِ	لَا تُحْصَوْهَا ط	إِنَّ	اللَّهُ
اور اگر	تم لوگ گنتی کرو گے	اللہ کی نعمتوں کی	تو شمار پورا نہ کر پاؤ گے اس کا	بیشک	اللہ
لَعَفْوٍ	رَّحِيمٍ ﴿١٨﴾	وَاللَّهُ	يَعْلَمُ	مَا	
یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	
تُسِرُّونَ	وَمَا	تُعْلِنُونَ ﴿١٩﴾	وَالَّذِينَ	يَدْعُونَ	
تم لوگ چھپاتے ہو	اور اس کو جو	تم لوگ اعلان کرتے ہو	اور وہ لوگ جن کو	یہ لوگ پکارتے ہیں	
مِنْ دُونِ اللَّهِ	لَا يَخْلُقُونَ	شَيْئًا	وَهُمْ	يُخْلِقُونَ ط	
اللہ کے علاوہ	وہ پیدا نہیں کرتے	کوئی چیز	اور وہ (تو خود)	پیدا کئے گئے ہیں	



1133 آیَان	وَمَا يَشْعُرُونَ ^۱	غَيْرُ أَحْيَاءٍ ^۲	أَمْوَاتٌ
کہ کب	اور وہ شعور نہیں رکھتے	(وہ لوگ) کسی جان کے بغیر ہیں	(وہ لوگ) مردہ ہیں
لَا يُؤْمِنُونَ	فَالَّذِينَ	إِلَهُ وَاحِدٌ ^۳	إِلَهُكُمْ
ایمان نہیں رکھتے	پس وہ لوگ جو	واحد الہ ہے	تم لوگوں کا الہ
مُسْتَكْبِرُونَ ^۴	وَهُمْ	مُنْكَرٌ ^۵	قُلُوبُهُمْ
بڑائی چاہنے والے ہیں	اور وہ لوگ	انکار کرنے والے ہیں	ان کے دل
يُحْسِنُونَ ^۶	وَمَا	يُسْرُونَ	يَعْلَمُ
تکبر کرتے ہیں	اور اس کو جو	یہ لوگ چھپاتے ہیں	جانتا ہے
لَهُمْ	قِيلَ	وَإِذَا	الْمُسْتَكْبِرِينَ ^۷
سوان سے	کہا جاتا ہے	اور جب بھی	تکبر کرنے والوں کو
لِيَحْمِلُوا	أَسَاطِيرَ الْأَوَّلِينَ ^۸	قَالُوا	رَبُّكُمْ ^۹
نیتجا وہ اٹھائیں گے	پہلے لوگوں کے افسانے ہیں	تو وہ کہتے ہیں	تمہارے رب نے
يُضِلُّوهُمْ	وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ	يَوْمَ الْقِيَمَةِ ^{۱۰}	كَامِلَةً
انہوں نے گمراہ کیا جن کو	اور ان کے بوجھوں میں سے	قیامت کے دن	پورے پورے
يَزِدُّونَ ^{۱۱}	مَا	سَاءَ	أَلَا
یہ لوگ اٹھائیں گے	وہ جو	برا ہے	خبردار!

نوٹ-1

آیت نمبر-20-21 کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہاں جن بناوٹی معبودوں کی تردید کی جا رہی ہے وہ فرشتے یا جن یا شیاطین یا لکڑی پتھر کی مورتیاں نہیں بلکہ اصحاب قبور ہیں۔ اسی لئے کہ فرشتے اور شیاطین تو زندہ ہیں، ان پر اَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ کے الفاظ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ اور لکڑی پتھر کی مورتیوں کے معاملہ میں بعث بعد الموت کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اس لئے مَا يَشْعُرُونَ آیَانِ يُبْعَثُونَ کے الفاظ انہیں بھی خارج از بحث کر دیتے ہیں اب لامحالہ اس میں الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ سے مراد وہ انبیاء اولیاء، شہداء اور صالحین ہیں جن کو غالی معتقدین اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ عرب میں اس نوعیت کے معبود نہیں پائے جاتے تھے تو یہ جاہلیت عرب کی تاریخ سے ان کی ناواقفیت کا ثبوت ہے۔ عرب کے متعدد قبائل میں کثرت سے عیسائی اور یہودی پائے جاتے تھے اور یہ دونوں مذاہب بری طرح انبیاء، اولیاء، اور شہداء کی پرستش سے آلودہ تھے۔ پھر مشرکین عرب کے بہت سے معبود گزرے ہوئے انسان ہی تھے جنہیں بعد کی نسلوں نے خدا بنا لیا تھا۔ بخاری میں ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ وَدّ، سواع، یغوث، یعوق، نسر، یہ سب صالحین کے نام ہیں جنہیں بعد کے لوگ بت بنا بیٹھے۔ بی بی عائشہؓ کی روایت ہے اساف اور نائلہ دونوں انسان تھے۔ اسی طرح کی روایات لات، منات اور عزیٰ کے بارے میں بھی موجود ہیں۔ (تفہیم القرآن)

صفءء نمبر 1131 نهئس هء

صفحہ نمبر 1132 نہیں ہے



تَاتِيَهُمْ	اَلْمَلٰٓئِكَةُ	اَوْ	يَاۡتِيْ	اَمْرٌ رَّيَّاكٌ ط	كَذٰلِكَ	فَعَلَ	اَلَّذِيْنَ
آئیں ان کے پاس	فرشتے	یا	پہنچے	آپ کے رب کا حکم	اسی طرح	کیا	انہوں نے جو
مِنْ قَبْلِهِمْ ط	وَمَا ظَلَمَهُمْ	اللّٰهُ	وَلٰكِنْ	كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۳۱	وَلٰكِنْ	وَلٰكِنْ	وَلٰكِنْ
ان سے پہلے تھے	اور ظلم نہیں کیا ان پر	اللہ نے	اور لیکن	وہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے	اور لیکن	اور لیکن	اور لیکن
فَاَصَابَهُمْ	سَيِّئَاتُ مَا	عَمِلُوْا	وَحَاقَ	بِهِمْ	مَا	كَانُوْا بِهِ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۳۲	كَانُوْا بِهِ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۳۲
تو لگیں ان کو	اس کی برائیاں جو	انہوں نے عمل کیا	اور چھا گیا	ان پر	وہ	جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے	جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے

نوٹ-1

اس سورہ کی آیات ۲۸-۲۹ میں اور پھر آیت ۳۲ میں ان لوگوں سے فرشتوں کی گفتگو کا ذکر ہے جن کی وہ روح قبض کرتے ہیں۔ یہ آیات قرآن مجید کی ان متعدد آیات میں سے ہیں جو عذاب و ثواب قبر کا ثبوت دیتی ہیں، حدیث میں قبر کا لفظ مجازاً عالم برزخ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد وہ عالم ہے جس میں موت کی آخری ہچکی سے لے کر بعث بعد الموت کے پہلے جھٹکے تک انسانی، عذاب یا ثواب نہ ہوگا۔ لیکن یہاں، کیسے کہ کفار کی روحيں جب قبض کی جاتی ہیں تو وہ موت کی سرحد کے پار کا حال پانی تو قعات کے خلاف پا کر سرا سیمہ ہو جاتی ہیں اور فوراً اسلام ٹھونک کر ملائکہ کو یقین دلانے کی کوشش کرتی ہیں کہ ہم کوئی برا کام نہیں کر رہے تھے۔ جواب میں ملائکہ ان کو جہنم کی بیشکی خبر دیتے ہیں۔ دوسری طرف متقی لوگوں کی روحيں شعور، عذاب اور ثواب کا اس سے بھی زیادہ کھلا ہوا کوئی ثبوت درکات ہے؟ سب سے زیادہ صاف الفاظ میں عذاب برزخ کی تصریح سورہ مومن کی آیات ۴۵-۴۶ میں کی گئی ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرعون اور آل فرعون کے متعلق فرماتا ہے کہ ”ایک سخت عذاب ان کو گھیرے ہوئے ہے، یعنی صبح و شام وہ آگ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، پھر جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم دیا جائے گا کہ آل فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن وحدیث دونوں سے موت اور قیامت کے درمیان حالت کا ایک ہی نقشہ معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ موت محض جسم و روح کی علیحدگی کا نام ہے، نہ کہ بالکل معدوم ہو جانے کا۔ جسم سے علیحدہ ہو جانے کے بعد روح معدوم نہیں ہو جاتی، بلکہ اس پوری شخصیت کے ساتھ زندہ رہتی ہے جو دنیا کی زندگی کے تجربات اور ذہنی و اخلاقی اکتسابات سے بنی تھی۔ اس حالت میں روح کے شعور، احساس، مشاہدات اور تجربات کی کیفیت خواب سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ (تفہیم القرآن، ج: ۲، ص: ۵۳۶)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آیت نمبر (35 تا 40)

1165

ترجمہ:

وَقَالَ	الَّذِينَ	أَشْرَكُوا	كَوْ	شَاءَ	اللَّهُ	مَا عَبَدْنَا	مِنْ دُونِهِ
اور کہیں گے	وہ لوگ جنہوں نے	شرک کیا	اگر	چاہتا	اللہ	تو ہم بندگی نہ کرتے	اس کے علاوہ
مِنْ شَيْءٍ	نَحْنُ	وَلَا آبَاؤُنَا	وَلَا حَرَمْنَا	مِنْ دُونِهِ			
کسی بھی چیز کی	(نہ) ہم	اور نہ ہی ہمارے آباؤ اجداد	اور ہم حرام نہ کرتے	اس کے (حکم کے) بغیر			
مِنْ شَيْءٍ ط	كَذَلِكَ	فَعَلَّ	الَّذِينَ	مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ	فَهَلْ	عَلَى الرُّسُلِ	
کسی بھی چیز کو	اسی طرح	کیا	انہوں نے جو	ان سے پہلے تھے	تو کیا ہے	رسولوں پر	
إِلَّا	الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝	وَلَقَدْ بَعَثْنَا	فِي كُلِّ أُمَّةٍ				
سوائے اس کے کہ	واضح طور پر پہنچا دینا	اور یقیناً ہم نے بھیجا ہے	ہر ایک امت میں				
رَّسُولًا	أَن	اعْبُدُوا	اللَّهُ	وَأَجْتَنِبُوا	الطَّاغُوتَ ؕ		
ایک رسول	کہ	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	اور تم لوگ بچو	طاغوت سے		
فِيهِمْ مَّنْ	هَدَىٰ	اللَّهُ	وَمِنْهُمْ مَّنْ	حَقَّتْ			
تو ان میں وہ بھی ہیں جن کو	ہدایت دی	اللہ نے	اور ان میں وہ بھی ہیں	ثابت ہوئی			
عَلَيْهِ	الضَّلَالَةُ ط	فَسَيُرَوُّا	فِي الْأَرْضِ	فَأَنْظُرُوا	كَيْفَ	كَانَ	
جس پر	گمراہی	پس تم لوگ چلو پھرو	زمین میں	پھر دیکھو	کیسا	تھا	
عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝	إِنْ	تَحَرَّضْ	عَلَىٰ هُدَاهُمْ				
جھٹلانے والوں کا انجام	اگر	آپ شدید خواہش کریں	ان لوگوں کے راہ راست پر آنے کی				
وَإِنَّ	اللَّهُ	لَا يَهْدِي	مَنْ	يُضِلُّ	وَمَا لَهُمْ		
تو بیشک	اللہ	ہدایت نہیں دیتا	اس کو جس کو	وہ گمراہ کرتا ہے	اور ان کے لئے نہیں ہے		
مَنْ نُصْرِيْنَ ۝	وَأَقْسَمُوا	بِاللَّهِ	جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ؕ				
کوئی بھی مدد کرنے والا	اور انہوں نے قسم کھائی	اللہ کی	بڑے زور و شور سے				
لَا يَبْعَثُ	اللَّهُ	مَنْ	يَبُوءُ ط	بَلَىٰ	وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا	وَلَكِنَّ	
نہیں اٹھائے گا	اللہ	اس کو جو	مر جاتا ہے	کیوں نہیں	اس پر ہے سچا وعدہ	اور لیکن	

أَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَعْلَمُونَ ۝	لِيُبَيِّنَ	لَهُمُ الَّذِي	يُخْتَلَفُونَ 1165
اکثر لوگ	جانتے نہیں ہیں	تاکہ وہ واضح کر دے	ان کے لیے جو	اختلاف کرتے ہیں
فِيهِ	وَلِيَعْلَمَ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	كَانُوا كَذِبِينَ ۝
اس (اٹھائے جانے) میں	اور تاکہ جان لیں	وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا	جھوٹے تھے
إِنَّمَا	قَوْلُنَا	لِشَيْءٍ	إِذَا	أَن
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ہمارا کہنا ہے	کسی چیز کے لئے	جب بھی	ہم ارادہ کرتے ہیں اس کا
نَقُولَ	لَهُ	كُنْ	فَيَكُونُ ۝	
ہم کہتے ہیں	اس سے	تو ہو جا	تو وہ ہو جاتی ہے	

نوٹ-1

آیت نمبر- ۳۵ میں کہا گیا ہے کہ واضح طور پر پہنچا دینے کے سوا رسولوں پر اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہی بات ایک دوسرے پیرائے میں اس طرح کہی گئی ہے کہ ہم نے آپ کو صرف خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (52/25) قرآن مجید میں ان دونوں اسلوب کی اور بھی آیات ہیں۔ ایسی آیات کی بنیاد پر منکرین حدیث استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا کام صرف یہ تھا کہ وہ قرآن پہنچا دیں۔ حالانکہ منکرین حدیث خود کو اہل قرآن کہتے ہیں، لیکن یہ استدلال بتا رہا ہے کہ قرآن مجید کا پوری طرح مطالعہ نہیں کیا گیا ہے، کیونکہ قرآن مجید کے بہت سے وضاحت طلب امور کی وضاحت خود قرآن میں موجود ہے اور اس مسئلہ کی بھی پوری وضاحت قرآن میں دی ہوئی ہے۔ اگر تمام متعلقہ آیات کو سامنے رکھ کر کوئی سمجھنا چاہے تو بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آ جاتی ہے جو درج ذیل ہے:

رسول اللہ ﷺ کا مقصد بعثت یعنی مشن یہ تھا کہ وہ اللہ کے دین کو پورے نظام حیات پر غالب کر دیں۔ قرآن مجید میں یہ بات اللہ تعالیٰ نے تین مرتبہ دہرائی ہے۔ (9/33، 28/48، 61/9) اس مشن کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے جس طریقہ کار کا تعین کیا تھا وہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتے تھے۔ یہ ابلاغ ہے اور اس میں انذار و تبشیراز خود شامل ہے۔ لوگوں کا تذکیہ کرتے تھے۔ کتاب کی تعلیم دیتے تھے اور حکمت کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ کے ان فرائض کا ذکر بھی قرآن میں چار مرتبہ آیا ہے۔ (2/129، 2/151، 3/164، 2/62) تعلیم کتاب کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں جو احکام و ہدایات ہیں اس سے اللہ تعالیٰ کی مرضی کیا ہے اور ان پر ہم نے کس طرح عمل کرنا ہے۔ یہ مطلب کسی کا خود ساختہ نہیں ہے بلکہ اس کی سند قرآن میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”اور ہم نے نازل کیا آپ کی طرف اس ذکر کو تاکہ آپ واضح کر دیں لوگوں کے لئے اس کو جو نازل کیا گیا ان لوگوں کی طرف (یعنی قرآن) (16/44)

نہ صرف قرآن کے مذکورہ مقامات کو نظر انداز کیا گیا ہے بلکہ مذکورہ غلط استدلال جن آیات کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہی، ان کے سیاق و سباق سے بھی اغماض برتا گیا ہے، کیونکہ ان کے سیاق و سباق سے پوری طرح واضح ہے کہ ان میں خطاب ان لوگوں سے ہے جو

ایمان لانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ابلاغ اور انداز و تبشیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا 165م قہم ہو جاتا ہے اور ان سے اب آپ بری الذمہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی ہے کہ دوزخ میں جانے والوں کے متعلق آپ سے نہیں پوچھا جائے گا (2/119)۔ لیکن جو لوگ ایمان لے آئے ان کے لئے آپ کا کام ختم نہیں ہوا بلکہ شروع ہوا تھا۔ ان کا ترکیہ کرنا۔ ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دینا تاکہ وہ لوگ اللہ کے دین کو غالب کرنے کی جدوجہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست و بازو بنیں اور آپ کے مشن کی تکمیل ہو۔ اس سارے Process کے قوی اور عملی ریکارڈ کا نام حدیث ہے اور یہ اہل ایمان کے لئے ہے۔ (از۔ لطف الرحمن خان صاحب)

آیت نمبر (41 تا 44)

(آیت - 41) لَنْبُؤَنَّكَ كَافِرًا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ کی ضمیر ہے اور اس کا مفعول ثانی مخدوف ہے جو کہ دَارًا ہو سکتا ہے۔ حَسَنَةً اُس کی صفت ہے۔ يَعْلَمُونَ کی ضمیر فاعلی، آیت - 39 میں مذکور كَذِبِينَ کے لئے ہے۔ (آیت - 42) اس پوری آیت کا فقرہ گذشتہ آیت میں مذکور وَالَّذِينَ هَاجَرُوا کی صفت ہے (آیت - 43) رَجَالًا نَكَرَهُمْ خصوصہ ہے۔ اس کی پہلی خصوصیت نُوحِيْ اِلَيْهِمْ ہے اور دوسری خصوصیت بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ہے۔ (آیت - 44) وَمَا نُرِىْ اِلَيْهِمْ میں۔ اِلَيْهِمْ دراصل لَهُمْ کے معنی میں ہے۔

ترکیب

ترجمہ:

وَالَّذِينَ	هَاجَرُوا	فِي اللَّهِ	مِنْ بَعْدِ مَا	ظَلَمُوا
اور وہ لوگ جنہوں نے	ہجرت کی	اللہ (کی راہ) میں	اس کے بعد کہ جو	ان پر ظلم کیا گیا
لَنْبُؤَنَّكَ	فِي الدُّنْيَا	حَسَنَةً	وَلَا جُرْ الْآخِرَةِ	
ہم لازماً ٹھکانہ دیں گے ان کو	دنیا میں	ایک اچھے (گھر) کا	اور یقیناً آخرت کا بدلہ	
أَكْبَرُ	لَوْ	كَانُوا يَعْلَمُونَ	الَّذِينَ	صَبَرُوا
سب سے بڑا ہے	کاش	وہ لوگ جانتے ہوتے	جو	ثابت قدم رہے
يَتَوَكَّلُونَ	وَمَا أَرْسَلْنَا	مِنْ قَبْلِكَ	إِلَّا	رِجَالًا
بھروسہ کرتے رہے	اور ہم نے نہیں بھیجا	آپ سے پہلے	مگر	کچھ مردوں کو
إِلَيْهِمْ	فَسْأَلُوا	أَهْلَ الذِّكْرِ	إِنْ	كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
جن کی طرف	پس تم لوگ پوچھو	یاد دہانی والوں سے	اگر	تم لوگ نہیں جانتے
بِالْبَيِّنَاتِ	وَالزُّبُرِ	وَأَنْزَلْنَا	إِلَيْكَ	
(جن کو بھیجا) واضح (نشانیوں کے) ساتھ	اور صحیفوں کے ساتھ	اور ہم نے اتارا	آپ کی طرف	
الذِّكْرُ	لِتُبَيِّنَ	لِلنَّاسِ	مَا	
اس ذکر کو (قرآن)	تاکہ آپ واضح کریں	لوگوں کے لئے	اس کو جو	

نَزَلَ	إِلَيْهِمْ	وَلَعَلَّهُمْ	يَتَفَكَّرُونَ ۝
نازل کیا گیا	ان کی طرف (یعنی ان کے واسطے)	اور شاید وہ لوگ	غور و فکر کریں

نوٹ-1

آیت-44 کے دوسرے جز میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مامور فرمایا ہے کہ آپ قرآن کے نازل شدہ آیات کی وضاحت لوگوں کے سامنے کر دیں۔ یہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ قرآن کریم کے حقائق اور احکام کو صحیح طور پر سمجھنا رسول اللہ ﷺ کے بیان پر موقوف ہے۔ اگر ہر انسان صرف عربی زبان اور عربی ادب سے واقف ہو کر قرآن کے احکام کو اللہ کی منشاء و مرضی کے مطابق سمجھنے پر قادر ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کو وضاحت کی خدمت سپرد کرنے کے کوئی معنی نہیں رہتے۔

رسول اللہ ﷺ کا قرآن کی وضاحت پر مامور ہونے کا حاصل یہ ہوا کہ آپ سے جو بھی قول و فعل ثابت ہے وہ سب قرآن ہی کے ارشادات ہیں۔ بعض تو ظاہری طور پر کسی آیت کی تفسیر و توضیح ہوتے ہیں اور بعض جگہ بظاہر قرآن میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہوتا مگر آپ کے قلب مبارک میں بطور وحی اس کا القاء کیا جاتا ہے، وہ بھی ایک حیثیت سے قرآن ہی کے حکم میں ہوتا ہے، کیونکہ قرآن کی تصریح کے مطابق آپ کی کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ (53/3-4) اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی تمام عبادات و معاملات بوحی خداوندی اور بحکم قرآن ہیں۔ جہاں کہیں آپ نے اپنے اجتہاد سے کوئی کام کیا ہے تو وحی الہی سے یا اس پر کوئی نکیر نہ کرنے سے اس کی تصحیح اور پھر تائید کر دی جاتی ہے اس لئے وہ بھی بحکم وحی ہو جاتا ہے۔ (معارف القرآن)۔

آیت نمبر (45 تا 50)

خ س ف

(ض)

خُسُوفًا

کسی جگہ کا دھنس جانا (لازم)۔ کسی کو دھنسا دینا (متعدی) زیر مطالعہ آیت-45۔

د خ ر

(ف-س)

دَحْرًا

ذلیل ہونا۔ حقیر ہونا۔

دَاخِرًا

اسم الفاعل ہے۔ ذلیل و حقیر ہونے والا۔ زیر مطالعہ آیت-48

ترجمہ:

أَفَاَمِنَ	الَّذِينَ	مَكَرُوا	السَّيِّئَاتِ	أَنْ	يَخْسِفَ
تو کیا بے فکر ہو گئے	وہ لوگ جنہوں نے	خفیہ تدبیر کی	برائیوں کے لئے	کہ	دھنسا دے
اللَّهُ	بِهِمْ	الْأَرْضِ	أَوْ	يَأْتِيَهُمْ	الْعَذَابُ
اللہ	ان کو	زمین میں	یا	پہنچے ان کے پاس	عذاب
لَا يَشْعُرُونَ ۝	أَوْ	يَأْخُذْهُمْ	فِي ثَلَاثِ	يَوْمٍ	بَعْضِ
وہ لوگ شعور (بھی) نہ رکھتے ہوں	یا	یہ کہ وہ (یعنی اللہ) پکڑے ان کو	ان کے گھومنے پھرنے میں		

فَمَا هُمْ	بِسُجُودٍ لَّهِ	أَوْ	يَاخُذَهُمْ	عَلَىٰ تَخَوُّفٍ ط
پھر وہ لوگ نہ ہوں	عاجز کرنے والے	یا	یہ کہ وہ پکڑے ان کو	ڈرانے کے بعد
فَإِنَّ	رَبَّكُمْ	لَوْ وَفَّ	رَّحِيمٌ ۝	
تو بیشک	تم لوگوں کا رب	یقیناً بے انتہاء شفقت کرنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	
أَوْ لَمْ يَرَوْا	إِلَىٰ مَا	خَلَقَ اللَّهُ	مِنْ شَيْءٍ	يَتَفَيَّؤُا
اور کیا انہوں نے غور ہی نہیں کیا	اس کی طرف جو	پیدا کیا اللہ نے	کوئی بھی چیز	(کہ) ڈھلتے ہیں
ظِلُّهُ	عَنِ الْيَمِينِ	وَالشَّيْءِ	سُجَّدًا	
ان کے سائے	دائیں طرف سے	بائیں طرف سے	سجدہ کرتے ہوئے	
لِّلَّهِ	وَهُمْ	دُخِرُونَ ۝	وَلِلَّهِ	يَسْجُدُ
اللہ کو	اور وہ سب	عاجزی کرتے ہیں	اور اللہ کو	سجدہ کرتا ہے
فِي السَّمَوَاتِ	وَمَا	فِي الْأَرْضِ	مِنْ دَابَّةٍ	
آسمانوں میں ہے	اور وہ جو	زمین میں ہے	کوئی بھی چلنے والا	
وَالْمَلَائِكَةُ	وَهُمْ	لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝	يَخَافُونَ	رَبَّهُمْ
اور فرشتے (بھی)	اور وہ سب	تکبر نہیں کرتے	وہ ڈرتے ہیں	اپنے رب سے
مِّنْ فَوْقِهِمْ	وَيَفْعَلُونَ	مَا	يَوْمَرُونَ ۝	
اپنے اوپر سے	اور وہ کرتے ہیں	وہ جو	انہیں حکم دیا جاتا ہے	

آیت نمبر (51 تا 56)

و ص ب

(ض)

وَصُوبًا

وَاصِبٌ

دائمی ہونا۔ لازم ہونا۔

فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ دائمی۔ لازمی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 52

ج ع ر

(ف)

جَاءًا

وحشی جانور کا گھبراہٹ میں زور سے آواز نکالنا۔ چلانا۔ گڑ گڑانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 53

ترکیب

(آیت۔ 52) أَفْغَيْرَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ تَتَّقُونَ کا مفعول مقدم ہے۔ (آیت۔ 54) فَرِيقٌ اسم جمع ہے اس

لئے بِرَبِّهِمْ میں جمع کی ضمیر اور يُشْرِكُونَ جمع کے صیغہ میں آیا ہے۔ (آیت۔ 55) لِيَكْفُرُوا کے لام کو لامِ کئی

کے بجائے لام عاقبت

ماننا زیادہ بہتر ہے۔ تَمَتَّعُوا میں دو امکانات ہیں۔ یہ فعل ماضی میں جمع مذکر غائب کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے اور 1465 امر میں جمع مذکر مخاطب کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے۔ آگے تَعْلَمُونَ آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ فعل امر ہے۔ اگر یَعْلَمُونَ آتا تو پھر اسے فعل ماضی مانا جاتا۔

ترجمہ:

وَقَالَ	اللَّهُ	لَا تَخْذُوا	الْهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ	إِنَّمَا	هُوَ
اور کہا	اللہ نے	تم لوگ مت بناؤ	دو معبود	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ
إِلَهُ وَاحِدٌ ۚ	فَيَأْتِي	فَأَرْهَبُونَ ۝۱۶۵	وَلَهُ	مَا	
واحد الہ ہے	پس صرف مجھ سے ہی	پھر خوف کرو میرا	اور اس کا ہی ہے	وہ جو	
فِي السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	وَلَهُ	الدِّينِ		
آسمانوں میں سے	اور زمین میں ہے	اور اس کے لئے ہی ہے	مکمل نظام حیات		
وَاصْبًا	أَفَغَيْرَ اللَّهِ	تَتَّقُونَ ۝۱۶۶	وَمَا	بِكُمْ	
لازمی ہوتے ہوئے	تو کیا اللہ کے علاوہ (کسی) سے	تم لوگ ڈرتے ہو	اور جو	تمہارے لئے ہے	
مِنْ نِعْمَةٍ	فَمِنْ اللَّهِ	ثُمَّ	إِذَا	مَسَّكُمْ	الضَّرُّ
کوئی بھی نعمت	تو (وہ) اللہ (کے پاس) سے ہے	پھر	جب بھی	چھوتی ہے تمہیں	سختی
فَإِلَيْهِ	تَجْعَرُونَ ۝۱۶۷	ثُمَّ	إِذَا	الضَّرُّ	عَنْكُمْ
تو اس کی طرف ہی	تم لوگ گڑ گڑاتے ہو	پھر	جب	وہ ہٹاتا ہے	سختی کو
إِذَا	فَرِيقٌ	مِّنْكُمْ	يَرْبِّهِمْ	يُشْرِكُونَ ۝۱۶۸	
تب ہی	ایک فریق	تم میں سے	اپنے رب کے ساتھ	شریک کرتے ہیں	
لِيَكْفُرُوا	بِمَا	أَتَيْنَهُمْ ط	فَتَتَّبِعُوا ۚ	فَسَوْفَ	
نتیجہ وہ ناشکری کرتے ہیں	اس کی جو	ہم نے دیا ان کو	تو تم لوگ فائدہ اٹھا لو	پھر عنقریب	
تَعْلَمُونَ ۝۱۶۹	وَيَجْعَلُونَ	لِهَا	لَا يَعْلَمُونَ		
تم لوگ جان لو گے	اور وہ بناتے ہیں	اس کے لئے جس کا	وہ لوگ علم نہیں رکھتے		
نَصِيبًا	مِّمَّا	رَزَقْنَاهُمْ ط	تَاكُلُهُ	لَتَسْكُنَنَّ	
ایک حصہ	اس میں سے جو	ہم نے روزی دی ان کو	اللہ کی قسم	تم لوگوں سے لازماً پوچھا جائے گا	
عَمَّا	كُنْتُمْ تَفْتَرُونَ ۝۱۷۰				
اس کے بارے میں جو	تم لوگ گھڑا کرتے تھے				

آیت-56 میں ”لَا يَعْلَمُونَ“ کے حقیقی مفہوم تک رسائی حاصل کرنے کے لئے ذہن میں کچھ باتیں واضح ہونا ضروری ہیں۔ مادہ ”علم“ سے مختلف اسماء و افعال قرآن مجید میں بکثرت استعمال ہوئے ہیں اور یہ زیادہ تر لغوی مفہوم کے بجائے اصطلاحی مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں۔ قرآن کی اصطلاح میں ”علم“ ایسی معلومات کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے اپنے انبیاء و رسل کو دی ہوں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”اور اگر آپ نے پیروی کی ان لوگوں کی خواہشات کی اس کے بعد کہ جو آپ کے پاس آیا علم میں سے۔“ (2/145) اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اپنے انبیاء و رسل کو جو کچھ بتایا ہے اور بتانا ہے اس میں سے کچھ آیا ہے باقی ابھی آتا ہے۔

اسی طرح سے قرآن میں جہاں کہیں علم کی نفی آئی ہے بالعموم وہاں مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی بات جس کی کوئی سند سابقہ انبیاء و رسل کی تعلیمات میں اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات یعنی قرآن و حدیث میں موجود نہ ہو۔ جیسے فرمایا ”اور تو پیچھے مت پڑ اس کے تیرے لئے جس کا کوئی علم نہیں۔“ (17/36) ”اور اگر وہ دونوں یعنی والدین تجھ سے جہاد کریں اس پر کہ تو شریک ٹھہرائے میرے لئے نہیں ہے تیرے لئے جس کا کوئی علم تو ان کی اطاعت مت کر“ (31/15) یہ اور ایسے متعدد مقامات پر علم نہ ہونے کا مطلب ہے قرآن و حدیث میں سند نہ ہونا۔

واضح رہے کہ قرآن مجید میں بعض مقامات پر یہ لفظ اصطلاحی کے بجائے لغوی مفہوم میں بھی آیا ہے۔ جیسے قارون کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا ”اس نے کہا کچھ نہیں سوائے اس کے کہ مجھے ملا ہے یہ ایک علم کی بنیادی پر جو میرے پاس ہے۔“ (28/78) یہاں علم کا مطلب ہے تجربہ اور مہارت یعنی ہنرمندی۔ کوئی اگر آیت کے سیاق و سباق کو نظر میں رکھے تو وہ آسانی سے تمیز کر سکتا ہے کہ کہاں یہ لفظ لغوی مفہوم میں آیا ہے۔

اس لحاظ سے آیت-56 کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ انسان شکرانے، نذر و نیاز اور چڑھاوے میں غیر اللہ کے لئے جو حصہ مقرر کر لیتا ہے، ان ہستیوں کے وجود اور صفات کی اس کے پاس قرآن و حدیث میں کوئی سند نہیں ہے۔

آیت نمبر (57 تا 62)

د س س

(ن)

کسی چیز کو کسی چیز کے نیچے چھپا دینا۔ کسی چیز میں ٹھونس دینا۔ زیر مطالعہ آیت-59

دَسَّا

ترجمہ:

وَيَجْعَلُونَ	لِلّٰهِ	الْبَنَاتِ	سُبْحَنَهُ	وَلَهُمْ	مَا
اور وہ لوگ بناتے ہیں	اللہ کے لئے	بیٹیاں	پاکیزگی اس کی ہے،	اور ان کے لئے	وہ ہے جو
يَشْتَهُونَ ۝۵۷	وَإِذَا	بُشِّرَ	أَحَدُهُمْ	بِالْأُنثَىٰ	
وہ چاہتے ہیں	اور جب کبھی	خوشخبری دی جاتی ہے	ان کے کسی ایک کو	مونث (یعنی بیٹی) کی	

قَلَّ	وَجْهَهُ	مُسَوِّدًا	وَهُوَ	كَبِيمٌ ۝	يَتَوَارَى	1165 مِنْ الْقَوْمِ
تو ہو جاتا ہے	اس کا چہرہ	سیاہ	اور وہ	غم زدہ ہے	وہ چھپتا ہے	لوگوں سے
مِنْ سُوءٍ مَا	بُشِّرَ	بِهِ	أَيْبَسَكُهُ	اس کی برائی (کے سبب) سے	اس کو خوشخبری دی گئی	جس کی
عَلَى هُونٍ	أَمْرٌ يَدُسُّهُ	فِي الثَّرَابِ ط	الَا	سَاءَ	مَا	وہ جو
رسوائی کے باوجود	یا وہ دھندلا دے اس کو	مٹی میں	خبردار	کتنا برا ہے	وہ جو	
يَحْكُمُونَ ۝۹	لِلَّذِينَ	لَا يُؤْمِنُونَ	بِالْآخِرَةِ	مَثَلُ السَّوَةِ	برائی کی مثال ہے	یہ لوگ فیصلہ کرتے ہیں
وَلِلَّهِ	الْبَنُى الْأَعْلَى ط	وَهُوَ	الْعَزِيزُ	الْحَكِيمُ ۝	وَلَوْ	اور اللہ کے لئے
اور اللہ کے لئے	بلند ترین مثال ہے	اور وہ ہی	بالا دست ہے	حکمت والا ہے	اور اگر	
يُؤَاخِذُ	اللَّهُ	النَّاسَ	إِظْلِمَهُمُ	مَا تَرَكَ	عَلَيْهَا	مِنْ دَابَّةٍ
پکڑے	اللہ	لوگوں کو	ان ظلم کے سبب سے	تو وہ نہ چھوڑے	اس پر	کوئی بھی چلنے والا
وَلَكِنْ	يُؤَخِّرُ	هُمْ	إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى ۝	فَإِذَا	جَاءَ	أَجَلُهُمْ
اور لیکن	وہ مہلت دیتا ہے	ان کو	ایک معین مدت تک	پھر جب	آجائے	ان کا وقت
لَا يَسْتَأْخِرُونَ	سَاعَةً	وَلَا يَسْتَفْتِحُونَ ۝۱۱	وَيَجْعَلُونَ	تو وہ لوگ پیچھے نہیں ہوں گے	ایک گھڑی (لمحہ) بھر	اور نہ ہی آگے ہوں گے
لِلَّهِ	مَا	يَكْرَهُونَ	وَتَصِفُ	الْأَسِنَّةُ	ان کی زبانیں	اللہ کے لئے
اللہ کے لئے	وہ جس کو	یہ لوگ (خود) ناپسند کرتی ہیں	اور بیان کرتے ہیں	ان کی زبانیں	اللہ کے لئے	
الْكِذِبِ	أَنَّ	لَهُمْ	الْحُسْنَى ط	لَا جَرَمَ	أَنَّ	لَهُمُ
جھوٹ	کہ	ان کے لئے ہے	بہترین	کوئی شک نہیں	کہ	ان کے لئے
وَأَتَّهُمْ	مُفْرَطُونَ ۝۱۲	زیاہ کئے جانے والے ہیں	اور یہ کہ وہ لوگ			

نوٹ-1

تفسیر روح البیان میں ہے کہ مسلمان کو چاہئے کہ لڑکی پیدا ہونے سے زیادہ خوشی کا اظہار کرے تاکہ اہل جاہلیت کے فعل پر رد ہو جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ وہ عورت مبارک ہوتی ہے جس کے پہلے پیٹ سے لڑکی پیدا ہو۔ آیت نمبر 42 تا 49 میں بیٹوں سے پہلے بیٹیوں کا ذکر کرنے سے اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ پہلے لڑکی پیدا ہونا افضل ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (63 تا 69)

ف ر ث

(س)

فَرِثًا

شکم سیر ہونا۔

فَرِثٌ

گو بر (جب تک اوجھڑی میں رہے) زیر مطالعہ آیت۔ 66۔

ترکیب

(آیت۔ 63) اَرْسَلْنَا کا مفعول رُسُلًا مخدوف ہے۔ (آیت 24) هُدًى اور رَحْمَةً کو یہاں حال کے بجائے مفعول لہ ماننا بہتر ہے۔ (آیت۔ 66) اَلْاَنْعَام اسم جنس ہے۔ اس لئے بَطُونہ میں واحد مذکر کی ضمیر ۵ بھی جائز ہے۔ نُسُقًى کا مفعول اول کُم کی ضمیر ہے اور اس کا مفعول ثانی لَبَنًا خَالِصًا ہے جبکہ سَائِغًا حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ:

تَاللّٰهِ	لَقَدْ اَرْسَلْنَا	اِلٰى اُمَمٍ	مِّنْ قَبْلِكَ
اللہ کی قسم	ہم یقیناً بھیج چکے ہیں (رسولوں کو)	امتوں کی طرف	آپ سے پہلے
فَزَيَّنَ	لَهُمْ	اَعْمَالَهُمْ	فَهُوَ
پھر مزین کیا	ان کے لئے	ان کے اعمال کو	تو وہ ہی
الْيَوْمَ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيمٌ ۝۳	وَمَا اَنْزَلْنَا
آج کے دن (بھی)	اور ان سب کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے	اور ہم نے نہیں اتارا
اَلْكِتٰبَ	اِلَّا	لِنُبَيِّنَ	لَهُمْ
اس کتاب کو	مگر اس واسطے	کہ آپ واضح کر دیں	ان کے لئے
فِيْهِ ۙ	وَهْدًى	وَرَحْمَةً	لِّقَوْمٍ
جس میں	اور ہدایت کے واسطے	اور رحمت کے واسطے	ایسے لوگوں کے لئے
وَاللّٰهُ	اَنْزَلَ	مِّنَ السَّمَآءِ	مَاءً
اور اللہ نے	اتارا	آسمان سے	پانی
اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ
بیشک	اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے
لَكُمْ	فِي الْاَنْعَامِ	لَعِبْرَةً ۙ	نُسُقِيْكُمْ
تمہارے لئے	چوپایوں میں	یقیناً ایک عبرت ہے	ہم پلاتے ہیں تم لوگوں کو
فِيْ بَطْنُوْهِ	مِنْ بَيْنِ فَرِثٍ وَدِمٍ	لَبَنًا خَالِصًا	
ان کے پیٹوں میں ہے	خون اور گو بر کے درمیان سے	(خون اور گو بر کی) ملاوٹ سے پاک دودھ	

سَائِغًا	لِّلشَّرِبِ ۖ إِنَّ	وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ	تَتَجَلَّوْنَ
خوشوار ہوتے ہوئے	پینے والوں کے لئے	انگور اور کھجور کے پھلوں سے	تم لوگ بناتے ہو
مِنْهُ	سَكْرًا	وَرِزْقًا حَسَنًا	إِنَّ
جس سے	نشہ آور چیز	اور اچھا رزق	بیشک
يَعْقِلُونَ ۖ	وَأَوْحَىٰ	رَبُّكَ	إِلَى النَّحْلِ
جو عقل سے کام لیتے ہیں	اور وحی کیا	آپ کے رب نے	شہد کی مکھی کی طرف
مِنَ الْجِبَالِ	بُيُوتًا	وَمِنَ الشَّجَرِ	وَمِمَّا
پہاڑوں میں	گھر	اور درختوں میں	اور اس میں جو
ثُمَّ	كُلُوا	مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ	فَاسْلُكُوا
پھر	تو کھا	سارے پھلوں میں سے	اپنے رب کے راستوں میں
يَخْرُجُ	مِنْ بُطُونِهَا	شَرَابٌ	مُخْتَلِفٌ
نکلتی ہے	ان کے پیٹوں سے	پینے کی ایک چیز	مختلف ہیں
لِّلنَّاسِ	إِنَّ	فِي ذَٰلِكَ	لَّيَٰتٍ
لوگوں کے لئے	بیشک	اس میں	ایک نشانی ہے
يَتَفَكَّرُونَ ۖ	لَّقَوْمٌ	لَّيَٰتٍ	فِي ذَٰلِكَ
جو غور و فکر کرتے ہیں	ایسے لوگوں کے لئے	ایک نشانی ہے	اس میں

نوٹ-1

آیت-۶۵ میں ہے کہ آسمان سے پانی برستا ہے تو مردہ زمین جی اٹھتی ہے۔ اس کے آگے یہ نہیں فرمایا کہ اس میں ان کے لئے نشانی ہے جو دیکھتے ہیں بلکہ فرمایا کہ ان کے لئے نشانی ہے جو سن کر سمجھتے ہیں۔ اس سماعت کا تعلق گذشتہ آیت-۶۴ سے ہے جس میں قرآن کو ہدایت اور رحمت کہا گیا ہے۔ اس طرح مطلب یہ ہوا کہ جس طرح آسمان سے برسنے والے پانی سے مردہ زمین جی اٹھتی ہے اسی طرح آسمان سے برسنے والی اس وحی یعنی قرآن سے ان کے مردہ دل جی اٹھتے ہیں جو اس کو سن کر سمجھتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر سے ماخوذ)

نوٹ-2

آیت-۶۷ میں نشہ اور رزق حسن کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے نشہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ چنانچہ مکہ میں جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ میں سے تاڑنے والے تاڑ گئے تھے کہ نشہ نے حرام ہونا ہے۔ چنانچہ مدینہ میں اس کے حرام ہونے کا حکم آ گیا۔ (حافظ یار صاحب مرحوم)

صحابہ کرامؓ کا رویہ یہ تھا کہ وہ لوگ قرآن میں اللہ کی منشا و مرضی تلاش کرتے تھے۔ اس لئے اس آیت میں ان کو صاف نظر آ گیا کہ نشہ ہمارے رب کو پسند نہیں ہے۔ جبکہ ہمارے ترقی پسند مسلمان بھائی قرآن میں اپنی مرضی کا جواز تلاش کرتے ہیں۔ اس لئے ان کو

اسی آیت میں نشہ کے جائز ہونے کا جواز نظر آتا ہے اور اس کے حرام ہونے کا حکم نظر نہیں آتا کیونکہ اس 165 لہرام کا لفظ استعمال نہیں ہوا بلکہ رَحْمٰن (نجاست) کا لفظ آیا ہے۔ فکر ہر کس بقدر بہت اوست۔

نوٹ-3

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مکھیوں کی تمام قسمیں جہنم میں جائیں گی جو وہاں جہنمیوں پر بطور عذاب مسلط کردی جائیں گی۔ مگر شہد کی مکھی جہنم میں نہیں جائے گی (معارف القرآن)۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ باقی مکھیاں اپنے لئے جیتی ہیں جبکہ شہد کی مکھی دوسروں کے لئے جیتی ہے۔

نوٹ-4

شہد کی افادیت کے متعلق جو کچھ تفاسیر میں ہے اور حکیم لوگوں نے جو نسخے تجویز کئے ہیں ان کو ہماری خوش اعتقادی پر محمول کر کے نظر انداز کر دیا جاتا ہے، کیونکہ ان کا کوئی سائنٹفک ثبوت نہیں ہے، لیکن ایسے لوگوں کی تسلی کے لئے ہماری خوش اعتقادی کا اب سائنٹفک ثبوت بھی سامنے آ گیا ہے۔ مغربی ممالک میں شہد سے مختلف بیماریوں کے علاج کو جو تجربے کئے گئے ہیں ان کے متعلق کینیڈا کے ایک ہفت روزہ ’ویکلی ورلڈ نیوز‘ نے اپنی ۱۷ جنوری ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں ایک تفصیلی رپورٹ شائع کی ہے۔ اس کے کچھ اقتباسات درج ہیں۔

جوڑوں کا درد:

ایک حصہ شہد دو حصے نیم گرم پانی میں حل کریں اور بعد میں اس میں ایک چھوٹے چمچ کے برابر دار چینی کا پاؤڈر ملا لیں۔ جسم کے درد والے حصہ پر اس مرکب کی ہلکی ہلکی مالش کریں۔ اس سے چند ہی منٹوں میں درد میں فوری طور پر آفاقہ ہوگا یا پھر Arthritis کے مریض یہ بھی کر سکتے ہیں کہ روزانہ صبح و شام ایک پیالی گرم پانی دو چمچ شہد اور ایک چھوٹا دار چینی کا پاؤڈر ملا کر یہ مرکب باقاعدگی سے پیئیں۔ درد چاہے کیسا ہی کیوں نہ ہو اس سے آفاقہ ہوگا۔

اس علاج کے سلسلے میں کوپن ہیگن یونیورسٹی میں حال ہی میں ایک تجربہ کیا گیا۔ ایک ڈاکٹر نے Arthritis کے تقریباً دو ہزار مریضوں کو روزانہ ناشتے سے قبل ایک شربت باقاعدگی سے پلانا شروع کیا جو صرف ایک چمچ شہد اور صف چمچ دار چینی کے پاؤڈر پر مشتمل تھا۔ ایک آدھ ہفتے میں ہی ۳۱ مریضوں کا درد ختم ہو گیا اور ایک ماہ میں تو وہ سارے مریض جو درد کی وجہ سے چلنے پھرنے سے قاصر تھے، چلنے پھرنے لگے۔

کولسٹرول میں کمی

سولہ اونس چائے کے پانی میں دو چمچ شہد اور تین چمچ دار چینی کا پاؤڈر ملا کر پلانے سے گھٹنے میں مریض کے خون میں موجود کولسٹرول میں دس فیصد کمی ریکارڈ کی گئی۔ اس سلسلے میں ہونے والی ریسرچ میں کہا گیا ہے کہ دن میں تین دفعہ اس طرح پینے سے کولسٹرول کی سطح کم ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر الیکز انڈرمانڈیو اور اردک ویگونیئل مین نے ایک مشہور میڈیکل جرنل میں یہ انکشاف کیا ہے کہ اگر روزانہ اس طرح چائے بنا کر پی جائے تو خون میں کولسٹرول کی مقدار چاہے خطرے کی حدود کو چھو رہی ہو تو وہ بھی کنٹرول ہو جاتی ہے اور چربی کی مقدار بھی اپنی حد میں رہتی ہے۔ اس جرنل میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ روزمرہ غذا میں خالص شہد کے باقاعدہ استعمال سے کولسٹرول کی شکایت کبھی بھی پیدا نہیں ہو سکتی۔

امراضِ قلب:

روزانہ صبح ناشتے میں بریڈ یا روٹی کے ساتھ جام یا جیلی لینے کی بجائے شہد اور دارچینی کے پاؤڈر کا پیسٹ بنا کر 165 لیٹے سے جسم میں اور خون کی نالیوں میں جمع ہونے والی چربی پھگل جاتی ہے اور اس طرح امراضِ قلب کے حملے سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جن لوگوں کو ایک دفعہ ہارٹ اٹیک ہو چکا ہو وہ بھی دوسرے اٹیک سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے باقاعدہ استعمال سے دل کی دھڑکن معمول پر رہتی ہے اور تنفس کی تکلیف میں بھی افادہ ہوتا ہے۔ امریکہ، کینیڈا اور دیگر ممالک میں کئے جانے والے تجربات کی روشنی میں ایک اہم بات سامنے آئی ہے کہ بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ خون کی نالیوں میں جو سختی آ جاتی ہے اور ان کی لچک ختم ہو جاتی ہے۔ شہد اور دارچینی کے باقاعدہ استعمال سے یہ صورتحال ختم ہو جاتی ہے۔ ان کا چکیلا پن بحال ہو جاتا ہے اور برقرار رہتا ہے۔

وبائی بیکٹیریا سے جسم کی حفاظت:

ماہرین ڈاکٹر اور تجربات کرنے والے سائنسدانوں کا بیان ہے کہ شہد اور دارچینی استعمال کرنے والوں کے جسموں میں موجود بیماریوں سے مقابلہ کرنے کی قوت مدافعت میں تین گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ جس سے انہیں وبائی بیکٹیریا اور بیماریوں کے دیگر جراثیم سے تحفظ حاصل ہو جاتا ہے۔ شہد میں اللہ تعالیٰ اللہ نے بے شمار مقوی اجزاء اور وٹامن رکھے ہیں جو اس قسم کے جراثیم کا فوری طور پر خاتمہ کر دیتے ہیں۔

طویل العمری (لمبی عمر):

چین اور مشرق وسطیٰ کے حکماء کا دعویٰ ہے کہ شہد اور دارچینی کے پاؤڈر کی چائے پینے والے کبھی بھی بوڑھے نہیں ہوتے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ تین کپ پانی میں چار چمچ شہد ایک چمچ دارچینی کا پاؤڈر ڈال کر اسے ابالا جائے اور اس کی چائے بنائی جائے۔ دن میں تین چار دفعہ اس طرح کی چائے پینے سے جلد کے خلے جوان رہتے ہیں اور عمر بڑھنے کے باوجود جلد میں ڈھیلا پن نہیں آتا۔ اس سے لمبی عمر پانے کے امکانات بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور سو سال کی عمر میں بھی آدمی جوانوں کی طرح کام کر سکتا ہے۔

چہرے کے کیل مہاسے وغیرہ

تین چمچ برابر شہد کو ایک چمچ کے برابر دارچینی کے پاؤڈر میں ملا کر پیسٹ بنالیں۔ رات کو سوتے وقت چہرے کے کیلوں پر اچھی طرح مل لیں۔ صبح اٹھ کر چہرے کے مہاسے یا سادہ پانی سے چہرہ دھولیں۔ اس عمل کو دو ہفتے تک دھرائیں۔ اس سے پرانے سے پرانے اور مستقل مہاسے بھی صاف ہو جائیں گے۔

کینسر

جاپان اور آسٹریلیا میں کئے جانے والے حالیہ تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ پیٹ اور گلے کے غدود کا کینسر شہد اور دارچینی کی مدد سے روکا جاسکتا ہے۔ اس طرح کے کینسر کا شکار ہونے والے مریضوں کو روزانہ دن میں تین بار شہد اور دارچینی کا مرکب دیا جاتا ہے۔ جس سے انہیں دیگر دواؤں کے مقابل کہیں جلد افادہ محسوس ہوا۔ معلومات کے مطابق ان مریضوں کو روزانہ دن میں تین بار ایک چمچ شہد اور ایک چمچ دارچینی کا پاؤڈر ملا کر ایک ماہ تک دیا جاتا رہا جس کا مثبت نتیجہ سامنے آیا۔ معالج کا کہنا ہے کہ ایسے مریضوں کو صرف ڈاکٹروں کے مشوروں پر ہی عمل کرنا چاہئے لیکن پھر بھی اس نے کہا کہ میں ایسے ڈاکٹروں کو مشورہ دوں گا کہ وہ اس طرح کے علاج کو بلا جھجک اپنا سکتے ہیں، کیونکہ اس کے نتائج نہایت حوصلہ افزاء ہیں۔

خالص شہد کا ٹیسٹ

پانی سے بھرے شیشے کے برتن میں چند قطرے ڈالیں اگر جوں کے توں جا کر تہہ میں بیٹھ جائیں تو خالص اور اگر پھیل جائیں تو نقلی اور نہ خالص۔

نقصان:

شہد اور گھی مساوی وزن میں استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ شہد کے ساتھ مچھلی، خربوزہ، سرکہ اور مولیٰ نہ کھائیں۔ اگر طبیعت میں گرمی ہو تو موسم گرما میں شہد میں دودھ، پانی اور دہی ملا کر استعمال کریں۔

آیت نمبر (70 تا 74)

ح ف د

(ض)

حَفَدًا

حَافِدٌ

کام جلد کرنا۔ مستعدی سے خدمت کرنا۔

ج حَفَدَةً۔ مستعدی سے خدمت کرنے والا۔ پوتے نواسے وغیرہ (کیونکہ پرانے زمانے میں یہ مستعدی سے بزرگوں کی خدمت کرتے تھے) زیر مطالعہ آیت۔ 72۔

ترکیب

(آیت۔ 71) فَمَا الَّذِيْنَ كَمَا نَفِيْهِ۔ الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا اس کا اسم ہے۔ جبکہ مرکب اضافی بِرَادِيٍّ رَزَقَهُمْ اس کی خبر ہے۔ رَادِيٍّ دراصل رَادُوْنَ تھا۔ اس پر پ داخل ہوا تو حالت جر میں یہ رَادِيْنَ ہو گیا۔ پھر مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا تو رَادِيٍّ استعمال ہوا۔ فَهُمْ كَافًا سبب یہ اور فِيْهِ کی ضمیر رزق کے لئے ہے۔ آیت۔ 73) يَبْلُكُ كَامِفْعُولٍ رَزَقًا ہے۔ یہ مصدر ہے اور اس نے اپنے مفعول شَيْئًا کو نصب دی ہے۔ (دیکھیں آیت۔ ۲/ ۵۴، نوٹ۔ ۱)

ترجمہ:

وَاللّٰهُ	خَلَقَكُمْ	ثُمَّ	يَتَوَفَّكُم مِّنۡ	وَمِنْكُمْ مَّنۡ
اور اللہ ہی نے	پیدا کیا تم لوگوں کو	پھر	وہ وفات دیتا ہے تم کو	اور تم میں سے وہ بھی ہے جو
يُرِيْدُ	اِلٰی اَزْدِلِ الْعُمُرِ	لِكٰی لَا يَعْلَمَ	بَعْدَ عِلْمٍ	شَيْئًا ط
لوٹا دیا جاتا ہے	عمر کے سب سے گھٹیا (حصہ) کی طرف	تاکہ وہ نہ جانے	جاننے کے بعد	کچھ بھی
اِنَّ	اللّٰهَ	عَلِيْمٌ	قَدِيْرٌ ۝۶	وَاللّٰهُ
بیشک	اللہ	جاننے والا ہے	قدرت والا ہے	اور اللہ ہی نے
عَلٰی بَعْضِ	فِي الرِّزْقِ ۚ	فَمَا	الَّذِيْنَ	فُضِّلُوْا
بعض پر	روزی میں	تو نہیں ہیں	وہ لوگ جن کو	فضیلت دی گئی
عَلٰی مَا	مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ	فَهُمْ	فِيْهِ	سَوَاءٌ ط
اس پر جس کے	مالک ہوئے ان کے دامن ہاتھ	کہ نتیجتاً وہ سب	اس میں	برابر ہوں
اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ	يَجْحَدُوْنَ ۝۷	وَاللّٰهُ	جَعَلَ	لَكُمْ
تو کیا اللہ کی نعمت کا	وہ لوگ جانتے بوجھتے انکار کرتے ہیں	اور اللہ ہی نے	بنایا	تمہارے لئے
مِّنۡ اَنْفُسِكُمْ	اَزْوَاجًا	وَجَعَلَ	لَكُمْ	مِّنۡ اَزْوَاجِكُمْ
تمہارے اپنے آپ (یعنی جنس) سے	کچھ جوڑے	اور اس نے بنائے	تمہارے لئے	تمہارے جوڑوں (بیویوں) سے

بَنِينَ	وَحَفَدَةً	وَرَزَقَكُمْ	مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ط	أَفْبَابًا بَاطِلٍ	يُؤْمِنُونَ ¹¹⁶⁵
بیٹے	اور پوتے	اور اس نے دیا تم کو	پاکیزہ (چیزوں) سے	تو کیا باطل پر	وہ ایمان لاتے ہیں
وَبَنِعْمَتِ اللَّهِ	هُمْ	يَكْفُرُونَ ۝	وَيَعْبُدُونَ	مِن دُونِ اللَّهِ	
اور اللہ کی نعمت کا	وہ لوگ ہی	انکار کرتے ہیں	اور وہ بندگی کرتے ہیں	اللہ کے علاوہ	
مَا	لَا يَمْلِكُ	لَهُمْ	رِزْقًا	مِّنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	
اس کی جو	اختیار نہیں رکھتے	ان کے لئے	روزی دینے کا	زمین اور آسمانوں سے	
شَيْئًا	وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝	فَلَا تَضُرُّوْا	لِلَّهِ	الْأَمْثَالَ ط	
کسی چیز کا	اور نہ وہ استطاعت رکھتے ہیں	پس تم لوگ مت بیان کرو	اللہ کے لئے	مثالیں	
إِنَّ	اللَّهُ	يَعْلَمُ	وَأَنْتُمْ	لَا تَعْلَمُونَ ۝	
بیشک	اللہ	جانتا ہے	اور تم لوگ	نہیں جانتے	

نوٹ-1

زمانہ حال میں لوگوں نے آیت-۱۷ کو اسلام کے فلسفہ معیشت کی اصل اور قانونِ معیشت کی ایک اہم دفعہ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک آیت کا منشا یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ نے رزق میں فضیلت عطا کی ہے ان کو اپنا رزق اپنے نوکروں کی طرف ضرور لوٹا دینا چاہئے۔ اگر نہ لوٹائیں گے تو اللہ کی نعمت کے منکر قرار پائیں گے۔ حالانکہ اس پورے سلسلہ کلام میں قانونِ معیشت کے بیان کا کوئی موقع نہیں ہے۔ اوپر سے تمام تقریر شرک کے ابطال اور توحید کے اثبات میں ہوتی چلی آرہی ہے اور آگے بھی مسلسل یہی مضمون چل رہا ہے۔ اس کے بیچ میں یکا یک قانونِ معیشت کی ایک دفعہ بیان کر دینے کا کیا تک ہے۔ آیت کو اس کے سیاق و سباق میں رکھ کر دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس کے بالکل برعکس مضمون بیان ہو رہا ہے۔ یہاں استدلال یہ ہے کہ تم خواہنے مال میں اپنے نوکروں کو جب برابر کا درجہ نہیں دیتے تو پھر کس طرح سمجھتے ہو کہ جو احسانات اللہ نے تم پر کئے ہیں اس کے شکر یہ میں اللہ کے ساتھ اس کے غلاموں کا بھی حصہ ہے اور یہ سمجھ بیٹھو کہ اختیارات اور حقوق میں اللہ کے یہ غلام بھی برابر کے حصہ دار ہیں۔

شاید لوگوں کو غلط فہمی آفہ بنعمۃ اللہ یجحدون کے الفاظ سے ہوئی ہے۔ انہوں نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ اپنے زیر دستوں کی طرف رزق نہ پھیر دینا ہی اللہ کی نعمت کا انکار ہے۔ حالانکہ جو شخص قرآن میں کچھ بھی نظر رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ اللہ کی نعمت کا شکر یہ غیر اللہ کو ادا کرنا قرآن کی نگاہ میں اللہ کی نعمتوں کا انکار ہے۔ فرض کریں کہ آپ ایک ضرورت مند پر ترس کھا کر اس کی مدد کرتے ہیں اور وہ اٹھ کر آپ کے سامنے ایک دوسرے آدمی کا شکر یہ ادا کرتا ہے، تو آپ یہ ضرور سمجھیں گے کہ یہ ایک احسان فراموش آدمی ہے۔ کیونکہ اس شخص کی اس حرکت کا مطلب یہ ہے کہ اُنے اس کی جو مدد کی ہے وہ اپنی فیاضی کی وجہ سے نہیں کی ہے بلکہ اس دوسرے شخص کی خاطر کی ہے اور آپ کوئی رحیم اور شفیق انسان نہیں ہیں بلکہ محض ایک دوست نواز اور یارِ باش آدمی ہیں۔ چند دوستوں کے توسل سے کوئی آئے تو آپ اس کی مدد اپنے دوستوں کی خاطر کر دیتے ہیں ورنہ آپ سے کسی کو کچھ فیض حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے قرآن میں یہ بات بطور ایک

قاعدہ کلیہ کے پیش کی گئی ہے کہ محسن کے احسان کا شکریہ غیر محسن کو ادا کرنا دراصل محسن کے احسان کا انکار کرنا ہے۔¹¹⁶⁵
 نعمت الہی کے انکار کا یہ مفہوم سمجھ لینے کے بعد اَللّٰهُمَّ بِخَدْوَنَ کا یہ مطلب صاف سمجھ میں آ جاتا ہے کہ جب لوگ خود
 اپنی زندگی میں مالک اور نوکر کا فرق ہر وقت ملحوظ رکھتے ہیں تو پھر کیا ایک اللہ ہی کے معاملہ میں ان کو اس بات پر اصرار ہے کہ اس
 کے بندوں کو اس کا شریک قرار دیں اور جو نعمتیں اس سے پائی ہیں ان کا شکریہ اس کے بندوں کو ادا کریں۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

نوٹ-2

آیت- ۷۴ میں ہے کہ اللہ کے لئے مثالیں مت بیان کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو دنیوی بادشاہوں پر مت قیاس کرو کہ جس
 طرح کوئی ان کے مصاحبوں اور باری ملازمین کے توسط کے بغیر ان تک اپنی درخواست نہیں پہنچا سکتا اسی طرح اللہ کے متعلق بھی تم
 یہ گمان کرنے لگو کہ وہ اپنے قصر شاہی میں ملائکہ اور اولیاء کے درمیان گھبرا بیٹھا ہے اور کسی کا کوئی کام ان کے واسطوں کے بغیر نہیں ہو
 سکتا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (75 تا 78)

ل م ح

(ف)

ستاہ یا بجلی کا چمکنا۔ نظر کا اٹھنا زیر مطالعہ آیت- 77

لَبَحًا

ترکیب

(آیت- 75) هَلْ يَسْتَوُونَ فعل جمع کے صیغے میں آیا ہے کیونکہ اس کا فاعل اس میں شامل ہُم کی ضمیر ہے جو غلاموں اور انفاق
 کرنے والوں کے لئے ہے۔ (آیت- 76) هَلْ يَسْتَوِي میں فعل واحد کے صیغے میں آیا ہے کیونکہ اس کا فاعل اسم ظاہر ہے۔
 جوہو اور مَنْ ہے۔ (آیت- 78) لَا تَعْلَمُونَ، یہ پورا جملہ اَخْرَجَكُمْ کی ضمیر مفعولی کُم کا حال ہے۔

ترجمہ:

ضَرَبَ	اللَّهُ	مَثَلًا	عَبْدًا أَمْلُوًّا	لَا يَقْدِرُ	عَلَى شَيْءٍ	وَمَنْ
بیان کی	اللہ نے	ایک مثال	ایک غلام بندے کی	وہ قدرت نہیں رکھتا	کسی چیز پر	اور اس کی
زَدَقْنَاهُ	وَمِنَّا	رِزْقًا حَسَنًا	فَهُوَ	يُنْفِقُ	مِنْهُ	سِرًّا
ہم نے عطا کی جس کو	اپنے پاس سے	کچھ اچھی روزی	تو وہ	خرچ کرتا ہے	اس میں سے	چھپاتے ہوئے
وَجَهْرًا	هَلْ	يَسْتَوُونَ	الْحَنَدُ	لِلَّهِ	بَلْ	
اور نمایاں کرتے ہوئے	کیا	وہ سب برابر ہوتے ہیں	کل حمد	اللہ کے لئے ہے	بلکہ (یعنی لیکن)	
أَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُونَ	وَضَرَبَ	اللَّهُ	مَثَلًا	رَّجُلَيْنِ	أَحَدُهُمَا
ان کے اکثر	جانتے نہیں ہیں	اور بیان کی	اللہ نے	ایک مثال	دو آدمیوں کی	ان دونوں کا ایک
أَبْكُمْ	لَا يَقْدِرُ	عَلَى شَيْءٍ	وَهُوَ	كُلٌّ	عَلَى مَوْلَاهُ	أَيْنَمَا
گو نگاہے	قدرت نہیں رکھتا	کسی چیز پر	اور وہ	بوجھ ہے	اپنے آقا پر	جہاں کہیں

يُوجِّهُهُ	لَا يَأْتِ	يَخَيِّرُ ط	هَلْ	يَسْتَوِي	هُوَ	1165 وَمَنْ
وہ بھیجتا ہے اس کو	وہ نہیں لاتا	کوئی بھلائی	کیا	برابر ہوتا ہے	وہ	اور وہ شخص جو
يَا مُرُّ	بِالْعَدْلِ	وَهُوَ	عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ع	وَاللَّهُ		
حکم کرتا ہے	انصاف کا	اور وہ	ایک سیدھی راہ پر ہے	اور اللہ کے لئے ہی ہے		
غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط	وَمَا	أَمْرُ السَّاعَةِ	إِلَّا	كَمُنْجِ الْبَصَرِ		
زمین اور آسمانوں کا غیب	اور نہیں ہے	قیامت کا حکم	مگر	چشم زدن کی مانند		
أَوْ	هُوَ	أَقْرَبُ ط	إِنَّ	اللَّهُ	عَلَى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيرٌ ع
یا	وہ	زیادہ قریب ہو	بیشک	اللہ	ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے
وَاللَّهُ	أَخْرَجَكُمْ	مِّنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ	لَا تَعْلَمُونَ			
اور اللہ ہی نے	نکالا تم لوگوں کو	تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے	تم لوگ نہیں جانتے			
شَيْئًا	وَجَعَلَ	لَكُمْ	السَّمْعَ	وَالْأَبْصَارَ		
کچھ بھی	اور اس نے بنائے	تمہارے لئے	سماعت	اور بصارتیں		
وَالْأَفْئِدَةَ	لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُونَ ع				
اور دل (ادراک کی صلاحیتیں)	شاید کہ تم لوگ	شکر کرو				

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آیت نمبر (79 تا 82)

ظ ع ن

(ف)

ظَعْنًا

سفر پر روانہ ہونا۔ کوچ کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 80

ص و ف

(س)

صَوَفَا

مینڈھے کا بہت اون والا ہونا۔

صُوفُ

جِ أَصَوَافُ۔ اسم ذات ہے۔ اون۔ زیر مطالعہ آیت۔ 80۔

و ب ر

(س)

وَبَرًا

بہت پشم والا ہونا۔

وَبَرٌ

جِ أَوْبَارٍ۔ اسم ذات بھی ہے۔ پشم۔ خرگوش کے نرم بال۔ زیر مطالعہ آیت۔ 80

ع ث ث

(ن)

أَثَاثًا

گھنا اور گنجان ہونا۔ بکثرت ہونا۔

أَثَاثٌ

اسم ذات بھی ہے۔ گھر گریہستی کا وافر سامان۔ زیر مطالعہ آیت۔ 80

ترجمہ:

أَلَمْ يَرَوْا	إِلَى الطَّيْرِ	مُسَخَّرَاتٍ	فِي جَوِّ السَّمَاءِ ط
کیا انہوں نے غور نہیں کیا	پرنندوں کی طرف	(کیسے وہ) سدھائے ہوئے ہیں	آسمان کی فضا میں
مَا يُسْكِنُهُنَّ	إِلَّا	إِنَّ	فِي ذَلِكَ
نہیں تھا متان کو (کوئی)	مگر	بیشک	اس میں
لِقَوْمٍ	يُؤْمِنُونَ ④	وَاللَّهُ	جَعَلَ
ایسے لوگوں کے لئے	جو ایمان لاتے ہیں	اور اللہ ہی نے	بنایا
سَكَنًا	وَجَعَلَ	لَكُمْ	مِّنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ
آرام	اور اس نے بنائے	تمہارے لئے	چوپایوں کی کھالوں سے
يَوْمَ ظَعْنِكُمْ	وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ ٥	وَمِنْ أَصَوَافِهَا	وَأَوْبَارِهَا
اپنے کوچ کرنے کے دن	اور اپنی اقامت کرنے کے دن	اور ان کے اونوں سے	اور ان کی پشموں سے
وَأَشْعَارِهَا	أَثَاثًا	وَمَتَاعًا	إِلَىٰ حِينٍ ⑥
اور ان کے بالوں سے	(اس نے بنائے) کچھ گریہستی کے سامان	اور کچھ برتنے کی چیزیں	ایک مدت تک

وَاللّٰهُ	جَعَلَ	لَكُمْ	مِمَّا	خَلَقَ	ظِلَالًا	1165 وَجَعَلَ
اور اللہ ہی نے	بنایا	تمہارے لئے	اس سے جو	اس نے پیدا کیا	کچھ سائے	اور اس نے بنائے
لَكُمْ	مِّنَ الْجِبَالِ	اَكْنَانًا	وَجَعَلَ	لَكُمْ	سَرَائِيلَ	تَقِيَكُمْ
تمہارے لئے	پہاڑوں میں سے	کچھ غار	اور اس نے بنائے	تمہارے لئے	کچھ کرتے	وہ بچاتے ہیں تم کو
الْحَرَّ	وَسَرَائِيلَ	تَقِيَكُمْ	بِأَسْكَمٍ ط	كَذٰلِكَ	يُتِمُّ	
گرمی سے	اور کچھ کرتے	وہ بچاتے ہیں تم کو	تمہاری جنگ میں	اس طرح	وہ پوری کرتا ہے	
نِعْمَتُهُ	عَلَيْكُمْ	لَعَلَّكُمْ	تُسَلِّمُونَ ﴿٨٩﴾	فَإِنْ	تَوَلَّوْا	
اپنی نعمت کو	تم لوگوں پر	شاید تم لوگ	فرمانبرداری کرو	پھر اگر	وہ لوگ منہ پھیرتے ہیں	
فَإِنَّمَا	عَلَيْكَ	الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٩٠﴾	يَعْرِفُونَ	نِعْمَتَ اللّٰهِ		
تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آپ پر	واضح طور پر پہنچا دینا ہے	وہ پہچانتے ہیں	اللہ کی نعمت کو		
ثُمَّ	يُنْكِرُونَهَا	وَاكْثَرُهُمْ	الْكٰفِرُونَ ﴿٩١﴾			
پھر (بھی)	انکار کرتے ہیں اس کا	اور ان کے اکثر	ناشکری کرنے والے ہیں			

آیت نمبر (84 تا 89)

ع ت ب

(ن۔ض)

عَتَبًا

(افعال)

اِعْتَابًا

مُعْتَبًّ

خفگی کرنا۔ ملامت کرنا۔

ناراضگی کے سبب کو دور کرنا۔ کسی کو راضی کرنا۔

اسم المفعول ہے۔ راضی کیا ہوا۔ ﴿وَإِنْ يَسْتَغْتَبُوا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ﴾ ﴿41/احم

سجدہ: 24) ”اور اگر وہ لوگ رضامندی چاہیں گے تو وہ نہیں ہوں گے راضی کئے ہوؤں میں

سے۔“

کسی کی رضامندی چاہنا۔ کسی کو منانا۔ زیر مطالعہ آیت۔۔ 84۔

اِسْتِعْتَابًا

(استفعال)

ترجمہ:

وَيَوْمَ	نَبَعْتُ	مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ	شَهِيدًا	ثُمَّ	لَا يُؤْذَنُ
اور جس دن	ہم اٹھائیں گے	ہر امت سے	ایک گواہ	پھر	اجازت نہیں دی جائے گی (بولنے کی)
لِلَّذِينَ	كَفَرُوا	وَلَا هُمْ	يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٩٠﴾	وَإِذَا	رَأَى
ان کو جنہوں نے	کفر کیا	اور نہ ہی وہ لوگ	منائے جائیں گے	اور جب	دیکھیں گے
الَّذِينَ	ظَلَمُوا	الْعَذَابَ	فَلَا يُخَفَّفُ	عَنْهُمْ	وَلَا هُمْ
وہ لوگ جنہوں نے	ظلم کیا	اس عذاب کو	تو وہ ہلکا نہیں کیا جائے گا	ان سے	اور نہ ہی وہ لوگ

يُنْظَرُونَ ﴿١٦٥﴾	وَإِذَا	رَأَى	الَّذِينَ	أَشْرَكُوا	شُرَكَاءَهُمْ
مہلت دیئے جائیں گے	اور جب	دیکھیں گے	وہ جنہوں نے	شریک کیا	اپنے شریک کئے ہوؤں کو
قَالُوا	رَبَّنَا	هَؤُلَاءِ	شُرَكَاءُؤُنَا الَّذِينَ	كُنَّا نَدْعُوا	
تو وہ کہیں گے	اے ہمارے رب	یہ	ہمارے وہ شریک کئے ہوئے ہیں جن کو	ہم پکارا کرتے تھے	
مِنْ دُونِكَ ۚ	فَالْقَوْمُ	إِلَيْهِمْ	الْقَوْلُ		
تیرے علاوہ	تو وہ (شرکاء) ڈالیں گے	ان (مشرکوں) کی طرف	اس بات کو		
إِنَّكُمْ	لَكَاذِبُونَ ﴿١٦٦﴾	وَالْقَوْمُ	إِلَى اللَّهِ		
(کہ) بیشک تم لوگ	یقیناً جھوٹ کہنے والے ہو	اور وہ (مشرک) لوگ ڈالیں گے	اللہ کی طرف		
يَوْمَئِذٍ	إِلَاسَّكَمَ	وَضَلَّ	عَنْهُمْ	مَا	كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿١٦٧﴾
اس دن	مکمل اطاعت	اور گم ہو جائے گا	ان سے	وہ جو	وہ لوگ گھڑتے تھے
الَّذِينَ	كَفَرُوا	وَصَدُّوا	عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ	زِدْنَهُمْ	
وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	اور انہوں نے روکا (لوگوں کو)	اللہ کی راہ سے	ہم بڑھائیں گے ان کو	
عَذَابًا	فَوْقَ الْعَذَابِ	بِمَا	كَانُوا يُفْسِدُونَ ﴿١٦٨﴾	وَيَوْمَ	
بلحاظ عذاب کے	اس عذاب کے اوپر	بسبب اس کے جو	وہ لوگ نظم بگاڑتے تھے	اور جس دن	
نَبْعَثُ	فِي كُلِّ أُمَّةٍ	شَهِيدًا	عَلَيْهِمْ	مِّنْ أَنْفُسِهِمْ	
ہم اٹھائیں گے	ہر امت میں سے	ایک گواہ	ان پر (یعنی ان کے خلاف)	ان کے اپنوں میں سے	
وَجِئْنَا	بِكَ	شَهِيدًا	وَنَزَّلْنَا	عَلَيْكَ	الْكِتَابَ
اور ہم لائیں گے	آپ کو	بطور گواہ	ان لوگوں پر	آپ پر	اس کتاب کو
تَبْيَانًا	لِّكُلِّ شَيْءٍ	وَهْدًى	وَرَحْمَةً	وَبُشْرَى	لِّلْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٩﴾
واضح ہوتے ہوئے	ہر چیز کے لئے	اور ہدایت	اور رحمت	اور بشارت ہوتے ہوئے	فرمانبرداری کرنے والوں کے لئے

(آیت - 88) میں عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کو ایک عذاب خود کفر کرنے کا اور اس کے اوپر دوسرا عذاب دوسرے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کا ہوگا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ - 1

آیت نمبر (90 تا 94)

و ک د

(ض)

(تفعیل)

غ ز ل

(ض)

کسی جگہ اقامت کرنا۔ کسی کام کی مشق کرنا۔

وَكُودًا

معاهدہ کوپکا کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 91

تَوَكُّيدًا

سوت یا اون بٹنا۔ کا تنا۔

غَزَلًا

کا تنا ہوا سوت۔ زیر مطالعہ آیت۔ 92

غَزْلٌ

ترکیب

(آیت۔ 90) اِيتٰی در اصل باب افعال کا مصدر اِيتٰی ہے۔ مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی ہے اور ”ی“ محض ہمزہء مکسورہ کی کرسی جو پڑھی نہیں جاتی۔ بِالْعَدْلِ کی با پر عطف ہونے کی وجہ سے اِيتٰی حالت جر میں ہے۔ (آیت۔ 92) اُمّةٍ مونث لفظ ہے، لیکن اس پر مِّن داخل ہوا ہے اس لئے اُفعل تفضیل کا مونث رُبّوی کے بجائے مذکر اُرْبٰی آیا ہے۔ (آیت۔ 94) فاسبیہ ہونے کی وجہ سے قَتَلَ حالت نصب میں ہے۔ قَدَمٌ مونث سماعی ہے اس لئے واحد مونث کا صیغہ قَتَلَ آیا ہے۔ فاسبیہ پر عطف ہونے کی وجہ سے تَدُوْا حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ:

اِنَّ	اللّٰهَ	يَاْمُرُ	بِالْعَدْلِ	وَالْاِحْسَانِ	وَاِيتٰی ذٰی الْقُرْبٰی
بیشک	اللہ	حکم دیتا ہے	عدل کا	اور احسان کا	اور قرابت والے کو پہنچانے کا
وَيَنْهٰی	عَنِ الْفَحْشَآءِ	وَالْمُنْكَرِ	وَالْبَغْيِ	يَعْظُمُ	لَعَلَّكُمْ
اور وہ منع کرتا ہے	بے حیائی سے	اور برائی سے	اور سرکشی سے	وہ نصیحت کرتا ہے تم کو	شاید تم لوگ
تَذَكَّرُوْنَ ۝۹۰	وَاَوْفُواْ	بِعَهْدِ اللّٰهِ	اِذَا	عٰهَدْتُمْ	
نصیحت حاصل کرو	اور تم لوگ پورا کرو	اللہ کے عہد کو	جب بھی	تم لوگ باہم معاہدہ کرو	
وَلَا تَنْقُضُوْا	الْاَيْْمَانَ	بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا	وَ	قَدْ جَعَلْتُمْ	
اور مت توڑو	قسموں کو	ان کو پکا کئے جانے کے بعد	اس حال میں کہ	تم لوگ بنا چکے ہو	
اللّٰهَ	عَلَيْكُمْ	كَفِيْلًا	اِنَّ	يَعْلَمُ	مَا
اللہ کو	اپنے آپ پر	ایک ضامن	بیشک	اللہ	اس کو جو
وَلَا تَكُوْنُوْا	كَآلِفِيْ	نَقَضْتُمْ	غَزَلَهَا		
اور تم لوگ مت ہونا	اس عورت کی مانند جس نے	توڑا	اپنے کاتے ہوئے سوت کو		

نوٹ۔ 1 (آیت۔ ۹۰) قرآن کریم کی جامع ترین آیت ہے۔ جس میں پوری اسلامی تعلیمات کو چند الفاظ میں سمودیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کو قرآن کی جامع ترین آیت فرمایا اور حضرت اکثم بن صیفیؓ اسی آیت کی بناء پر اسلام میں داخل ہوئے اور جب رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت ولید بن مغیرہ کے سامنے تلاوت فرمائی تو اس نے اپنی قوم قریش کے سامنے اپنا جو تاثر بیان کیا وہ یہ تھا: ”خدا کی قسم اس میں ایک خاص حلاوت ہے اور اس کے اوپر ایک خاص رونق اور نور ہے۔ اس کی جڑ سے شاخیں اور پتے نکلنے والے ہیں اور شاخوں پر پھل لگنے والا ہے۔ یہ کسی انسان کا کلام ہرگز نہیں ہو سکتا۔“ (معارف القرآن)

(آیت - ۹۰) قرآن کریم کی جامع ترین آیت ہے۔ جس میں پوری اسلامی تعلیمات کو چند الفاظ میں سمودیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کو قرآن کی جامع ترین آیت فرمایا اور حضرت اکثم بن صیفیؓ اسی آیت کی بناء پر اسلام میں داخل ہوئے اور جب رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت ولید بن مغیرہ کے سامنے تلاوت فرمائی تو اس نے اپنی قوم قریش کے سامنے اپنا جوتاثر بیان کیا وہ یہ تھا: ”خدا کی قسم اس میں ایک خاص حلاوت ہے اور اس کے اوپر ایک خاص رونق اور نور ہے۔ اس کی جڑ سے شاخیں اور پتے نکلنے والے ہیں اور شاخوں پر پھل لگنے والا ہے۔ یہ کسی انسان کا کلام ہرگز نہیں ہو سکتا۔“ (معارف القرآن)

(آیت - ۹۰) میں جن چیزوں کو کرنے یا چھوڑنے کا حکم تھا ان کے تقاضوں میں سے اب خاص طور پر ایفاءِ عہد کی تاکید کی

گئی ہے۔ یہ چیز بذاتِ خود بھی ایک بہت بڑی خوبی ہے، لیکن اس کا مسلم قوم کی عروج و ترقی پر بے انتہا اثر پڑا ہوا تھا۔ اسی لئے حکم دیا کہ جب خدا کا نام لے کر معاہدے کرتے ہو تو خدا کے نام کی حرمت قائم رکھو۔ کسی قوم یا کسی شخص سے معاہدہ ہو (بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو) تو مسلمان کا فرض ہے کہ اسے پورا کرے خواہ اس میں کتنی ہی مشکلات کا سامان کرنا پڑے۔ یہ سمجھنا ہے کہ قسم کھانا گویا اللہ کو اس کا گواہ یا ضامن بنانا ہے۔ پھر اگلی آیت میں بتایا کہ عہد باندھ کر توڑنا ایسی حماقت ہے جیسے کوئی عورت دن بھر سوت کاتے اور شام کو اسے توڑ کر پارہ پارہ کر دے۔ یہ سخت عاقبت نااندیشی ہے کیونکہ اگر اعتبار نہ رہے تو دنیا کا نظام مختل ہو جائے گا۔ (ترجمہ شیخ الہند سے ماخوذ)

نوٹ-3

کاتے ہوئے سوت کو توڑنا عربی کا محاورہ ہے۔ اس کا مفہوم اردو کے اس محاورہ سے ادا ہوتا ہے کہ اپنے سارے کئے کرائے پر پانی پھیرنا۔ اب سوال یہ ہے کہ کوئی شخص ادارہ یا قوم اگر وعدہ خلافی یا عہد شکنی کرتی ہے تو اس کے سارے کئے کرائے پر پانی کیسے پھر جاتا ہے، یہ بات انگریزی کی ایک کہاوت سے سمجھ میں آتا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر دولت چلی گئی تو کچھ نہیں گیا اگر صحت چلی گئی تو کچھ گیا اور اگر Reputation چلی گئی تو سب کچھ چلا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ وعدہ خلافی اور عہد شکنی سے وقتی طور پر اگر کوئی فائدہ ہو بھی تب بھی اس کے دورس تنائی ہمیشہ نقصان دہ ہی نکلتے ہیں۔ اور آدمی مدتوں کی محنت سے اپنی جو اچھی (Reputation) بناتا ہے وہ کسی ایک وعدہ خلافی یا عہد شکنی سے جاتی رہتی ہے۔

آیت نمبر (95 تا 100)

ن ف د

(س)

ختم ہونا۔ فنا ہونا۔ زیر مطالعہ آیت- ۹۶

نَفَادًا

(آیت- ۹۵) اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ وَّكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ سَوِيًّا (آیت- ۹۶) اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ وَّكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ سَوِيًّا (آیت- ۹۷) اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ وَّكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ سَوِيًّا (آیت- ۹۸) اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ وَّكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ سَوِيًّا (آیت- ۹۹) اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ وَّكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ سَوِيًّا (آیت- ۱۰۰) اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ وَّكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ سَوِيًّا

ترکیب

ترجمہ:

وَلَا تَشْتَرُوا	بِعَهْدِ اللّٰهِ	ثُمَّ قَلِيلًا	اِنَّمَا	عِنْدَ اللّٰهِ
اور تم لوگ مت خریدو	اللہ کے عہد کے بدلے	تھوڑی سی قیمت	بیشک وہ جو	اللہ کے پاس ہے
هُوَ	لَكُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ	تَعْلَمُونَ
وہ (ہی)	تمہارے لئے	اگر	تم لوگ	جاننے ہو
بہتر ہے	وَمَا	عِنْدَ اللّٰهِ	بَاقٍ	وَلَنَجْزِيَنَّ
فنا ہو جائے گا	اور وہ جو	اللہ کے پاس ہے	باقی رہنے والا ہے	اور ہم لازمًا پورا پورا دیں گے

الَّذِينَ	صَبَرُوا	أَجْرَهُمْ	بِأَحْسَنِ مَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٥﴾
ان کو جو	ثابت قدم رہے	ان کا اجر	اس کے بہترین کے مطابق جو	وہ عمل کرتے تھے
مَنْ	عَمِلَ	صَالِحًا	مِنْ ذَكَرٍ	أَوْ أَنْثَىٰ
جس نے	عمل کیا	کوئی نیک (عمل)	کسی مرد میں سے	یا کسی عورت میں سے
مُؤْمِنٍ	فَلَنُحْيِيَنَّهٗ	حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ	تو ہم لازماً زندگی دیں گے اس کو	ایک اچھی زندگی
وَلَنُجْزِيَنَّهُمْ	أَجْرَهُمْ	بِأَحْسَنِ مَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٥﴾	وہ عمل کرتے تھے
اور ہم لازماً پورا پورا دیں گے ان کو	ان کا اجر	اس کے بہترین کے مطابق جو	وہ عمل کرتے تھے	
فَإِذَا	قَرَأَتْ	الْقُرْآنَ	فَاسْتَعِذْ	بِاللّٰهِ
پس جب کبھی	آپ پڑھیں	قرآن	تو پناہ مانگ لیں	اللہ کی
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿١٦٦﴾	إِنَّهُ	لَيْسَ	لَهُ	سُلْطٰنٌ
دھتکارے ہوئے شیطان سے	حقیقت یہ ہے کہ	نہیں ہے	اس کے لئے	کوئی اختیار
عَلَى الَّذِينَ	أَمَنُوا	وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ	يَتَوَكَّلُونَ ﴿١٦٧﴾	إِنَّمَا
ان پر جو	ایمان لائے	اور اپنے رب پر ہی	وہ لوگ بھروسہ کرتے ہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ
سُلْطٰنُهُ	عَلَى الَّذِينَ	يَتَوَكَّلُونَ	وَالَّذِينَ هُمْ	وَالَّذِينَ هُمْ
اس کا اختیار	ان پر ہے جو	دوست بناتے ہیں اس کو	اور ان پر ہی (یعنی بالخصوص) جو	
بِهٖ	مُشْرِكُونَ ﴿١٦٨﴾	شُرَكَاءُ	شُرَكَاءُ	شُرَكَاءُ
اس کے (یعنی شیطان کے) سبب سے	شُرَكَاءُ	شُرَكَاءُ	شُرَكَاءُ	شُرَكَاءُ

نوٹ - 1

پاکیزہ زندگی مال و دولت اور دنیوی عیش و آرام کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے اور ان کے بغیر بھی۔ ان چیزوں کا زندگی کی پاکیزگی سے کوئی ربط نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ میں ایسے بھی تھے جن پر اکثر فاقے گزرتے رہتے تھے اور وہ بھی تھے جن کی دولت کا حساب نہیں تھا۔ لیکن تمام صحابہ کرامؓ جیسی پاکیزہ زندگی گزار گئے ہیں وہ تو پھر تابعین کو بھی نصیب نہیں ہوئی۔ ہم لوگ تو کسی شمار و قطار میں نہیں ہیں۔

جن لوگوں کو پاکیزہ زندگی کی ایک ہلکی سی رمت بھی نصیب ہو جاتی ہے ان کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ ان کی کوئی چیز اگر چھن جائے تو انسان ہونے کے ناطے افسوس تو ان کو بھی ہوتا ہے لیکن ان کا افسوس، یاس اور ناامیدی میں تبدیل نہیں ہوتا بلکہ وہ بہت جلد اپنے افسوس پر قابو پا لیتے ہیں اور اگر کوئی چیز ان کو مل جائے تو خوشی تو ان کو بھی ہوتی ہے لیکن اس خوشی میں وہ آپے سے باہر نہیں ہوتے۔

اور جلد ہی اپنی خوشی پر قابو پا لیتے ہیں۔ گویا ان کی زندگی سورۃ الحدید کی آیت - ۲۳ کی ہدایت کا ایک جیتا جاگتا نمونہ ہوتی ہے۔ اس خصوصیت کی تاثیر یہ ہوتی ہے کہ ان کی زندگی ماضی کے پچھتاوؤں اور مستقبل کے اندیشوں سے پاک ہوتی ہے۔ پھر اس تاثیر کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کے سینے بغض و عداوت اور حرص و ہوس کی اُس آگ سے پاک ہوتے ہیں جس کو قرآن مجید میں الَّتِي تَطْلُعُ عَلَى الْاَفْكِدَةِ ۝ کہا گیا ہے۔ (104 / الہمزہ 7) یعنی جو انسان کے خوش و ہواس پر چھا جاتی ہے اور اچھے بھلے آدمی کی مت ماردیتی ہے۔

پاکیزہ زندگی کی یہ باطنی کیفیت اس دنیا کی جنت ہے جس کے لئے امام ابن تیمیہ کہا کرتے تھے کہ میری جنت میرے سینے میں ہے۔ یہ جنت ان لوگوں کو نقد انعام ہے جو حالت ایمان میں نیک اعمال کرتے ہیں اور آخرت میں ان کا اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق دیا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ”جس شخص نے دنیا میں چھوٹی اور بڑی ہر طرح کی نیکیاں کی ہوں گی، اسے وہ اونچا مرتبہ دیا جائے گا جس کا وہ اپنی بڑی سے بڑی نیکی کے لحاظ سے مستحق ہوگا۔“ (تفہیم القرآن) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ اس کی نیکی کا بدلہ دنیا میں عطا فرماتا ہے اور آخرت کی نیکیاں بھی اسے دیتا ہے، ہاں کافر اپنی نیکیاں دنیا میں ہی کھا لیتا ہے۔ آخرت میں اس کے ہاتھ میں کوئی نیکی باقی نہیں رہتی۔ (بحوالہ مسلم منقول از ابن کثیر)

آیت نمبر (101 تا 105)

ع ج م

(ک)

عُجْبَةٌ

أَعْجَمُ

لکنت کا ہونا۔ ہکلانا۔

أَفْعَلُ الوان و عیوب کے وزن پر صفت ہے لیکن اس کی جمع أَفْعَالُ التفضیل کے اوزان پر آتی ہے۔ یعنی أَعْجَمُونَ اور أَعَاْجِمُ (۱) صاف بیان نہ کرنے والا خواہ عربی ہو (۲) غیر عربی خواہ فصیح عربی بولتا ہو۔ ﴿وَكُوْنَزَلْنٰهُ عَلٰی بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ﴾ (26 / الشعراء: 198) ”اور اگر نازل کرتے اس کو غیر عربی لوگوں کے کسی پر۔“

اسم نسبت ہے۔ غیر عرب سے نسبت والی کوئی چیز۔ زیر مطالعہ آیت - 103۔

أَعْجَبِيٌّ

ترجمہ:

وَإِذَا	بَدَّلْنَا	آيَةً	مَكَانَ آيَةٍ	وَاللَّهُ	أَعْلَمُ
اور جب کبھی	ہم تبدیل کرتے ہیں	کسی آیت کو	کسی آیت کی جگہ	اور اللہ	سب سے زیادہ جاننے والا ہے
بِمَا	يُنْزِلُ	قَالُوا	إِنَّمَا	أَنْتَ	مُفْتَرٍ ط
اس کو جو	وہ نازل کرتا ہے	تو وہ لوگ کہتے ہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آپ	گھڑنے والے ہیں
بَلْ	أَكْثَرُهُمْ	لَا يَعْلَمُونَ ۝	قُلْ	نَزَّلَهُ	رُوحُ الْقُدُسِ
بلکہ	ان کے اکثر	علم نہیں رکھتے	آپ کہتے	اتار اس کو	روح القدس یعنی جبرائیل نے
مِنْ رَبِّكَ	بِالْحَقِّ	لِيُثَبِّتَ	الَّذِينَ	آمَنُوا	وَهْدَى
آپ کے رب (کی طرف) سے	حق کے ساتھ	تاکہ وہ جمادے	ان کو جو	ایمان لائے	اور ہدایت ہوتے ہوئے

وَبَشِّرِ	لِلْمُسْلِمِينَ ۝	وَلَقَدْ نَعْلَمُ	أَنَّهُمْ	يَقُولُونَ
اور بشارت ہوتے ہوئے	فرمانبرداری کرنے والوں کے لئے	اور بیشک ہم نے جان لیا ہے	کہ یہ لوگ	کہتے ہیں
إِنَّمَا	يُعَلِّمُهُ	بَشَرًا	لِسَانُ الَّذِي	يُلْجِدُونَ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	سکھاتا ہے ان کو	ایک بشر	اسی کی زبان	یہ لوگ مائل (یعنی اشارہ) کرتے ہیں
إِلَيْهِ	أَعَجَبُوا	وَهَذَا	لِسَانٌ	عَرَبِيٌّ مُبِينٌ ۝
جس کے طرف	غیر عربی ہے	اور یہ	زبان ہے	واضح عربی
لَا يُؤْمِنُونَ	بِآيَاتِ اللَّهِ ۚ	لَا يَهْدِيهِمْ	اللَّهُ	وَلَهُمْ
ایمان نہیں لاتے	اللہ کی آیتوں پر	ہدایت نہیں دے گا ان کو	اللہ	اور ان کے لئے
إِنَّمَا	يَفْتَرِي	الْكَذِبَ	الَّذِينَ	لَا يُؤْمِنُونَ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	گھڑتے ہیں	جھوٹ کو	وہ لوگ جو	ایمان نہیں لاتے
وَأُولَٰئِكَ	هُمُ الْكَذِبُونَ ۝			
اور وہ لوگ	ہی جھوٹ کہنے والے ہیں			

نوٹ-1

آیات کے منسوخ ہونے اور اسکی حکمت کا ذکر سورۃ البقرہ کی آیت-106 میں آچکا ہے یہاں آیات کی تبدیلی سے مراد احکام کی تبدیلی ہے۔ ہم اس کی دو مثالیں دے رہے ہیں جو ترجمہ شیخ الہند سے ماخوذ ہے۔ سورۃ المزمل کی ابتدائی تین آیات میں حکم تھا کہ رات کا تقریباً آدھا حصہ نماز پڑھیں۔ یہ تہجد کی نماز تھی۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ اس پر عمل پیرا تھے۔ ایک سال بعد (بحوالہ تفسیر نعیمی) اسی سورہ میں آیت نمبر-20 نازل ہوئی جس کے مطابق تہجد فرض کے بجائے نفل ہو گئی اور وقت کی مقدار لوگوں کی سہولت پر چھوڑ دی گئی۔ اسی طرح مکہ میں قتال سے ممانعت اور ہاتھ روکے رکھنے کا حکم تھا۔ پھر سورۃ الحج میں اس کی اجازت دی گئی اور بعد میں قتال فی سبیل اللہ فرض کفایہ ہو گیا۔

آیت نمبر (106 تا 110)

ترجمہ:

مَنْ	كَفَرَ	بِاللَّهِ	مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ	إِلَّا	مَنْ	أُكْرِهَ	وَ
جس نے	انکار کیا	اللہ کا	اپنے ایمان کے بعد	سوائے اس کے	جس کو	مجبور کیا گیا	اس حال میں کہ
قَلْبُهُ	مُطْمَئِنِّمٌ	بِإِلِيمَانٍ	وَلَكِنْ	مَنْ	شَرَحَ	بِالْكُفْرِ	صَدْرًا
اس کا دل	مطمئن ہو	ایمان پر	اور لیکن	جس نے	کشادہ کیا	کفر سے	سینے کو
فَعَلَيْهِمْ	غَضَبٌ	مِّنَ اللَّهِ ۚ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝	ذَلِكِ		
تو ان لوگوں پر	ایک غضب ہے	اللہ (کی طرف) سے	اور ان کے لئے	ایک بڑا عذاب ہے	یہ		

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِذُوا بِاللَّهِ	الْحَيَاةَ الدُّنْيَا	عَلَى الْآخِرَةِ	وَأَنَّ	اللَّهُ
اس سبب سے کہ انہوں نے	ترجیح دی	دنیاوی زندگی کو	آخرت پر	اور یہ کہ
لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿١٥﴾	أُولَئِكَ	الَّذِينَ	طَبَعَ
ہدایت نہیں دیتا	انکار کرنے والے لوگوں کو	یہ	وہ لوگ ہیں	چھاپ لگا دی
عَلَى قُلُوبِهِمْ	وَسَمِعَهُمْ	وَأَبْصَارَهُمْ	وَأُولَئِكَ	هُمْ الْغَافِلُونَ ﴿١٦﴾
جن کے دلوں پر	اور جن کی سماعت پر	اور جن کی بصارتوں پر	اور یہ لوگ	ہی غافل ہیں
لَا جَرَمَ	أَنَّهُمْ	فِي الْآخِرَةِ	هُمْ الْخَسِرُونَ ﴿١٧﴾	ثُمَّ
کوئی شک نہیں	کہ یہ لوگ	آخرت میں	ہی خسارہ پانے والے ہیں	پھر (بھی)
لِلَّذِينَ	هَاجَرُوا	مِنْ بَعْدِ مَا	فَتَنُوا	ثُمَّ
ان کے لئے جنہوں نے	ہجرت کی	اس کے بعد کہ جو	انہیں آزمائش میں ڈالا گیا	پھر
وَصَبَرُوا	إِنَّ	رَبَّكَ	مِنْ بَعْدِهَا	لَعَفُورٌ
اور ڈٹے رہے	(تو) بیشک	آپ کا رب	اس کے بعد	یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے

نوٹ-1

آیت-102 سے ثابت ہوا کہ جس شخص کو کلمہ کفر کہنے پر اس طرح مجبور کر دیا گیا کہ اگر وہ کلمہ نہ کہے تو اس کو قتل کر دیا جائے تو ایسے اکراہ کی حالت میں اگر وہ زبان سے کلمہ کفر کہہ دے مگر اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ یہ رخصت کا پہلو ہے۔ جبکہ عزیمت یہ ہے کہ جان دے دے لیکن کلمہ کفر نہ کہے۔ صحابہ کرامؓ میں دونوں مثالیں ہیں۔ حضرت یاسرؓ کو کلمہ کفر کہنے سے انکار کرنے پر قتل کر دیا گیا۔ جبکہ ان کے صاحبزادے حضرت عمارؓ نے جان بچانے کی خاطر کلمہ کفر کہہ دیا۔ دشمنوں سے رہائی پا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے پوچھا کہ اس وقت تمہارے دل کا کیا حال تھا۔ انہوں نے کہا کہ دل تو ایمان پر جما ہوا تھا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ تم پر اس کا کوئی وبال نہیں۔ آپؐ کے اس فیصلہ کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (111 تا 115)

(آیت-11) وَفِي کے دو مفعول آتے ہیں۔ کس کو دیا اور کیا چیز دی۔ تُوْفِیٰ فعل مجہول ہے۔ اس کا پہلا مفعول کُلُّ نَفْسٍ ہے اور نائب فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے۔ اس کا مفعول ثانی مَآ ہے اور محلاً حالت نصب میں ہے۔ (آیت-112) ضَرَبَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے مَثَلًا حالت نصب میں ہے اور قَرِيَّةً اس کا بدل ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔ کَاذِبٌ کا اسم اس میں شامل ہی کی ضمیر ہے جو قَرِيَّةً کے لئے ہے۔ جب کہ کَاذِبٌ کی خبر ہونے کی وجہ سے اَمِنَةً اور مُطَهَّرَةً

ترجمہ:

حالت نصب میں ہیں۔ رَغَدًا حال ہے۔ (آیت - 114) فَكُلُوا کا مفعول مخدوف ہے جو شَيْئًا یا اَكْلًا ہو سکتا ہے۔ حَلَّالًا اور طَيِّبًا فعل مخدوف کی صفت ہیں۔

ترجمہ:

يَوْمَ	تَأْتِي	كُلُّ نَفْسٍ	تُجَادِلُ	عَنْ نَفْسِهَا	وَتُؤْتِي
جس دن	آئے گی	ہر ایک جان	بحث کرتی ہوئی	اپنی جان کی طرف سے	اور پورا پورا دیا جائے گا
كُلُّ نَفْسٍ	مَّا	عَمِلَتْ	وَهُمْ	لَا يُظْلَمُونَ ﴿١١٤﴾	وَضَرَبَ
ہر ایک جان کو	وہ جو	اس نے عمل کیا	اور ان لوگوں پر	ظلم نہیں کیا جائے گا	اور بیان کی
اللَّهُ	مَثَلًا	قَرِيَةً	كَانَتْ	أَمِنَةً	مُطْمَئِنَّةً
اللہ نے	ایک مثال	ایک بستی کی	وہ تھی	امن میں	مطمئن
رَغَدًا	مِنْ كُلِّ مَكَانٍ	فَكَفَرَتْ	بِأَنعَمَ اللَّهُ	فَإِذَا قَهَا	اللَّهُ
بافراغت	ہر ایک جگہ سے	اس نے پھر ناشکری کی	اللہ کی نعمتوں کی	تو چکھایا اس کو	اللہ نے
لِبَاسِ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ	بِهَا	كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿١١٥﴾	وَ	لَقَدْ جَاءَ	اللَّهُ
خوف اور بھوک کے لباس کا مزہ	بسبب اس کے جو	وہ لوگ کرتے تھے	حالانکہ	آچکا تھا	اللہ
هُمْ	رَسُولٌ	مِنْهُمْ	فَكَذَّبُوهُ	فَأَخَذَهُمْ	الْعَذَابُ
ان کے پاس	ایک رسول	ان میں سے	پھر انہوں نے جھٹلایا اس کو	تو پکڑا ان کو	عذاب نے
وَ	هُمْ	ظَالِمُونَ ﴿١١٦﴾	فَكُلُّوا	مِمَّا	رَزَقَكُمْ
اس حال میں کہ	وہ لوگ	ظلم کرنے والے تھے	پس تم لوگ کھاؤ	اس میں سے جو	عطا کیا تم کو
اللَّهُ	حَلَّالًا	طَيِّبًا	وَأَشْكُرُوا	إِنْ كُنْتُمْ	إِيَّاهُ
اللہ نے	حلال (کھانا)	پاک (کھانا)	اور شکر ادا کرو	اگر تم لوگ	اس کی ہی
تَعْبُدُونِ ﴿١١٧﴾	إِنَّمَا	حَرَّمَ	عَلَيْكُمْ	الْبَيْتَةَ	وَالدَّمَ
بندگی کرتے ہو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اس نے حرام کیا	تم لوگوں پر	مردار کو	اور خون کو
وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ	وَمِمَّا	أُهِلَّ	لِغَيْرِ اللَّهِ	بِهِ	فَمَنْ
اور سور کے گوشت کو	اور اس کو	پکارا گیا	غیر اللہ کے لئے	جس کو	پس جو
غَيْرِ بَاغٍ	وَلَا عَادٍ	فَإِنَّ	اللَّهُ	تَوْبِيحًا	اللَّهُ
نہ بغاوت کرنے والا	اور نہ حد سے گزرنے والا	تو بیشک	اللہ	اللہ	اللہ

1165	رَّحِيمٌ ۝
بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ-1

یہاں جس بستی کی مثال پیش کی گئی ہے اس کی کوئی نشاندہی نہیں کی گئی۔ بظاہر ابن عباسؓ ہی کا یہ قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نام لئے بغیر خود مکہ کو مثال کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس صورت میں خوف اور بھوک کی جس مصیبت کے چھا جانے کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد وہ قحط ہوگا جو نبی ﷺ کی بعثت کے بعد ایک مدت تک اہل مکہ پر مسلط رہا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (116 تا 119)

(آیت- 116) تَقُولُوا كَمَا مَفْعُولٌ لِّمَا هُوَ اور مَحَلًّا منصوب ہے۔ اور لِمَا كَا بَدَل ہونے کی وجہ سے اَلْكَذِبُ حالت نصب میں ہے۔ لَتَفْتَرُوا پر جو لام ہے اس کو لام کئی کے بجائے لام عاقبت ماننا زیادہ بہتر ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)۔ ترجمہ میں ہم اسی کو ترجیح دیں گے۔ (آیت- 117) مَتَاعٌ قَلِيلٌ خبر ہے۔ اس کا مبتدا ہَذَا محذوف ہے۔

ترکیب

ترجمہ:

وَلَا تَقُولُوا	لِمَا	تَصِفُ	الَّذِينَ كَذَبُوا	هَذَا
اور تم لوگ مت کہو	اس کو جو	صفت بیان کرتی ہیں	تمہاری زبانیں	جو جھوٹ ہے
حَلَّ	وَهَذَا	حَرَامٌ	لَتَفْتَرُوا	عَلَى اللَّهِ
حلال ہے	اور یہ	حرام ہے	نیتاً تم لوگ گھڑو گے	اللہ پر
الَّذِينَ	يَفْتَرُونَ	عَلَى اللَّهِ	الَّذِينَ	لَا يُفْلِحُونَ
وہ لوگ جو	گھڑتے ہیں	اللہ پر	جھوٹ	وہ لوگ فلاح نہیں پائیں گے
وَلَهُمْ	عَذَابٌ أَلِيمٌ	وَعَلَى الَّذِينَ	هَادُوا	حَرَمْنَا
اور ان کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے	اور ان پر جو	یہودی ہوئے	ہم نے حرام کیا
قَصَصْنَا	عَلَيْكَ	مِنْ قَبْلُ	وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ	وَلَكِنْ
ہم نے بیان کیا	آپ پر	اس سے پہلے	اور ہم نے ظلم نہیں کیا ان پر	اور لیکن
كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ	ثُمَّ	إِنَّ	رَبَّكَ	لِلَّذِينَ
وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے	پھر (بھی)	بیشک	آپ کا رب	ان کے لئے جنہوں نے
السُّوءَ	بِجَهَالَةٍ	ثُمَّ	تَابُوا	وَأَصْلَحُوا
برا	نادانی کے سبب سے	پھر	انہوں نے توبہ کی	اور انہوں نے (اپنی) اصلاح کی
إِنَّ	رَبَّكَ	مِنْ بَعْدِهَا	لَغَفُورٌ	رَّحِيمٌ
(تو) بیشک	آپ کا رب	اس کے بعد	یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ-1

(آیت-۱۱۸) کے الفاظ مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ میں سورہ انعام کی آیت-۱۴۶ کی طرف اشارہ ہے جس میں ۱۱۶۵ بتایا گیا ہے کہ یہودیوں پر ان کی نافرمانیوں کے باعث کون کون سی چیزیں حرام کی گئی تھیں۔ (تفہیم القرآن) یہود اپنی سرکشی کے باعث ان چیزوں سے محروم کئے گئے تھے لہذا یہ چیزیں ان پر حرام رہیں اور ہماری شریعت میں یہ چیزیں حلال ہیں۔
(تفسیر نعیمی۔ بحوالہ سورۃ الانعام آیت-۱۴۶)

آیت نمبر (120 تا 124)

ترکیب

(آیت-120) کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے اُمَّةً حالت نصب میں ہے۔ قَانِتًا اور حَنِيفًا کی نصب کے تین امکانات ہیں۔
اَوَّلًا یہ کہ انہیں اُمَّةً کی صفت یا بدل مانا جائے۔ ثَانِيًا یہ کہ انہیں اِبْرَاهِيْمَ کا حال مانا جائے۔ ثَالِثًا یہ کہ انہیں بھی کَانَ کی خبر مانا جائے۔ یعنی ان سے پہلے و کَانَ محذوف مانا جائے۔ ترجمہ میں ہم تیسرے امکان کو ترجیح دیں گے۔ (آیت-121) شَاكِرًا سے پہلے کَانَ محذوف ہے جس کی خبر ہونے کی وجہ سے یہ حالت نصب میں ہے۔ اِجْتَبَاهُ اور هَدَاهُ کا فاعل ان میں شامل ہو کی ضمیریں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جبکہ ان کے ساتھ اُ کی ضمیر مفعولی حضرت ابراہیم کے لئے ہے۔

ترجمہ:

اِنَّ	اِبْرَاهِيْمَ	كَانَ	اُمَّةً	قَانِتًا	رَبِّهِ
بیشک	ابراہیم	تھے	(اپنی ذات میں) ایک امت	اطاعت کرنے والے تھے	اللہ کے
حَنِيفًا	وَلَمْ يَكُ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ	شَاكِرًا	رَّالْعِبَهُ	
یکسو تھے	اور وہ تھے ہی نہیں	شرک کرنے والوں میں سے	(وہ تھے) شکر ادا کرنے والے	اس کی نعمتوں کا	
اِجْتَبَاهُ	وَهْدَاهُ	اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ	اِس نے (یعنی اللہ نے) چنا ان کو	اور اس نے ہدایت دی ان کو	ایک سیدھے راستے کی طرف
وَاطْبَانُهُ	فِي الدُّنْيَا	حَسَنَةً	وَإِنَّهُ	فِي الْآخِرَةِ	لَمِنَ الصَّالِحِيْنَ
اور ہم نے دی ان کو	دنیا میں	بھلائی	اور بیشک وہ	آخرت میں	یقیناً صالحین میں سے ہیں
ثُمَّ	اَوْحَيْنَا	اِلَيْكَ	اِنْ	اَتَّبِعْ	وَلَمَّا اِبْرَاهِيْمَ
پھر	ہم نے وحی کیا	آپ کی طرف	کہ	آپ پیروی کریں	ابراہیم کے دین کی
وَمَا كَانَ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ	اِنَّمَا	جُعِلَ	السَّبْتُ	
اور وہ نہیں تھے	شرک کرنے والوں میں سے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	مقرر کیا گیا	ہفتہ کا دن	
عَلَى الَّذِينَ	اِخْتَلَفُوا	وَاِنَّ	رَبَّكَ	لَيَحْكُمُ	بَيْنَهُمْ
ان پر جنہوں نے	اختلاف کیا	اس میں	آپ کا رب	یقیناً فیصلہ کرے گا	ان کے مابین

يَوْمَ الْقِيَامَةِ	فِيْمَا	كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝۱۱۶۵
قیامت کے دن	جس میں (کہ)	وہ لوگ اختلاف کرتے تھے

نوٹ-1

لفظ امت چند معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مشہور معنی جماعت اور قوم کے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے اس جگہ (یعنی آیت۔ ۱۲۰ میں) یہی معنی منقول ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ابراہیمؑ تنہا ایک فرد، ایک امت اور قوم کے کمالات و فضائل کے جامع ہیں۔ (معارف القرآن)۔ جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں کہ وہ شخص تو خود اپنی ذات میں ایک انجمن ہے۔ اسی مفہوم میں حضرت ابراہیمؑ کو ایک امت کہا گیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنا کار رسالت تنہا سرانجام دیا اور اس طرح دیا کہ آج دنیا کے تین بڑے مذاہب یعنی یہود نصاریٰ اور مسلمان ان کو اپنا امام اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔

آیت نمبر (125 تا 128)

ترجمہ:

أُدْعُ	إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ	بِالْحِكْمَةِ	وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
آپ دعوت دیں	اپنے رب کے راستے کی طرف	حکمت کے ساتھ	اور بھلی نصیحت کے ساتھ
وَجَادِلْهُمْ	بِالَّتِي	هِيَ	أَحْسَنُ ۖ
اور آپ بحث کریں ان سے	اس کے ساتھ جو کہ	وہ ہی	سب سے خوبصورت ہو
هُوَ أَعْلَمُ	بِمَنْ	ضَلَّ	عَنْ سَبِيلِهِ
ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے	اس کو جو	گمراہ ہوا	اس کے راستے سے
وَأَنْ	عَاقِبْتُمْ	فَعَاقِبُوا	بِمِثْلِ مَا
اور اگر	تم لوگ بدلہ لو	تو بدلہ لو	اس کے جیسی سے
وَلَكِنْ	صَبْرَتُمْ	لَهُوَ	خَيْرٌ
اور بیشک اگر	تم لوگ صبر کرو	تو یقیناً یہ	بہتر ہے
إِلَّا	بِاللَّهِ	وَلَا تَحْزَنْ	عَلَيْهِمْ
مگر	اللہ (کی توفیق) سے	اور آپ غمگین مت ہوں	ان لوگوں پر
مِمَّا	يَسْكُرُونَ ۝۱۲۵	إِنَّ	مَعَ الَّذِينَ
اس سے جو	یہ لوگ چال بازی کرتے ہیں	بیشک	ان کے ساتھ ہے جنہوں نے
			تقویٰ اختیار کیا

وَالَّذِينَ	هُمْ	مُحْسِنُونَ ﴿١١٦٥﴾
اور ان کے ساتھ ہے جو کہ	وہ ہی	احسان کرنے والے ہیں

نوٹ-1

تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضرت برام ابن حیانؓ کی موت کا وقت آیا تو عزیزوں نے درخواست کی کہ ہمیں کچھ وصیت فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا کہ وصیت تو لوگ اموال کی کیا کرتے ہیں، وہ میرے پاس ہے نہیں، لیکن میں تم کو اللہ کی آیات خصوصاً سورۃ نحل کی آخری آیتوں کی وصیت کرتا ہوں کہ ان پر مضبوطی سے قائم رہو۔ وہ یہی زیر مطالعہ آیات ہیں۔ ان آیات میں دعوت و تبلیغ کے اصول اور آداب کی تفصیل چند کلمات میں سموائی ہوئی ہے۔

لفظ حکمت قرآن کریم میں بہت سے معانی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس جگہ ائمہ تفسیر نے اس کی متعدد تفاسیر بیان کی ہیں۔ روح المعانی نے بحوالہ بحر محیط حکمت کی تفسیر یہ کی ہے کہ حکمت اس درست کلام کا نام ہے جو انسان کے دل میں اتر جائے۔ اس تفسیر میں تمام اقوال جمع ہو جاتے ہیں اور صاحب روح المعانی نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ حکمت سے مراد وہ بصیرت ہے جس کے ذریعہ انسان حالات کے تقاضوں کو سمجھ کر اس کے مناسب کلام کرے۔ وقت اور موقع ایسا تلاش کرے کہ مخاطب پر بار نہ ہو۔ نرمی کی جگہ نرمی اور سختی کی جگہ سختی اختیار کرے۔ جہاں یہ سمجھے کہ صراحت کہنے میں مخاطب کو شرمندگی ہوگی وہاں کوئی ایسا عنوان تلاش کرے کہ مخاطب کو شرمندگی نہ ہو۔

وعظ کے لغوی معنی یہ ہیں کہ خیر خواہی کی بات کو اس طرح کہا جائے کہ اس سے مخاطب کا دل قبولیت کے لئے نرم ہو جائے، مثلاً اس کے ساتھ قبول کرنے کے فوائد اور نہ کرنے کے نقصانات ذکر کئے جائیں گے مگر خیر خواہی کی بات کبھی دل خراش انداز میں بھی کہی جاتی ہے۔ اس طریقہ کو چھوڑنے کے لئے لفظ حسنہ کا اضافہ کر دیا گیا۔ اگر دعوت میں کہیں بحث و مناظرہ کی ضرورت پیش آجائے تو وہ بھی اچھے طریقہ سے ہونا چاہئے یعنی گفتگو میں لطف و نرمی اختیار کی جائے۔

آج کل اول تو دعوت و اصلاح کی طرف دھیان ہی نہیں رہا اور جو اس میں مشغول بھی ہیں انہوں نے صرف بحث و مباحثہ، مخالف پر الزام تراشی، فقرے چست کرنے اور تحقیر و توہین کو دعوت و تبلیغ سمجھ لیا ہے جو خلاف سنت ہونے کی وجہ سے کبھی موثر و مفید نہیں ہوتا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے اور حقیقت میں وہ لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے کا سبب بن رہے ہوتے ہیں۔ امام غزالیؒ نے فرمایا کہ دعوت حق میں مشغول رہنے والا یا تو صحیح اصولوں کے تابع اور مہلک خطرات سے بچ کر سعادت ابدی حاصل کر لیتا ہے یا پھر اس مقام سے گرتا ہے تو شقاوت ابدی کی طرف جاتا ہے اس کا درمیان میں رہنا بہت مشکل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”علم دین اس غرض سے نہ سیکھو کہ اس کے ذریعہ دوسرے علماء کے مقابلہ میں فخر و عزت حاصل کرو یا کم علم لوگو سے جھگڑا کرو یا اس کے ذریعہ لوگوں کی توجہ اپنی طرف کر لو اور جو ایسا کرے گا وہ آگ میں ہے۔

امام مالکؒ نے فرمایا کہ علم میں جھگڑا اور جدال نور علم کو انسان کے قلب سے نکال دیتا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ ایک شخص جس کو سنت کا علم ہو گیا وہ حفاظت سنت کے لئے جدال کر سکتا ہے۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ اس کو چاہئے کہ مخاطب کو صحیح بات سے آگاہ کر دے۔ پھر وہ قبول کر لے تو بہتر ورنہ سکوت اختیار کرے۔ (معارف القرآن، جلد پنجم صفحات 407 تا 419 سے ماخوذ)

اسلام میں بدلہ لینے کی اجازت ہے لیکن یہ اجازت مشروط ہے۔ شرط یہ ہے کہ جتنی زیادتی ہم سے کی گئی ہے جواب میں ہم اتنی ہی زیادتی کر سکتے ہیں، زیادہ نہیں کر سکتے۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ کسی نے اگر ہمیں ایک تھپڑ مارا ہے تو ہم بھی اسے ایک تھپڑ مار سکتے ہیں، دو نہیں مار سکتے۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ بدلہ لینے میں برابر کی زیادتی کرنے کے لئے ہم کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کر سکتے۔ مثلاً کسی نے اگر زبردستی ہمیں شراب کا ایک گھونٹ پلا دیا ہے تو جواب میں ہم اسے ایک گھونٹ شراب بھی نہیں پلا سکتے (معارف القرآن، ج 7، ص 707) کیونکہ سورۃ البقرہ کی آیت۔ 194 میں بدلہ میں برابر کی زیادتی کرنے کی اجازت کے ساتھ ہی حکم بھی دیا ہے کہ ”اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔“ یعنی بدلہ لینے کی اجازت کو اللہ کے حسی حکم کو پامال کرنے کا ذریعہ مت بناؤ اور تیسرا مطلب یہ ہے کہ جس نے زیادتی کی ہے صرف اس سے ہی بدلہ لیا جاسکتا ہے، اس کے کسی عزیز واقارب سے نہیں۔ مثلاً کسی نے ہمارے بیٹے کو قتل کر دیا ہے تو جواب میں ہم اس کے بیٹے کو قتل نہیں کر سکتے۔ کسی نے اگر ہماری خواتین کے ساتھ بدتمیزی کی ہے تو بدلہ میں ہم اس کی خواتین سے بدتمیزی نہیں کر سکتے۔ (تفہیم القرآن، ج ۴، ص ۵۱۲) کیونکہ اس کے بیٹے اور خواتین نے جرم نہیں کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ہے اور ہماری نس نس سے واقف ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ یہ عام لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ بدلہ لینے کی شرائط کا لحاظ رکھیں۔ اس لئے زیر مطالعہ آیت۔ ۱۲۶ میں ہمیں بتا دیا کہ اگر تم لوگ صبر کرو کہ یہ یقیناً صبر کرنے والوں کے حق میں بہتر ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ مظلوم اگر صبر کرے گا تو اس میں ظالم کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ اس میں فائدہ مظلوم کا ہی ہے۔ اس بات کو سمجھ لیں۔

فرض کریں کہ کسی نے آپ کو ایک تھپڑ مار دیں اور بازی الٹ جائے جو پہلے ظالم تھا وہ اب مظلوم ہو گیا اور آپ جو پہلے مظلوم تھے اب ظالم ہو گئے۔ پہلے پوزیشن یہ تھی کہ میدان حشر میں اس کی نیکیاں آپ کو دی جاتی تھیں، لیکن اب آپ کی نیکیاں اس کو دین جائیں گی۔ اس لئے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ صبر کرنا صبر کرنے والوں کے حق میں ہی بہتر ہے اس میں زیادتی کرنے والے کا کوئی فائدہ نہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورة بنی اسرائیل (17)

آیت نمبر (1 تا 5)

ج و س

(ن)

جَوْسَا

لوٹ مار کے لئے کسی جگہ گھس جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۵

ترکیب

(آیت-۱) لَیْلًا ظرفِ زمانہ ہونے کی وجہ سے حالتِ نصب میں ہے۔ اَلْاَقْصٰی کو اَلْاَقْصَا لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔ لَیْلَیْہ کے لام کا تعلق بُرْکٰنَا سے نہیں ہے بلکہ اَسْرٰی سے ہے۔ (آیت-۳) ذُرِیَّةٌ مضاف ہے اور مَنْ اس کا مضاف الیہ ہے۔ ذُرِیَّةٌ کے حالتِ نصب میں ہونے کی متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ ہماری ترجیح یہ ہے کہ اس کو منادی کا مضاف مانا جائے یعنی اس سے پہلے حرفِ ندا ”یا“ محذوف ہے اور اس کا تعلق لَا تَتَّخِذُوْا سے ہے۔

ترجمہ

سُبْحٰنَ الَّذِیْ	اَسْرٰی	بَعْدِہٖ	لَیْلًا	مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اس کی پاکیزگی ہے جو	لے گیا	اپنے بندے کو	رات ہی رات میں	مسجد حرام سے
اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ	بُرْکٰنَا	حَوْلَہٗ	لَیْلَیْہ	
اس مسجد اقصیٰ تک	ہم نے برکت دی	جس کے ارد گرد کو	تا کہ ہم دکھائیں اس کو	
مِّنْ اٰیٰتِنَا	اِنَّہٗ	هُوَ السَّمِیْعُ	الْبَصِیْرُ ①	وَ اٰتٰیْنَا
اپنی نشانیوں میں سے	بیشک وہ	ہی سننے والا ہے	دیکھنے والا ہے	اور ہم نے دی
الْكِتٰبِ	وَجَعَلْنٰہُ	ہُدًی	لِّبَنۡیِۡ اِسْرَآءِیْلَ	اَلَّا تَتَّخِذُوْا
کتاب	اور ہم نے بنایا اس کو	ہدایت	بنی اسرائیل کے لئے	کہ تم لوگ مت بناؤ
مِّنْ دُوْنِیْ	وَكِیْلًا ②	ذُرِیَّةً مِّنْ	حَمَلْنَا	مَعَ نُوْحٍ ط
میرے علاوہ	کوئی کارساز	اے ان کی اولاد جن کو	ہم نے سوار کیا	نوحؑ کے ساتھ
كَانَ	عَبْدًا اَشْكُوْرًا ③	وَقَضٰیْنَا	اِلٰی بَنۡیِۡ اِسْرَآءِیْلَ	فِی الْكِتٰبِ
تھے	بہت شکر گزار بندے	اور ہم نے فیصلہ کیا	بنی اسرائیل کے لیے	اُس کتاب میں
لِتُفْسِدُوْا	فِی الْاَرْضِ	مَرَّتَیْنِ	وَلِتَعْلَمَنَّ	عُلُوْا کَبِیْرًا ④
(کہ) تم لوگ لازماً فساد مچاؤ گے	زمین میں	دو مرتبہ	اور تم لوگ لازماً عروج پاؤ گے	ایک بڑا عروج
فَاِذَا	جَآءَ	وَعَدُ اُولٰٓئِہِمَا	بَعَثْنَا	عِبَادًا لَّنَا
پھر جب	آیا	ان دونوں (باری) کی پہلی کا وعدہ	تو ہم نے بھیجا	تم لوگوں پر
				اپنے ایسے بندے جو

أُولَىٰ بَأْسٍ شَدِيدٍ	فَجَاسُوا	خَلَلَ الدِّيَارَ	وَكَانَ	وَعَدًا مَّفْعُولًا ⑤
شدید جنگ والے تھے	تو وہ گھس گئے	گھروں کے درمیان	اور وہ تھا	ایک کیا ہوا وعدہ

نوٹ-1

آیت نمبر ایک میں واقعہ معراج کا ذکر ہے۔ یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال قبل پیش آیا۔ حدیث کی کتابوں میں اس کی تفصیلات بکثرت صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ جن کی تعداد ۲۵ تک ہے۔ آیت کے الفاظ کہ ”ایک رات اپنے بندے کو لے گیا“ جسمانی سفر پر صریحاً دلالت کرتے ہیں۔ خواب کے سفر یا کشفی سفر کے لئے یہ الفاظ کسی طرح موزوں نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ یہ محض ایک روحانی تجربہ نہ تھا بلکہ ایک جسمانی سفر و عینی مشاہدہ تھا و جہاں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کرایا۔ ممکن اور ناممکن کی بحث تو صرف اس صورت میں پیدا ہوتی ہے جب کسی انسان کے اپنے اختیار سے خود کوئی کام کرنے کا معاملہ زیر بحث ہو۔ لیکن جب ذکر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں کام کیا، تو پھر امکان کا سوال وہی شخص اٹھا سکتا ہے جسے اللہ کے قادر مطلق ہونے کا یقین نہ ہو۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (6 تا 10)

ترکیب

(آیت ۶) جَعَلْنَا کامفعول اول کُم کی ضمیر ہے اور اُكْثَرُ مفعول ثانی ہے جب کہ نَفِيرًا تمیز ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (آیت ۷) فَلَهَا میں هَا کی ضمیر اَنْفُس کے لئے ہے۔ وَعَدُ الْأَخِرَةِ کے بعد آیت ۶ کا پورا جملہ بَعَثْنَا سے بَاسٍ شَدِيدٍ تک مخدوف ہے۔ لَيْسُوا اِذْ رَاصِلٌ يَسْؤُهُ وَنَ تھلا لَمْ كُنْ داخل ہونے کی وجہ سے نون گرا تو يَسْؤُهُ وَاِذَا بَاقِ بَاقِ۔ اس کو يَسْؤُهُ اَلْكُهْنَاءِ اَلْكُهْنَاءِ اَلْكُهْنَاءِ (آیت ۹) لَلَّتِي هِيَ کے بعد اقْوَمُ مذکر استعمال بتا رہا ہے کہ اس کا مضاف الیہ مخدوف ہے جو کہ اَلْسُبُلِ ہو سکتا ہے اور یہ تفضیل کل ہے۔ (دیکھیں آسان عربی گرائمر، پیرا گراف ۷: ۶۲)

ترجمہ

ثُمَّ	رَدَدْنَا	لَكُمْ	الْكُرَّةَ	عَلَيْهِمْ	وَأَمَدَدْنَكُمْ	بِأَمْوَالٍ
پھر	ہم نے لوٹا دیا	تمہارے لئے	اس باری کو	ان لوگوں پر	اور ہم نے مدد دی تم کو	مالوں سے
وَبَيْنَ	وَجَعَلْنَكُمْ	أَكْثَرَ	نَفِيرًا ⑤	إِنْ	أَحْسَنْتُمْ	
اور بیٹوں سے	اور ہم نے کر دیا تم کو	زیادہ	بطور جتھے کے	اگر	بھلائی کرتے ہو	
أَحْسَنْتُمْ	لَا تُفْسِدُكُمْ	وَإِنْ	أَسَأْتُمْ	فَلَهَا	فَإِذَا	جَاءَ
تو بھلائی کرتے ہو	اپنی جانوں کے لئے	اور اگر	تم برائی کرتے ہو	تو ان کے لئے	پھر جب	آیا
وَعَدُ الْأَخِرَةِ			لَيْسُوا			وَجُوهَكُمْ
آخری (باری) کا وعدہ			(تو ہم نے بھیجا جنگجو بندوں کو) وہ بگاڑ دیں			تمہارے چہروں کو
وَلِيَدْخُلُوا	الْمَسْجِدَ	كَمَا	دَخَلُوهُ	أَوَّلَ مَوْقِعٍ		
اور تاکہ وہ داخل ہوں	مسجد میں	جیسے کہ	وہ داخل ہوئے اس میں	پہلی مرتبہ		
وَلِيُتَبَرَّوْا	مَا	عَلَوْا	تَنْبِيْرًا ⑥	عَلَى		
اور تاکہ وہ برباد کریں	اس کو جس پر	وہ غالب ہوں	جیسے کہ برباد کرتے ہیں	بغیر نہیں		

رَبُّكُمْ	أَنْ	يَحْكُمُ	وَأِنْ	عَذَابُكُمْ	عَذَابُكُمْ
تمہارے رب سے	کہ	وہ رحم کرے تم پر	اور اگر	تم واپس ہوئے (گناہ کی طرف)	تو ہم واپس ہوں گے (سزا کی طرف)
وَجَعَلْنَا	جَهَنَّمَ	لِلْكَافِرِينَ	حَصِيرًا ۝	إِنَّ	هَذَا الْقُرْآنَ
اور ہم نے بنایا	جہنم کو	کافروں کے لئے	ایک قید خانہ	یقیناً	یہ قرآن
يَهْدِي	لِلنَّاسِ	هِيَ	أَقْوَمُ	وَيُبَيِّنُ	
ہدایت دیتا ہے	اس کے لئے جو کہ	وہ ہی	سب سے سیدھی (راہ) ہے	اور وہ بشارت دیتا ہے	
الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ	يَعْمَلُونَ	الصَّالِحَاتِ	أَنْ	لَهُمْ	أَجْرًا كَبِيرًا ۝
ان ایمان لانے والوں کو جو	عمل کرتے ہیں	نیکیوں کے	کہ	ان کے لئے ہے	ایک بڑا اجر
وَأَنْ	الَّذِينَ	لَا يُؤْمِنُونَ	بِالْآخِرَةِ	أَعْتَدْنَا	عَذَابًا أَلِيمًا ۝
اور یہ بھی بتاتا ہے کہ	وہ لوگ جو	ایمان نہیں لاتے	آخرت پر	ہم نے تیار کیا ہے	ایک دردناک عذاب

نوٹ-1

تورات میں کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل دوبار شہادت کریں گے۔ (اپنے عروج کے نشہ میں بدمست ہو کر۔ مرتب) اس کی جزا میں دشمن ان کے ملک پر غالب ہوں گے۔ اسی طرح ہوا۔ ایک بار جالوت غالب ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے ہلاک کیا اور بنی اسرائیل نے دوبارہ عروج حاصل کیا جس کی انتہاء حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت تھی۔ دوسری بار بخت نصر غالب ہوا اور اس کے بعد سے ان کی سلطنت نے قوت نہیں پکڑی بعض علماء نے پہلے وعدہ سے بخت نصر کا حملہ، جو ۵۸۷ قبل مسیح ہوا تھا اور دوسرے وعدہ سے طیطوس رومی کا حملہ، جو رفع مسیح کے ستر سال بعد ہوا تھا، مراد لیا ہے۔ کیونکہ ان دونوں حملوں میں مقدس ہیکل سلیمانی کو برباد کیا گیا۔ (ترجمہ شیخ الہند)۔ طیطوس رومی کے حملے کے وقت یہودیوں کی حکومت نہیں تھی بلکہ اس وقت فلسطین سلطنت روم کا ایک صوبہ تھا جس میں یہودیوں کو کچھ صوبائی خود مختاری حاصل تھی۔ البتہ وہ اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے روم کے خلاف بغاوت کرتے رہتے تھے۔ اس کی سزا دینے کے لئے طیطوس نے حملہ کیا تھا۔

آیت نمبر (9 تا 12)

ن ش ر

کسی چیز کو بکھیرنا۔ پھیلا نا۔ ﴿وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ﴾ (42/ اشوری: 28) ”اور وہ پھیلاتا ہے اپنی رحمت کو۔“	نَشْرًا	(ن)
جی اٹھنا۔ دوبارہ زندہ ہونا۔ دوبارہ اٹھنا۔ ﴿كَذَلِكَ النُّشُورُ﴾ (35/ فاطر: 9) ”اس طرح دوبارہ زندہ ہونا ہے۔“	نُشُورًا	
اسم الفاعل ہے۔ پھیلانے والا۔ ﴿وَالنُّشُورَاتِ نَشْرًا﴾ (77/ المرسل: 3) ”اور پھیلانے والیاں جیسا کہ پھیلانے کا حق ہے۔“	نَاشِرٌ	
اسم المفعول ہے۔ پھیلا یا ہوا۔ کھولا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۳۔	مَنْشُورٌ	

(افعال)	إِنْشَاءً	دوبارہ زندہ کرنا۔ دوبارہ اٹھانا۔ ﴿ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ۖ ثُمَّ إِثْبَاتًا ۖ أَنْشَرَهُ ۖ﴾ (80/عس: 21، 22) ”پھر اس نے موت دی اس کو پھر اس نے قبر دی اس کو پھر جب بھی وہ چاہے گا وہ دوبارہ زندہ کرے گا اس کو۔“
(تفعیل)	تَنْشِيرًا مُنْشَرٌ	اسم المفعول ہے۔ زندہ یا اٹھایا جانے والا۔ ﴿وَمَا نَحْنُ بِمُنْشِرِينَ ۝﴾ (44/الدخان: 35) ”اور ہم نہیں ہیں دوبارہ اٹھائے جانے والے۔“ خوب پھیلانا۔ کھولنا۔
(افتعال)	إِنْتِشَارًا	اسم المفعول ہے۔ پھیلایا ہوا۔ کھولا ہوا۔ ﴿أَنْ يُؤْتِي صُحُفًا مُنْشَرَّةً ۖ﴾ (74/مدثر: 52) ”کہ ان کو دیئے جائیں کھولے ہوئے صحیفے۔“
	إِنْتِشَارًا	پھیل جانا۔ بکھر جانا۔ ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ۝﴾ (30/الروم: 20) ”اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے پیدا کیا تم لوگوں کو ایک مٹی سے پھر جب تم لوگ ایک بشر ہوتے ہو تو پھیل جاتے ہو۔“
	إِنْتِشَرٌ	فعل امر ہے۔ تو پھیل جا۔ بکھر جا۔ ﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا ۖ﴾ (33/الاحزاب: 53) ”پھر جب کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ۔“
	مُنْتَشِرٌ	اسم الفاعل ہے۔ پھیلنے والا۔ ﴿يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُنْتَشِرٌ ۖ﴾ (54/الفر: 7) ”وہ لوگ نکلیں گے قبروں سے گویا کہ وہ پھیلنے والی ٹڈی ہیں۔“

ترکیب

(آیت - ۱۱) يَدْخُ مَضَارِعَ مَجْزُومٍ نہیں ہے بلکہ یہ مضارع معروف يَدْخُو ہے۔ یہ قرآن کا مخصوص املاء ہے کہ اس کو یہاں يَدْخُ لکھا جاتا ہے۔ (آیت - ۱۲) الْحِسَابِ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ عَدَد کا مضاف الیہ نہیں ہے بلکہ لِتَعْلَمُوا کا دوسرا مفعول ہے۔ کُلُّ شَيْءٍ میں کُلُّ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ کسی فعل محذوف کا مفعول ہے۔ یہ فَصَّلْنَا کا مفعول مقدم نہیں ہو سکتا کیونکہ ضمیر مفعولی کا اس کا مفعول ہے۔ (آیت - ۱۳) کُلُّ إِنْسَانٍ بھی فعل محذوف کا مفعول ہے۔

ترجمہ

وَيَدْخُ	الْإِنْسَانُ	بِالشَّرِّ	دُعَاءُ	بِالْخَيْرِ ط	وَكَانَ
اور دعا مانگتا ہے	انسان	برائی کی	جسے اس کی دعا	بھلائی کی	اور ہے
الْإِنْسَانُ	عَجُولًا ۝	وَجَعَلْنَا	الْأَيْلَ	وَالنَّهَارَ	فَبَحُونَا
انسان	بہت جلد باز	اور ہم نے بنایا	رات کو	اور دن کو	پھر ہم نے مٹایا
أَيَّةَ الْآيِلِ	وَجَعَلْنَا	أَيَّةَ النَّهَارِ	مُبْصِرَةً	لِتَبْتَغُوا	فَضْلًا
رات کی نشانی کو	اور ہم نے بنایا	دن کی نشانی کو	روشن	تاکہ تم لوگ تلاش کرو	فضل
مِّن رَّبِّكُمْ	وَلِتَعْلَمُوا	عَدَدَ السِّنِينَ	وَالْحِسَابِ ط	وَكُلُّ شَيْءٍ	
اپنے رب سے	اور تاکہ تم لوگ جان لو	برسوں کی گنتی کو	اور حساب کو	اور ہر ایک چیز کو	

فَصَلَّنْهُ	تَفْصِيلاً ۱۵	وَكُلَّ إِنْسَانٍ	الزَّمَنُ ۱۱۸۱
ہم نے تفصیل سے بتایا اس کو	جیسے کھول کھول کر بتاتے ہیں	اور ہر ایک انسان کو!	ہم نے لگا دیا ہے
طَّيَّرَهُ	فِي عُنُقِهِ ط	لَهُ	يَوْمَ الْقِيَمَةِ
ہر (انسان) کا عمل	اس کے گلے	اس کے لئے	قیامت کے دن
يَلْقَاهُ	مَنْشُورًا ۱۶	اِقْرَأْ	كُفًى
وہ ملے گا (یعنی پائے گا) جس کو	کھولی ہوئی	تو پڑھ	کافی ہے
الْيَوْمَ	عَلَيْكَ	مِنْ	فَاتَّمَا
آج کے دن	تجھ پر	جس نے	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ
يَهْتَدِي	لِنَفْسِهِ ۱۷	وَمَنْ	يَضِلُّ
وہ ہدایت پاتا ہے	اپنے نفس کے لئے	اور جو	وہ گمراہ ہوتا ہے
عَلَيْهَا ط	وَلَا تَزِرُ	وَأَزِدُّهُ	وَدَّرَ أَخْرَى ط
اس پر	اور نہیں اٹھائے گی	کوئی اٹھانے والی (جان)	کسی دوسری کا بوجھ
مُعَذِّبِينَ	حَتَّى	نَبَعَثَ	رُسُولًا ۱۸
عذاب دینے والے	یہاں تک کہ	ہم بھیجیں	کوئی رسول

آیت نمبر (16 تا 21)

ح ظ ر

(ض)

حَظَرًا

منع کرنا۔ روک لینا۔

مَحْظُورٌ

اسم المفعول ہے۔ منع کیا ہوا۔ روکا ہوا۔ آیت زیر مطالعہ۔ ۲۰۔

(افتعال)

اِحْتِظَارًا

اہتمام سے روکنا۔ باڑہ بنانا۔

مُحْتَظَرٌ

اسم الفاعل ہے۔ روکنے والا۔ باڑہ بنانے والا۔ ﴿كَهَشِيمٍ الْمُحْتَظِرِ ۳۱﴾ (54/ القمر: 31)

”باڑہ بنانے والے کی خشک ٹہنی کی مانند۔“

ترجمہ

وَإِذَا	أَرَدْنَا	أَنْ	تُهْلِكَ	قَرِيَةً	أَمَرْنَا	مُنْتَرِفِهَا
اور جب	ہم ارادہ کرتے ہیں	کہ	ہم ہلاک کریں	کسی بستی کو	تو ہم حکم دیتے ہیں	اس کے خوشحال لوگوں کو
فَفَسَقُوا	فِيهَا	فَحَقَّ	عَلَيْهَا	الْقَوْلُ	فَدَامَرْنَاهَا	
پھر وہ نافرمانی کرتے ہیں	اس میں	تو ثابت ہو جاتی ہے	اس (بستی) پر	بات	تو ہم اس کو اجاڑ دیتے ہیں	

تَذَمُّبِرًا ۱۵	وَكَمْ أَهْلَكْنَا	مِنَ الْقُرُونِ	مِنْ بَعْدِ نُوحٍ 181 ط
جیسا کہ اجاڑنے کا حق ہے	اور کتنی ہی ہم نے ہلاک کیں	قوموں میں سے	نوحؑ کے بعد
وَكُفًى	بِرَبِّكَ	بِذُنُوبِ عِبَادِهِ	حَبِيرًا
اور کافی ہے	آپؑ کا رب	اپنے بندوں کے گناہوں سے	باخبر ہونے کے لحاظ سے
مَنْ	كَانَ يُرِيدُ	الْعَاجِلَةَ	عَجَلْنَا
جو	چاہتا رہتا ہے	دنیا کو	تو ہم جلدی کر دیتے ہیں
نَشَاءُ	لِمَنْ	تُرِيدُ	ثُمَّ
ہم چاہتے ہیں	اس کے لئے جس کے لئے	ہم چاہتے ہیں	پھر
يَصْلَهَا	مَذْمُومًا	مَذْهُورًا ۱۸	وَمَنْ
وہ گرے گا اس میں	مذمت کیا ہوا	دھتکارا ہوا ہوتے ہوئے	اور جو
لَهَا	سَعِيَهَا	وَ	هُوَ
اس کے لئے	جیسا اس کی باگ دوڑ کا حق ہے	اس حال میں کہ	وہ
كَانَ سَعِيَهُمْ	مَشْكُورًا ۱۹	كُلًّا	تُرِيدُ
جن کی بھاگ دوڑ ہے	قدر کی ہوئی	سب کی	ہم مدد کرتے ہیں
مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ط	وَمَا كَانَ	عَطَاءُ رَبِّكَ	مَحْظُورًا ۲۰
آپؑ کے رب کے عطیہ سے	اور نہیں ہے	آپؑ کے رب کا عطیہ	روکا ہوا
فَضَّلْنَا	بَعْضَهُمْ	عَلَى بَعْضٍ ط	وَالْآخِرَةَ
ہم نے فضیلت دی	ان کے بعض کو	بعض پر	اور یقیناً آخرت
وَالْأَكْبَرُ	تَفْضِيلًا ۲۱		
اور سب سے بڑی ہے	فضیلت دینے کے لحاظ سے		

اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر ناراض ہوتا ہے اور اس کو عذاب میں مبتلا کرنا چاہتا ہے تو اس کی ابتدائی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس قوم کے حاکم ایسے لوگ بنادیئے جاتے ہیں جو عیش پسند ہوں، یا اگر حاکم نہ بھی بنائے جائیں تو اس قوم میں ایسے لوگوں کی کثرت کر دی جاتی ہے دونوں صورتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ دنیا میں مست ہو کر اللہ کی نافرمانیاں خود بھی کرتے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی اس کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ پھر ان پر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ-1

زیر مطالعہ آیت- ۱۸-۱۹۔ میں دنیا اور آخرت کے طالب اور ان کی جزاء کا ذکر ہے۔ صرف دنیا کے طلب گاروں کے لئے مَنْ

نوٹ-2

كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جس میں ہمیشگی کا مفہوم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کی سزا صرف اس صورت میں ہے کہ اس کے عمل میں ہر وقت صرف دنیا ہی کی غرض چھائی ہوئی ہو اور آخرت کی طرف کوئی دھیان ہی نہ ہو۔ جب کہ آخرت کے طلب گاروں کے لئے مَنُ ارَادَ الْآخِرَةَ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن جس وقت، جس عمل میں آخرت کا ارادہ اور نیت کرے گا وہ عمل مقبول ہو جائے گا۔ خواہ کسی دوسرے عمل کی نیت میں دنیا کی طلب بھی شامل ہو۔ پھر اسی آیت میں سعی کے ساتھ لفظ سَعِيَهَا بڑھا کر یہ بتا دیا گیا کہ آخرت کے لئے ہر عمل اور ہر کوشش نہ مفید ہوتی ہے اور نہ عند اللہ مقبول، بلکہ کوشش وہی معتبر ہے جو مقصدِ آخرت کے مناسب ہو۔ کسی کوشش کا آخرت کے مناسب ہونا یا نہ ہونا صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ اس لئے جو نیک اعمال اپنی رائے اور من گھڑت طریقوں سے کئے جاتے ہیں، خواہ وہ دیکھنے میں کتنے ہی بھلے اور مفید نظر آئیں، وہ نہ اللہ کے نزدیک مقبول ہیں اور نہ ہی آخرت میں کارآمد ہوں گے۔ (معارف القرآن)

نوٹ-3

آیت نمبر- ۲۱ کو اگر آیت- ۱۹ کے تناظر میں پڑھا جائے تو بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ آخرت کے لئے کوشش کرنا مطلوب بھی ہے اور محمود بھی۔ جنت میں داخلہ کا پروانہ مل جانا ہی ایک عظم کامیابی ہے۔ لیکن بات یہاں ختم نہیں ہو جاتی۔ اس کے آگے پھر جنت کی سوسائٹی میں Status یعنی درجات کا مسئلہ بھی ہے۔ اس کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہم سے کہا گیا کہ اس دنیا میں Status کے جو فرق ہیں ان پر غور کرو اور اس حوالہ سے یہ حقیقت ذہن نشین کر لو کہ دنیا میں Status کا جو فرق ہے، وہ تمہض ایک نمونہ ہے۔ اس کا تھان تو آخرت میں کھلے گا۔ جنت کی سوسائٹی میں درجات کا فرق تعداد کے لحاظ سے بھی بہت زیادہ ہے اور ایک درجے کی دوسرے درجے پر فضیلت کے لحاظ سے بھی بہت زیادہ ہے۔

ہمیں ایمان داری سے سوچنا چاہیے کہ ہم اس دنیا کے عارضی اور فانی Status کے لئے کتنی جان مارتے ہیں اور جنت کے Status کی ہمیں کتنی فکر ہے۔ جو لوگ آخرت کے لئے کوشاں ہیں ان کی بھی اکثریت کے ذہن میں جنت کے Status کا مسئلہ نہیں ہے پھر اس کی فکر کرنے کا کیا سوال ہے۔ ہم لوگ مرحومین کے لئے بلندی درجات کی دعا تو مانگتے ہیں لیکن جنت میں اپنے درجات کی اپنی زندگی میں فکر نہیں کرتے۔ اَلَا مَا شَاءَ اللّٰہ

آیت نمبر (22 تا 23)

ء ف ف

(ن-ض)

تکلیف یا بے قراری میں اُف اُف کہنا۔

اُفّا

اسم فعل ہے بمعنی میں ناپسند کرتا ہوں۔ بیزار ہوتا ہوں، زیر مطالعہ آیت- ۲۳

اُفّ

ب ذ ر

(ن)

بَذَرَا

(۱) کسی بات کو پھیلانا۔ اشاعت کرنا۔ (۲) مال کو بکھیرنا۔ فضول خرچی کرنا۔

(تفعیل)

تَبَذِيرَا

نام و نمود اور نمائش میں مال اڑانا۔ زیر مطالعہ آیت- ۲۶

مُبَذِّرَا

اسم الفاعل ہے۔ نمائش میں مال اڑانے والا۔ زیر مطالعہ آیت- ۲۷

ترجمہ

لَا تَجْعَلْ	مَعَ اللَّهِ	إِلَهًا آخَرَ	فَتَقْعَدَ	مَذْمُومًا	مَخْذُومًا ۝
تو مت بنا	اللہ کے ساتھ	کوئی دوسرا معبود	ورنہ تو بیٹھ رہے گا	مذمت کیا ہوا	بے بس کیا ہوا
وَقَضَىٰ	رَبُّكَ	أَلَّا تَعْبُدُوا	إِلَّا	إِيَّاهُ	وَبِأُولَٰئِكَ
اور فیصلہ کیا	تیرے رب نے	کہ تم لوگ بندگی مت کرو	مگر	اس (اللہ) کی ہی	اور والدین کے ساتھ
إِحْسَانًا ط	إِمَّا	يَبْلُغَنَّ	عِنْدَكَ	الْكِبَرِ	أَحَدُهُمَا
حسن سلوک کرنے کا	جب کبھی بھی	پہنچ جائیں	تیرے پاس	بڑھاپے کو	دونوں میں سے ایک
أَوْ	كِلَهُمَا	فَلَا تَقُلْ	لَهُمَا	أُفٍّ	وَلَا تَنْهَرْ
یا	دونوں کے دونوں	تو تو مت کہہ	ان دونوں سے	اف (بھی)	اور تو مت جھڑک
وَقُلْ	لَهُمَا	قَوْلًا كَرِيمًا ۝	وَاحْفَظْ	لَهُمَا	جَنَاحَ الدُّلِّ
اور تو کہہ	ان دونوں سے	شریفانہ بات	اور تو بچھا	دونوں کے لئے	تالبداری کا پہلو
مِنَ الرَّحْمَةِ	وَقُلْ	رَبِّ	أَرْحَمُهُمَا	كَمَا	رَبِّيَنِي
رحمت سے	اور تو کہہ	اے میرے رب	تو رحم کر دونوں پر	جیسے کہ	ان دونوں نے تربیت کی میری
صَغِيرًا ط	رَبُّكُمْ	تَمَّ لَوْ كُنَّا	أَعْلَمُ	بِمَا	اس کو جو
چھوٹا ہوتے ہوئے (یعنی بچپن میں)	تم لوگوں کا رب	تم لوگوں کا رب	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	بمّا	اس کو جو
فِي نُفُوسِكُمْ ط	إِنْ	تَكُونُوا	فَإِنَّهُ	كَانَ	لِلْأَوَّابِينَ
تمہاری طبیعتوں میں ہے	اگر	تم لوگ ہو گے	تو بیشک	وہ ہے	بار بار رجوع کرنے والوں کے لئے
عَفْوًا ۝	وَأَتِ	ذَٰلِقُرْبَىٰ	حَقَّهُ	وَالْمُسْكِينِ	وَابْنَ السَّبِيلِ
بے انتہا بخشنے والا	اور تو دے	قرابت والے کو	اس کا حق	اور مسکین کو	اور مسافر کو
وَلَا تُبَدِّرْ	تَبَدِيرًا ۝	إِنَّ	الْمُبَدِّرِينَ	كَانُوا	بِهِ
اور تو بے جا مال اڑا	جیسا بے جا مال اڑانا ہے	بیشک	بے جا مال اڑانے والے	ہیں	ہیں
إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ ط	وَكَانَ	الشَّيْطَانُ	لِرَبِّهِ	كَفُورًا ۝	وَأَمَّا
شیطانوں کے بھائی	اور ہے	شیطان	اپنے رب کا	انتہائی ناشکرا	اور جب کبھی
تُعْرِضَنَّ	عَنْهُمْ	ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ	مِّن رَّبِّكَ	تَرْجُوَهَا	تَوَامِدُكَ
تو اعراض کرے	ان سے	ایسی رحمت کی تلاش کرنے میں	اپنے رب سے	تو امید کرتا ہے جس کی	اپنی گردن کی طرف
فَقُلْ	لَهُمْ	قَوْلًا مَّيْسُورًا ۝	وَلَا تَجْعَلْ	يَدَكَ	مَعُولَةً
تب تو کہہ	ان سے	نرم بات	اور تو مت بنا	اپنے ہاتھ کو	باندھا ہوا

وَلَا تَبْسُطْهَا	كُلَّ الْبَسُطِ	فَتَقْعَدَ	مَلُومًا	181 اور 182 مَحْسُورًا ﴿١٨١﴾
اور تو مت کھول اس کو	جیسے بالکل کھولنا ہے	نتیجہ تو بیٹھ رہے	لامت کیا ہوا	تھکا ہارا ہوتے ہوئے
إِنَّ	رَبَّكَ	الرِّزْقِ	لِمَنْ	يَشَاءُ
بیشک	تیرا رب	روزی کو	اس کے لئے جس کے لئے	وہ چاہتا ہے
وَيَقْدِرُ	يَبْسُطُ	إِنَّهُ	كَانَ	بِعَبَادِهِ
اور وہ اندازہ لگاتا ہے (یعنی ناپ تول کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے)	کشادہ کرتا ہے	یقیناً وہ	ہے	اپنے بندوں سے
حَبِيرًا	بَصِيرًا ﴿١٨٢﴾			
ہر حال میں باخبر رہنے والا	ہر حال میں دیکھنے والا			

نوٹ: 1

والدین کے حقوق کے لیے معارف القرآن جلد 5- صفحات 451 تا 557 کا مطالعہ مفید رہے گا۔ وہاں سے پڑھ لیا جائے۔ معارف القرآن کی جلد 5- کے صفحات 551 تا 557 میں والدین کے حقوق پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہم اس کے چند اقتباسات ذیل میں نقل کر رہے ہیں۔

۱۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے ادب و احترام اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کو اپنی عبادت کے ساتھ ملا کر واجب کیا ہے۔ جیسا کہ سورہ لقمان (آیت نمبر ۱۴) میں اپنے شکر کے ساتھ والدین کے شکر کو ملا کر لازم فرمایا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے شکر کی طرح والدین کا شکر گزار ہونا واجب ہے۔ (میرے خیال میں یہ بات ہمیں اس طرح سمجھنا چاہئے کہ اللہ کی اطاعت کے ساتھ والدین کی اطاعت اور اللہ کے شکر کے ساتھ والدین کا شکر لازم و لازم ہیں۔ مرتب)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کے لئے اپنے ماں باپ کا فرمانبردار رہا اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھلے رہیں گے۔ اور جو ان کا فرمانبردار نہ ہو اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھلے رہیں گے اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہی تھا تو ایک دروازہ۔ اس پر ایک شخص نے سوال کیا کہ یہ جہنم کی وعید اس صورت میں بھی ہے کہ ماں باپ نے اس پر ظلم کیا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا **إِنْ ظَلَمْنَا وَإِنْ ظَلَمْنَا وَإِنْ ظَلَمْنَا** (اور اگر ان دونوں نے ظلم کیا) اس کا حاصل یہ ہے کہ اولاد کو ماں باپ سے انتقام لینے کا حق نہیں ہے۔ اگر انہوں نے ظلم کیا تو اسے اجازت نہیں ہے کہ وہ ان کی خدمت اور اطاعت سے ہاتھ کھینچ لے۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی باپ کی ناراضی میں ہے۔ (میں نے ایک عالم دین سے پوچھا تھا کہ ماں اور باپ میں سے کس کا حق زیادہ ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ خدمت گزارری میں ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے اور اطاعت میں باپ کا حق ماں سے زیادہ ہے۔ مرتب)

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور سب گناہوں کی سزا تو اللہ تعالیٰ جس کو جانتے ہیں قیامت تک مؤخر کر دیتے ہیں۔ بجز والدین کی حق تلفی اور نافرمانی کے کہ اس کی سزا آخرت سے پہلے دنیا میں بھی دی جاتی ہے۔

۵۔ اس پر علماء و فقہاء کا اتفاق ہے کہ والدین کی اطاعت صرف جائز کاموں میں واجب ہے۔ ناجائز یا گناہ کے کام میں واجب تو کیا جائز بھی نہیں ہے (کیونکہ) حدیث میں ہے کہ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

۶۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد میں شریک ہونے کی اجازت لینے کے لئے حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے والدین زندہ ہیں۔ اس نے کہا کہ ہاں زندہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **فَقِيْهِمَا فِجَاهُ** (تو ان دونوں میں پھر تم جہاد کرو) مطلب یہ ہے کہ ان خدمت میں ہی تمہیں جہاد کا ثواب مل جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب تک جہاد فرض کفایہ کے درجے میں ہو تو اولاد کے لئے وہ کام ماں باپ کی اجازت کے بغیر کرنا جائز نہیں ہے۔ جس کو بقدر فرض دین کا علم حاصل ہے وہ عالم بننے کے لئے سفر کرے یا لوگوں کو تبلیغ و دعوت کے لئے سفر کرے تو یہ والدین کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔

۷۔ ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی ان کا کوئی حق میرے ذمہ باقی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ ان کے لئے دعاء مغفرت اور استغفار کرنا اور جو عہد انہوں نے کسی سے کیا تھا اس کو پورا کرنا اور ان کے دوستوں کا احترام کرنا اور ان کے ایسے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا جن کا رشتہ صرف ان ہی کے واسطے سے ہے۔ والدین کے یہ حقوق ہیں جو ان کے بعد بھی تمہارے ذمہ باقی ہیں۔

۸۔ والدین اگر مسلمان ہوں تو ان کے لئے رحمت کی دعا ظاہر ہے۔ لیکن اگر وہ مسلمان نہ ہوں تو ان کی زندگی میں یہ دعا **(وَقُلْ رَبِّ ارْزُقْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِيْ صَغِيْرًا)** اس نیت سے جائز ہوگی کہ ان کو دنیا کی تکالیف سے نجات ہو اور ایمان کی توفیق ہو۔ لیکن مرنے کے بعد ان کے لئے یہ دعاء رحمت جائز نہیں ہے۔

۹۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور شخایت کی کہ میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے باپ کو بلا کر لاؤ۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ جب اس کا باپ آجائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پوچھیں کہ وہ کلمات کیا ہیں۔ جو اس نے دل میں کہے ہیں اور خود اس کے کانوں نے بھی ان کو نہیں سنا۔ جب وہ اپنے والد کو لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ تمہارا بیٹا شکایت کرتا ہے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اس کا مال چھین لو۔ والد نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پوچھیں کہ میں اس کی پوچھی، خالہ یا اپنے نفس کے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ایہ“ اس کا مطلب یہ ہے کہ بس حقیقت معلوم ہوگئی۔ اب اور کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد اس کے والد سے پوچھا کہ وہ کلمات کیا ہیں جن کو ابھی تک خود تمہارے کانوں نے بھی نہیں سنا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا ایمان بڑھا دیتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ میں نے چند اشعار دل میں کہے تھے جن کو میرے کانوں نے بھی نہیں سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہمیں سناؤ۔ اس نے وہ اشعار سنائے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

”میں نے تجھے بچپن میں غذادی اور جوان ہونے کے بعد بھی تیری ذمہ داری۔ تیرا سب کھانا پینا میری ہی کمائی سے تھا۔ جب کسی رات میں تجھے کوئی بیماری پیش آگئی تو میں نے تمام رات بیداری اور بقراری میں گزاری۔ گویا کہ تیری بیماری مجھے ہی لگی ہے جس کی وجہ سے تمہارا شب روتا رہا۔ میرا دل تیری ہلاکت سے ڈرتا رہا حالانکہ میں جانتا تھا کہ موت کا ایک دن مقرر ہے۔ جو آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ پھر جب تم اس عمر کو پہنچ گئے جس کی میں تمنا کیا کرتا تھا تو تو نے میرا بدلہ سخت کلامی بنا دیا گویا کہ تو ہی مجھ پر احسان کر رہا ہے۔ کاش اگر تجھ سے میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں ہو سکتا تو کم از کم ایسا ہی کر لیتا جیسا ایک شریف پڑوسی کیا کرتا ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سن کر بیٹے کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا اَنْتَ وَمَالُكَ لِابْنِكَ یعنی تو بھی اور تیرا مال بھی تیرے باپ کے لئے ہے۔ (ڈاکٹر غلام مرتضیٰ مرحوم نے اپنے ایک خطاب میں فرمایا تھا کہ لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ بیوی بچوں کا خرچ پورا نہیں ہوتا تو والدین کو کہاں سے دیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ میرے بھائی آپ کا سوال غلط ہے۔ اگر آپ مجھ سے پوچھتے کہ والدین کا خرچ پورا نہیں ہوتا تو بیوی بچوں کو کہاں سے دیں، پھر میں آپ کو بتاتا کہ آپ کو کیا کرنا چاہئے۔ مرتب)

نوٹ-2

فضول خرچی کے معنی کو قرآن حکیم نے دو لفظوں سے تعبیر فرمایا ہے، ایک تبذیر اور دوسرا اسراف۔ تبذیر کی ممانعت تو زیر مطالعہ آیت ۲۶ سے واضح ہے جب کہ اسراف کی ممانعت وَلَا تُسْرِفُوا (الاعراف-۳۱) سے ثابت ہے بعض حضرات نے یہ تفصیل کی ہے کہ کسی گناہ میں یا بالکل بے موقع اور بے محل خرچ کرنے کو تبذیر کہتے ہیں اور جہاں خرچ کرنے کا جائز موقع تو ہو مگر ضرورت سے زیادہ خرچ کیا جائے تو اس کو اسراف کہتے ہیں۔ اس لئے تبذیر بہ نسبت اسراف کے زیادہ سخت ہے اور مبذرین کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (31 تا 35)

ز ن ی

زنا کرنا۔ ﴿وَلَا يَفْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ﴾ (25/ الفرقان: 68) ”اور وہ لوگ قتل نہیں کرتے اس جان کو جسے محترم کیا اللہ نے مگر حق کے ساتھ اور وہ لوگ زنا نہیں کرتے۔“

زَنِی

(ض)

اسم ذات بھی ہے۔ زنا۔ زیر مطالعہ آیت ۳۲۔
اسم الفاعل ہے۔ زنا کرنے والا۔ ﴿الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً﴾ (24/ النور: 3) ”زنا کرنے والا نکاح نہیں کرتا مگر زنا کرنے والی سے یا شرک کرنے والی سے۔“

زَنِی

زَانٍ

ترجمہ

وَلَا تَقْتُلُوا	أَوْلَادَكُمْ	خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ط	نَحْنُ	نَزَّزْنَاهُمْ
اور تم لوگ قتل مت کرو	اپنی اولاد کو	مفلس ہونے کے خوف سے	ہم ہی	رزق دیتے ہیں ان کو
وَأَيَّاكُمْ ط	إِنَّ	قَتَلَهُمْ	كَانَ	وَلَا تَقْرَبُوا
اور تم کو بھی	یقیناً	ان کو قتل کرنا	ہے	اور تم لوگ قریب مت ہو
الزَّانِي	إِنَّهُ	كَانَ	فَاحْشَةً ط	سَيِّئًا ٥
زنا کے	یقیناً وہ	ہے	ایک بے حیائی	بلحاظ راستہ کے
وَلَا تَقْتُلُوا	النَّفْسَ الَّتِي	حَرَّمَ	إِلَّا	بِالْحَقِّ ط
اور تم لوگ قتل مت کرو	اس جان کو جس کو	(قتل کرنا) حرام کیا	اللہ نے	حق کے ساتھ

وَمَنْ	قَتَلَ	مَظْلُومًا	فَقَدْ جَعَلْنَا	لَوْلِيَّهِ	1181 سُلْطَانًا
اور جو	قتل کیا گیا	مظلوم ہوتے ہوئے	تو ہم نے بنا دیا ہے	اس کے ولی کے لئے	ایک اختیار
فَلَا يُسْرِفُ	فِي الْقَتْلِ	إِنَّكَ	كَانَ	مَنْصُورًا	③
تو اسے چاہئے کہ حد سے تجاوز نہ کرے	قتل کرنے میں	بیشک وہ	ہے	مدد کیا ہوا	
وَلَا تَقْرَبُوا	مَالَ الْيَتِيمِ	إِلَّا بِأَلْتِي	رَحَى	أَحْسَنُ	
اور تم لوگ قریب مت ہو	یتیم کے مال کے	سوائے اس کے ساتھ جو کہ	وہ ہی	سب سے بہتر ہو	
حَتَّى	يَبْلُغَ	أَشَدَّ	وَأَوْفُوا	بِالْعَهْدِ	إِنَّ
یہاں تک کہ	وہ پہنچے	اپنی پختگی کو	اور تم لوگ پورا کرو	وعدے کو	یقیناً
كَانَ	مَسْئُولًا	وَأَوْفُوا	الْكَيْلَ	إِذَا	كَلَّمْتُمْ
ہے	پوچھا جانے والا	اور تم لوگ پورا کرو	ناپ کو	جب بھی	تم لوگ ناپو
زِنُوا	بِالْقِسَاطِ الْمُسْتَقِيمِ	ذَلِكَ	خَيْرٌ	وَأَحْسَنُ	تَأْوِيلًا
تم لوگ وزن کرو	سیدھے ترازو سے	یہ	سب سے بہتر ہے	اور سب سے اچھا ہے	بلحاظ انجام کے

ترازو کے لئے عربی لفظ میزان ہے۔ قسطاس کے معنی بھی ترازو ہے لیکن یہ عربی لفظ نہیں ہے۔ یہ یونانی لفظ ہے اور عرب تاجروں کے ذریعہ عرب میں بھی رائج ہو گیا۔ (حافظ احمد یار صاحب)

نوٹ-1

قتل نفس سے مراد صرف دوسرے انسان کا قتل ہی نہیں ہے، بلکہ خود اپنے آپ کو قتل کرنا بھی ہے۔ اس لئے کہ نفس، جس کو اللہ نے ذی حرمت قرار دیا ہے، اس کی تعریف میں دوسرے نفوس کی طرح انسان کا اپنا نفس بھی داخل ہے۔ لہذا اجتنب بڑا جرم اور گناہ قتل انسان ہے، اتنا ہی بڑا جرم اور گناہ خودکشی بھی ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ-2

اسلامی قانون میں قتل بالہق کی پانچ صورتیں ہیں۔ (۱) قتل عمد کے مجرم سے قصاص (۲) دین حق کے راستے میں مزاحمت کرنے والوں سے جنگ (۳) اسلامی نظام حکومت کو الٹنے کی سعی کرنے والوں کو سزا (۴) شادی شدہ مرد یا عورت کو ارتکاب زنا کرنا سزا (۵) ارتداد کی سزا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ-3

ولی کے اختیار کا مطلب یہ ہے کہ وہ قصاص کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اس سے اسلامی قانون کا یہ اصول نکلتا ہے کہ قتل کے مقدمے میں اصل مدعی حکومت نہیں بلکہ اولیائے مقتول ہیں۔ ان کو اختیار ہے کہ وہ قصاص میں قاتل کو قتل کروائیں یا خون بہا لینے پر راضی ہوں یا قاتل کو بالکل معاف کر دیں۔ البتہ قاتل کو سزا دینا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ مقتول کے اولیاء اور اس کے قبیلہ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ خود قاتل کو قتل کریں۔ اگر ان کو حکومت کی طرف سے قصاص لینے میں مدد نہیں ملتی تب بھی انہیں قاتل سے بدلہ لینے کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی بدلہ لیتا ہے اور خود قاتل کو قتل کر دیتا ہے تو اب وہ خود قاتل عمد کا مجرم اور گناہگار ہے۔ ایسی صورت میں انہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا ہے اور فیصلہ اللہ پر چھوڑ دینا ہے۔ اس حکم پر عمل کرنے والے کو بے غیرت کہنا یا سمجھنا خود بھی ایک گناہ ہے۔

نوٹ-4

نوٹ-5

اسراف فی القتل کے متعدد صورتیں ہیں۔ مثلاً اگر قاتل پر قابو نہ پاسکے تو اس کے خاندان یا قبیلے کے کسی فرد کو قتل کرنا۔ یا قاتل کے ساتھ اور لوگوں کو قتل کرنا یا خون بہا لینے کے بعد پھر قتل کرنا۔ وغیرہ وغیرہ یہ سب ممنوع ہیں اور گناہ ہیں۔

آیت نمبر (36 تا 40)

م ر ح

(س) مَرَحًا ناز سے چلنا۔ اٹھلانا۔ اترانا۔ ﴿ذَلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَكْرَهُونَ﴾ (40/ المؤمن: 75) ”یہ اس سبب سے ہے جو تم لوگ خوش ہوتے تھے زمین میں ناحق اور اس سبب سے ہے جو تم لوگ اٹھلاتے تھے۔“ اور زیر مطالعہ آیت۔

۳۷

ترکیب

(آیت-۳۶) السَّعِ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ، یہ سب إِنَّ کے اسم ہیں۔ اس کے آگے پورا جملہ کُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا۔ إِنَّ کی خبر ہے۔ اس جملہ میں کُلُّ أُولَئِكَ مرکب اضافی كَانَ کا اسم ہے۔ جب کہ مَسْئُولًا اس کی خبر ہے۔ اس میں إِنَّ کے تینوں اسم یعنی السَّعِ، الْبَصَرَ اور الْفُؤَادَ کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے اسم اشارہ أُولَئِكَ جمع کا صیغہ آیا ہے، لیکن عَنْهُ میں جمع کی ضمیر عَنْهُمْ کے بجائے واحد ضمیر عَنْهُ آئی ہے۔ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ہر ایک صلاحیت کے بارے میں الگ الگ پوچھا جائے گا۔ (آیت-۳۷) مَرَحًا مصدر ہے اور حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (آیت-۳۸) کُلُّ ذَلِكِ مبتداء ہے اور آگے کا پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ اس جملہ میں كَانَ کا اسم سَيِّئَةً ہے جب کہ مَكْرُوهًا اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

وَلَا تَقْفُ	مَا	لَيْسَ لَكَ	بِهِ	عِلْمٌ	إِنَّ	السَّعِ
اور تو پیچھے مت پڑ	اس کے	نہیں ہے تیرے لئے (یعنی تیرے پاس)	جس کا	کوئی علم	یقیناً	سماعت
وَالْبَصَرَ	وَالْفُؤَادَ	كُلُّ أُولَئِكَ	كَانَ	عَنْهُ	مَسْئُولًا	
اور بصارت	اور دل	ان کے سب ہیں (کہ)	ہے	اس (ہر ایک) کے بارے میں	پوچھا جانے والا	
وَلَا تَنْبَسْ	فِي الْأَرْضِ	مَرَحًا	إِنَّكَ	لَنْ تَخْرُقَ		
اور تو مت چل	زمین میں	اتراتا ہوا	یقیناً تو	ہرگز نہیں پھاڑ سکے گا		
الْأَرْضِ	وَلَنْ تَبْلُغَ	الْجِبَالَ	طُولًا	كُلُّ ذَلِكِ		
زمین کو	اور تو ہرگز نہیں پہنچ سکے گا	پہاڑوں کو	بلحاظ لمبائی کے	اس کا سب ہے (کہ)		
كَانَ	سَيِّئَةً	عِنْدَ رَبِّكَ	مَكْرُوهًا	ذَلِكَ		
ہے	اس (ہر ایک) کی برائی	آپ کے رب کے نزدیک	نا پسند کی ہوئی	یہ		
مِمَّا	أَوْحَى	إِلَيْكَ	رَبُّكَ	مِنَ الْحِكْمَةِ	وَلَا تَجْعَلْ	
اس میں سے ہے جو	وحی کیا	آپ کی طرف	آپ کے رب نے	حکمت میں سے	اور مت بنا	

مَعَ اللَّهِ	إِلَهًا آخَرَ	فَتُلْقَىٰ	فِي جَهَنَّمَ	مَلُومًا ¹¹⁸¹
اللہ کے ساتھ	کوئی دوسرا معبود	نتیجہ تو ڈالا جائے گا	جہنم میں	ملامت کیا ہوا ہوتے ہوئے
مَذْهُورًا ۝	أَفَأَصْفُكُمْ	تَوَكَّلُوا	رَبُّكُمْ	بِالْبَيْنِ
رانہ کر کے	تو کیا مخصوص کیا تم لوگوں کو	تمہارے رب نے	بیٹوں کے ساتھ	
وَاتَّخَذَ	مِنَ الْمَلَائِكَةِ	إِنَّا كَاط	إِنَّا كَم	لَتَقُولُونَ
اور (خود) اس نے بنائیں	فرشتوں میں سے	بیٹیاں	بیشک تم لوگ	یقیناً کہتے ہو
				قَوْلًا عَظِيمًا ۝
				ایک بڑی بات

نوٹ-1

آیت-۳۶، میں لفظ ”علم“ اپنے اصطلاحی اور لغوی، دونوں مفہوموں کا جامع ہے۔ (آیت-۱۶/۵۶، نوٹ-۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے عقائد اور نظریات کو اختیار نہ کرے جن کی سند قرآن وحدیث میں نہ ہو۔ زندگی کے معاملات میں جن اوامر اور نواہی کی سند قرآن وحدیث میں ہو ان کے خلاف نہ کرے۔ دیگر معاملات میں قابل اعتبار معلومات کے بغیر محض ظن اور گمان کی بنید پر نہ تو کوئی رائے قائم کرے اور نہ ہی کوئی فیصلہ یا اقدام کرے۔

نوٹ-2

زندگی کے تمام معاملات میں کوئی رائے قائم کرنے یا فیصلہ کرنے کا جو Process ہے، اس کی وضاحت آیت-۷/۱۷۹، نوٹ-۲، میں کی جا چکی ہے۔ اس کو دوبارہ پڑھ لیں۔ زیر مطالعہ آیت-۳۶، میں ہم کو یہ بتایا گیا ہے کہ فیصلہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیتیں دے کر انسان کو دنیا کی امتحان گاہ میں بھیجا، ان کے متعلق پوچھا جائے گا کہ ان کو استعمال بھی کیا تھا یا محض اندھی تقلید پر ہی زندگی بسر کرتے رہے اور اگر استعمال کیا تھا تو کس مقصد کے لئے استعمال کیا۔

نوٹ-3

آیت-۳۶ میں الفاظ آئے ہیں ”عَنْهُ مَسْئُولًا“، عام طور پر اس کا مطلب بیان کیا گیا ہے کہ کان، آنکھ اور دل سے پوچھا جائے گا لیکن استاد محترم حافظ احمد یار صاحب کو اس سے اتفاق نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سَمَلٌ زَيْدٌ کا مطلب ہے اس نے زید سے پوچھا۔ جب کہ سَمَلٌ عَنْ زَيْدٍ کا مطلب ہے اس نے زید کے بارے میں پوچھا۔ اس لحاظ سے مذکورہ الفاظ کا مطلب یہ بنتا ہے کہ مذکورہ صلاحیتوں سے نہیں بلکہ ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

آیت نمبر (41 تا 44)

ترجمہ

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا	فِي هَذَا الْقُرْآنِ	لِيَذْكُرُوا
اور بیشک ہم نے بار بار بیان کیا ہے (مضامین کو)	اس قرآن میں	تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں
وَمَا يَزِيدُهُمْ	إِلَّا	نُفُورًا ۝
اور وہ (یعنی قرآن) زیادہ نہیں کرتا ان کو	مگر	آپ کہہ دیجئے
كَانَ	مَعَهُ	إِلَٰهَةٌ
ہوئے	اس (اللہ) کے ساتھ	دوسرے معبود
	جیسے کہ	وہ لوگ کہتے ہیں
		تبتو

لَا تَبْتَغُوا	إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ	سَبِيلًا ۝	سَبْحَنَهُ 1181
وہ (دوسرے معبود) ضرورتاً تلاش کرتے	عرش والے کی طرف	کوئی راستہ	پاکیزگی اس کی ہے
وَتَعْلَىٰ	عَمَّا	يَقُولُونَ	عُلُوًّا كَبِيرًا ۝
اور وہ بلند ہوا	اس سے جو	وہ لوگ کہتے ہیں	جیسا بڑے بلند ہونے کا حق ہے
لَهُ	السَّمُوتِ السَّبْعُ	وَالْأَرْضُ	وَمَنْ
اس کی	سات آسمان	اور زمین	اور وہ جو
إِلَّا	يُسَبِّحُ	بِحَمْدِهِ	وَلَكِنْ
مگر (یہ کہ)	وہ تسبیح کرتی ہے	اس کی حمد کے ساتھ	اور لیکن
تَسْبِيحَهُمْ ط	إِنَّهُ	كَانَ	حَلِيمًا
ان کی تسبیح کو	بیشک وہ	ہے	بردبار
لَا تَفْقَهُونَ	وَمَنْ	فِيهِنَّ ط	وَأِنْ
تم لوگ سمجھتے نہیں ہو	اور وہ جو	ان میں ہیں	اور نہیں ہے
كُفُّورًا ۝	وَمَنْ	فِيهِنَّ ط	وَأِنْ
بے انتہا بخشنے والا	اور وہ جو	ان میں ہیں	اور نہیں ہے

نوٹ - 1

فرشتوں، انسانوں، اور جنوں کے علاوہ جو باقی چیزیں ہیں ان کی تسبیح کا کیا مطلب ہے؟ بعض علماء نے فرمایا کہ ان کی تسبیح سے مراد تسبیح حال ہے۔ یعنی ہر چیز کا مجموعی حال بتا رہا ہے کہ وہ اپنے وجود میں مستقل اور دائمی نہیں ہے بلکہ وہ کسی بڑی قدرت کے تابع چل رہا ہے۔ یہی شہادت حال اس کی تسبیح ہے۔ (اس میں اب یہ اضافہ بھی پڑھنے اور سننے میں آتا ہے کہ ہر چیز اپنے وجود سے گواہی دے رہی ہے کہ ان کا خالق ہر نقص اور عیب سے پاک ہے۔ یہ ان کی تسبیح ہے۔ مرتب) مگر دوسرے اہل تحقیق کا قول یہ ہے کہ تسبیح اختیاری تو صرف فرشتوں اور مومن جن و انس کے لئے مخصوص ہے۔ جب کہ تکوینی طور پر کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کا تسبیح خواہ ہے۔ قرآن کریم کا یہ ارشاد کہ تم لوگ ان کی تسبیح کہ سمجھتے نہیں ہو، اس پر دلالت کرتا ہے کہ ذرہ ذرہ کی تسبیح کوئی ایسی چیز ہے جس کو عام انسان سمجھ نہیں سکتے۔ جب کہ تسبیح حالی کو تو اہل عقل و فہم سمجھ سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تسبیح صرف حالی نہیں بلکہ حقیقی بھی ہے مگر ہمارے فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔ امام قرطبیؒ نے اسی کو رائج قرار دیا ہے اور اس پر قرآن و سنت کے بہت سے دلائل پیش کئے ہیں۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (45 تا 48)

س ت ر

(ن-ض)

سَتَرًا

سِتْرًا

مَسْتَوْرًا

اِسْتِتَارًا

(استفعال)

کسی چیز کو ڈھانکنا۔ چھپانا۔

اس ذات ہے۔ ہر وہ چیز جس سے کوئی چیز چھپائی جائے۔ اوٹ۔ آڑ۔ ﴿لَمْ نَجْعَلْ لَهُمْ مِّنْ دُونِهَا سِتْرًا﴾ (18/ الکہف: 90) ”ہم نے نہیں بنایا ان کے لئے اس سے کوئی آڑ۔“

اسم المفعول ہے۔ ڈھانکا ہوا۔ چھپایا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت - ۴۵۔

ڈھکنا۔ چھپنا۔ پردہ کرنا۔ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ﴾ (41/ حم السجدة: 22) ”اور تم لوگ پردہ نہیں کرتے تھے۔“

ترجمہ					
وَإِذَا	قَرَأْتَ	الْقُرْآنَ	جَعَلْنَا	بَيْنَكَ	وَبَيْنَ الَّذِينَ
اور جب بھی	آپ پڑھتے ہیں	قرآن	تو ہم بنادیتے ہیں	آپ کے	اور ان کے درمیان جو
لَا يُؤْمِنُونَ	بِالْآخِرَةِ	حِجَابًا مَّسْتُورًا ۝	وَجَعَلْنَا	عَلَى قُلُوبِهِمْ	
ایمان نہیں لاتے	آخرت پر	ایک چھپایا ہوا پردہ	اور ہم ڈال دیتے ہیں	ان کے دلوں پر	
أَكِنَّةٌ	أَنْ	يَفْقَهُوهُ	وَفِي أَذَانِهِمْ	وَقُرْأُ	وَإِذَا
غلاف	کہ (کہیں)	وہ لوگ سمجھ لیں اس کو	اور ان کے کانوں میں	ایک بوجھ	اور جب بھی
ذَكَرْتَ	رَبَّكَ	فِي الْقُرْآنِ	وَحُدَا	وَلَوْ	عَلَى أَدْبَارِهِمْ
آپ ذکر کرتے ہیں	اپنے رب کا	قرآن میں	اس کے واحد ہونے کا	تو وہ پھیر دیتے ہیں (خود کو)	اپنی پیٹھوں پر
نُفُورًا ۝	نَحْنُ	أَعْلَمُ	بِمَا	يَسْتَعِينُونَ	
نفرت کرتے ہوئے	ہم	سب سے زیادہ جانتے ہیں	اس کو	یہ لوگ غور سے سنتے ہیں	
بِهِ	إِذْ	يَسْتَعِينُونَ	إِلَيْكَ	وَإِذْ	هُمْ
جس کے سبب سے	جب	یہ لوگ کان دھرتے ہیں	آپ کی طرف	اور جب	یہ لوگ
إِذْ يَقُولُ	الظَّالِمُونَ	إِنْ	تَتَّبِعُونَ	إِلَّا	رَجُلًا مَّسْحُورًا ۝
جب کہتے ہیں	یہ ظالم لوگ	نہیں	پیروی کرتے تم لوگ	مگر	ایک جادو کئے ہوئے شخص کی
أُنْظَرُ	كَيْفَ	ضَرَبُوا	لَكَ	الْأَمْثَالَ	فَضَلُّوا
آپ دیکھیں	کیسے	انہوں نے بیان کیں	آپ کے لئے	مثالیں	نتیجتاً وہ گمراہ ہوئے
فَلَا يَسْتَطِيعُونَ			سَبِيلًا ۝		
پس وہ استطاعت نہیں رکھتے			کسی راستے کی		



1181

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آیت نمبر (49 تا 52)

1213
سبق۔ 4/74
100 تا 49/17

ر ف ت

(ن) رَفْتًا
رَفَاتٌ
کسی چیز کو توڑنا۔ کوٹنا۔
چورہ۔ ریزہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۹۔

ج د د

(ض) جَدَّةٌ
جَدًّا
جَدِيدٌ
جُدَّةٌ
کسی چیز کا نیا ہونا۔
کسی چیز کو کاٹنا۔ راستہ طے کرنا۔
فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ نیا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۹۔
ج جُدْدٌ۔ طریقہ۔ راستہ۔ ﴿وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بَيَضٌ﴾ (35/ فاطر: 27) ”اور پہاڑوں
میں سفید راستے ہیں۔“
بزرگی اور عظمت والا ہونا۔
(س) جَدًّا
جَدُّ
اسم ذات بھی ہے۔ عظمت، بزرگی۔ ﴿وَ أَتَىٰ تَعْلَىٰ جَدُّ رَبِّنَا﴾ (72/ الجن: 3) ”اور یہ کہ بلند
ہوئی ہمارے رب کی عظمت۔“

ن غ ض

(ن-ض) نَغَضًا
انْغَاضًا
کانپنا۔ ہلنا۔
تجب یا مسخری میں کوئی عضو ہلانا۔ جیسے ہاتھ نچانا۔ سرمٹکانا۔ وغیرہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۵۱۔

ترجمہ

وَقَالُوا	ء	إِذَا	كُنَّا	عِظَامًا	وَرَفَاتًا	ء	إِنَّا
اور انہوں نے کہا	کیا	جب	ہم ہوں گے	ہڈیاں	اور چورہ	کیا	ہم
كَبَعُوْنُوْنَ	خَلَقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾		قُلْ		كُوْنُوْا		
ضرور اٹھائے جانے والے ہیں	ایک نئی مخلوق ہوتے ہوئے		آپ کہہ دیجئے		تم لوگ ہو جاؤ		
جَجَارَةً	أَوْ	حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾	أَوْ	خَلْقًا	مِمَّا	يَكْبُرُ	
کوئی پتھر	یا	کوئی لوہا	یا	کوئی مخلوق	جس کو	مشکل سمجھو	
فِي صُدُوْرِكُمْ ؕ			فَسَيَقُوْلُوْنَ		مَنْ		
اپنے جی میں (پھر بھی اٹھائے جاؤ گے)			پھر وہ کہیں گے		کون		

يُعِيدُنَا ۛ	قُلْ	الَّذِي	فَطَرَكُمْ	أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ	فَسَيَنْخِضُونَ ¹²¹³
لوٹائے گا ہم کو	آپ کہہ دیجئے	وہ جس نے	وجود بخشتا تم کو	پہلی مرتبہ	پھر وہ لوگ مٹ جائیں گے
إِلَيْكَ	رَوْسَهُمْ	وَيَقُولُونَ	مَتَى	هُوَ	قُلْ
آپ کی طرف	اپنے سروں کو	اور کہیں گے	کب	وہ ہے (یعنی ہوگا)	آپ کہہ دیجئے
عَسَى	أَنْ	يَكُونُ	قَرِيبًا ۝۵۱	يَدْعُوكُمْ	فَسَتَجِيبُونَ
ہوسکتا ہے	کہ	وہ ہو	قریب	وہ پکارے گا تم لوگوں کو	پھر تم لوگ جواب دو گے
بِحَبِيدِهِ	وَتَتَذَكَّرُونَ	إِنْ	لَبِئْسَ تَمَ ۚ	إِلَّا	قَلِيلًا ۝۵۲
اس کی حمد کے ساتھ	اور گمان کرو گے (کہ)	نہیں	ٹھہرے تم	مگر	تھوڑا (عرصہ)

آیت نمبر (53 تا 57)

ترجمہ:					
وَقُلْ	لِعِبَادِي	يَقُولُوا	الَّتِي	هِيَ	أَحْسَنُ ۚ
آپ کہہ دیجئے	میرے بندوں سے (کہ)	وہ لوگ کہیں	وہ جو کہ	وہ ہی	سب سے اچھا ہے
إِنَّ	الشَّيْطَانَ	يَنْزِعُ	بَيْنَهُمْ ۚ	إِنَّ	كَانَ
بیشک	شیطان	فساد ڈالتا ہے	ان کے درمیان	بیشک	شیطان
لِلْإِنْسَانِ	عَدُوًّا مُّبِينًا ۝۵۳	رَبُّكُمْ	أَعْلَمُ	يَكْمُ ۚ	تَمَ لَوْ كُنْتُمْ
انسان کے لئے	ایک کھلا دشمن	تم لوگوں کا رب	سب سے زیادہ جاننے والا	تم لوگوں کو	
إِنْ	يَشَأْ	يُوحِكُمْ	أَوْ	إِنْ	يَشَأْ
اگر	وہ چاہے گا	تو وہ رحم کرے گا تم لوگوں پر	یا	اگر	وہ چاہے گا
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ	عَلَيْهِمْ	وَكَيْلًا ۝۵۴	وَرَبُّكَ	أَعْلَمُ	سَبَّ سَبَّ جَانِئِهِ ۚ
اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو	ان پر	کوئی نگہبان (بنا کر)	اور آپ کا رب	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	
بِمَنْ	فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ	وَلَقَدْ فَضَّلْنَا	بَعْضَ النَّبِيِّينَ	اس کو جو	نبیوں کے بعض کو
اس کو جو	آسمانوں اور زمین میں ہے	اور بیشک ہم نے فضیلت دی ہے	نبیوں کے بعض کو		
عَلَىٰ بَعْضِ	وَاتَيْنَا	دَاوُدَ	زَبُورًا ۝۵۵	قُلْ	ادْعُوا
بعض پر	اور ہم نے دی	داؤد کو	زبور	آپ کہئے	تم لوگ پکارو
رَعَمْتُمْ	مَنْ دُونِهِ	فَلَا يَمْلِكُونَ	كُشْفَ الضُّرِّ	عَنْكُمْ	تَمَ لَوْ كُنْتُمْ
تمہیں زعم ہے	اس (اللہ) کے علاوہ	تو وہ لوگ اختیار نہیں رکھتے	تکلیف کو کھولنے کا	تم لوگوں سے	

وَلَا تَحْوِيلًا ﴿٥٦﴾	أُولَئِكَ	الَّذِينَ	يَدْعُونَ	يَبْتَغُونَ
اور نہ ہی بدلنے کا	وہ لوگ	جن کو	یہ لوگ پکارتے ہیں	وہ لوگ (تو خود) تلاش کرتے ہیں
إِلَىٰ رَبِّهِمْ	الْوَسِيلَةَ	أَيُّهُمْ	أَقْرَبُ	وَيَرْجُونَ
اپنے رب کی طرف	قربت کو	(کہ) ان کا کون	زیادہ قریب (ہوتا) ہے	اور وہ لوگ امید رکھتے ہیں
وَيَخَافُونَ	عَذَابَ	إِنَّ	عَذَابَ رَبِّكَ	كَانَ
اور وہ خوف کرتے ہیں	اس کے عذاب کا	بیشک	آپ کے رب کا عذاب	ہے
				مَحْدُودًا ۝
				کہ جس سے بچا جائے

نوٹ-1

زیر مطالعہ آیت- ۵۴ میں دعوت کے معاملے میں مومنین اور پیغمبر کی ذمہ داری کی حد واضح فرمادی۔ فرمایا کہ یہ خدا ہی کو معلوم ہے کہ کون رحمت کا مستحق ہے اور وہ ہدایت پا کر رحمت کا مستحق ہوگا اور کون عذاب کا مستحق ہے اور وہ گمراہی پر جے رہ کر عذاب کا مستحق ٹھہرے گا۔ پیغمبر اور اس کے ساتھیوں پر یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ سب کو مومن بنادیں۔ ان پر ذمہ داری صرف حق پہنچا دینے کی ہے۔ ماننا نہ ماننا ان کا کام ہے۔ (تدبر قرآن)

اس میں یہ بھی ہدایت ہے کہ اہل ایمان کی زبان پر کبھی ایسے دعوے نہیں آنے چاہئیں کہ ہم جنتی ہیں اور فلاں شخص یا گروہ دوزخی ہے۔ اس کا فیصلہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ وہی سب انسانوں کے ظاہر و باطن اور ان کے حال و مستقبل سے واقف ہے۔ اسی کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کسی پر رحمت فرمائے اور کسے عذاب دے۔ انسان اصولی طور پر تو یہ کہنے کا مجاز ہے کہ کتاب اللہ کی رو سے کس قسم کے انسان رحمت کے مستحق ہیں اور کس قسم کے انسان عذاب کے مستحق ہیں مگر یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ فلاں شخص کو عذاب دیا جائے اور فلاں شخص کو بخشا جائے گا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ-2

آیت- ۵۵ کا مطلب ہے کہ زمین و آسمان کے تمام انسان، جنات اور فرشتوں کا اسے علم ہے۔ ان کے مراتب کا بھی اسے علم ہے۔ ایک کو ایک پر فضیلت ہے۔ نبیوں میں بھی درجے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبیوں میں فضیلتیں نہ قائم کیا کرو۔ اس سے مطلب تعصب اور نفس پرستی سے اپنے طور پر فضیلت قائم کرنا ہے، نہ یہ کہ قرآن و حدیث سے ثابت شدہ فضیلت سے بھی انکار۔ جو فضیلت جس نبی کی از روئے دلیل ثابت ہو اس کا ماننا واجب ہے۔ (ابن کثیر)

نوٹ-3

آیت- ۵۶ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو بھی کچھ اختیار حاصل نہیں ہے۔ نہ کوئی دوسرا کسی مصیبت کو ٹال سکتا ہے، نہ کسی بری حالت کو اچھی حالت سے بدل سکتا ہے۔ اس طرح کا اعتقاد خدا کے سوا جس ہستی کے بارے میں رکھا جائے، وہ ایک مشرک نہ عقیدہ ہے۔ آیت- ۵۷ کے الفاظ خود گواہی دے رہے ہیں کہ مشرکین کے جن معبودوں اور فریادرسوں کا یہاں ذکر ہے ان سے مراد پتھر کے بت نہیں ہیں، بلکہ یا تو فرشتے ہیں یا گزرے ہوئے زمانے کے برگزیدہ انسان ہیں۔ مطلب صاف صاف یہ ہے کہ انبیاء ہوں یا اولیاء یا فرشتے، کسی کو بھی یہ طاقت نہیں کہ تمہاری دعائیں سنے اور تمہاری مدد کو پہنچے۔ تم حاجت روائی کے لئے ان کو وسیلہ بنا رہے ہو اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ خود اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور قرب حاصل کرنے کے وسائل ڈھونڈ رہے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

1213

آیت نمبر (58 تا 60)

ترکیب

آیت (۵۹) اَرْسَلَ کا مفعول بنفسہ آتا ہے۔ اَلْاٰلِیٰتِ پر با کا صلہ بتا رہا ہے کہ نُرْسِلَ کا مفعول مخدوف ہے جو کہ الرَّسُوْلُ ہو سکتا ہے۔ مُبْصِرَةً صفت ہے، اس کا موصوف اِیَّةٌ مخدوف ہے۔ ظَلَمَ کا مفعول بھی بنفسہ آتا ہے۔ ہا کی ضمیر پر با کا صلہ بتا رہا ہے کہ فَظَلَمُوْا کا مفعول مخدوف ہے جو کہ اَنْفُسُهُمْ ہو سکتا ہے۔ (آیت - 61) جَعَلْنَا کا مفعول اوّل الرَّعْیَا ہے جب کہ وَ الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَۃَ اس کا مفعول ثانی ہے۔ سادہ جملہ اس طرح ہوتا ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا الرَّعْیَا الَّذِیْ اَرٰیْنَاکَ وَ الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَۃَ فِی الْقُرْاٰنِ اِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ۔

ترجمہ

وَ اِنْ	مِّنْ قَرْیَةٍ	اِلَّا	نَحْنُ	مُهْلِكُوْهَا	قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَمَةِ
اور نہیں ہے	کوئی بھی بستی	مگر (یہ کہ)	ہم	ہلاک کرنے والے ہیں اس کو	قیامت کے دن سے پہلے
اَوْ	مُعَذِّبُوْهَا	عَذَابًا شَدِیْدًا	كَانَ	ذٰلِكَ	فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۵۹
یا	عذاب دینے والے ہیں اس کو	ایک سخت عذاب	ہے	یہ	کتاب میں لکھا ہوا
وَمَا مَنَعَنَا	اَنْ	نُرْسِلَ	بِالْاٰلِیٰتِ		
اور نہیں روکا ہم کو	کہ	ہم بھیجیں (ان رسول کو)	نشانوں (یعنی معجزوں) کے ساتھ		
اِلَّا	اَنْ	كَذَّبَ	بِهَا	اِلَّا وَكُلُوْنَ	وَاَتٰیْنَا
مگر (اس لئے)	کہ	جھٹلایا	ان (نشانوں) کو	پہلوں نے	اور ہم نے دی
مُبْصِرَةً	فَظَلَمُوْا	بِهَا			
بصیرت کے ذریعہ کے طور پر	پھر انہوں نے ظلم کیا (اپنے آپ پر)	اس (اٹنی) کے سبب سے			
وَمَا نُرْسِلُ	بِالْاٰلِیٰتِ	اِلَّا	تَخْوِیْفًا ۝۶۰	وَ اِذْ	قُلْنَا
اور ہم نہیں بھیجتے (رسول کو)	نشانوں کے ساتھ	مگر	ڈرانے کو	اور جب	ہم نے کہا
لَكَ	اِنَّ	رَبَّكَ	اَحَاطَ	بِالنَّاسِ	وَمَا جَعَلْنَا
آپ سے	(کہ) بیشک	آپ کے رب نے	گھیرے میں لیا	لوگوں کو	اور ہم نے نہیں بنایا
الرَّعْیَا الَّذِیْ	اَرٰیْنَاکَ	اِلَّا	فِتْنَةً	لِّلنَّاسِ	وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَۃَ
اس خواب کو جو	ہم نے دکھایا آپ کو	مگر	ایک آزمائش	لوگوں کے لئے	اور لعنت کئے ہوئے درخت کو (بھی)
فِی الْقُرْاٰنِ	وَنَحْنُ فَهُمْ	فَمَا یَزِیْدُهُمْ	اِلَّا	طُغْیَانًا کَبِیْرًا ۝۶۱	
جو قرآن میں ہے	اور ہم خوف دلاتے ہیں ان کو	پھر وہ زیادہ نہیں کرتا ان کو	مگر	ایک بڑی سرکشی میں	

ہر بستی کے ہلاک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں بقائے دوام کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔ ہر بستی کو یا تو طبعی موت مرنا ہے یا خدا کے عذاب سے ہلاک ہونا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ - 1

نوٹ-2

مشرکین مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ پر ایمان لائیں تو اس صفا کے پہاڑ کو سونے کا کر دیں۔ ہم آپ کی سچائی کے قائل ہو جائیں گے۔ آپ پروے آئی کہ اگر آپ کی بھی یہی خواہش ہو تو میں اس پہاڑ کو ابھی سونے کا بنا دیتا ہوں۔ لیکن اگر پھر بھی یہ ایمان نہ لائے تو اب انہیں مہلت نہیں ملے گی۔ فی الفور عذاب آجائے گا اور یہ تباہ کر دیئے جائیں گے اور اگر آپ کو انہیں سوچنے کا موقع دینا منظور ہے تو میں ایسا نہ کروں۔ آپ نے فرمایا خدا یا میں انہیں باقی رکھنے میں ہی خوش ہوں۔ آیت- ۵۹۔ میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ (ابن کثیر)

نوٹ-3

لفظ فتنہ عربی زبان میں بہت سے معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ بی بی عائشہؓ، حضرت معاویہؓ، حسنؓ اور مجاہد وغیرہ ائمہ تفسیر نے اس جگہ (آیت- ۶۱) فتنہ سے مراد فتنہ ارتداد لیا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں پر جانے اور صبح سے پہلے واپس آنے کا ذکر کیا تو کچھ نو مسلم لوگ، جن میں ایمان راسخ نہیں ہوا تھا، اس بات کی تکذیب کر کے مرتد ہو گئے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ لفظ رؤیا عربی زبان میں اگرچہ خواب کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن اس جگہ اس سے مراد خواب نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو لوگوں کے مرتد ہو جانے کی کوئی وجہ نہیں تھی کیونکہ خواب تو ہر شخص ایسے دیکھ سکتا ہے۔ بلکہ اس جگہ رؤیا سے مراد ایک واقعہ کو بحالت بیداری دکھانا ہے۔ (معارف القرآن)

لعنت کئے ہوئے درخت سے مراد زقوم ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ دوزخیوں کو زقوم کا درخت کھلایا جائے گا اور آپ نے اسے دیکھا ہے (شب معراج میں) تو کافروں نے اسے سچ نہ مانا اور مذاق اڑایا (کہ دوزخ میں اتنی آگ ہوگی تو وہاں درخت کیسے اگے گا)۔ (ابن کثیر)

آیت نمبر (61 تا 65)

ح ن ک

(۱) کسی چیز کو چبا کر نرم کرنا۔ (۲) گھوڑے کے منہ میں لگام دے کر اسے قابو میں کرنا۔
(۱) اہتمام سے چبا کر چٹ کر جانا جیسے ٹڈی دل کاشت کو کھا کر صاف کر دیتا ہے۔ (۲) کسی پر غالب ہونا۔ پوری طرح قابو پانا۔ زیر مطالعہ آیت ۶۲۔

حَنْكَا

(ن-ض)

اِحْتِنَاكَ

(افتعال)

و ف ر

زیادہ کرنا۔ پورا کرنا۔
اسم المفعول ہے۔ پورا کیا ہوا۔ مکمل کیا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت- ۶۳

وَفَرَا

(ض)

مَوْفُورٌ

ف ز ز

ہوش اڑا دینا۔ کسی کو گھبرا کر اس کی جگہ سے ہٹا دینا۔
مضطرب کر دینا۔ جگہ سے ہٹا دینا۔ زیر مطالعہ آیت- ۶۴

فَزَا

(ن)

اِسْتَفْزَا

(استفعال)

1213

ص و ت

(ن)

صَوْتًا

آواز نکالنا

صَوْتُ

نِصْوَاتٌ - آواز - زیر مطالعہ آیت - ۶۴

ج ل ب

(ن-ض)

جَلَبًا

(۱) ہانک کر لے آنا۔ (۲) زخم اچھا ہوتے وقت اس پر چھلی کا پردہ آنا۔

جَلْبَابٌ

ج جَلْبَابٌ - چادر - اوڑھنی - ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَ مِنْ جَلْبَابٍ﴾

(33/ الاحزاب: 59) ”وہ خواتین نزدیک کر لیں اپنے اوپر اپنی اوڑھنیوں کو۔“

(افعال)

اجْلَابًا

ہانک کر لے آنا۔ چڑھانا۔ زیر مطالعہ آیت - ۶۴۔

ترکیب

(آیت - ۶۲) اَرَعَيْتَكَ میں ضمیر ’ک‘ ضمیر مفعولی نہیں ہے بلکہ ضمیر زائدہ ہے اور اس کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ یہ پورا فقرہ عربی محاورہ ہے جس کے معنی ہیں ”بھلا دیکھ تو سہی۔“ قَلِيلًا کے آگے مِنْهُمْ مخدوف ہے۔ (آیت - ۶۳) اِذْهَبْ کے آگے اَنْتَ مَوْخَرٌ مخدوف ہے۔

ترجمہ

وَاِذْ	قُلْنَا	لِلْمَلٰٓئِكَةِ	اَسْجُدُوْا	اِدْمَر	فَسَجَدُوْا
اور جب	ہم نے کہا	فرشتوں سے	تم لوگ سجدہ کرو	آدم کو	تو انہوں نے سجدہ کیا
اِلَّا	اِبْلِیْسَ ط	قَالَ	اَسْجُدْ	لِیْمَن	خَلَقْتَ ط
سوائے	ابلیس کے	اس نے کہا	کیا	میں سجدہ کروں	تو نے پیدا کیا
مٹی سے					
قَالَ	اَرَعَيْتَكَ	هٰذَا الَّذِیْ	کَرَّمْتَ	عَلٰی	لِیْنِ
اس نے کہا	بھلا تو دیکھ تو سہی	یہ وہ ہے جس کو	تو نے معزز کیا	مجھ پر	یقیناً اگر
اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ	اَلْحَتٰتِیْنَ	تو میں لازماً قابو پالوں گا	اس کی اولاد پر	سوائے	قَلِیْلًا ط
قیامت کے دن تک					تھوڑے سے (ان میں سے)
قَالَ	اِذْهَبْ	فَمَنْ	تَبِعَكَ	مِنْهُمْ	فَاِنَّ
(اللہ نے) کہا	دفع ہو جا (تو مہلت دیا ہوا ہے)	پس جو	پیروی کرے گا تیری	ان میں سے	تو یقیناً
جَهَنَّمَ	جَزَاؤُكُمْ	جَزَاءً مَّوْفُوْرًا ط	وَاِسْتَفْزِرْ	مِنْ	
جہنم	تم لوگوں کا بدلہ ہے	مکمل بدلہ ہوتے ہوئے	اور تو ڈگمگالے	اس کو جس پر	
اِسْتَضَعْتَ	مِنْهُمْ	بِصَوْتِكَ	وَاَجْلَبْ	عَلَيْهِمْ	بِخَبْرِكَ
تیرا بس چلے	ان میں سے	اپنی آواز سے	اور تو چڑھا لا	ان پر	اپنے سواروں کو
وَرَجِلِكَ	وَشَارِكُهُمْ	فِی الْاَمْوَالِ	وَالْاَوْلَادِ	وَ	عِدْ
اور اپنے پیادوں کو	اور تو ساجھی بن ان کا	مالوں میں	اور اولاد میں	اور	تو وعدہ دے

هُمُ ط	وَمَا يَجِدُ	هُمُ	الشَّيْطَانُ	إِلَّا	عُرُورًا ۝	إِنَّ	عِبَادِي 1213
ان کو	اور وعدہ نہیں دیتا	ان کو	شیطان	سوائے	فریبوں کے	بیشک	میرے بندے (جو ہیں)
لَيْسَ	لَكَ	عَلَيْهِمْ	سُلْطٰنٌ ط	وَكَفَىٰ	بِرَبِّكَ ۝	وَكَيْلًا ۝	
نہیں ہے	تیرے لئے	ان پر	کوئی اختیار	اور کافی ہے	آپ کا رب	بطور کارساز	

آیت نمبر (66 تا 70)

ح ص ب

(ن-ض)

حَصَبًا

حَصَبٌ

حَاصِبٌ

کنکری سے مارنا۔ فرش بنانے کے لئے چھوٹے پتھر بچھانا۔

اسم ذات ہے۔ چھوٹے پتھر۔ ایندھن۔ ﴿إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ط﴾ (61/ الانبیاء: 98) ”بیشک تم لوگ اور وہ جس کی تم لوگ پرستش کرتے ہو، اللہ کے علاوہ، (وہ سب) جہنم کا ایندھن ہیں۔“

اسم الفاعل ہے۔ کنکری مارنے والا۔ پھر زیادہ تر کنکریاں اڑانے والی تند و تیز ہوا کے لئے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۶۸۔

ت ع ر

تَارًا

تَارَةً

جھڑکنا۔ دھمکانا

ایک مرتبہ۔ ایک دفعہ (کثرت استعمال کی وجہ سے اس کا ہمزہ الف میں تبدیل ہو گیا ہے) زیر مطالعہ آیت۔ ۶۹۔

ق ص ف

(ض)

قَصْفًا

قَاصِفٌ

کسی چیز کو توڑنا۔

اسم الفاعل سے۔ توڑنے والا۔ پھر زیادہ تر درختوں اور عمارتوں کو توڑ دینے والی شدید ہوا کے لئے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۶۹۔

ترجمہ

رَبُّكُمْ	الَّذِي	يُنْجِي	لَكُمْ	الْفُلْكَ	فِي الْبَحْرِ	لِتَبْتَغُوا
تمہارا رب	وہ ہے جو	چلاتا ہے	تمہارے لئے	کشتی کو	سمندر میں	تا کہ تم لوگ تلاش کرو
مِنْ فَضْلِهِ ط	إِنَّهُ	كَانَ	بِكُمْ	رَحِيمًا ۝	وَإِذَا	
اس کے فضل میں سے	بیشک وہ	ہے	تم لوگوں پر	ہر حال میں رحم کرنے والا	اور جب بھی	
مَسَّكُمْ	الضُّرُّ	فِي الْبَحْرِ	صَلَّ	مَنْ		
چھوتی ہے تم لوگوں کو	تکلیف (یعنی آفت)	سمندر میں	تو گم ہو جاتے ہیں	وہ جن کو		

تَدْعُونَ	إِلَّا	إِيَّاهُ ۚ	فَلَمَّا	نَجَّكُمْ	إِلَى الْبَرِّ ¹²¹³
تم لوگ پکارتے ہو	مگر	اس (اللہ) کو ہی پکارتے ہو	پھر جب	وہ نجات دیتا ہے تم کو	خشکی کی طرف
أَعْرَضْتُمْ ۚ	وَكَانَ	الْإِنْسَانُ	كُفُورًا ۝	انتہائی ناشکری کرنے والا	اور ہے
تو تم لوگ بے رخی برتے ہو	اور ہے	انسان	کفر اور	انتہائی ناشکری کرنے والا	اور ہے
أَفَأَمِنْتُمْ	أَنْ	يَخْسِفَ	بِكُمْ	جَانِبَ الْبَرِّ	أَوْ
تو کیا تم لوگ امن میں ہو	(اس سے) کہ	وہ دھنسا دے	تمہیں	خشکی کی	یا
يُوسِلَ	عَلَيْكُمْ	حَاصِبًا	ثُمَّ	لَا تَجِدُوا	لَكُمْ
وہ بھیج دے	تم لوگوں پر	کنکریاں مارنے والی تندہوا کو	پھر	تم لوگ نہیں پاؤ گے	اپنے لئے
وَكَيْلًا ۝	أَمْ	أَمِنْتُمْ	أَنْ	يُعِيدَ	كُمُ
کوئی کارساز	یا	تم لوگ امن میں ہو	(اس سے) کہ	واپس لے جائے	تم کو
ثَارًا أُخْرَى	فَيُوسِلَ	عَلَيْكُمْ	قَاصِبًا	مِّنَ الرِّيحِ	فَيُغْرِقُكُمْ
دوسری مرتبہ	پھر وہ بھیجے	تم لوگوں پر	توڑنے والی شدید ہوا	ہوا میں سے	نتیجہ وہ غرق کر دے تم کو
بِمَا	كَفَرْتُمْ ۚ	ثُمَّ	لَا تَجِدُوا	لَكُمْ	عَلَيْنَا
بسبب اس کے جو	تم نے ناشکری کی	پھر	تم لوگ نہیں پاؤ گے	اپنے لئے	ہمارے خلاف
تَتَّبِعَا ۝	وَلَقَدْ كَرَّمْنَا	بَنِي آدَمَ	وَحَصَلْنَاهُمْ	اور ہم نے سواری دی ان کو	اور ہم نے سواری دی ان کو
کوئی پیچھے لگنے والا	اور بیشک ہم نے معزز کیا ہے	آدم کے بیٹوں کو	اور ہم نے سواری دی ان کو	اور ہم نے سواری دی ان کو	اور ہم نے سواری دی ان کو
فِي الْبَرِّ	وَالْبَحْرِ	وَرَزَقْنَاهُمْ	مِّنَ الطَّيِّبَاتِ	پاکیزہ (چیزوں) میں سے	پاکیزہ (چیزوں) میں سے
خشکی میں	اور سمندر میں	اور ہم نے رزق دیا ان کو	اور ہم نے رزق دیا ان کو	اور ہم نے رزق دیا ان کو	اور ہم نے رزق دیا ان کو
وَفَضَّلْنَاهُمْ	عَلَى كَثِيرٍ	مِّنْ	خَلَقْنَا	تَفْضِيلًا ۝	جیسے فضیلت دیتے ہیں
اور ہم نے فضیلت دی ان کو	اکثر پر	ان میں سے جن کو	ہم نے پیدا کیا	جیسے فضیلت دیتے ہیں	جیسے فضیلت دیتے ہیں

آیت نمبر (71 تا 77)

يَوْمَ	نَدْعُوا	كُلَّ أُنَاسٍ	بِمَا كَانُوا	فَمَنْ	أَوْتِيَ
جس دن	ہم بلائیں گے	ہر گروہ کو	ان کے ریکارڈ کے ساتھ	پس وہ جس کو	دی گئی
كِتَابَهُ	بِمِيزَانٍ	فَأُولَٰئِكَ	يَقْرَأُونَ	كِتَابَهُمْ	اپنی کتاب کو
اس کی کتاب	اس کے دانتے ہاتھ میں	تو وہ لوگ	پڑھیں گے	اپنی کتاب کو	اپنی کتاب کو

وَلَا يَظْلُمُونَ	فَتِيلًا ④	وَمَنْ	كَانَ	عَلَىٰ هَذِهِ 1213
اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا	دھاگے برابر بھی	اور وہ جو	تھا	اس (دنیا) میں
أَعْلَىٰ	فَهُوَ	فِي الْآخِرَةِ	أَعْلَىٰ	سَبِيلًا ⑤
اندھا	تو وہ	آخرت میں (بھی)	اندھا ہوگا	بلحاظ راستہ کے
وَأِنْ	كَادُوا	لَيَفْتَنُونَكَ	عَنِ الَّذِي	أَوْحَيْنَا
اور بیشک	وہ لوگ قریب تھے کہ	وہ ضرور پھسلادیں آپ کو	اس سے جو	ہم نے وحی کیا
إِلَيْكَ	لِتَفْتَرِيَ	عَلَيْنَا	غَيْرُكَ ⑥	وَأِذَا
آپ کی طرف	تاکہ آپ گھڑیں	ہم پر	اس (وحی) کے علاوہ	اور تب تو
خَلِيلًا ⑦	وَلَوْ لَا	أَنْ	تَبْتَئِنَاكَ	لَقَدْ كِدْتَ
ایک قریبی دوست	اگر نہ ہوتا	کہ	ہم جمادیں آپ کو	تو بیشک آپ قریب ہو چکے تھے کہ
تَزْكُنَ	إِلَيْهِمْ	شَيْئًا قَلِيلًا ⑧	إِذَا	لَا ذَفْنًا
آپ مائل ہو جائیں	ان کی طرف	تھوڑا سا	تب تو	ہم ضرور چکھاتے آپ کو
ضَعْفَ الْحَيَاةِ	وَضَعْفَ الْمَمَاتِ	ثُمَّ	لَا تَجِدُ	لَكَ
زندگی (کے عذاب) کا دو گنا	اور موت (کے عذاب) کا دو گنا	پھر	آپ نہ پاتے	اپنے لئے
عَلَيْنَا	نَصِيرًا ⑨	وَأِنْ	كَادُوا	لَيَسْتَفْزُونَكَ
ہمارے خلاف	کوئی مدد کرنے والا	اور بیشک	وہ لوگ قریب تھے کہ	وہ ضرور اکھاڑ دیں آپ کو
مِنَ الْأَرْضِ	لِيُخْرِجُوكَ	مِنْهَا	وَأِذَا	لَا يَلْبَثُونَ
اس زمین پر سے (یعنی مکہ سے)	تاکہ وہ لوگ نکال دیں آپ کو	اس (زمین) سے	اور تب تو	وہ لوگ نہ ٹھہرتے
خَلْفَكَ	إِلَّا	قَلِيلًا ⑩	سُنَّةَ مَنْ	قَدْ أَرْسَلْنَا
آپ کے پیچھے	مگر	تھوڑا سا	(جیسا کہ ہمارا) دستور ان کے باب میں رہا ہے	ہم بھیج چکے ہیں
قَبْلَكَ	مِنْ دُسُلِنَا	وَلَا تَجِدُ	لِسُنَّتِنَا	تَحْوِيلًا ⑪
آپ سے پہلے	اپنے پیغمبروں میں سے	اور آپ نہیں پائیں گے	ہمارے دستور میں	کوئی تبدیلی

نوٹ-1

آیت نمبر- ۷۸/۲ کی لغت میں ہم بتا چکے ہیں کہ قرآن مجید میں لفظ ”امام“ تین معانی میں استعمال ہوا ہے۔ (۱) راستہ، (۲) ریکارڈ اور (۳) پیشوا۔ ہم نے جو بھی دو چار تفاسیر دیکھی ہیں ان سب نے زیر مطالعہ آیت- ۷۸ میں ہامنا مھم کا ترجمہ کیا ہے۔ ”ان کے امام/ سرداروں/ پیشواؤں کے ساتھ“۔ ابن کثیر کے مترجم نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے، لیکن ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ امام سے مراد یہاں نبی ہیں۔ ہر امت قیامت کے دن اپنے نبی کے ساتھ بلائی جائے گی۔ ابن زید کہتے ہیں یہاں امام سے مراد کتاب خدا ہے۔

جوان کی شریعت کے بارے میں اتنی تھی۔ ابن جریر اس تفسیر کو بہت پسند فرماتے ہیں اور اسی کو مختار کہتے ہیں¹²³۔ مجاہد کہتے ہیں اس سے مراد ان کی کتابیں ہیں۔ ممکن ہے کتاب سے مراد یا تو احکام کی کتاب خدا ہو یا نامہ اعمال ہو۔ چنانچہ ابن عباسؓ اس سے اعمال نامہ مراد لیتے ہیں۔ ابو العالیہ، حسن اور ضحاک بھی یہی کہتے ہیں اور یہی زیادہ تر ترجیح والا قول ہے۔ ابن کثیرؒ کی اس تفسیر کی بنیاد پر ہم نے بِأَمَامِهِمْ کا ترجمہ کیا ہے۔ ”ان کے ریکارڈ کے ساتھ۔“

نوٹ-2

مخالفین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے یہ تجویز پیش کی کہ اگر فلاں فلاں احکام میں ترمیم کر دیں تو ہم یہ دعوت قبول کر لیتے ہیں۔ پھر ہم اور آپ گہرے دوست بن کر رہیں گے۔ آپ کے لئے یہ بڑا ہی سخت مرحلہ تھا۔ ایک طرف اللہ کے احکام تھے جن میں ایک نقطہ کے برابر بھی آپ ترمیم کرنے کے مجاز نہ تھے۔ دوسری طرف آپ اپنی قوم کے ایمان کی شدید خواہش رکھتے تھے اور کسی ایسے موقع کو ضائع نہیں ہونے دینا چاہتے تھے جس سے قوم کے ایمان کی راہ پر پڑنے کی امید بندھتی ہو۔ اس صورتحال نے آپ کو تذبذب میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نازک مرحلے میں اپنے پیغمبر کی دستگیری فرمائی اور آپ کو تذبذب سے نکال کر صحیح شاہراہ پر لا کھڑا کر دیا۔ یہ امر یہاں ملحوظ رہے کہ نبی کے معصوم ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اس کو کوئی تذبذب کی حالت میں پیش نہیں آتی یا کوئی غلط میلان اس کے دل میں فطور نہیں کرتا بلکہ اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ اوّل تو اس کا میلان کبھی جانب نفس نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ خیر کی جانب ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ جانب خیر میں بھی اگر وہ کوئی ایسا قدم اٹھاتا نظر آتا ہے جو صحیح نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کو بچا لیتا ہے اور صحیح سمت میں اس کی رہنمائی فرما دیتا ہے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (78 تا 84)

د ل ک

دَلَّكَ
دَلُّوكَا
ملنا۔ رگڑنا۔
جھکنا۔ ڈھلنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۷۸۔

غ س ق

غَسَقًا
غَاسِقٌ
غَسَقَانَا
غَسَاقٌ
(ض)
(س)
تاریک ہونا۔ اندھیرا ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 78۔
اسم الفاعل ہے۔ تاریک ہونے والا۔ ﴿وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ﴾ (113/ الفلق: 3) ”اور تاریک ہونے والے کے شر سے جب وہ گہرا ہو۔“
آنکھ میں آنسو ڈبڈبانا۔ زخم میں پیپ بھرنا۔
بار بار بھرنے والی یعنی بہنے والی پیپ۔ ﴿وَلَا شَرَابًا﴾ (78/ النبا: 24، 25) ”اور نہ ہی پینے کی کوئی چیز سوائے گرم پانی کے اور پیپ کے۔“

ہ ج د

هَجُودًا
تَهَجُّدًا
(ن)
(تفعّل)
(۱) نیند میں سونا۔ (۲) نیند سے جاگنا۔
(۱) بتکلف سونا۔ (۲) بتکلف جاگنا۔ بیدار رہنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۷۹۔

شکل و صورت میں مشابہت ہونا۔ ملتا جلتا ہونا۔ ﴿وَآخِرُ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ط﴾
(38/ ص: 58) ”اور دوسرے اس کے ملتے جلتے سے کچھ جوڑے۔“

اسم الفاعل شَاكِلٌ کا مؤنث ہے۔ مشابہہ ہونے والی۔ پھر اس سے مراد لیتے ہیں آدمی کی طبیعت و مزاج کیونکہ اس کا عمل اس کے مطابق ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۸۴۔

ترکیب

(آیت۔ ۷۸) قُرْآن کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ اَقِمُّ پر عطف ہے۔ (آیت۔ ۷۹) فَتَهَجَّدْ بہ میں ہ کی ضمیر قرآن کے لئے ہے۔ مَقَامًا مَحْمُودًا ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔ ۸۰) مادہ ”دخَل“ سے باب افعال میں اِدْخَالَ کے علاوہ ایک مصدر مُدْخَلًا بھی آتا ہے۔ جب کہ باب افعال میں اس کا اسم المفعول بھی مُدْخَلٌ ہے جو کہ ظرف کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے مُدْخَلٌ صِدْقِ کے دونوں طرح کے ترجمے درست ہوں گے۔ ہم مصدر کے لحاظ سے ترجمہ کو ترجیح دیں گے۔ اسی طرح مُخْرِجٌ صِدْقِ کا ترجمہ بھی مصدر کے لحاظ سے کریں گے۔ (آیت۔ ۸۲) وَلَا يَزِيدُ میں شامل هُوَ کی ضمیر فاعلی القرآن کے لئے ہے۔

ترجمہ

اَقِمِ	الصَّلَاةَ	لِذُلُوكِ الشَّمْسِ	إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ	وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ط
آپ قائم کریں	نماز کو	سورج کے ڈھلنے سے	رات کے تاریک ہونے تک	اور فجر کے قرآن کو (قائم کریں)
إِنَّ	قُرْآنَ الْفَجْرِ	كَانَ	مَشْهُودًا ۵	وَمِنَ اللَّيْلِ
بیشک	فجر کا قرآن	ہے	حاضر کیا گیا	اور رات میں سے
بہ	نَافِلَةً	لَكَ ۶	عَسَى	أَنْ
اس (قرآن) کے ساتھ	اضافی ہوتے ہوئے	آپ کے لئے	ہوسکتا ہے	کہ
رَبُّكَ	مَقَامًا مَحْمُودًا ۷	وَقُلْ	رَبِّ	أَدْخِلْنِي
آپ کا رب	مقام محمود تک	اور آپ کہیے	اے میرے رب	تو داخل کر مجھ کو
وَ أَخْرِجْنِي	مُخْرِجٌ صِدْقِ	وَأَجْعَلْ	لِي	مِنْ لَدُنْكَ
اور تو نکال مجھ کو	سچائی کا نکالنا	اور تو بنا	میرے لئے	اپنے پاس سے
وَقُلْ	جَاءَ	الْحَقُّ	وَزَهَقَ	الْبَاطِلُ ط
اور آپ کہیے	آیا	حق	اور مٹ گیا	باطل
وَنُذِرُ	مِنَ الْقُرْآنِ	مَا	هُوَ	لِلْمُؤْمِنِينَ ۸
اور ہم اتارتے ہیں	قرآن میں سے	اس کو	جو	ایمان لانے والوں کے لئے

وَلَا يَزِيدُ	الظَّالِمِينَ	إِلَّا	حَسَارًا ۝	وَأَذًا ¹²¹³
اور وہ (یعنی قرآن) زیادہ نہیں کرتا	ظالموں کو	مگر	بلحاظ خسارے کے	اور جب بھی
أَنْعَمْنَا	عَلَى الْإِنْسَانِ	أَعْرَضَ	وَكُنَّا	بِعِبَادِهِ ۚ
ہم نعمت نچھاور کرتے ہیں	انسان پر	تو وہ منہ پھیر لیتا ہے	اور موڑ لیتا ہے	اپنے پہلو کو
وَإِذَا	مَسَّهُ	الشَّرُّ	كَانَ	قُلٌّ
اور جب بھی	چھوتی ہے اس کو	برائی	تو وہ ہوتا ہے	آپ کہیے
كُلٌّ	يَعْبُلُ	عَلَى شَاكِلَتَيْهِ ط	فَوَبَّكُمُ	أَعْلَمُ
ہر شخص	کام کرتا ہے	اپنے اپنے (طریقے) پر	تو تم لوگوں کو رعب	خوب جاننے والا ہے
بِمَنْ	هُوَ	أَهْدَى	سَبِيلًا ۝	
اس کو	جو	زیادہ ہدایت پر ہے	بلحاظ راستے کے	

نوٹ-1

آیت-۷۸ میں مجملاً یہ بتا دیا گیا کہ بیچ وقت نماز، جو معراج کے موقع پر فرض کی گئی تھی، اس کے اوقات کی تنظیم کس طرح کی جائے۔ حکم ہوا کہ ایک نماز تو طلوع آفتاب سے پہلے پڑھ لی جائے اور باقی چار نمازیں زوال آفتاب کے بعد سے ظلمت شب تک پڑھی جائیں۔ پھر اس حکم کی تشریح کے لئے جبریلؑ بھیجے گئے جنہوں نے نماز کے ٹھیک ٹھیک اوقات کی تعلیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریلؑ نے دو مرتبہ مجھ کو بیت اللہ کے قریب نماز پڑھائی۔ پہلے دن ظہر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب کہ سورج ابھی ڈھلا ہی تھا اور سایہ ایک جوتی کے تسمے سے زیادہ دراز نہ تھا۔ پھر عصر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر تھا۔ پھر مغرب کی نماز ٹھیک اس وقت پڑھائی جب کہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے۔ پھر عشاء کی نماز شفق غائب ہوتے ہی پڑھا دی اور فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جب کہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ دوسرے دن انہوں نے ظہر کی نماز مجھے اس وقت پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر تھا۔ اور عصر کی نماز اس وقت جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد سے دو گنا ہو گیا اور مغرب کی نماز اس وقت جب کہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے اور عشاء کی نماز ایک تہائی رات گزر جانے پر اور فجر کی نماز اچھی طرح روشنی پھیل جانے پر۔ پھر جبریلؑ نے پلٹ کر مجھ سے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ ہی اوقات انبیاء کے نماز پڑھنے کے ہیں اور نمازوں کے صحیح اوقات ان دنوں و قنوں کے درمیان ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (75 تا 89)

وَيَسْأَلُونَكَ	عَنِ الرُّوحِ ط	قُلْ	الرُّوحُ	مِنْ أَمْرِ رَبِّي
اور وہ لوگ پوچھتے ہیں آپ سے	روح کے بارے میں	آپ کہیے	روح	میرے رب کے حکم سے ہے

وَمَا أُوتِيتُمْ	مِّنَ الْعِلْمِ	إِلَّا	قَلِيلًا ۝	وَلَئِنْ	1213 شِئْنَا
اور تم لوگوں کو نہیں دیا گیا	علم میں سے	مگر	تھوڑا سا	اور بیشک اگر	ہم چاہتے
لَنَذْهَبَنَّ	بِالْذِّمَّتِیْ	أَوْحَيْنَا	إِلَيْكَ	ثُمَّ	لَا تَجِدُ
تو ہم لازماً لے جاتے	اس کو جو	ہم نے وحی کیا	آپ کی طرف	پھر	آپ نہ پاتے
بِهِ	عَلَيْنَا	وَكَيْلًا ۝	إِلَّا	رَحْمَةً	مِّن رَّبِّكَ ط
اس کے لیے	ہمارے خلاف	کوئی کارساز	سوائے	اس رحمت کے جو	آپ کے رب (کی طرف) سے ہو
إِنَّ	فَضْلَهُ	كَانَ	عَلَيْكَ	كَبِيرًا ۝	قُلْ
بیشک	اس کا فضل	ہے	آپ پر	بڑا	آپ کہیے
الْإِنْسُ	وَالْجِنُّ	عَلَىٰ أَنْ	يَأْتُوا	بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ	لَا يَأْتُونَ
تمام انسان	اور تمام جن	اس پر کہ	وہ لوگ لائیں	اس قرآن کے مانند	تو وہ نہ لاسکیں گے
بِمِثْلِهِ	وَكُوْ	كَانَ	بَعْضُهُمْ	لِبَعْضٍ	ظَهِيْرًا ۝
اس کے جیسا	اگرچہ	ہوں	ان کے بعض	بعض کے لئے	مددگار
لِلنَّاسِ	فِي هَذَا الْقُرْآنِ	مِنْ كُلِّ مَثَلٍ	فَأَبَىٰ	أَكْثَرُ النَّاسِ	إِلَّا
لوگوں کے لئے	اس قرآن میں	ہر ایک مثال سے	توانا کار کیا	لوگوں کی اکثریت نے	سوائے
					کھوڑا ۝
					ناشکری کرنے کے

نوٹ-1

روح کے متعلق جتنی بات کا بتانا ضروری تھا اور جو لوگوں کی سمجھ میں آنے کے قابل ہے صرف وہ بتادی گئی اور روح کی مکمل حقیقت جس کا سوال تھا اس کو اس لئے نہیں بتایا کہ وہ لوگوں کی سمجھ سے باہر ہے اور ان کی کوئی ضرورت اس کے سمجھنے پر موقوف نہیں تھی۔ اس علم کے ساتھ ان کا کوئی دینی یا دنیوی کام اٹکا ہوا نہیں ہے۔ اس لئے سوال کا یہ حصہ فضول اور لایعنی قرار دے کر اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ پھر اگلی آیت میں یہ بھی بتادیا گیا کہ انسان کو جس قدر بھی علم ملا ہے وہ اس کی ذاتی جاگیر نہیں ہے۔ اللہ چاہے تو اس کو بھی سلب کر سکتا ہے۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ موجودہ علم پر اللہ کا شکر ادا کرے اور فضول و لایعنی تحقیقات میں وقت ضائع نہ کرے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (90 تا 95)

ن ب ع

(ن-س)

نَبْعًا

يَنْبُوعٌ

پانی کا تھوڑا تھوڑا ٹکنا۔ چشمہ جاری ہونا۔

ج يَنْبُوعُ اسم ذات ہے۔ چشمہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۹۰۔ ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنْبُوعًا فِي الْاَرْضِ﴾ (39/ الزمر: 21) ”کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے اتارا آسمان سے کچھ پانی پھر اس نے چلایا اس کو چشمے ہوتے ہوئے زمین میں۔“

ک س ف

1213

(۱) کپڑے کاٹنا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کا چاند یا سورج کو گرہن لگانا۔
ج کَسَفَ کسی چیز کا ٹکڑا۔ ﴿وَإِنْ يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا﴾ (52/ الطور: 44)
”اور وہ لوگ دیکھیں کوئی ٹکڑا آسمان سے گرتا ہوا۔“ زیر مطالعہ آیت۔ 92۔

(ض) كَسَفًا
كِسْفٌ

ر ق ی

کسی چیز پر چڑھنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 93۔
ج۔ تَرَاقِي - ہنسی کی ہڈی (کیونکہ سانس پھول کر ہنسی تک چڑھتی ہے) ﴿كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ
الْبُرَاقِيَ﴾ (75/ القیمۃ: 26) ”ہرگز نہیں! جب وہ یعنی جان پہنچے گی ہنسیوں تک۔“
نفع یا نقصان چڑھانے یعنی پہنچانے کے لئے جھاڑ پھونک کرنا۔
جھاڑ پھونک کرنے والا۔ ﴿وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ﴾ (75/ القیمۃ: 27) ”اور کہا جائے گا کون
ہے جھاڑ پھونک کرنے والا۔“

(س) رُقِيًّا
تَرْقُوتٌ

(ض) رَفِيًّا
رَاقٍ

اہتمام سے چڑھنا۔ ﴿فَلْيَرْتَقُوا فِي الْآسْبَابِ﴾ (38/ ص: 10) ”تو انہیں چاہئے کہ وہ
چڑھیں رسیوں میں۔“

(انتقال) اِرْتَقَاءً

ترجمہ

وَقَالُوا	كُنْ تُؤْمِنَ	لَكَ	حَتَّى	تَفْجَرُ	لَنَا
اور انہوں نے کہا	ہم ہرگز نہیں مانیں گے	آپ کی بات	یہاں تک کہ	آپ پھاڑ کر بہادیں	ہمارے لئے
مِنَ الْأَرْضِ	يَنْبُوعًا ۝۶	أَوْ	تَكُونُ	لَكَ	جَنَّةٌ
زمین سے	ایک چشمہ	یا	(یہاں تک کہ) ہو	آپ کے لئے	ایک باغ
وَعَنَبٍ	فَتَفْجَرُ	الْأَنْهَارِ	خَلَّاهَا	تَفْجِيرًا ۝۱۱	
اور انگور میں سے	پھر (یہاں تک کہ) آپ جاری کریں	نہریں	ان کے درمیان سے	جیسے جاری کرتے ہیں	
أَوْ	تُسْقَطُ	السَّمَاءِ	كَمَا	زَعَمَتِ	عَلَيْنَا
یا	(یہاں تک کہ) آپ گرائیں	آسمان کو	جیسا کہ	آپ نے بتایا	ہم پر
أَوْ	تَأْتِي	بِاللَّهِ	وَالْمَلَائِكَةِ	فَيَبِلًا ۝۱۲	أَوْ
یا	(یہاں تک کہ) آپ لائیں	اللہ کو	اور فرشتوں کو	ایک جماعت ہوتے ہوئے	یا
لَكَ	بَيِّنٌ	مِّنْ ذُرْفٍ	أَوْ	تَرْفِي	فِي السَّمَاءِ ط
آپ کے لئے	ایک گھر	سونے میں سے	یا	(یہاں تک کہ) آپ چڑھیں	آسمان میں
وَكُنْ تُؤْمِنَ	لِرُفْيَاكَ	حَتَّى	تُنْزَلَ	عَلَيْنَا	كِنْبًا
اور ہم ہرگز نہیں مانیں گے	آپ کے چڑھنے کو	یہاں تک کہ	آپ اتاریں	ہم پر	ایک ایسی کتاب
تَقْرُؤًا	قُلْ	سُبْحَانَ	رَبِّي	هَلْ كُنْتُ	إِلَّا
ہم پڑھیں جس کو	آپ کہہ دیجئے	پاکیزگی	میرے رب کی ہے	میں کیا ہوں	سوائے اس کے کہ

خافین کے مطالبات کا جو جواب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین فرمایا وہ قابل نظر اور مصلحین امت کے لئے ہمیشہ یاد رکھنے اور لائحہ عمل بنانے کی چیز ہے۔ ان کے مطالبات کے جواب میں نہ تو ان کی بے وقوفی اور مخالفانہ شرارت کا اظہار کیا گیا اور نہ ہی ان پر کوئی فقرہ کسا گیا بلکہ نہایت سادہ الفاظ میں اصل حقیقت کو واضح کر دیا گیا کہ تم لوگ شاید یہ سمجھتے ہو کہ جو شخص اللہ کا رسول ہو کر آئے وہ سارے خدائی اختیارات کا مالک ہو۔ یہ خیال غلط ہے۔ رسول کا کام اللہ کا پیغام پہنچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی رسالت کو ثابت کرنے کے لئے بہت سے معجزات بھی بھیجتا ہے مگر وہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اختیار سے ہوتا ہے۔ رسول کو خدائی اختیارات نہیں ملتے۔ وہ ایک انسان ہوتا ہے اور انسانی قوت و قدرت سے باہر نہیں ہوتا۔ بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی امداد کے لئے اپنی قوت قاہرہ کو ظاہر فرمادے۔ (معارف القرآن)

ہر زمانے میں لوگ اسی غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں کہ بشر پیغمبر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جب کوئی رسول آیا تو انہوں نے یہ دیکھ کر کہ کھاتا پیتا ہے، بیوی بچے رکھتا ہے، گوشت پوست کا بنا ہوا ہے، فیصلہ کر دیا کہ یہ پیغمبر نہیں ہو سکتا کیونکہ بشر ہے اور جب وہ گزر گیا تو کچھ مدت کے بعد اس کے عقیدت مندوں میں ایسے لوگ پیدا ہونے شروع ہو گئے جو کہنے لگے کہ وہ بشر نہیں تھا کیونکہ وہ پیغمبر تھا۔ چنانچہ کسی نے اس کو خدا بنایا کسی نے اسے خدا کا بیٹا کہا اور کسی نے کہا کہ خدا اس میں حلول کر گیا تھا۔ غرض یہ کہ بشریت اور پیغمبری کا ایک ذات میں جمع ہونا ہمیشہ ایک معمہ ہی بنا رہا۔ (تفہیم القرآن)

(آیت - ۹۷) وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فِي مَنَ شَرِّهِ هـ۔ اس لئے مضارع يَهْدِي مجزوم ہوا تو اس کی 'ی' گرگئی اور یہ قاعدہ کے مطابق يَهْدِ استعمال ہوا۔ لیکن فَهَوَ الْمُهْتَدِ میں لفظ الْمُهْتَدِ اسم الفاعل ہے اور یہاں 'ی' گرانے کا کوئی عامل نہیں ہے بلکہ یہ هُوَ کی خبر ہے۔ اس لئے یہ الْمُهْتَدِ ہی ہے۔ اس جگہ پر اس کی 'ی' کو اگر کر لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔

ترجیہ

قُلْ	كُفَى	بِاللّٰهِ	شَهِيدًا	بَيْنِي	وَبَيْنَكُمْ ^ط	اِنَّهُ
آپؐ کیسے	کافی ہے	اللہ	بطور گواہ کے	میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	یقیناً وہ

كَانَ	يَعْبَادُهُ	خَبِيرًا	بَصِيرًا ۞	وَمَنْ	يَهْدِ 1213
ہے	اپنے بندوں سے	باخبر رہنے والا	دیکھنے والا	اور جس کو	ہدایت دیتا ہے
اللَّهُ	فَهُوَ	الْمُهْتَدِجُ	وَمَنْ	يُضِلُّ	فَلَنْ تَجِدَ
اللہ	تو وہ ہی	ہدایت پانے والا ہے	اور جس کو	وہ گمراہ کرتا ہے	تو آپ ہرگز نہیں پائیں گے
لَهُمْ	أُولِيَاءُ	مِنْ دُونِهِ ط	وَنَحْشُرُهُمْ	يَوْمَ الْقِيَمَةِ	
ان کے لئے	کوئی کارساز	اس کے علاوہ	اور ہم اکٹھا کریں گے ان کو	قیامت کے دن	
عَلَى وُجُوهِهِمْ	عَمِيًّا	وَبُيُوتًا	وَصَبَاطًا		
ان کے چہروں پر (یعنی منہ کے بل)	اندھے ہوتے ہوئے	اور گونگے ہوتے ہوئے	اور بہرے ہوتے ہوئے		
مَا وَلَهُمْ	جَهَنَّمَ ط	كُلَّمَا	حَبَّتْ	زِدْ لَهُمْ	سَعِيرًا ۞
ان کا ٹھکانہ	جہنم ہے	جب کبھی	وہ ٹھنڈی ہوگی	ہم زیادہ کریں گے ان کو	بھڑکتی آگ کے لحاظ سے
ذَلِكَ	جَزَاءُ أُوْلَئِكَ	بِأَنَّهُمْ	كَفَرُوا	يَا لَيْتَنَا	وَقَالُوا
یہ	بدلہ ہے ان کا	اس سبب سے کہ انہوں نے	انکار کیا	ہماری نشانیوں کا	اور کہا
كُنَّا	عِظَامًا	وَرَفَاتًا	ء	إِنَّا	كَبَعُونَنَ
ہم ہو جائیں گے	ہڈیاں	اور چورا	تو کیا	ہم لوگ	ضرور اٹھائے جانے والے ہوں گے
خَلْقًا جَدِيدًا ۞	أَوْ	لَمْ يَرَوْا	أَنَّ	اللَّهُ	الَّذِي
ایک نئی مخلوق ہوتے ہوئے	اور کیا	انہوں نے دیکھا ہی نہیں	کہ	اللہ	جس نے
السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	قَادِرٌ	عَلَىٰ أَنْ	يَخْلُقَ	مِثْلَهُمْ
آسمانوں کو	اور زمین کو	قدرت رکھنے والا ہے	اس پر کہ	وہ پیدا کرے	ان کے جیسے
وَجَعَلَ	لَهُمْ	أَجَلًا	لَا رَيْبَ	فِيهِ ط	فَابَىٰ
اور بنائے (یعنی مقرر کرے)	ان کے لئے	ایک مدت	کوئی بھی شک نہ ہو	جس میں	تو (کچھ) نہ مانا
الظَّالِمُونَ	إِلَّا	كُفْرًا ۞	قُلْ	لَوْ	أَنْتُمْ
ظلم کرنے والوں نے	سوائے	انکار کے	آپ کہیے	اگر	تم لوگ
خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي	إِذَا	لَا مُسْكِنَ	خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ ط		
میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے	تب تو	تم لوگ ضرور روک کر رکھتے	خرچ کرنے کے خوف سے		
وَكَانَ	الْإِنْسَانُ	قَتُورًا ۞			
اور ہے	انسان	بہت کججی کرنے والا			



آیت نمبر (101 تا 104)

1213

ث ب ر

(ن)	ثُبُورًا	غارت ہونا۔ ہلاک ہونا۔ (لازم)۔ ﴿لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا﴾ (25/ الفرقان: 14) ”تم لوگ مت مانگو آج کے دن ایک مرتبہ ہلاک ہونے کو اور تم لوگ مانگو کئی مرتبہ ہلاک ہونے کو۔“
	ثَبْرًا	غارت کرنا۔ ہلاک کرنا۔ (متعدی)
	مَثْبُورٌ	اسم المفعول ہے۔ غارت کیا ہوا۔ ہلاک کیا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت - ۱۰۲۔

ل ف ف

(ن)	لَفًا لِفًا	ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا دینا۔ جمع کرنا۔ اکٹھا کرنا۔ جِ الْفَافِ - جمع کی ہوئی چیز۔ ﴿لَنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا ۖ وَجَبَّتِ الْفَافُ﴾ (78/ النبا: 15، 16) ”تا کہ ہم نکالیں اس سے اناج اور سبزہ اور اکٹھا کئے ہوئے یعنی گھنے باغات۔“
(انتقال)	لَفِيفٌ إِلْتِفَافًا	فَعِيلٌ کا وزن ہے۔ اکٹھا کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت - ۱۰۳۔ جمع ہونا۔ اکٹھا ہونا۔ ﴿وَالْتَفَتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ﴾ (75/ القیمة: 29) ”اور جب لپٹ جائے گی پنڈلی پنڈلی سے۔“

ترجمہ						
وَلَقَدْ آتَيْنَا		مُوسَى	تَسْمَعُ	أَيُّهَا بَنِي		فَسَأَلْ
اور بیشک ہم نے دی تھیں		موسىؑ کو	نو	واضح نشانیاں		تو آپؑ پوچھیں
بَنِي إِسْرَءِيلَ	إِذْ	جَاءَ	هُمْ	فَقَالَ	لَهُ	فِرْعَوْنُ
بنی اسرائیل سے	جب	وہ آئے	ان کے پاس	تو کہا	ان سے	فرعون نے
لَا ظَنُّكَ		يُؤْمِنُ	مَسْحُورًا ﴿١٠١﴾		قَالَ	لَقَدْ عَلِمْتِ
گمان کرتا ہوں آپؑ کو		اے موسیؑ	جادو کیا ہوا		انہوں نے کہا	بیشک تو جان چکا ہے
مَا أُنْزَلَ		هُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا	إِلَّا	رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ		بَصَائِرَ ﴿١٠٢﴾
نہیں اتارا		ان سب کو	مگر	زمین اور آسمانوں کے رب نے		نشانِ عبرت ہوتے ہوئے
وَإِنِّي		لَا ظَنُّكَ	يُفِرُّعُونَ		مَثْبُورًا ﴿١٠٣﴾	فَارَادَ
اور بیشک میں		گمان کرتا ہوں تجھ کو	اے فرعون		غارت کیا ہوا	پھر اس (فرعون) نے ارادہ کیا



أَنْ	يَسْتَفِزَّ	هُمْ	مِّنَ الْأَرْضِ	فَاعْرِفْنَاهُ	وَمَنْ	1213 مَعَهُ
کہ	وہ اکھاڑ دے	ان لوگوں کو	زمین (ملک) سے	تو ہم نے غرق کیا اس کو	اور ان کو جو	اس کے ساتھ تھے
جَبِيعًا ۝۱۱	وَقُلْنَا	مِّنْ بَعْدِهِ	لِبَنِي إِسْرَءِيلَ	اسْكُنُوا		
سب کے سب کو	اور ہم نے کہا	اس کے بعد	بنی اسرائیل سے	تم لوگ سکونت اختیار کرو		
الْأَرْضِ	فَإِذَا	جَاءَ	وَعَدُ الْآخِرَةِ	جَعَلْنَا بَيْنَكُمْ	لَفَيْفَاقًا ۝۱۲	
اس سر زمین میں	پھر جب	آئے گا	آخرت کا وعدہ	تو ہم نے آئیں گے تم لوگوں کو	سمیٹنے والا ہوتے ہوئے	

نوٹ-1

منکرین حدیث نے احادیث پر جو اعتراضات کئے ہیں ان میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ حدیث کی رو سے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر ہو گیا تھا، حالانکہ قرآن کی رو سے آپ پر یہ جھوٹا الزام تھا کہ آپ ایک سحر زدہ آدمی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اس طرح روایان حدیث نے قرآن کی تکذیب اور کفار مکہ کی تصدیق کی ہے، لیکن دیکھئے کہ یہاں قرآن کی رو سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی فرعون کا یہ جھوٹا الزام تھا کہ آپ علیہ السلام ایک سحر زدہ آدمی ہیں۔ اور پھر قرآن خود ہی سورۃ طہ کی آیت ۶۶-۶۷ میں کہتا ہے کہ جادو کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کو ایسے لگا کہ رسیاں اور لاٹھیاں دوڑ رہی ہیں اور انہوں نے اپنے جی میں خوف محسوس کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت جادو سے متاثر ہو گئے تھے۔ کیا اس کے متعلق بھی منکرین حدیث یہ کہنے کے لئے تیار ہیں کہ یہاں (یعنی زیر مطالعہ آیت ۱۰۱ میں) قرآن نے خود اپنی تکذیب اور فرعون کے جھوٹے الزام کی تصدیق کی ہے۔

دراصل اس طرح کے اعتراضات کرنے والوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ کفار مکہ اور فرعون کس معنی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مسخوڑ کہتے تھے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ کسی دشمن نے جادو کر کے ان کو دیوانہ بنا دیا ہے جس کے زیر اثر یہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ایک نرالا پیغام سناتے ہیں۔ قرآن ان کے اسی الزام کو جھوٹا قرار دیتا ہے۔ رہا قیاسی طور پر کسی شخص کا جادو سے متاثر ہو جانا، تو یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص کو پتھر مارنے سے چوٹ لگ جائے۔ اس چیز کا نہ قرآن نے الزام لگایا نہ قرآن نے اس کی تردید کی اور نہ اس طرح کے کسی وقتی تاثر سے نبی کے منصب پر کوئی حرف آتا ہے۔ نبی پر اگر زہر کا اثر ہو سکتا ہے، نبی اگر زخمی ہو سکتا ہے تو اس پر جادو کا اثر بھی ہو سکتا تھا۔ اس سے منصب نبوت پر حرف آنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ منصب نبوت میں اگر قادیان ہو سکتی ہے تو یہ بات کہ نبی کے قوائے عقلی و ذہنی جادو سے مغلوب ہو جائیں، یہاں تک کہ اس کا کام اور کلام سب جادو کے زیر اثر ہونے لگے۔ مخالفین حق حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی الزام لگاتے تھے اور اس کی تردید قرآن نے کی ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (105 تا 111)

ذ ق ن

(ن)

ذَقْنَا

ٹھوڑی پر مارنا۔

ذَقْنِ

ج۔ اَذْقَانِ۔ ٹھوڑی۔ زیر مطالعہ آیت ۱۰۷۔



(ن)	حُفُوْنَا	آواز کا پست ہونا۔
(مفاعلہ)	مَخَافَتَةً	آواز کو پوشیدہ رکھنا۔ پست کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۱۰۔
(تفاعل)	تَخَافَتَا	ایک دوسرے سے پست آواز میں بات کرنا۔ سرگوشی کرنا۔ ﴿يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا﴾ (20/طہ: 103) ”وہ لوگ سرگوشی کریں گے آپس میں کہ تم لوگ نہیں ٹھہرے مگر دس دن۔“

ترکیب

(آیت ۱۰۶) قُرْآنًا سے پہلے اَنْزَلْنَا مخدوف ہے جس کا مفعول ہونے کی وجہ سے یہ حالت نصب میں ہے۔ (آیت ۱۱۰)۔ اسماء استفہام میں سے آئی یہاں تَدْعُوا کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں آگیا آیا ہے اس کے آگے مَا سے مزید غیر معین کرنے کے لئے آیا ہے۔ (دیکھیں ۲/۲۶، نوٹ ۱)۔

ترجمہ

وَبِالْحَقِّ	اَنْزَلْنَاهُ	وَبِالْحَقِّ	نَزَلَتْ	وَمَا اَرْسَلْنَاكَ
اور حق کے ساتھ	ہم نے اتارا اس (قرآن) کو	اور حق کے ساتھ	وہ اترا	اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو
إِلَّا مَبَشِّرًا	وَنَذِيرًا ﴿١٠٦﴾	وَقُرْآنًا		
مگر بشارت دینے والا ہوتے ہوئے	اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے	اور (ہم نے اتارا) قرآن کو		
فَرَقْنَاهُ	لِتَقْرَأَهُ	عَلَى النَّاسِ	عَلَى مُكْثٍ	
(پھر) ہم نے جدا جدا کیا اس کو	تاکہ آپ پڑھیں اس کو	لوگوں پر	ٹھہر ٹھہر کر	
وَنَزَّلْنَاهُ	تَنْزِيلًا ﴿١٠٧﴾	قُلْ	اٰمِنُوْا	بِهٖ
اور ہم نے بتدریج اتارا اس کو	جیسا بتدریج اتارنے کا حق ہے	آپ کہیے	تم لوگ ایمان لاؤ	اس پر
اَوْ	لَا تُؤْمِنُوْا	اِنَّ	الَّذِيْنَ	اَوْثَرَا
یا	تم لوگ ایمان مت لاؤ (کوئی پروہ نہیں ہے)	بیشک	وہ لوگ جن کو	دیا گیا
مِّنْ قَبْلِهٖ	اِذَا	يُثْلٰی	عَلَيْهِمْ	لِلْاَذْقَانِ
اس سے پہلے	جب	پڑھا جاتا ہے	ان پر (یہ قرآن)	تو وہ لوگ گر پڑتے ہیں
سَجْدًا ﴿١٠٨﴾	وَيَقُولُوْنَ	سُبْحٰنَ رَبِّنَا	اِنْ	كَانَ
سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے	اور وہ لوگ کہتے ہیں	پاکیزگی ہمارے رب کی ہے	بیشک	ہے
وَعَدَ رَبِّنَا	لَمَفْعُوْلًا ﴿١٠٩﴾	وَيَخْرُوْنَ	لِلْاَذْقَانِ	يَبْكُوْنَ
ہمارے رب کا وعدہ	لازمًا پورا کیا جانے والا	اور وہ گر پڑتے ہیں	ٹھوڑیوں پر	روتے ہوئے
وَيَرْيَدُوْهُمْ	حُشُوْعًا ﴿١١٠﴾	قُلْ	اَدْعُوا	اللّٰهَ
اور وہ زیادہ کرتا ہے ان کو	بلحاظ خشوع کے	آپ کہیے	تم لوگ پکارو	اللہ کو



اَوْ	ادْعُوا	الرَّحْمَنُ ط	اَيَّامًا	تَدْعُوا	1213 فَلَهُ
یا	تم لوگ پکارو	رحمن کو	کوئی سا بھی (نام)	تم لوگ پکارو	تو اس کے لئے ہی ہیں
اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی ؕ	وَلَا تَجْهَرُ	بِصَلَاتِكَ	وَلَا تُخَافُتْ		
سارے خوبصورت نام	اور آواز نمایاں مت کرو	اپنی نماز میں	اور آواز پوشیدہ مت رکھو		
بِهَآ	وَابْتَغِ	بَيِّنَ ذٰلِكَ	سَبِيْلًا ۝	وَقُلْ	اَلْحَمْدُ
اس میں	اور تلاش کرو	اس کے درمیان	ایک راستہ	اور آپ کہیے	کل حمد
بِاللّٰهِ الَّذِي	لَمْ يَخْذْ	وَكَدًا	وَلَمْ يَكُنْ	لَّهُ	شَرِيْكُ
اس اللہ کے لئے ہے جس	بنائی ہی نہیں	کوئی اولاد	اور ہے ہی نہیں	جس کے لئے	کوئی شریک
نَ					
فِي الْمَلٰٓئِكِ	وَلَمْ يَكُنْ	لَّهُ	وَلِيٌّ	مِّنَ الدَّلٰلِ	
بادشاہت میں	اور ہے ہی نہیں	جس کے لئے	کوئی کارساز	کمزوری (کے سبب) سے	
	وَكَبَّرَهُ	تَكْبِيْرًا ۝			
	اور بڑائی تسلیم کراؤ اس کی	جیسا بڑائی تسلیم کرانے کا حق ہے			

نوٹ۔ 1

آیت۔ ۱۱۰ میں نماز کے اندر تلاوت کرنے کا یہ ادب بتایا گیا ہے کہ نہ بہت بلند آواز سے ہونہ بہت آہستہ جس کو مقتدی نہ سن سکیں۔
یہ حکم ظاہر ہے کہ جہری نمازوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ ظہر اور عصر کی نمازوں میں تو بالکل اخفاء ہونا سنت متواترہ سے ثابت ہے۔
جہری نماز میں مغرب، عشاء اور فجر کے فرض داخل ہیں اور نماز تہجد بھی۔ (معارف القرآن)
(۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ بمطابق ۱۲۲ اپریل ۲۰۰۶ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورة الكهف (18)

آیت نمبر (1 تا 8)

ب خ ع

(ف)

بَخَعًا

بَاخِعٌ

غم و غمّہ سے خود کو ہلاکت تک پہنچانا۔

اسم الفاعل ہے۔ ہلاکت تک پہنچانے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۶

ج ر ز

(س)

جَوَزًا

جُوزٌ

زمین کا بنجر ہونا۔

بنجر زمین۔ چٹیل میدان۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۸



ترکیب

(آیت ۲) گزشتہ آیت میں اَلْكِتَابَ کا حال ہونے کی وجہ سے قِیِّمًا حالتِ نصب میں ہے۔ بِأَسَاسٍ شَدِيدًا ۱۳ فقرہ مخصوصہ ہے۔
یُبَشِّرُ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ لَیُنْذِرُ کے لام کی پر عطف ہے۔ (آیت ۳) فِیْهِ کی ضمیر اَجْرًا حَسَنًا کے لئے ہے۔
(آیت ۴)۔ آیت ۲ میں لَیُنْذِرُ کے لام کی پر عطف ہونے کی وجہ سے وَیُنْذِرُ حالتِ نصب میں ہے۔ (آیت ۵)
تُخْرِجُ مِنْ اَفْوَاحِهِمْ سے پہلے مامخوف ہے اور یہ کُبْرَتُ کا فاعل ہے اور کَلِمَةً اس کی تیز ہے۔

ترجمہ

اَلْحَمْدُ	بِاللّٰهِ الَّذِیْ	اَنْزَلَ	عَلٰی عَبْدِهٖ	اَلْكِتَابَ	وَلَمْ یَجْعَلْ
تمام حمد	اس اللہ کے لئے ہے جس نے	اتارا	اپنے بندے پر	اس کتاب کو	اور اس نے نہیں بنائی
لَهُ	عِوَجًا ۝	قِیِّمًا	لَیُنْذِرُ	بِأَسَاسٍ شَدِیْدًا	
اس کے لئے	کوئی کجی	سیدھی (کتاب) ہوتے ہوئے	تاکہ وہ خبردار کرے (لوگوں کو)	ایک ایسی شدید سختی سے جو	
مِّنْ لَّدُنْهُ	وَبَشِّرِ	اَلْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ	یَعْمَلُوْنَ		
اس (اللہ) کے پاس سے ہوگی	اور تاکہ وہ بشارت دے	ان ایمان لانے والوں کو جو	عمل کرتے ہیں		
اَلصّٰلِحٰتِ	اِنَّ	لَهُمْ	اَجْرًا حَسَنًا ۝	مَّا كِثِیْنَ	فِیْهِ
نیکیوں کے	کہ	ان کے لئے	ایک خوبصورت اجر ہے	ٹھہرنے والے ہوتے ہوئے	اس میں
وَبُیْنَدِرُ	اَلَّذِیْنَ	قَالُوْا	اَتَّخَذَ	اَللّٰهُ	وَلَدًا ۝
اور تاکہ وہ خبردار کریں	ان کو جنہوں نے	کہا	بنایا	اللہ نے	ایک بیٹا
بِهٖ	مِّنْ عِلْمِ	وَلَا یَاْبِیْهِمْ ۝	کُبْرَتُ	کَلِمَةً	
جس کا	کوئی بھی علم	اور نہ ہی ان کے آباؤ اجداد کے لئے	بھاری ہوئی	بلحاظ بات کے	
تَخْرِجُ	مِّنْ اَفْوَاحِهِمْ ۝	اِنْ یَّقُوْلُوْنَ	اِلَّا	کَذِبًا ۝	فَلَعَلَّكَ
(وہ جو) نکلتی ہے	ان کے مونہوں سے	وہ لوگ نہیں کہتے	مگر	ایک جھوٹ	تو شاید کہ آپ
بَاخِعٌ	نَفْسَكَ	عَلٰی اَنْفُسِهِمْ	اِنْ	لَّمْ یُّؤْمِنُوْا	بِهٰذَا الْحَدِیْثِ
ہلاکت تک پہنچانے والے ہیں	اپنے آپ کو	ان کے پیچھے	اگر	وہ لوگ ایمان نہ لائے	اس بات پر
اَسْفًا ۝	اِنَّا	جَعَلْنَا	مَا	عَلِی الْاَرْضِ	زِیْنَةً
افسوس کرتے ہوئے	بیشک	ہم نے بنایا	اس کو جو	زمین پر ہے	ایک زینت
لِنَبْلُوْهُمْ	اَیُّهُمْ	اَحْسَنُ	عَمَلًا ۝	وَاِنَّا	لَجٰوِلُوْنَ
تاکہ ہم آزمائیں ان کو	(کہ) ان کا کون	زیادہ اچھا ہے	بلحاظ عمل کے	اور بیشک ہم	ضرور بنانے والے ہیں
مَا	عَلِیْهَا	صَعِیْدًا اَجْرًا ۝			
اس کو جو	اس (زمین) پر ہے	ایک نجر میدان			

آیت نمبر (9 تا 12)

ک ہ ف

ثلاثی مجرد سے مفعول نہیں آتا۔

پہاڑ میں غار ہونا۔

پہاڑ میں کھدا ہوا وسیع غار۔ زیر مطالعہ آیت۔ 9۔

تَكْفُهُا

كَهْفُ

(تفعّل)

ر ق م

جلی حروف میں لکھنا۔ نقش بنانا۔

اسم المفعول ہے۔ لکھا ہوا۔ ﴿كِتَبَ مَرْقُومًا ط﴾ (83/المطففين: 9) ”وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔“

فَعِيلٌ کا وزن ہے اسم المفعول کے معنی میں۔ نقش کی ہوئی یا الفاظ کندہ کی ہوئی لوح۔ زیر

مطالعہ آیت۔ 9۔

رَقْمًا

مَرْقُومٌ

(ن)

رَقِيمٌ

ترجمہ

اَمْرٌ	حَسِبْتَ	اَنَّ	اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ	كَانُوا	مِنْ اٰيَاتِنَا
کیا	آپ نے گمان کیا	کہ	غار اور لوح والے	تھے	ہماری نشانیوں میں سے
عَجَبًا ۹	اِذْ	اَوَى	الْفُتْيَةُ	اِلَى الْكَهْفِ	فَقَالُوا
کوئی عجیب چیز	جب	پناہ لی	نوجوانوں نے	غار کی طرف	پھر انہوں نے کہا
اٰتَيْنَا	مِنْ لَّدُنْكَ	رَحْمَةً	وَهَيَّيْ	لَنَا	مِنْ اَمْرِنَا
تو عطا کر ہم کو	اپنے پاس سے	ایک رحمت	اور تو اسباب پیدا کر دے	ہمارے لئے	ہمارے کام میں
رَشَدًا ۱۰	فَضَرَبْنَا	عَلٰی اٰذَانِهِمْ	فِي الْكَهْفِ	سِنِينَ	عَدَدًا ۱۱
نیک راہ کے	تو ہم نے پھکی دی	ان کے کانوں پر	غار میں	کچھ برس	بلحاظ گنتی کے
ثُمَّ	بَعَثْنَاهُمْ	لِنَعْلَمَ	اَتَى الْجُرُتِينَ	اَحْصٰی	لِیْمَا
پھر	ہم نے اٹھایا ان کو	تا کہ ہم جان لیں کہ	دو گروہوں کے کس نے	شمار پورا کیا	اس کا جو
لَبِثُوا			اَمَدًا ۱۲		
وہ لوگ ٹھہرے			بلحاظ مدت کے		

زیر مطالعہ آیت۔ ۹ میں لفظ رقیم سے کیا مراد ہے، اس میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں۔ کچھ مفسرین بر روایت ابن عباسؓ اس کے معنی ایک لکھی ہوئی تختی کے قرار دیتے ہیں، جس پر بادشاہ وقت نے اصحاب کہف کے نام کندہ کر کے غار کے دروازے پر لگا دیا تھا۔ اس وجہ سے اصحاب کہف کو اصحاب الرقیم بھی کہا جاتا ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ رقیم اس پہاڑ کے نیچے کی وادی کا نام ہے جس میں اصحاب کہف کا غار تھا۔ بعض نے خود اس پہاڑ کو رقیم کہا ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔ 1

فَضَرَبْنَا عَلَىٰ أَذَانِهِمُ کے لفظی معنی کانوں کو بند کر دینے کے ہیں۔ غفلت کی نیند کو ان الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ نیند کے وقت سب سے پہلے آنکھ بند ہوتی ہے مگر کان اپنا کام کرتے رہتے ہیں اور آواز سنائی دیتی ہے۔ پھر جب نیند غالب ہو جاتی ہے تو کان بھی اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر بیداری میں سب سے پہلے کان اپنا کام شروع کرتے ہیں کہ آواز سے سونے والا چونکتا ہے پھر بیدار ہوتا ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (13 تا 17)

ش ط ط

مقررہ حد سے آگے بڑھنا۔ حد سے گزرنا۔ زیر مطالعہ آیت - ۱۴۔
حق سے دور ہونا۔ زیادتی کرنا۔ ﴿فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ﴾ (38/ص: 22)
”پس آپ فیصلہ کریں ہمارے درمیان حق کے ساتھ اور آپ زیادتی مت کریں۔“

شَطَطًا

(ن)

إِشْطَاطًا

(افعال)

ز و ر

ملاقات کے لئے جانا۔ زیارت کرنا۔ ﴿أَلْهَكُمُ التَّكَاثُرُ ۚ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۚ﴾ (102/التكاثر: 1، 2)
”غافل کیا تم لوگوں کو ایک دوسرے پر کثرت حاصل کرنے کی کوشش نے یہاں تک کہ تم لوگوں نے ملاقات کی قبروں سے۔“

زِيَارَةً

(ن)

ٹیڑھے سینے والا ہونا۔ کسی سیدھ سے ہٹا ہوا ہونا۔

زَوَارًا

(س)

جھوٹ۔ باطل۔ (کیونکہ یہ سچ یا حق سے ہٹا ہوا ہوتا ہے) ﴿وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۚ﴾ (22/الحج: 30)
”اور تم لوگ بچو جھوٹ کی بات سے۔“

زُورٌ

(۱) ایک دوسرے سے ملاقات کے لئے جانا۔ (۲) کسی سے بچ کر ٹکنا۔ کنارہ کش ہونا (اس مفہوم کے لئے عن کا صلہ آتا ہے) زیر مطالعہ آیت - ۱۷۔

تَزَاوَرًا

(تفاعل)

ف ج و

دروازہ کھولنا۔

فَجَّوًا

(ن)

دو چیزوں کے درمیان کشادگی۔ صحن۔ زیر مطالعہ آیت - ۱۷۔

فَجْوَةً

ترجمہ

نَحْنُ	نَقُصُّ	عَلَيْكَ	نَبَاهُهُمْ	بِالْحَقِّ ط	إِنَّهُمْ	فَتَبَّيْهُ
ہم	بیان کرتے ہیں	آپ پر	ان کی خبر	حق کے ساتھ	بیشک وہ	کچھ ایسے نوجوان تھے جو
أَمِنُوا	بِرَبِّهِمْ	وَزِدْ لَهُمْ	هُدًى ط	وَرَبَّنَا		
ایمان لائے	اپنے رب پر	اور ہم نے زیادہ کیا ان کو	بلحاظ ہدایت کے	اور ہم نے مضبوط کیا		



عَلَى قُلُوبِهِمْ	إِذْ	قَامُوا	فَقَالُوا	رَبَّنَا	رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ¹²¹³
ان کے دلوں کو	جب	وہ کھڑے ہوئے	پھر انہوں نے کہا	ہمارا رب	زمین اور آسمانوں کا رب ہے
لَنْ نَدْعُوَا	مِنْ دُونِهِ	إِلَهًا	لَقَدْ قُلْنَا	إِذَا	شَطَطًا ^{۱۴}
ہم ہرگز نہیں پکاریں گے	اس کے علاوہ	کسی معبود کو	بیشک ہم کہہ چکے	تب تو	حد سے گزری ہوئی بات
هَؤُلَاءِ	قَوْمَنَا	اتَّخَذُوا	مِنْ دُونِهِ	إِلَهَةً ^{۱۵}	كُلًّا
یہ	ہماری قوم ہے	انہوں نے بنائے	اس (اللہ) کے علاوہ	کچھ معبود	کیوں نہیں
يَا تُؤَن	عَلَيْهِمْ	بِسُلْطَنِ بَيْنِ ^{۱۶}	فَمَنْ	أَظْلَمُ	مِمَّنْ
وہ لوگ لاتے	ان (معبودوں) پر	کوئی واضح دلیل	تو کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے
افْتَرَى	عَلَى اللَّهِ	كَذِبًا ^{۱۷}	وَإِذْ	اعْتَزَلْنَاهُمْ	وَمَا
گھڑا	اللہ پر	جھوٹ	اور جب	تم لوگ کنارہ کش ہو گئے ان سے	اور اس سے جس کی
يَعْبُدُونَ	إِلَّا اللَّهَ	فَأَوَّا	إِلَى الْكَهْفِ	يَنْشُرُ	
وہ لوگ بندگی کرتے ہیں	اللہ کے سوا	تو (اب) تم لوگ پناہ لو	غار کی طرف	پھیلا دے گا	
لَكُمْ	رَبُّكُمْ	مِنْ رَحْمَتِهِ	وَيُهِئُ	لَكُمْ	
تمہارے لئے	تمہارا رب	اپنی رحمت	اور وہ اسباب پیدا کرے گا	تمہارے لئے	
مِنْ أَمْرِكُمْ	مَرَفَقًا ^{۱۸}	وَتَرَى	الشَّمْسُ	إِذَا	طَلَعَتْ
تمہارے کام میں	سہارا دینے کا ذریعہ	اور تو دیکھے	سورج کو	جب	وہ طلوع ہوتا ہے
تَرَوُ	عَنْ كَهْفِهِمْ	ذَاتَ الْيَمِينِ	وَإِذَا	عَدَبَتْ	
تو وہ بچ کر نکلتا ہے	ان کے غار سے	دائیں جانب	اور جب	وہ غروب ہوتا ہے	
تَقْرِضُهُمْ	ذَاتَ الشِّمَالِ	وَ	هُمْ	فِي فُجُورَةٍ	
تو وہ کتر اجاتا ہے	بائیں جانب	اس حال میں کہ	وہ لوگ	صحن میں ہیں	
مِنْهُ ^{۱۹}	ذَلِكَ	مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ^{۲۰}	مَنْ	يَهْدِي	اللَّهُ
اس کے	یہ	اللہ کی نشانیوں میں سے ہے	جس کو	ہدایت دی	اللہ نے
الْمُهْتَدِ	وَمَنْ	يُضِلُّ	فَكَانَ تَجِدَ	لَهُ	
نہی ہدایت پانے والا ہے	اور جس کو	اس نے گمراہ کیا	تو تو ہرگز نہیں پائے گا	اس کے لئے	



1213

وَلِيًّا مُّشَدَّدًا ۝

کوئی راہ بتانے والا کارساز

نوٹ-1

اس واقعہ سے بعض صوفی حضرات نے گوشہ نشینی اور ترک دنیا کو زندگی کی فضیلت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اصحاب کہف نے غار میں پناہ اس وقت لی ہے جب وہ اپنے ماحول کی اصلاح کے لئے جان کی بازی کھیل کر اپنی قوم کے ہاتھوں سنگسار کر دیئے جانے کے مرحلہ تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ مرحلہ بعینہ وہی مرحلہ ہے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غار ثور میں پناہ لینی پڑی۔ ان لوگوں نے یہ غار نشینی رہبانیت کے لئے نہیں اختیار کی تھی بلکہ اعدائے حق کے شر سے اپنی جانیں بچانے کے لئے اختیار کی تھی۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (18 تا 20)

ی ق ظ

(س)

يَقْطَا

چوکنا ہونا۔ جاگنا۔

يَقْطُ

ج۔ اَيَقَاطُ۔ صفت ہے۔ چوکنا۔ جاگا ہوا۔ بیدار ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۸۔

ر ق د

(ن)

رَقْدًا

نیند میں سونا۔

رَاقِدٌ

ج رَقُودٌ۔ صفت ہے سویا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۸۔

مَرَقْدٌ

ظرف ہے۔ سونے کی جگہ۔ خوابگاہ۔ ﴿مَنْ بَعَثْنَا مِنْ مَّرَقِدٍ نَافِلَةٍ﴾ (36/ یسین: 52) ”کس نے اٹھایا ہمیں ہماری خوابگاہ سے۔“

و ص د

(ض)

وَصَدًا

ثابت رہنا۔ قائم ہونا۔

وَصِيدٌ

فَعِيلٌ کے وزن پر صفت۔ ہمیشہ جمی رہنے یا قائم رہنے والی چیز پھر زیادہ تر مکان یا غار کی چوکھٹ کے لیے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۸۔

إِيصَادًا

(افعال)

مُوصَدٌ

کسی چیز کو جمانا۔ قائم رکھنا۔ جیسے ہانڈی ڈھانکنا۔ دروازہ بند کرنا۔ اسم المفعول ہے۔ ڈھانکا ہوا۔ بند کیا ہوا۔ اس کا مؤنث مُوصَدَةٌ ہے جس کی ایک قراءت مُوصَدَةٌ بھی ہے (مفردات القرآن) ﴿عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّوصَدَةٌ﴾ (90/ البلد: 20) ”ان لوگوں پر ایک ڈھانکی ہوئی آگ ہے۔“



(ض-ن)

فِرَارًا

مَفَرًّا

بھاگنا۔ دوڑنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۸۔

اسم الظرف ہے۔ بھاگنے کی جگہ۔ ﴿يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ﴾
 (75/ القیمة: 10) ”کہے گا انسان اس دن کہاں ہے بھاگنے کی جگہ۔“

ترجمہ

وَتَحْسَبُهُمْ	أَيَقَاطِلُوا	وَّ	هُمْ	رُفُودٌ	وَنُقَلِّبُهُمْ
اور تو گمان کرے گا ان کو	بیدار	حالانکہ	وہ لوگ	سوئے ہوئے ہیں	اور ہم بار بار پلٹتے ہیں ان کو
ذَاتَ الْيَمِينِ	وَذَاتَ الشِّمَالِ	وَكَلْبُهُمْ	بَاسِطٌ	ذِرَاعِيهِ	
دائیں جانب	اور بائیں جانب	اور ان کا کتا	پھیلائے والا ہے	اپنے دونوں بازوؤں کو	
بِالْوَصِيدِ	كُو	أَطْلَعَتْ	عَلَيْهِمْ	لَوَيْتَ	مِنْهُمْ
چھوٹ پر	اگر	جھانکے	ان پر	تو ضرور تو پیٹھ پھیرے گا	ان سے
وَلَكَلَيْتَ	مِنْهُمْ	رُعْبًا	وَكَذَلِكَ	بَعَثْنَاهُمْ	
اور تجھ کو ضرور بھردیا جائے گا	ان کے	رعب سے	اور اس طرح	ہم نے اٹھایا ان کو	
لِيَنْتَسِبْنَ لَكُمْ	بَيْنَهُمْ	قَالَ	قَائِلٌ	مِنْهُمْ	كَمْ
تاکہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں	آپس میں	کہا	ایک کہنے والے نے	ان میں سے	کتنا (عرصہ)
قَالُوا	لَيْسْنَا	يَوْمًا	أَوْ	بَعْضَ يَوْمٍ	قَالُوا
انہوں نے کہا	ہم ٹھہرے	ایک دن	یا	ایک دن کا کچھ (حصہ)	انہوں نے کہا
أَعْلَمُ	بِمَا	لَيْسَتْ	فَابْعَثُوا	أَحَدَكُمْ	
خوب جاننے والا ہے	اس کو جو	تم لوگ ٹھہرے	تو (اب) تم لوگ بھیجو	اپنے میں سے ایک	
يُودِقُكُمْ هَذِهِ	إِلَى الْمَدِينَةِ	فَلْيَنْظُرْ	أَيُّهَا		
اپنے اس چاندی کے سکے کے ساتھ	شہر کی طرف	پھر اسے چاہیے کہ وہ دیکھے	اس (شہر) کا کون		
أَذَى	طَعَامًا	فَلْيَأْتِكُمْ	بِرِزْقٍ	مِنْهُ	
زیادہ پاکیزہ ہے	بلحاظ کھانے کے	پھر اسے چاہیے کہ وہ آئے تمہارے پاس	کچھ کھانے کے ساتھ	اس میں سے	
وَلْيَتَلَطَّفْ	وَلَا يُشْعِرَنَّ	بِكُمْ	أَحَدًا		
اور اسے چاہیے کہ وہ نرمی اختیار کرے	اور وہ ہرگز شعور (یعنی خبر) نہ دے	تمہارے بارے میں	کسی ایک کو		



إِنَّهُمْ	إِنْ	يُظْهِرُوا	عَلَيْكُمْ	يَرْجِعُكُمْ
بیشک وہ لوگ ہیں (کہ)	اگر	وہ غالب ہوئے	تم لوگوں پر	تو وہ رجم کر دیں گے تم لوگوں کو
أَوْ	يُعِيدُكُمْ	فِي مِلَّتِهِمْ	وَكُنْ تَفْلِحُوا	إِذَا
یا	لوٹائیں گے تم کو	اپنے مذہب میں	اور تم لوگ ہرگز مراد نہ پاؤ گے	تب تو
				کبھی بھی

نوٹ-1

حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شکاری کتے یا جانوروں کے محافظ کتے کے علاوہ کتا پالتا ہے تو ہر روز اس کے اجر میں سے دو قیراط گھٹ جاتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں تیسری قسم کے کتے کا استثناء آیا ہے، یعنی جو کھیتی کی حفاظت کے لئے پالا گیا ہو۔ ان احادیث کی بناء پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان بزرگ اللہ والوں نے کتا کیوں ساتھ لیا تھا۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہو سکتا ہے کہ کتا پالنے کی ممانعت کا یہ حکم شریعت محمدیہ ﷺ کا حکم ہے۔ ممکن ہے اس سے پہلے یہ ممنوع نہ ہو۔ دوسرے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ یہ لوگ صاحب جائیداد اور صاحب مویشی تھے۔ ان کی حفاظت کے لئے کتا پالا ہو اور جیسے کہ کتے کی وفا شعاری مشہور ہے۔ یہ لوگ جب شہر سے چلے تو وہ بھی ساتھ لگ گیا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (21 تا 22)

ترجمہ

وَكُنْ تَفْلِحُوا	عَلَيْكُمْ	لِيَعْلَمُوا	أَنْ	وَعَدَ اللَّهُ
ان (اصحاب کہف) کی	تا کہ وہ لوگ جان لیں	کہ	اللہ کا وعدہ	
حَقٌّ	وَأَنَّ	السَّاعَةَ	لَارِيبَ	فِيهَا
حق ہے	اور یہ کہ	قیامت	کوئی بھی شک نہیں ہے	اس میں
بَيْنَهُمْ	أَمْرُهُمْ	فَقَالُوا	أَبْنُوا	عَلَيْهِمْ
آپس میں	ان کے معاملہ میں	تو انہوں نے کہا	تم لوگ تعمیر کرو	ان (اصحاب کہف کی جگہ) پر
بُنِيَائًا	رَبُّهُمْ	أَعْلَمُ	بِهِمْ	قَالَ
ایک عمارت	ان کا رب	خوب جانتا ہے	ان (اصحاب کہف کے حال) کو	کہا
عَلَبُوا	عَلَى أَمْرِهِمْ	لَنَنجِذَنَّ	عَلَيْهِمْ	مَسْجِدًا
غالب ہوئے	ان کے معاملہ پر	ہم لازماً بنائیں گے	ان (کی جگہ) پر	ایک مسجد کرنے کی جگہ
سَيَقُولُونَ	ثَلَاثَةٌ	رَّابِعُهُمْ	كَلْبُهُمْ	وَيَقُولُونَ
لوگ کہیں گے	(وہ) تین تھے	ان کا چوتھا	ان کا کتا تھا	اور کہیں گے
سَادِسُهُمْ	كَلْبُهُمْ	رَجَبًا	بِالْغَيْبِ	وَيَقُولُونَ
ان کا چھٹا	ان کا کتا تھا	اٹکل مارتے ہوئے	غیب میں	اور کہیں گے
				(وہ) سات تھے



وَتَاْمُنْهُمْ	كَلْبُهُمْ ط	قُلْ	رَبِّيَّ	اَعْلَمُ	1213 بَعْدَتْهُمْ
اور ان کا آٹھواں	ان کا کتا تھا	آپ کہیے	میرا رب	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	ان کی گنتی کو
مَا يَعْلَمُهُمْ	اِلَّا	قَلِيلٌ قَلْبٌ	فَلَا تُمَارِ	فِيْهِمْ	
لوگ نہیں جانتے ان (کی گنتی) کو	مگر	تھوڑے (لوگ)	پس تو مت جھگڑ	ان (کے بارے) میں	
اِلَّا	مِرَّاءَ ظَاهِرًا	وَلَا تَسْتَفْتِ	فِيْهِمْ		
مگر	ظاہری جھگڑنا (یعنی اختلاف ظاہر کرنا)	اور تو مت پوچھ	ان (کے بارے) میں		
مِنْهُمْ	اَحَدًا ع				
ان لوگوں سے	کسی ایک سے بھی				

نوٹ-1

اس زمانے کے لوگوں کو قیامت کے آنے میں کچھ شکوک پیدا ہو گئے تھے۔ ایک جماعت کہتی تھی کہ فقط روحین دوبارہ جی اٹھیں گی اور جس کا اعادہ نہ ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے صدیوں بعد اصحاب کہف کو جگا کر قیامت کے ہونے اور جسموں کے دوبارہ جینے کی حجت واضح کر دی۔ پس اصحاب کہف کا ظہور منکروں پر حجت اور ماننے والوں کے لئے دلیل بن گیا۔ (ابن کثیر)

نوٹ-2

بعض لوگوں نے آیت- ۲۱ کا بالکل الٹا مفہوم لیا ہے۔ وہ اسے دلیل بنا کر مقابر صلحاء پر عمارتیں اور مسجدیں بنانے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہاں قرآن ان کی اس گمراہی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ کہ جو نشانی ان کو بعثت بعد الموت اور امکان آخرت کا یقین دلانے کے لئے دکھائی گئی تھی اسے انہوں نے ارتکاب شرک کے لئے ایک موقع سمجھا۔ پھر اس آیت سے قبور صالحین پر مسجدیں بنانے کے لئے کیسے استدلال کیا جاسکتا ہے جب کہ نبی ﷺ کے یہ ارشادات اس کی نہی میں موجود ہیں:

(۱) اللہ نے لعنت فرمائی ہے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں پر مسجدیں بنانے اور چراغ روشن کرنے والوں پر۔ (احمد-ترمذی-ابوداؤد-نسائی-ابن ماجہ)

(۲) خبردار رہو۔ تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتے تھے۔ میں تمہیں اس حرکت سے منع کرتا ہوں۔ (مسلم)

(۳) اللہ نے لعنت فرمائی یہود اور نصاریٰ پر۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔ (احمد-بخاری-مسلم-نسائی)

(۴) ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ اگر ان میں کوئی صالح مرد ہوتا تو اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر مسجدیں بناتے اور اس کی تصویریں تیار کرتے تھے۔ یہ قیامت کے روز بدترین مخلوق ہوں گے۔ (احمد-بخاری-مسلم-نسائی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تصریحات کی موجودگی میں یہ بات درست نہیں ہے کہ قرآن مجید میں عیسائی پادریوں اور رومی حکمرانوں کے جس گمراہانہ فعل کا حکایت ذکر کیا گیا ہے اس کو ٹھیک وہی فعل کرنے کے لئے دلیل و حجت بنایا جائے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (23 تا 28)

(آیت- ۲۳) لِيَشَآءِ در اصل لِيَشَآءِ ہے۔ اس مقام پر اس کو الف کے ساتھ لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ اسم الفاعل فَاعِلٌ نے فعل کا عمل کیا ہے اور ذَلِكَ اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے محلاً حالت نصب میں ہے، جب کہ غَدَا ظرف ہونے کی وجہ

ترکیب



سے نصب میں ہے۔ (آیت ۲۶) أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ تعجب کا صیغہ ہے۔ 175/2 نوٹ 1۔ (آیت 13-14) لَا تَعْدُ فعل
نہی ہے، لیکن یہ واحد مذکر حاضر کا صیغہ نہیں ہے بلکہ واحد مونث غائب کا صیغہ ہے اور عَيْنُكَ اس کا فاعل ہے اس لئے عَيْنَانِ
حالت رفع میں آیا ہے۔

ترجمہ

وَلَا تَقْوُكَنَّ	لِشَآئِءٍ	إِنِّي	فَاعِلٌ	ذَلِكَ	غَدًا ۞	إِلَّا أَنْ
اور آپ ہرگز مت کہیں	کسی چیز کے لئے	کہ میں	کرنے والا ہوں	اس کو	کل	سوائے اس کے کہ
يَشَاءُ	اللَّهُ ۚ	وَادْكُرْ	رَبَّكَ	إِذَا	نَسِيتَ	وَقُلْ
چاہے	اللہ	اور آپ یاد کریں	اپنے رب کو	جب کبھی	آپ بھول جائیں	اور آپ کہیں
عَسَى أَنْ	يَهْدِيَنَ	رَبِّي	لَا قَرَبَ مِنْ هَذَا	رَشَدًا ۞		
امید ہے کہ	ہدایت دے گا مجھ کو	میرا رب	اس سے زیادہ قریب کے لئے	بلحاظ رہنمائی کے		
وَكَيْتُوا	فِي كَهْفِهِمْ	ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ	وَأَزْدَادُوا	تِسْعًا ۞		
اور وہ لوگ ٹھہرے	اپنے غار میں	تین سو سال	اور وہ زیادہ ہوئے	(نو سال)		
قُلْ	اللَّهُ	أَعْلَمُ	بِمَا	كَيْتُوا ۚ	لَهُ	غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ
آپ کہئے	اللہ	خوب جاننے والا ہے	اس کو جو	وہ ٹھہرے	اس کے لئے ہی ہے	زمین اور آسمانوں کا غیب
أَبْصِرْ بِهِ	وَأَسْمِعْ ۚ	مَا لَهُمْ	مِنْ دُونِهِ			
وہ کیا ہی دیکھنے والا ہے	اور سننے والا ہے	ان لوگوں کے لئے نہیں ہے	اس (اللہ) کے علاوہ			
مِنْ وَلِيِّ ۚ	وَلَا يَشْرِكُ	فِي حُكْمِهِ	أَحَدًا ۞	وَأَتْلُ		
کوئی بھی کارساز	اور وہ شریک نہیں کرتا	اپنی حکم میں	کسی ایک کو (بھی)	اور آپ تلاوت کریں		
مَا	أَوْحَىٰ	إِلَيْكَ	مِنْ كِتَابٍ رَبِّكَ ۚ	لَا مُبَدِّلَ		
اس کی جو	وحی کیا گیا	آپ کی طرف	آپ کے رب کی کتاب سے	کوئی بھی بدلنے والا نہیں		
لِكَلِمَتِهِ ۚ	وَلَكِنْ تَعَدَّ	مِنْ دُونِهِ	مُلْتَحِدًا ۞	وَأَصْبِرْ		
اس کے فرمانوں کو	اور آپ ہرگز نہیں پائیں گے	اس کے علاوہ	کوئی پناہ گاہ	اور آپ روکیں		
نَفْسَكَ	مَعَ الَّذِينَ	يَدْعُونَ	رَبَّهُمْ	بِالْغَدَاةِ	وَالْعَشِيِّ	
اپنے آپ کو	ان لوگوں کے ساتھ جو	پکارتے ہیں	اپنے رب کو	صبح کو	اور شام کو	
يُرِيدُونَ	وَجْهَهُ	وَلَا تَعْدُ	عَيْنُكَ			
چاہتے ہوئے	اس کے چہرے (یعنی توجہ) کو	اور چاہئے کہ آگے نہ نکلیں	آپ کی دونوں آنکھیں			



عَنْهُمْ ج		ثُرِيدٌ		زَيْنَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ¹²¹³
ان لوگوں سے (یعنی ان کو مت چھوڑیں)		(کہ) آپ تلاش کرتے ہوں		دنیاوی زندگی کی زینت کو
وَلَا تُطْعُ	مَنْ	أَعْقَلُنَا	قَلْبَهُ	عَنْ ذِكْرِنَا
اور آپ پیروی مت کریں	اس کی	ہم نے غافل کیا	جس کے دل کو	اپنی یاد سے
وَأَتَّبِعْ	هُوَ	وَكَانَ	أَمْرُهُ	فُرْطَا ۝
اور جس نے پیروی کی	اپنی خواہش کی	اور ہے	اس کا کام	حد سے گزرا ہوا

آیت نمبر (29 تا 31)

م ه ل

مُهَلَّةٌ	(ف)	جلد بازی نہ کرنا۔ آرام سے کام کرنا۔
مُهْلٌ		پکھلی ہوئی دھات۔ پیپ۔ راکھ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۹
إِمَهَالًا	(افعال)	مہلت دینا
أَمِهْلُ		فعل امر ہے۔ تو مہلت دے۔
مَهِيلاً	(تفعیل)	ڈھیل دینا
مِهْلٌ		فعل امر ہے۔ تو ڈھیل دے۔ ﴿فَمِهْلِ الْكَافِرِينَ أَمِهْلَهُمْ دُودِيًّا ۝﴾ (86/ الطارق: 17)
		”پس تو ڈھیل دے کافروں کو، تو مہلت دے ان کو غیر محسوس طریقے سے۔“

ش و ی

شَيِّئًا	(ض)	کسی چیز کو بھوننا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 29
شَوًى		جسم کے اطراف جن پر زخم لگنے سے موت واقع نہ ہو جیسے کھال۔ ﴿نَزَّاعَةً لِّلشَّوَى ۝﴾ (70/ المعارج: 16)
		”کھینچ لینے والی کھال کو۔“

ترجمہ:

وَقُلْ	الْحَقُّ	مِنْ دَرَبِكُمْ ۖ		فَمَنْ	شَاءَ	فَلْيُؤْمِنْ
آپ کہئے	کل کا کل حق	تم لوگوں کے رب (کی طرف) سے ہے		پس جو	چاہے	تو وہ ایمان لائے
وَمَنْ	شَاءَ	فَلْيُكْفُرْ ۚ	إِنَّا	أَعْتَدْنَا	لِلظَّالِمِينَ	نَارًا ۙ
اور جو	چاہے	تو وہ انکار کرے	بیشک	ہم نے تیار کی	ظلم کرنے والوں کے لئے	ایک آگ
أَحَاطَ	بِهِمْ	سَرَادِقُهَا ۖ	وَأِنْ	يَسْتَعْجِلُوْا		يُعَاثُوا ۚ
گھیر لیں گی	ان کو	اس کی قناتیں	اور اگر	وہ لوگ مدد کے لئے پکاریں گے		تو ان کی مدد کی جائے گی



بَسَاءٌ	كَانُھُمْ	یَشْوِی	الْوُجُوہُ ط	۱۲۱۳ یَلَسَ
ایک ایسے پانی سے جو	تیل کی (تلچھٹ) کی طرح ہوگا	وہ بھون دے گا	چہروں کو	کتنا برا ہے
الشَّرَابُ ط	وَسَاءَتْ	مُرْتَفَقًا ۳۹	إِنَّ	الَّذِينَ
یہ پینا	اور کتنی بری ہے یہ (آگ)	بطور آرام گاہ کے	بیشک	وہ لوگ جو
وَعَمِلُوا	الضَّلٰحِثِ	إِنَّا	لَا نُضِیْعُ	أَجَرَ مَنْ
اور انہوں نے عمل کئے	نیکوں کے	تو بیشک	ہم ضائع نہیں کرتے	اس کے اجر کو جس نے
أَحْسَنَ	عَمَلًا ۴۰	أُولَٰئِكَ	لَهُمْ	تَجَرُّی
حسین بنایا	عمل کو	یہ لوگ ہیں	جن کے لئے ہیں	بہتی ہیں
مِنْ تَحْتِهِمْ	الْأَنْهَارُ	يُحَلَوْنَ	فِيهَا	
ان لوگوں کے نیچے سے	نہریں	وہ لوگ آراستہ کئے جائیں گے	ان (باغات) میں	
مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ	وَيَلْبَسُونَ	ثِيَابًا خَضْرًا	مِّنْ سُنْدُسٍ وَاسْتَبْرَقٍ	
سونے کے کنگنوں سے	اور پہنیں گے	سبز کپڑے	چمکیلے اور باریک ریشم کے	
مُتَّكِئِينَ	فِيهَا	عَلَى الْأَرَآئِكِ ط	نِعَمَ	الْثَوَابُ ط
بیٹھنے والے ہوتے ہوئے	ان (باغات) میں	مزین تختوں پر	کتنا اچھا ہے	یہ بدلہ
وَحَسَنَتْ	مُرْتَفَقًا ۴۱			
اور کتنے اچھے ہیں یہ (باغات)	بطور آرام گاہ کے			

جنت اور دوزخ کے احوال کا بیان متشابہات میں داخل ہے۔ جن تمثیلات و تشبیہات سے اس نادیدہ عالم کے احوال کو ہمارے ذہن کے قریب لایا جاسکتا ہے، قرآن ان کے ذریعہ سے ان کو ہمارے ذہن کے قریب کرتا ہے۔ رہی ان کی اصل حقیقت تو اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ دوزخ کے ”مُہل“ یا جنت کے کنگن اور سندس اور استبرق کی حقیقت یہاں نہیں معلوم کی جاسکتی۔ یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ قرآن ان چیزوں کے بیان میں اہل عرب ہی کی معلومات اور ان ہی کے ذوق کو ملحوظ رکھتا ہے۔ اس لئے کہ تشبیہ و تمثیل میں موثر وہی چیزیں ہوتی ہیں جن سے مخاطب واقف ہوں۔ (تدبر قرآن)

نوٹ۔ 1

آیت نمبر (32 تا 36)

ح ف ف

کسی کو گھیرنا۔ کسی کے گرد گھیراؤ الہا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۳۲۔

حَقًّا



حَافٍ

اسم الفاعل ہے۔ گھیرنے والا۔ گھیرا ڈالنے والا۔ ﴿وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ﴾ (39/ الزمر: 75) ”اور تو دیکھے گا فرشتوں کو گھیرا ڈالنے والے ہوتے ہوئے عرش کے ارد گرد۔“

ب ی د

(ض)

بیباڈا

بیبا بان میں کسی چیز کا پراگندہ ہونا۔ تباہ و برباد ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۳۵۔

ترجمہ:

وَأَصْرِبُ	لَهُمْ	مَثَلًا	رَّجُلَيْنِ	جَعَلْنَا
اور آپ بیان کریں	ان لوگوں کے لئے	ایک مثال	دو آدمیوں کی	ہم نے بنایا
إِكْحَادِهِمَا	جَنَّتَيْنِ	مِنْ أَعْنَابٍ	وَحَفَفْنَاهُمَا	
ان دونوں میں سے ایک کے لئے	دو باغ	انگوروں کی	اور ہم نے گھیرا ڈالا دونوں کے گرد	
بَنَحْلٍ	وَجَعَلْنَا	بَيْنَهُمَا	زُرْعًا ۝	كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ
کھجوروں سے	اور ہم نے بنایا	دونوں کے مابین	ایک کھیتی	دونوں باغ
أَنْتَ	أَكْلَهَا	وَلَمْ تَظْلِمْ	مِنْهُ	شَيْئًا ۝
دیتے تھے	اپنے پھل	اور وہ (باغ) کمی نہ کرتے	اس (پھل) میں سے	کوئی چیز
خَلَلَهُمَا	نَهْرًا ۝	وَكَانَ	لَهُ	ثَمَرٌ ۝
دونوں کے بیچ سے	ایک نہر	اور تھا	اس کے لئے	ایک پھل
وَ	هُوَ	يُحَاوِرُكَ	أَنَا	أَكْثَرُ
اس حال میں کہ	وہ	گفتگو کر رہا تھا اس سے	میں	زیادہ کثرت والا ہوں
مَالًا	وَأَعَزُّ	نَفَرًا ۝	وَدَخَلَ	
بلحاظ مال کے	اور زیادہ عزت والا ہوں	بلحاظ نفری (یعنی افرادی قوت) کے	اور وہ داخل ہوا	
جَنَّتُهُ	وَ	هُوَ	ظَلِمَ	لِنَفْسِهِ ۝
اپنے باغ میں	اس حال میں کہ	وہ	ظلم کرنے والا تھا	اپنے آپ پر
مَا أَظُنُّ	أَنْ	تَبِيدَ	هَذِهِ	أَبَدًا ۝
میں نہیں سمجھتا	کہ	برباد ہوگا	یہ (باغ)	کبھی بھی
السَّاعَةِ	قَائِمَةً ۝	وَلَيْنَ	رُدُّدْتُ	إِلَى رَبِّي
قیامت کو	قائم ہونے والی	اور بیشک اگر	لوٹایا گیا مجھ کو	میرے رب کی طرف
لَا جَدَنَ	خَيْرًا مِنْهَا	مُنْقَلَبًا ۝		
تو میں لازماً پاؤں گا	اس سے بہتر	پلٹنے کی جگہ		

آیت نمبر (37 تا 41)

ز ل ق

(س)

زَلَقًا

قدم پھسلنا۔

زَلَقٌ

صفت بھی ہے۔ پھسلنی جگہ۔ چلنی۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۰۔

اِزْلَاقًا

(افعال)

پھسلانا۔ ﴿إِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ﴾ (68/ القلم: 51) ”اور یقیناً قریب ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا پھسلادیں آپ کو اپنی آنکھوں سے یعنی گھور گھور کے۔“

ترکیب

(آیت۔ ۳۸) لَکِنَّا کے الف پر قرآن مجید کے نسخوں میں یا تو کاٹا (x) لگا ہوتا ہے یا ایک گول نشان (o) ہوتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ الف پڑھانیں جائے گا۔ اس لئے اس کو لَکِن پڑھنا ہے، لیکن یہ لَکِن بھی نہیں ہے۔ اگر یہ لَکِن ہوتا تو اس کے آگے ضمیر مرفوع ہو کے بجائے ضمیر منصوبہ آتی اور یہ لَکِن نہ آتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دراصل لَکِن آتا ہے جو کو لَکِن لکھا اور لَکِن پڑھا جاتا ہے۔ (آیت۔ ۳۹) مضارع تَرٰی کو اِن نے مجزوم کیا تو یا گر گئی اور اِن تَرٰی باقی بچا۔ اس کے آگے ضمیر مفعولی نی ہے۔ ن اس کا نون وقایہ ہے۔ اس کے آگے آنا اگر متبدا ہوتا تو اس کی خبر اَقْلُ آتی لیکن اَقْلُ حالت نصب میں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ آنا دراصل ضمیر مفعول فی کی تاکید کے لئے آیا ہے اور تَرٰی کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَقْلُ حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔ ۴۰) اَنْ یُّؤْتِیْنِ میں بھی نون وقایہ ہے۔

ترجمہ:

قَالَ	لَهُ	صَاحِبُهُ	وَ	هُوَ	يُحَاوِرُكَ	أَ
کہا	اس سے	اس کے ساتھی نے	اس حال میں کہ	وہ	گفتگو کر رہا تھا اس سے	کیا
كَفَرْتَ	بِالَّذِي	خَلَقَكَ	مِنْ تُرَابٍ	ثُمَّ	مِنْ نُّطْفَةٍ	ثُمَّ
تو نے انکار کیا	اس کا جس نے	پیدا کیا تجھ کو	ایک مٹی سے	پھر	ایک نطفہ سے	پھر
سَوَّيْتُكَ	رَجُلًا ۝	لَكِنَّا	هُوَ	اللَّهُ	رَبِّي	
ٹھیک ٹھاک کیا تجھ کو	بطور ایک مرد کے	لیکن میں (کہتا ہوں کہ)	وہ	اللہ	میرا رب ہے	
وَلَا أُشْرِكُ	بِرَبِّي	أَحَدًا ۝	وَكُلًّا	إِذْ		
اور میں شریک نہیں کرتا	اپنے رب کے ساتھ	کسی ایک کو	اور کیوں نہیں	جب		
دَخَلْتَ	جَنَّتِكَ	قُلْتَ	مَا	شَاءَ	اللَّهُ ۖ	لَا قُوَّةَ
تو داخل ہوا	اپنے باغ میں	تو تو نے کہا	جو	چاہا	اللہ نے	کوئی بھی قوت نہیں

إِلَّا	بِاللَّهِ	إِنْ	تَرَىٰ أَنَا	أَقَلَّ	مِنْكَ	مَا لَا	1214 وَوَكَّدَ ۞
مگر	اللہ سے	اگر	تو دیکھتا ہے مجھ کو	کمتر	اپنے سے	بلحاظ مال کے	اور اولاد کے
فَعَلَىٰ	رَبِّيَّ	أَنْ	يُؤْتِيَنِ	خَيْرًا	مِّنْ جَدَّتِكَ	وَيُرْسِلَ	
تو امید ہے	میرے رب سے	کہ	وہ دے گا مجھ کو	بہتر	تیرے باغ سے	اور وہ بھیج دے گا	
عَلَيْهَا	حُسْبَانًا	مِّنَ السَّمَاءِ	فَنُصْبِحَ	صَعِيدًا زَلَقًا ۞			
اس پر	کوئی آفت	آسمان سے	نتیجہ وہ (باغ) ہو جائے	ایک چکنا میدان			
أَوْ	يُصْبِحَ	مَا وَهَا	غَوْرًا	فَكُنْ تَسْتَطِيعَ	لَهُ	طَلَبًا ۞	
یا	ہو جائے	اس کا پانی	جذب (زمین میں)	پھر تجھے ہرگز استطاعت نہ ہوگی	اس کو	(واپس) بلانے کی	

آیت نمبر (42 تا 44)

ترجمہ:

وَأُحِيطَ	بِشَرِّهِ	فَأَصْبَحَ	يُقَلِّبُ
اور گھیر (یعنی سمیٹ) لیا گیا	اس کے پھل کو	نتیجہ وہ ہو گیا	الٹنا پلٹنا ہوا
كَفَّيْهِ	عَلَىٰ مَا	أَنْفَقَ	فِيهَا
اپنی دونوں ہتھیلیوں کو (یعنی ہاتھ ملتا رہ گیا)	اس پر جو	اس نے خرچ کیا	اس (باغ) میں
وَ	هِيَ	خَاوِيَةٌ	عَلَىٰ عُرْوَتَيْهَا
اس حال میں کہ	وہ (باغ)	اوندھا تھا	اپنی چھتوں پر
لَمْ أَشْرِكْ	بِرَبِّيَّ	أَحَدًا ۞	وَلَمْ تَكُنْ
میں شریک نہ کرتا	اپنے رب کے ساتھ	کسی ایک کو	اور تھی ہی نہیں
يَنْصُرُونَهُ	مِن دُونِ اللَّهِ	وَمَا كَانَ	مُنْتَصِرًا ۞
مدد کرتی اس کی	اللہ کے علاوہ	اور وہ نہیں تھا	بدلہ لینے والا
الْوَلَايَةُ	لِلَّهِ الْحَقِّ ط	هُوَ	خَيْرٌ
کل کی کل کار سازی	برحق اللہ کے لئے ہے	وہ	بہتر ہے
		بطور بدلے کے	اور بہتر ہے
		بطور انجام کے	عُقْبًا ۞

زیر مطالعہ آیات ۳۲ سے ۴۴ تک میں جو مثال دی گئی ہے اور اس میں جو دو اشخاص کے حالات اور مکالمہ دیا گیا ہے، اس میں ایک توجہ طلب بات یہ ہے کہ یہاں کہیں بھی کسی دیوی یا دیوتا کا ذکر نہیں ہے، پھر وہ کیا بات ہے جس کو آیت ۳۷ میں باغ والے کا کفر قرار دیا گیا اور آیت ۳۸ میں جس سے اعلان برأت کرتے ہو باغ والے کے ساتھی نے کہا کہ میں اپنے رب کے ساتھ کوئی شرک

نوٹ۔ 1

نہیں کرتا۔ اور پھر آیت۔ 42 میں خود باغ والے نے جس کے لئے اپنا کف افسوس ملتے ہوئے کہا کہ کاش میں اپنے رب کے ساتھ شریک نہ کرتا۔ اب نوٹ کر لیں کہ وہ بات آیت۔ 35، 36 میں دی ہوئی ہے۔ یہ مادہ پرستانہ نکتہ نظر ہے جس کو یہاں کفر اور شرک قرار دیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم مادہ پرستی کے فلسفہ کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

عام خیال یہ ہے کہ مادہ پرستی کا مرض نیوٹن کی فزکس کی پیداوار ہے۔ لیکن ان آیات کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرض بہت پرانا ہے۔ نیوٹن نے پرانی شراب کوئی بوتل میں پیش کیا ہے۔ مادہ پرستانہ فلسفہ یہ ہے کہ مادہ (Matter) کا وجود قدیم ہے یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور مادہ کی خصوصیات (Properties of Matter) اس کی ذاتی ہیں اور لافانی ہیں۔ یہ سوچ قیامت کے نظریہ سے براہ راست متضاد ہے۔ کیونکہ مادے کو اور اس کی خصوصیات کو اگر لافانی مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کائنات اور اس کا نظام کبھی ختم نہیں ہوگا اور قیامت نہیں آئے گی۔ اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ اس سوچ کا حامل شخص اگر اللہ کے وجود کو تسلیم کرتا ہے تب بھی قیامت پر اس کا ایمان متزلزل ہو جاتا ہے۔ یہ کفر ہے، اس کا دوسرا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ ایسے شخص کا تکیہ اور بھروسہ یعنی توکل مادے اور اس کی خصوصیات پر ہو جاتا ہے اور ذات باری تعالیٰ اس کے ذہن سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔ اسی مادہ پرستی کے فلسفہ کو یہاں شرک کہا گیا ہے۔ قرآن کا نظریہ یہ ہے کہ اس کائنات میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کا وجود قدیم ہے۔ اللہ کی صفات اس کی ذاتی ہیں، کسی کی عطا کردہ نہیں ہیں۔ اس کی صفات لامحدود (Infinite) ہیں اور لافانی ہیں۔ اللہ کے سوا اس کائنات میں جو کچھ بھی ہے، جہاں بھی ہے اور جس شکل میں بھی ہے۔ اس کا وجود حادث ہے یعنی وہ چیز پہلے نہیں تھی، اللہ نے اسے وجود بخشا تو وہ وجود میں آئی۔ ہر چیز کا وجود الیٰ اَجَلٍ مُّسَمًّى ہے یعنی فانی ہے۔ ہر چیز کی صفات اس کی ذاتی نہیں ہیں بلکہ اللہ کی عطا کردہ ہیں۔ لامحدود نہیں ہیں بلکہ ایک اندازے اور تناسب سے عطا کی گئی ہیں اور ہر چیز کے وجود کی طرح اس کی صفات بھی فانی ہیں۔

اب غور کریں کہ جب ہم مادہ کو قدیم اور اس کی صفات کو اس کی ذاتی اور لافانی مانتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے مادہ کو اللہ کا ”کفو“ یعنی ہم پلہ قرار دیا۔ یہ بدترین شرک ہے اور بد قسمتی سے آج کے دور میں شرک کی یہی شکل سب سے زیادہ رائج ہے لیکن ہم میں سے اکثر کو اس کا احساس نہیں ہے۔ (از لطف الرحمن خان صاحب)

آیت نمبر (45 تا 49)

ہ ش م

(ض)

کسی چیز کو توڑنا۔
ہَشَمًا
فَعِيلٌ کے وزن پر صفت ہے اسم المفعول کے معنی میں۔ توڑی ہوئی چیز۔ توڑی ہوئی خشک
گھاس۔ چورا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۵۔

ہَشِيمٌ

ذ ر و

(ن)

خاک اڑانا۔ بکھیرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۵۔
مَوْنٌ - ذَارِيَّةٌ، ج: ذَارِيَاتٌ۔ اسم الفاعل ہے۔ اڑانے والا۔ بکھیرنے والا۔ ﴿وَالذَّارِيَاتُ ذُرَّوَاتٍ﴾ (51/ الذَّارِيَاتُ: 1) ”قسم ہے بکھیرنے والیوں کی جیسا کہ بکھیرنے کا حق ہے۔“

ذُرَّوَاتٍ

ذَارٍ

1214

غ د ر

(ن)

(مفاعله)

غَدَرًا

غَدَارٌ

بدعہدی کرنا۔ بے وفائی کرنا۔

کسی چیز کو چھوڑ دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۷

ص ف ف

(ن)

صَفًّا

صَفٌّ

قطار بنانا۔ صف بنانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۸

اسم ذات بھی ہے۔ قطار۔ صف۔ ﴿وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾ (89/ الفجر: 22)

”اور آئے گا آپ کا رب اور تمام فرشتے (آئیں گے) قطار در قطار۔“

صَافٌ

نَجَاصَاتُونَ اور صَوَافٍ اسم الفاعل ہے۔ قطار بنانے والا۔ صف باندھنے والا۔ ﴿وَإِنَّا

لَنَحْنُ الصَّافُونَ﴾ (37/ الصفت: 165) ”اور بیشک ہم یقیناً صف باندھنے والے

ہیں۔“ ﴿فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافٍ﴾ (22/ الحج: 36) ”پس تم لوگ یاد کرو اللہ کا

نام ان پر (ان کی) قطار بنانے والے ہوتے ہوئے۔“

مَصْفُوفٌ

اسم المفعول ہے۔ قطار لگا یا ہوا۔ ﴿مُتَكِّينَ عَلَى سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ﴾ (52/ الطور: 20) ”ٹیک

لگانے والے ہوتے ہوئے قطار لگائے ہوئے تختوں پر۔“

ش ف ق

(س)

شَفَقًا

شَفَقٌ

رحم کرنا۔ مہربان ہونا۔

اسم ذات بھی ہے۔ مہربانی۔ غروب آفتاب کے بعد افق پر سرخی۔ شفق۔ ﴿فَلَا أُقْسِمُ

بِالشَّفَقِ﴾ (84/ الانشقاق: 16) ”پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں شام کی سرخی کی۔“

کسی کی رحمت و مہربانی کی محرومی سے ڈرنا۔ پھر مجرد ڈرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

إِشْفَاقًا

(افعال)

﴿ءَاَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ﴾ (58/ المجادلہ: 13) ”کیا تم لوگ

ڈر گئے کہ تم لوگ پیش کرو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ۔“

مُشْفِقٌ

اسم الفاعل ہے۔ ڈرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۹۔

ترکیب

(آیت۔ ۴۵) اخْتَلَطَ کا فاعل نَبَاتُ الْأَرْضِ ہے اور بہ کی ضمیر مَاءِ کے لئے ہے۔ (آیت۔ ۴۸) اَلَّنْ در اصل اَنْ لَنْ

ہے۔ (آیت۔ ۴۹) تَرَمٰی کا مفعول الْمَجْرِمِينَ ہے جبکہ مُشْفِقِينَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

مَالِ میں مَا استفہامیہ ہے اور لِ در اصل حرف جارہ ہے جسے هٰذَا سے الگ کر کے لکھا گیا ہے۔ یہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔

عربی میں اس طرح نہیں لکھا جاتا۔ عربی میں اسے مَالِهٰذَا ہی لکھا جائے گا۔ صَغِيرَةً اور كَثِيرَةً صفت ہے۔ ان کا موصوف

مخدوف ہے۔ جو کہ اَعْمَالًا ہو سکتا ہے۔ شَيْئًا کو مخدوف نہیں مان سکتے کیونکہ صفت مونث آئی ہے۔

ترجمہ:

1214

وَاصْرِبْ	لَهُمْ	مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	كَمَا	أَنْزَلْنَاهُ
اور آپ بیان کریں	ان لوگوں کے لئے	دنوی زندگی کی مثال	پانی کی مانند	ہم نے اتارا جس کو
مِنَ السَّمَاءِ	فَاخْتَلَطَ	بِهِ	نَبَاتُ الْأَرْضِ	فَاصْبَحَ
آسمان سے	پھر ملا	اس (پانی) سے	زمین کا سبزہ	پھر وہ (سبزہ) ہو گیا
تَذْرُوءَ	الرِّيحِ ط	وَكَانَ	اللَّهُ	عَلَى كُلِّ شَيْءٍ
بکھیرتی ہیں اس کو	ہوائیں	اور ہے	اللہ	ہر چیز پر
الْمَالِ	وَالْبَنُونَ	زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	وَالْبَقِيَّةُ	الْصَّالِحَاتِ
مال	اور بیٹے	دنوی زندگی کی زینت ہیں	اور باقی رہنے والی	نیکیاں
خَيْرٌ	عِنْدَ رَبِّكَ	ثَوَابًا	وَّخَيْرٌ	أَمَلًا ۝
بہتر ہیں	آپ کے رب کے پاس	بلحاظ بدلے کے	اور بہتر ہیں	بلحاظ توقع کے
نُسَيْدٌ	الْجِبَالِ	وَتَرَى	الْأَرْضَ	بَارِزَةً
ہم چلائیں گے	پہاڑوں کو	اور آپ دیکھیں گے	زمین کو	صاف کھلی ہونے والی حالت میں
وَحَشَرْنَاهُمْ	فَلَمْ نُغَادِرْ	وَمِنْهُمْ	أَحَدًا ۝	وَعِصْوًا
اور ہم اکٹھا کریں گے ان کو	پھر ہم نہیں چھوڑیں گے	ان میں سے	کسی ایک کو	اور وہ لوگ پیش کئے جائیں گے
عَلَى رِبَّكَ	صَفَا	لَقَدْ جِئْتُمُونَا		
آپ کے رب پر (یعنی اس کے حضور)	صف بناتے ہوئے	بیشک تم لوگ آچکے ہو ہمارے پاس		
كَمَا	خَلَقْنَاهُمْ	أَوَّلَ مَرَّةٍ	بَلْ	زَعَمْتُمْ
جیسے کہ	ہم نے پیدا کیا تم کو	پہلی مرتبہ	بلکہ	تم لوگوں نے سمجھ لیا
لَكُمْ	مَوْعِدًا ۝	وَوُضِعَ	الْكِتَابُ	فَتَرَى
تم لوگوں کے لئے	کوئی وعدہ کا وقت	اور رکھا جائے گا	لکھا ہوا (اعمال نامہ)	پھر آپ دیکھیں گے
الْمُجْرِمِينَ	مُشْفِقِينَ	مِمَّا	فِيهِ	وَيَقُولُونَ
مجرموں کو	ڈرنے والے ہوتے ہوئے	اس سے جو	اس میں ہے	اور وہ لوگ کہیں گے
يَوْمَئِذِنَا	مَا	لِهَذَا الْكِتَابِ	لَا يُغَادِرُ	صَغِيرَةً
ہائے ہماری تباہی	کیا ہے	اس ریکارڈ کو	وہ نہیں چھوڑتا	کسی چھوٹے (عمل) کو

وَوَجَدُوا	أَحْصَاهَا	إِلَّا	وَلَا كِبِيرَةً
1214 اور وہ لوگ پائیں گے	اس نے گھیر لیا اس کو	سوائے اس کے کہ	اور نہ ہی کسی بڑے (عمل) کو
أَحَدًا ۝	رَبِّكَ	وَلَا يَظْلِمُ	حَاضِرًا
کسی ایک پر	آپؐ کا رب	اور ظلم نہیں کرے گا	حاضر
مَا	عَمِلُوا	حَاضِرًا	مَا
اس کو جو	انہوں نے عمل کئے	حاضر	اس کو جو

نوٹ - 1

تیسرے کلمہ میں ہم لوگ جو پانچ کلمات پڑھتے ہیں، ان کو رسول اللہ ﷺ نے الباقیات الصالحات فرمایا۔ یہ بات متعدد روایات میں آئی ہے۔ بعض روایات میں پانچ کلمات ہیں جبکہ بعض روایات میں چار ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں باقیات صالحات سے مراد مطلق اعمال صالحہ ہیں جن میں یہ کلمات بھی داخل ہیں۔

(ابن کثیر اور معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (50 تا 53)

ع ض د

(ن)

عَصْدًا

عَصْدٌ

(۱) بازو پر مارنا (۲) کسی کا دست و بازو بننا یعنی مدد کرنا۔

(۱) بازو (کہنی سے کندھے تک کا حصہ) (۲) مددگار زیر مطالعہ آیت - ۵۱

و ب ق

(ض)

وَبَقًا

مَوْبِقٌ

إِيْبَاقًا

ہلاک ہونا۔

اسم الظرف ہے ہلاک ہونے کی جگہ۔ زیر مطالعہ آیت - ۵۲۔

ہلاک ہونا۔ ﴿أَوْ يُؤْبِقُهُنَّ بِمَا كَسَبُوا﴾ (42/ اشوری: 34) ”یا وہ تباہ کر دے ان سب کو

بسبب اس کے جو انہوں نے کمایا۔“

ترجمہ:

وَأَذُ	قُلْنَا	لِلْمَلَائِكَةِ	اسْجُدُوا	لِأَدَمَ	فَسَجَدُوا	إِلَّا
اور جب	ہم نے کہا	فرشتوں سے	تم لوگ سجدہ کرو	آدمؑ کو	تو ان سب نے سجدہ کیا	سوائے
إِبْلِيسَ ط	كَانَ	مِنَ الْجِنِّ	فَفَسَقَ	عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ط	أَفْتَتَخَذُ وَنَهُ	
ابلیس کے	وہ تھا	جنوں میں سے	تو وہ نکل گیا	اپنے رب کے حکم (کی اطاعت) سے	تو کیا تم لوگ بناتے ہو اس کو	
وَذُرِّيَّتَهُ	أُولِيَائِهِ	مِن دُونِي	وَ	هُمْ	لَكُمْ	عَدُوٌّ
اور اس کی اولاد کو	کارساز	میرے علاوہ	حالانکہ	وہ سب	تم لوگوں کے	دشمن ہیں
بِئْسَ	لِلظَّالِمِينَ		بَدَلًا ۝	مَا أَشْهَدُ لَهُمْ		
کتنا برا ہے یہ	ظالموں کے لئے		بلحاظ بدل کے (یعنی بدلے میں لی ہوئی چیز کے)	میں نے گواہ نہیں بنایا تھا ان کو		
خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ		وَلَا خَلَقَ أَنْفُسَهُمْ ۝		وَمَا كُنْتُ		
زمین اور آسمانوں کی تخلیق کا		اور نہ ہی ان کی اپنی تخلیق کا		اور میں نہیں تھا		

مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ	عَصَدًا ۝۱۹	وَيَوْمَ	يَقُولُ
گمراہ کرنے والوں کو بنانے والا	(اپنا) مددگار	اور جس دن	وہ (یعنی اللہ) کہے گا
نَادُوا	شُرَكَاءِیَ الَّذِینَ	زَعَمْتُمْ	فَدَعَوْهُمْ
تم لوگ پکارو	میرے ان شریکوں کو جن پر	تمہیں زعم تھا	تو وہ لوگ بلائیں گے ان کو
فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوا	لَهُمْ	وَجَعَلْنَا	بَیْنَهُمْ
پھر وہ جواب نہیں دیں گے	ان کو	اور ہم بنادیں گے	ان کے مابین
وَرَأَیَ	الْمُجْرِمُونَ	النَّارَ	فَظَنُّوْا
اور دیکھیں گے	مجرم لوگ	آگ کو	تو وہ سمجھ لیں گے
وَلَمْ یَجِدُوْا	عَنْهَا	مَصْرِفًا ۝۲۰	
اور وہ نہیں پائیں گے	اس سے	(خود کو) پھیرنے کی کوئی جگہ	

نوٹ-1

اس سلسلہ کلام میں قصہ آدم و ابلیس کی طرف اشارہ کرنے سے مقصود گمراہ انسانوں کو ان کی اس حماقت پر متنبہ کرنا ہے کہ وہ اپنے رحیم و شفیق پروردگار اور خیر خواہ پیغمبروں کو چھوڑ کر اپنے اس ازلی دشمن کے پھندے میں پھنس رہے ہیں جو ازل سے ان کے خلاف حسد رکھتا ہے۔ (تفہیم القرآن) بِئْسَ لِلظَّالِمِینَ بَدَلًا۔ یہ جملہ اظہار تعجب اور اظہار افسوس کا ہے کہ ان ظالموں نے خدا کا بدل بھی ڈھونڈا تو اپنے باپ حضرت آدمؑ اور ان کی اولاد کے ابدی دشمن کو۔ یہ شامت زدگی کی آخری حد ہے۔ (تدبر قرآن

آیت نمبر (54 تا 59)

د ح ض

(ف)

دَحَضًا

دَاحِضٌ

(افعال)

اِذْحَاضًا

مُدْحَضٌ

کسی چیز کا اپنی جگہ سے پھسل جانا۔ دلیل کا باطل ہونا۔ رد ہونا۔

اسم الفاعل ہے۔ پھسلنے والا۔ رد ہونے والا۔ ﴿حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ (42/ اشوری: 16) ”ان کی حجت رد ہونے والی ہے ان کے رب کے پاس۔“

پھسلانا۔ رد کرنا۔ زیر مطالعہ آیت ۵۶۔

اسم المفعول ہے۔ پھلایا جانے والا۔ رد کیا جانے والا۔ ﴿فَسَاھَمَ فِکَانَ مِنَ الْمُدْحِضِیْنَ﴾ (37/ الصُّفَّت: 56) ”پھر قرعہ ڈالا تو وہ تھا پھلایا جانے والوں میں سے۔“

و ء ل

(ض)

وَأَلَّا

مَوْئِلٌ

پناہ لینا۔

اسم الظرف ہے۔ پناہ لینے کی جگہ۔ زیر مطالعہ آیت ۵۸۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا	فِي هَذَا الْقُرْآنِ	لِلنَّاسِ	مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ط	وَكَانَ الْإِنْسَانُ
اور بیشک ہم نے بار بار بیان کیا ہے	اس قرآن میں	لوگوں کے لئے	ہر ایک مثال میں سے	اور انسان ہے
أَكْثَرَ شَيْءٍ	جَدَلًا ۝۹	وَمَا مَنَعَ	النَّاسِ	أَنْ
ہر چیز سے زیادہ	بحث کرنے میں	اور نہیں روکا	لوگوں کو	کہ
جَاءَهُمْ	الْهُدَى	وَ	يَسْتَغْفِرُوا	رَبَّهُمْ
آئی ان کے پاس	ہدایت	اور (یہ کہ)	مغفرت مانگیں	اپنے رب سے
تَأْتِيَهُمْ	سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ	أَوْ	يَأْتِيَهُمْ	الْعَذَابُ
پہنچے ان کے پاس	پہلے لوگوں کا طریقہ	یا	پہنچے ان کے پاس	عذاب
وَمَا نُرْسِلُ	الْمُرْسَلِينَ	إِلَّا	مُبَشِّرِينَ	
اور ہم نہیں بھیجتے	رسولوں کو	مگر	بشارت دینے والا ہوتے ہوئے	
وَمُنْذِرِينَ ۚ	وَيَجَادِلُ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	بِالْبَاطِلِ
اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے	اور بحث کرتے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	باطل (دیلوں) کے ساتھ
لِيُذْخِرُوا	بِهِ	الْحَقُّ	وَاتَّخَذُوا	الْيَتَى
تاکہ وہ لوگ رد کر دیں	اس (باطل) سے	حق کو	اور وہ لوگ بناتے ہیں	میری نشانیوں کو
وَمَا	أُنْذِرُوا	هَؤُلَاءِ ۝۱۰	وَمَنْ	أَظْلَمُ
اور اس کو جس سے	انہیں ڈرایا گیا	مذاق کا ذریعہ	اور کون	زیادہ ظالم ہے
ذِكْرٍ	بِأَيِّتِ رَبِّهِ	فَاعْرَضَ	عَنْهَا	وَنَسِيَ
یاد دہانی کرائی گئی	اس کے رب کی نشانیوں سے	تو اس نے اعراض کیا	ان سے	اور وہ بھول گیا
مَا	قَدَّامَتْ	يَدَا ۝۱۱	إِنَّا	جَعَلْنَا
اس کو جو	آگے کیا	اس کے دونوں ہاتھوں نے	بیشک ہم نے	بنائے
أَكِنَّةً	أَنْ	يَفْقَهُوهُ	وَفِي آذَانِهِمْ	وَقِرَاطٌ
کچھ پردے	کہ (کہیں)	وہ سمجھ نہ لیں اس کو	اور (بنایا) ان کے کانوں میں	ایک بوجھ
تَدْعُهُمْ	إِلَى الْهُدَى	فَلَنْ يَهْتَدُوا	إِذَا	أَبَدًا ۝۱۲
آپ بلائیں گے ان کو	ہدایت کی طرف	تو وہ ہرگز ہدایت نہیں پائیں گے	تب تو	کبھی بھی

وَرَبُّكَ	الْغَفُورُ	ذُو الرِّحْمَةِ ط	كُو	يُواخِذُهُمْ	1214 بِمَا
اور آپ کا رب	ہی بے انتہا بخشنے والا ہے	رحمت والا ہے	اگر	وہ پکڑتا ان کو	بسبب اس کے جو
كَسَبُوا	لَعَجَلْ	لَهُمْ	الْعَذَابُ ط	بَلْ	لَهُمْ
انہوں نے کمایا	تو وہ ضرور جلدی لے آتا	ان کے لئے	عذاب کو	بلکہ (یعنی لیکن)	ان کے لئے
مَوْعِدٌ	لَنْ يَجِدُوا	مِنْ دُونِهِ	مَوْيِلًا ۝		
وعدے کا ایک وقت ہے	(اس وقت) وہ لوگ ہرگز نہیں پائیں گے	اس کے علاوہ	کوئی پناہ لینے کی جگہ		
وَتِلْكَ الْقُرَى	أَهْلُكُمْ لَهُمْ	لَمَّا	ظَلَمُوا	وَجَعَلْنَا	
اور یہ بستیاں	ہم نے ہلاک کیا (اس کے) لوگوں کو	جب	انہوں نے ظلم کیا	اور ہم نے مقرر کیا	
لِيَهْلِكَهُمْ		مَوْعِدًا ۝			
ان کے ہلاک ہونے کے لئے		وعدے کا ایک وقت			

نوٹ - 1

انسان کو بحث کرنے کا امتناز بردست چسکہ ہے کہ وہ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے بھی بحث کرے گا۔ اس کا ثبوت ایک حدیث سے ملتا ہے جو ہم معارف القرآن سے نقل کر رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایک شخص کفار میں سے پیش کیا جائے گا۔ اس سے سوال ہوگا کہ ہم نے جو رسول بھیجا تھا ان کے متعلق تمہارا کیا عمل رہا۔ وہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار میں تو آپ پر بھی ایمان لایا، آپ کے رسول پر بھی اور عمل میں ان کی اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ تیرا نامہ اعمال سامنے رکھا ہے۔ اس میں تو یہ کچھ بھی نہیں۔ یہ شخص کہے گا کہ میں تو اس اعمال نامہ کو نہیں مانتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ ہمارے فرشتے جو تمہاری نگرانی کرنے والے تھے وہ تیرے خلاف گواہی دیتے ہیں۔ یہ کہے گا کہ میں ان کی شہادت کو بھی نہیں مانتا، نہ ان کو پہچانتا ہوں اور نہ میں نے ان کو اپنے عمل کے وقت دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو یہ لوح محفوظ سامنے ہے۔ اس میں بھی تیرا یہی حال لکھا ہے۔ وہ کہے گا کہ میرے پروردگار! آپ نے مجھے ظلم سے پناہ دی ہے یا ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بیشک ظلم سے تو ہماری پناہ میں ہے۔ اب وہ کہے گا کہ میرے پروردگار میں ایسی نبی شہادتوں کو کیسے مانوں جو میری دیکھی بھالی نہیں ہیں۔ میں تو ایسی شہادت کو مان سکتا ہوں جو میرے نفس کی طرف سے ہو۔ اس وقت اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے ہاتھ پاؤں اس کے کفر و شرک پر گواہی دیں گے۔ اس کے بعد اس کو آزاد کر دیا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ایسا لگتا ہے کہ مرزا غالب نے یہ حدیث پڑھ کے ہی کہا تھا کہ:

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا۔

آیت نمبر (60 تا 65)

ح ق ب

(س)

حَقَبًا

حُقُبٌ

سال کا بغیر بارش والا ہونا۔

ج حُقُبٌ۔ جمع الحُقَابِ۔ اسی سال یا اس سے زائد کا زمانہ۔ عرصہ دراز۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۶۰ ﴿لَبِثْتُمْ فِيهَا أَحْقَابًا﴾ (78/النبا: 23) ”ٹھہرنے والے ہیں اس میں مدتوں۔“

ص خ ر

ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا۔

صَخْرَةٌ

ج صَخْرٌ۔ چٹان۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۶۳ ﴿الَّذِينَ جَاءُوا الصَّخَرَ بِالْوَادِ﴾ (89/الفجر: 9) ”جنہوں نے تراشیں چٹانیں وادی میں۔“

ترکیب

(آیت۔ ۶۰) حَتَّىٰ پر عطف ہونے کی وجہ سے فعل مضارع اَمْضِیٰ حال نصب میں اَمْضِیٰ آیا ہے۔ (آیت۔ ۶۱) مَجْمَعٌ مضاف ہے بَيْنَهُمَا کا اور ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ سَرَبًا حال ہے۔ (آیت۔ ۶۲) فَتًیٰ بنی کی طرح استعمال ہوتا ہے۔ یعنی رفع، نصب، جر، تینوں حالتوں میں یہ فَتًیٰ ہی رہتا ہے۔ جب اس پر لام تعریف داخل ہو یا مضاف ہو تو تینوں حالتوں میں یہ اَلْفَتًیٰ یافتی آتا ہے۔ اس لئے یہاں لَفْتَهُ میں حرف جَرِّ کا عمل ظاہر نہیں ہوا۔ نَصَبًا مفعول ہے۔ لَقَيْنَا کا۔ (آیت۔ ۶۳) نَبِغٌ مجزوم نہیں ہے کیونکہ یہاں مضارع کو مجزوم کرنے والا کوئی عامل نہیں ہے۔ اس لئے یہ دراصل مضارع نَبِغِیٰ ہی ہے۔ اس جگہ اس کو نَبِغٍ لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔

ترجمہ:

وَاِذْ	قَالَ	مَوْلٰی	لِفَتْنَةٍ	لَا اَبْرَحُ	حَتّٰی
اور جب	کہا	موسیٰ نے	اپنے نوجوان سے	میں نہیں چھوڑوں گا (یہ سفر)	یہاں تک کہ
اَبْلُغْ	مَجْمَعُ الْبَحْرَيْنِ	اَوْ	اَمْضِیْ	حُقُبًا ۱۰	
میں پہنچوں	دوسمندروں کے ملنے کی جگہ پر	یا	(یہاں تک کہ) میں گزرتا رہوں	مدتوں	
فَلَمَّا	بَلَّغَا	مَجْمَعُ بَيْنَهُمَا			
پھر جب	وہ دونوں پہنچے	ان دونوں (سمندروں) کے درمیان ملنے کی جگہ پر			
نَسِيًا	حَوَّتَهُمَا	فَاتَّخَذَ	سَبِيلَهُ	فِي الْبَحْرِ	سَرَبًا ۱۱
تو وہ دونوں بھول گئے	اپنی مچھلی کو	تو اس نے بنایا	اپنا راستہ	سمندر میں	نشیب میں گھستے ہوئے
فَلَمَّا	جَاوَزَا	قَالَ	لِفَتْنَةٍ	اَتَيْنَا	عَدَاؤَنَا
پھر جب	وہ دونوں آگے بڑھے	تو انہوں نے کہا	اپنے نوجوان سے	تو دے ہم کو	ہمارا ناشتہ

لَقَدْ لَقِينَا	مِنْ سَفَرِنَا هَذَا	نَصَبًا ۝۳۶	قَالَ	آ	رَعَيْتَ 1214
بیشک ہم ملے ہیں	اپنے سفر میں	مشقت سے	اس (نوجوان) نے کہا	کیا	آپ نے دیکھا
إِذْ	أَوَيْنَا	إِلَى الصَّخْرَةِ	فَإِنِّي	نَسِيتُ	وَمَا أُنْسِينُهُ
جب	ہم ٹھہرے	اُس چٹان پر	تو بیشک میں	بھول گیا	اور نہیں بھلایا مجھ کو
إِلَّا	الشَّيْطَانُ	أَنْ	أَذْكُرَكَ ۝۳۷	وَاتَّخَذَ	سَيِّدَكَ
مگر	شیطان نے	کہ	میں ذکر کروں اس کا	اور اس (مچھلی) نے بنایا	اپنا راستہ
فِي الْبَحْرِ ۝۳۸	عَجَبًا ۝۳۹	قَالَ	ذَلِكَ مَا	كُنَّا نَبْعِثُ ۝۴۰	
سمندر میں	عجیب طریقے سے	انہوں نے کہا	یہ وہ ہے جس کو	ہم تلاش کر رہے تھے	
فَارْتَدَّا	عَلَىٰ أَثَرِهِمَا	قَصَصًا ۝۴۱	فَوَجَدَا	عَبْدًا	
پھر وہ دونوں لوٹے	اپنے نقوش قدم پر	پچھا کرتے ہوئے	تو ان دونوں نے پایا	ایک ایسا بندہ	
مِّنْ عِبَادِنَا	اتَّبَعْنَاهُ	رَحْمَةً	مِّنْ عِنْدِنَا	وَعَلَّمْنَاهُ	
ہمارے بندوں میں سے	ہم نے دی تھی جس کو	ایک رحمت	اپنے پاس سے	اور ہم نے تعلیم دی تھی جس کو	
مِّنْ لَّدُنَّا		عَلَمًا ۝۴۲			
اپنے خزانے سے		ایک علم کی			

نوٹ-1

یہ قصہ سنانے سے مقصود کفار اور مومنین دونوں کو ایک اہم حقیقت سے آگاہ کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ نگاہ دنیا میں بظاہر جو کچھ دیکھتی ہے۔ اس سے غلط نتائج اخذ کر لیتی ہے کیونکہ اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی وہ مصلحتیں نہیں ہوتیں جن کو ملحوظ رکھ کر وہ کام کرتا ہے۔ ظالموں کا پھلنا پھولنا اور بے گناہوں کا تکلیف میں مبتلا ہونا وغیرہ وہ مناظر ہیں جن سے عام طور پر ذہنوں میں الجھنیں اور غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ کافران سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہاں جس کا جو جی چاہے کرتا رہے کوئی پوچھونے والا نہیں ہے۔ مومن اس طرح کے واقعات کو دیکھ کر دل شکستہ ہوتے ہیں اور بسا اوقات ایمان تک متزلزل ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو اپنے کارخانہ مشیت کا پردہ اٹھا کر اس کی ایک جھلک دکھائی تھی تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ یہاں جو کچھ ہو رہا ہے کیسے کن مصلحتوں سے ہو رہا ہے اور کس طرح واقعات کا ظاہر ان کے باطن سے مختلف ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کو یہ واقعہ کب اور کہاں پیش آیا، اس کی کوئی تصریح قرآن نے نہیں کی۔ البتہ جب ہم خود اس قصے کی تفصیلات پر غور کرتے ہیں تو دو باتیں صاف سمجھ میں آتی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ مشاہدات حضرت موسیٰؑ کو ان کی نبوت کے ابتدائی دور میں کرائے گئے ہوں گے۔ کیونکہ آغاز نبوت میں انبیاء کرام کو اس طرح کی تعلیم و تربیت درکار ہوا کرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت موسیٰؑ کو ان مشاہدات کی ضرورت اس زمانے میں پیش آئی ہوگی جبکہ بنی اسرائیل کو بھی اسی طرح کے حالات سے سابقہ پیش آرہا ہو گا۔ جن سے مسلمان مکہ معظمہ میں دوچار تھے۔

جس بندے سے حضرت موسیٰ کی ملاقات ہوئی تھی، ان کا نام معتبر احادیث میں خضر بتایا گیا ہے۔¹²¹⁴ اہل لئے ان لوگوں کے اقوال کسی التفات کے مستحق نہیں ہیں جو اسرائیلی روایات سے متاثر ہو کر حضرت الیاس کی طرف اس قصہ کو منسوب کرتے ہیں۔ ان کا قول نہ صرف اس بنا پر غلط ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے متصادم ہوتا ہے بلکہ اس بنا پر بھی سراسر لغو ہے کہ حضرت الیاس حضرت موسیٰ کے کئی سو برس بعد پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت موسیٰ کے خادم کا نام بھی قرآن میں نہیں بتایا گیا البتہ بعض روایات میں ذکر ہے کہ وہ حضرت یوشع بن نون تھے جو بعد میں حضرت موسیٰ کے خلیفہ ہوئے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (66 تا 74)

غ ل م

(س)

غَلَمًا

غَلَامٌ

شراب کا جوش مارنا۔ موجوں کا زور سے اٹھنا۔

ج: غَلَمَانُ (۱) نوجوان لڑکا۔ پھر ہر عمر کے لڑکے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۷۴۔ اور ﴿أَنِّي يَكُونُ لِي غَلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ﴾ (3/ آل عمران: 40) ”کہاں سے ہوگا میرے لئے کوئی لڑکا اس حال میں کہ پہنچ چکا ہے مجھ کو بڑھاپا۔“ (۲) خادم۔ نوکر۔ ﴿وَيُطَوِّفُ عَلَيْهِمْ غَلَمَانٌ لَهُمَا﴾ (52/ الطور: 24) ”اور طواف کریں گے ان کے گرد، ان کے خدمت گزار۔“

ترجمہ:

قَالَ	لَهُ	مُوسَى	هَلْ	أَتَّبَعَكَ	عَلَىٰ أَنْ	تُعَلِّمَنِي
کہا	ان سے	موسیٰ نے	کیا	میں ساتھ ساتھ چلوں آپ کے	اس پر کہ	آپ تعلیم دیں مجھ کو
مِمَّا	عَلِّمْتِ	رُشْدًا ۝۶۶	قَالَ	إِنَّكَ	كُنْ تَسْتَطِيعُ	
اس سے جو	تعلیم دی گئی آپ کو	معاملہ فہمی کی	انہوں نے کہا	کہ آپ	ہرگز صلاحیت نہیں رکھیں گے	
مَعِيَ	صَبْرًا ۝۶۷	وَكَيْفَ	تَصْبِرُ	عَلَىٰ مَا	لَمْ تُحِطْ	
میرے ساتھ	صبر کرنے کی	اور کیسے	آپ صبر کریں گے	اس پر	آپ نے احاطہ نہیں کیا	
بِهِ	حُبْرًا ۝۶۸	قَالَ	سَتَجِدُنِي	إِنْ	شَاءَ	اللَّهُ
جس کا	بلحاظ علم کے	انہوں نے کہا	آپ پائیں گے مجھ کو	اگر	چاہا	اللہ نے
صَابِرًا	وَلَا أَعْصِي	لَكَ	أَمْرًا ۝۶۹	قَالَ	فَإِنْ	
صبر کرنے والا	اور میں نافرمانی نہیں کروں گا	آپ کی	کسی کام میں	انہوں نے کہا	پھر اگر	
اَتَّبَعْتَنِي	فَلَا تَسْأَلْنِي	عَنْ شَيْءٍ	حَتَّىٰ			
آپ ساتھ ساتھ چلتے ہیں میرے	تو آپ مت پوچھیں مجھ سے	کسی چیز کے بارے میں	یہاں تک کہ			
أُحَدِّثُ	لَكَ	مِنْهُ	ذِكْرًا ۝۷۰	فَأَنْطَلَقَا	حَتَّىٰ	إِذَا
میں وجود دوں	آپ کے لئے	اس میں سے	کسی بات (ذکر) کو	پھر وہ دونوں چلے	یہاں تک کہ	جب

رَكِبَا	فِي السَّفِينَةِ	خَرَقَهَا ط	قَالَ	1214 آ		
وہ دونوں سوار ہوئے	کشتی میں	تو انہوں نے پھاڑ دیا اس (کشتی) کو	انہوں نے کہا	کیا		
خَرَقَتْهَا	لِتُغْرِقَ	أَهْلَهَا ؕ	لَقَدْ جِئْتَ	شَيْئًا إِمْرًا ۝		
آپ نے پھاڑا اس کو	کہ آپ ڈبودیں	اس کے لوگوں کو	بیشک آپ نے کی	ایک ناپسندیدہ چیز		
قَالَ	أ	لَمْ أَقُلْ	إِنَّكَ	كُنْ تَسْتَطِيعُ	مَعِيَ	صَبْرًا ۝
انہوں نے کہا	کیا	میں نے نہیں کہا تھا	کہ آپ	ہرگز صلاحیت نہیں رکھیں گے	میرے ساتھ	صبر کرنے کی
قَالَ	لَا تُؤَاخِذْنِي	بِمَا	نَسِيتُ	وَلَا تُرْهِقْنِي	وَأَنْطَلَقَا	عُسْرًا ۝
انہوں نے کہا	آپ مت پکڑیں مجھ کو	اس کے سبب سے جو	میں بھول گیا	اور آپ نہ ڈالیں مجھ پر	پھر وہ دونوں چلے	مشکل کو
مِنْ أَمْرِي	عُسْرًا ۝	فَأَنْطَلَقَا	حَتَّىٰ	إِذَا	لَقِيَا	مِنْ أَمْرِي
میرے کام (کی وجہ) سے	مشکل کو	پھر وہ دونوں چلے	یہاں تک کہ	جب	وہ دونوں ملے	میرے کام (کی وجہ) سے
عُلْمًا	فَقَتَلَهُ	قَالَ	أ	قَتَلْتَ	نَفْسًا ذَكِيَّةً ۝	عُلْمًا
ایک لڑکے سے	تو انہوں نے قتل کیا اس کو	انہوں نے کہا	کیا	آپ نے قتل کیا	ایک پاکیزہ (معصوم) جان کو	ایک لڑکے سے
بِغَيْرِ نَفْسٍ ط	لَقَدْ جِئْتَ	بِشَيْءٍ كَرًّا ۝	بِشَيْءٍ كَرًّا ۝	بِشَيْءٍ كَرًّا ۝	بِشَيْءٍ كَرًّا ۝	بِشَيْءٍ كَرًّا ۝
کسی جان (کے بدلے) کے بغیر	بیشک آپ نے کی	ایک ناگوار چیز	ایک ناگوار چیز	ایک ناگوار چیز	ایک ناگوار چیز	ایک ناگوار چیز

آیت نمبر (75 تا 78)

ق ض ض

(ن)

(انفعال)

قَضَا

إِنْقِضَا

میخ اکھاڑنا۔ دیوار کو ڈھانا۔ گرانا۔

دیوار کا پھٹ جانا۔ گر پڑنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۷۷۔

ترجمہ:

قَالَ	أ	لَمْ أَقُلْ	لَّكَ	إِنَّكَ	كُنْ تَسْتَطِيعُ	مَعِيَ
انہوں نے کہا	کیا	میں نے نہیں کہا تھا	آپ سے	کہ آپ	ہرگز صلاحیت نہیں رکھیں گے	میرے ساتھ
صَبْرًا ۝	قَالَ	إِنْ	سَأَلْتَكَ	عَنْ شَيْءٍ ۝	بَعْدَهَا	صَبْرًا ۝
صبر کرنے کی	انہوں نے کہا	اگر	میں پوچھوں آپ سے	کسی چیز کے بارے میں	اس کے بعد	صبر کرنے کی
فَلَا تُصِجْنِي ؕ	قَدْ بَلَغْتَ	مِنْ لَّدُنِّي	عُذْرًا ۝	فَأَنْطَلَقَا	فَأَنْطَلَقَا	فَأَنْطَلَقَا
تو آپ ساتھی نہ بنائیں مجھ کو	آپ پہنچ چکے ہیں	میرے پاس سے	عذر کو	پھر وہ دونوں چلے	پھر وہ دونوں چلے	پھر وہ دونوں چلے

حَتَّىٰ	إِذَا	أَتَيَا	أَهْلَ قَرْيَةٍ	1214 اسْتَطَعَا
یہاں تک کہ	جب	وہ دونوں پہنچے	ایک بستی والوں کے پاس	تو دونوں نے کھانا مانگا
أَهْلَهَا	فَاكْبُوا	أَنْ	يُضَيِّقُوهُمَا	
اس (بستی کے لوگوں سے)	تو انہوں نے انکار کیا	کہ	وہ مہمان بنائیں دونوں کو	
فَوَجَدَا	فِيهَا	جَدَارًا	يُرِيدُ	أَنْ
پھر دونوں نے پایا	اس (بستی) میں	ایک ایسی دیوار کو جو	ارادہ کرتی تھی	کہ
فَاقَامَهُ	قَالَ	لَوْ	شِئْتَ	لَتَّخَذْتَ
تو انہوں نے کھڑا کر دیا اس کو	انہوں نے کہا	اگر	آپ چاہتے	تو لے لیتے
قَالَ	هَذَا	فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ	سَأُنَبِّئُكَ	
انہوں نے کہا	یہ	آپ کے درمیان اور میرے درمیان کی جدائی ہے	میں بتا دوں گا آپ کو	
يَتَأْوِيلُ مَا	لَمْ تَسْتَطِعْ	عَلَيْهِ	صَبْرًا	
اُس کی تعبیر	آپ نے صلاحیت نہیں رکھی	جس پر	صبر کرنے کی	

آیت نمبر (79 تا 82)

ع ی ب

(ض)

عیب دار ہونا۔ عیب دار کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۷۹۔

عَيْبًا

غ ص ب

(ض)

زبردستی چھین لینا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۷۹۔

غَضَبًا

ترجمہ:

أَمَّا	السَّفِينَةُ	فَكَانَتْ	لِلْمَسْكِينِ	يَعْمَلُونَ
وہ جو	کشتی تھی	تو وہ تھی	ایسے مسکینوں کی جو	عمل (یعنی مزدوری) کرتے تھے
فِي الْبَحْرِ	فَارَدْتُ	أَنْ	أَعْيَبَهَا	وَ
دریا میں	پس میں نے ارادہ کیا	کہ	میں عیب دار کر دوں اس کو	اس حال میں کہ
وَرَاءَهُمْ	مَلِكٌ	يَأْخُذُ	كُلَّ سَفِينَةٍ	غَضَبًا
ان کے پرے	ایک ایسا بادشاہ جو	پکڑتا تھا	ہر ایک کشتی کو	غضب کرتے ہوئے
وَأَمَّا	الْغُلَامُ	فَكَانَ	أَبَوُهُ	مُؤْمِنِينَ
اور وہ جو	لڑکا تھا	تو تھے	اس کے والدین	مومن
			پھر ہمیں اندیشہ ہوا	کہ

یُرْهِقْهُمَا	طُغْيَانًا	وَ كُفْرًا ۝	فَارَدْنَا	أَنْ
وہ عاجز کر دے دونوں کو	سرکشی	اور ناشکری کر کے	پھر ہم نے چاہا	کہ
يُبْدِلْهُمَا	رَبُّهُمَا	حَيَّرًا	مِنْهُ	ذِكْرًا
بدلے میں عطا کرے ان دونوں کو	ان کا رب	زیادہ اچھا	اس سے	بلحاظ پاکیزگی کے
رُحْمًا ۝	وَأَمَّا	الْجِدَارُ	فَكَانَ	لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ
بلحاظ صلہ رحمی کے	اور وہ جو	دیوار تھی	تو وہ تھی	دو یتیم لڑکوں کی
تَحْتَهُ	كَنْزٌ	لَّهُمَا	وَكَانَ	أَبُوهُمَا
اس کے نیچے	ایک خزانہ	ان دونوں کے لئے	اور تھا	ان کا والد
أَنْ	يَبْلُغَا	أَشُدَّهُمَا	وَيَسْتَخْرِجَا	كَنْزَهُمَا ۝
کہ	وہ دونوں پہنچیں	اپنی پختگی کو	اور دونوں نکالیں	اپنے خزانے کو
مِنْ رَبِّكَ ۝	وَمَا فَعَلْتُهُ	عَنْ أَمْرِي ۝	ذَلِكَ	تَأْوِيلُ مَا
آپ کے رب (کی طرف) سے	اور میں نے نہیں کیا یہ (سب کچھ)	اپنے حکم سے	یہ	اس کی تعبیر ہے
لَمْ تَسْطِعْ	عَلَيْهِ	صَبْرًا ۝		
آپ نے صلاحیت نہیں رکھی	جس پر	صبر کرنے کی		

نوٹ-1

اس آیت- ۸۲ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی نیکیوں کی وجہ سے اس کے بال بچے بھی دنیا اور آخرت میں خدا کی مہربانی حاصل کر لیتے ہیں۔ دیکھئے آیت میں ان (لڑکوں) کی صلاحیت کی کوئی بات نہیں ہوئی۔ ہاں ان کے والد کی نیک بختی اور نیک عملی بیان ہوئی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ دراصل یہ تینوں باتیں جنہیں تم نے خطرناک سمجھا، سراسر رحمت تھیں۔ کشتی والوں کو گو قدرے نقصان ہوا لیکن اس سے پوری کشتی بچ گئی۔ بچے کے مرنے کی وجہ سے گوماں باپ کو رنج ہوا لیکن ہمیشہ کے رنج اور عذاب سے بچ گئے اور پھر نیک بدلہ مل گیا اور یہاں اس نیک شخص کی اولاد کا بھلا ہوا۔ (ابن کثیر)

یہ مثال اس امر کی ہے کہ دنیا میں مسکینوں اور نیکیوں کو اگر کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اس نقصان کے اندر ان ہی کا کوئی فائدہ مضمر ہوتا ہے۔ اس لئے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہیں اور اس امر پر یقین رکھیں کہ خدا کا کوئی فیصلہ بھی حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتا لیکن کوئی شخص ان حکمتوں کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (83 تا 88)

(آیت- ۸۸) جَزَاءُ الْحُسْنَىٰ مرکب اضافی نہیں ہو سکتا کیونکہ جَزَاءٌ پرتنویں ہے۔ یہ مرکب توصیفی بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جَزَاءٌ نکرہ اور الْحُسْنَىٰ معرفہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں الگ الگ مفرد الفاظ ہیں۔ سادہ جملہ اس طرح ہے۔ فَكُلُّ الْحُسْنَىٰ جَزَاءٌ ہماری ترجیح ہے کہ جَزَاءٌ کو تمیز مانا جائے۔ یُسْرًا صفت ہے اور اس کا موصوف محذوف ہے جو کہ قَوْلًا ہو سکتا ہے۔

ترکیب

ترجیہ:

وَيَسْأَلُونَكَ		عَنْ ذِي الْقُرْنَيْنِ ۖ		قُلْ		سَأَلْتُمُونَا	
اور یہ لوگ پوچھتے ہیں آپ سے		ذوالقرنین کے بارے میں		آپ کہئے		میں پڑھ کر سناؤں گا	
عَلَيْكُمْ	مِنْهُ	ذِكْرًا ۝	إِنَّا	مَكِّنَّا	لَهُ	فِي الْأَرْضِ	
تم لوگوں کو	اس میں سے	بطور نصیحت کے	بیشک ہم نے	اقتدار دیا	اس کو	زمین میں	
وَأَتَيْنَاهُ		مِنْ كُلِّ شَيْءٍ		فَاتَّبَعْنَا		سَبَبًا ۝	
اور ہم نے دیا اس کو		ہر چیز میں سے		ایک سامان		پھر وہ پیچھے لگا	
حَتَّىٰ	إِذَا	بَلَغَ	مَغْرِبَ الشَّمْسِ		وَجَدَهَا		تَغْرُبُ
یہاں تک کہ	جب	وہ پہنچا	سورج غروب ہونے کی جگہ پر		تو اس نے پایا اس کو		کہ وہ غروب ہوتا ہے
فِي عَيْنِ حِمْلَةٍ		وَوَجَدَ	عِنْدَهَا	قَوْمًا	قُلْنَا	لِذِي الْقُرْنَيْنِ	
ایک دلدل والے چشمہ میں		اور اس نے پایا		اس کے پاس	ایک قوم کو	ہم نے کہا	
إِنَّمَا	أَنْ	تُعَذِّبَ	وَأَمَّا	أَنْ	تَتَّخِذَ	فِيهِمْ	حُسْنًا ۝
یا تو یہ	کہ	آپ سزا دیں	اور یا یہ	کہ	آپ بنائیں	ان میں	کوئی بھلائی
أَمَّا	مَنْ	ظَلَمَ	فَسَوْفَ	نُعَذِّبُهُ	ثُمَّ	يُرَدُّ	إِلَىٰ رَبِّهِ
وہ جو ہے	جس نے	ظلم کیا	تو عنقریب	ہم سزا دیں گے اس کو	پھر	وہ لوٹا یا جائے گا	اپنے رب کی طرف
فَيُعَذِّبُهُ		عَذَابًا كَرًّا ۝		وَأَمَّا		مَنْ	وَعَمِلَ
پھر وہ عذاب دے گا اس کو		ایک برا عذاب		اور وہ جو ہے		ایمان لایا	
صَالِحًا	فَلَهُ	جَزَاءٌ	إِلْحُسْنَىٰ ۖ	وَسَنَقُولُ	لَهُ	مِنْ أَمْرِنَا	يُسْرًا ۝
نیک	تو اس کے لئے	بطور بدلے کے	بھلائی ہے	اور ہم کہیں گے	اس سے	اپنے کام میں	آسانی (کی بات)

نوٹ-1

ذوالقرنین کا نام ذوالقرنین کیوں ہوا۔ اس کی وجہ میں بے شمار اقوال اور سخت اختلافات ہیں۔ مگر اتنی بات متعین ہے کہ قرآن نے خود ان کا نام ذوالقرنین نہیں رکھا، بلکہ یہ نام یہود نے بتلایا۔ ان کے یہاں اس نام سے ان کی شہرت ہو گئی۔ واقعہ ذوالقرنین کا جتنا حصہ قرآن کریم نے بتلایا ہے اس سے سوال کرنے والے یہود مطمئن ہو گئے۔ انہوں نے مزید یہ سوال نہیں کئے کہ ان کا نام ذوالقرنین کیوں تھا، یہ کس ملک اور کس زمانے میں تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سوالات کو خود یہود نے بھی غیر ضروری اور فضول سمجھا اور یہ ظاہر ہے کہ قرآن کریم تبارخ و مقصص کا صرف اتنا حصہ ذکر کرتا ہے جس سے کوئی فائدہ دین یا دنیا کا متعلق ہو یا جس پر کسی چیز کا سمجھنا موقوف ہو۔ اس لئے نہ قرآن کریم نے ان چیزوں کو بتلایا اور نہ کسی حدیث میں اس کی تفصیلات بیان کی گئیں۔

(معارف القرآن)

آیت نمبر (89 تا 94)

ترجمہ:

نَمَّ	اَنْبَعَ	سَبَبًا ۹۸	حَتَّىٰ	اِذَا	بَلَغَ	مَطْلِعِ الشَّمْسِ
پھر	وہ پیچھے لگا	ایک (سفر کے) سامان کے	یہاں تک کہ	جب	وہ پہنچا	سورج نکلنے کی جگہ
وَجَدَهَا	تَطْلُعُ	عَلَىٰ قَوْمٍ	لَمْ نَجْعَلْ	لَهُمْ		
تو اس نے پایا اس (سورج) کو	(کہ) وہ طلوع ہوتا ہے	ایک ایسی قوم پر	ہم نے نہیں بنایا	جن کے لئے		
مِّنْ دُونِهَا	سِئْرًا ۹۹	كَذٰلِكَ ۱۰۰	وَقَدْ اَحْطٰنَا	بِهَا		
اس (سورج) کے علاوہ	کوئی اوٹ	اس طرح ہے	اور ہم احاطہ کر چکے ہیں	اس کا جو		
لَدَيْهِ	خُبْرًا ۱۰۱	نَمَّ	اَنْبَعَ	سَبَبًا ۹۸		
اس (ذوالقرنین) کے پاس ہے	بلحاظ علم کے	پھر	وہ پیچھے لگا	ایک (سفر کے) سامان کے		
حَتَّىٰ	اِذَا	بَلَغَ	بَيْنَ السَّدَّيْنِ	وَجَدَ	مِّنْ دُونِهَا	
یہاں تک کہ	جب	وہ پہنچا	دو دیواروں (یعنی پہاڑوں) کے درمیان	تو اس نے پایا	ان دونوں کے پیچھے	
قَوْمًا	لَا يَكَادُونَ	يَفْقَهُونَ	قَوْلًا ۱۰۲	قَالُوا	يَذَاقُونَ	
ایک ایسی قوم کو جو	لگتا نہیں تھا کہ	وہ لوگ سمجھیں گے	کوئی بات	انہوں نے کہا	اے ذوالقرنین	
اِنَّ	يَا جُجْ	وَمَا جُجْ	مُفْسِدُونَ	فِي الْاَرْضِ	فَهَلْ	نَجْعَلْ
بیشک	یا جوج	اور ما جوج	فساد پھیلانے والے ہیں	زمین میں	تو کیا	ہم جمع کر دیں
لَكَ	خَرَجًا	عَلَىٰ اَنْ	نَجْعَلْ	بَيْنَنَا	وَبَيْنَهُمْ	سَدًّا ۱۰۳
آپ کے لئے	کوئی سرمایہ	اس پر کہ	آپ بنا دیں	ہمارے درمیان	اور ان کے درمیان	ایک دیوار

ذوالقرنین نے مشرق کی جانب جو قوم آباد پائی اس کا یہ حال تو قرآن کریم نے ذکر فرمایا کہ وہ دھوپ سے بچنے کے لئے کوئی سامان، مکان، خیمہ، لباس وغیرہ کے ذریعہ سے نہ کرتے تھے، لیکن ان کے مذہب و اعمال کا کوئی ذکر نہیں فرمایا اور نہ ہی یہ کہ ذوالقرنین نے ان لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اور ظاہر یہ ہے کہ وہ لوگ بھی کافر ہی تھے اور ذوالقرنین نے ان لوگوں کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جو مغربی قوم کے ساتھ اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ مگر اس کے بیان کرنے کی یہاں اس لئے ضرورت نہیں سمجھی کہ پچھلے واقعہ پر قیاس کر کے اس کا بھی علم ہو سکتا ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔ 1

1214

آیت نمبر (95 تا 101)

ر د م

(ض)

رَدْمًا

کسی رخنہ یا دروازہ کو بند کرنا۔

رَدْمٌ

رکاوٹ۔ بندش۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۹۵

غ ط و

(ن)

غَطْوًا

کسی چیز کو چھپانا۔ ڈھانکنا

غَطَاءٌ

پردہ۔ زیر مطالعہ آیت: 101۔

ترجمہ:

قَالَ	مَا	مَكَتَنِي	فِيهِ	رَبِّي	خَيْرٌ	فَاعْيَنُونِي
انہوں نے کہا	وہ	اختیار دیا مجھ کو	جس میں	میرے رب نے	بہتر ہے	تو تم لوگ مدد کرو میری
بِقُوَّةٍ	أَجْعَلُ	بَيْنَكُمْ	وَبَيْنَهُمْ	رَدْمًا ۝	أَتُونِي	
قوت کے ساتھ	تو میں بناؤں	تمہارے درمیان	اور ان کے درمیان	ایک رکاوٹ	تم لوگ دو مجھ کو	
زُبُرَ الْحَدِيدِ	حَتَّىٰ	إِذَا	سَاوَىٰ	بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ		
لوہے کی سلیں	یہاں تک کہ	جب	انہوں نے برابر کیا	(پہاڑ کے) دونوں کناروں کے درمیان کو		
قَالَ	انْفُخُوا	حَتَّىٰ	إِذَا	جَعَلَهُ	نَارًا ۖ	قَالَ
تو کہا	تم لوگ دھو کو	یہاں تک کہ	جب	انہوں نے بنایا اس کو	ایک آگ	تو کہا
أُفِخْ	عَلَيْهِ	قُطِرَ ۝	فَمَا اسْتَطَاعُوا			
تو میں اُنڈیلوں	اس پر	پگھلے ہوئے تانبے کو	پھر وہ لوگ (یعنی یا جوج ماجوج کی قوم) استطاعت نہیں رکھیں گے			
أَنْ	يُظْهِرُوهُ	وَمَا اسْتَطَاعُوا	لَهُ	نَقَبًا ۝	قَالَ	
کہ	وہ چڑھ سکیں اس پر	اور نہ وہ استطاعت رکھیں گے	اس میں	نقب لگانے کی	انہوں نے	
هَذَا	رَحْمَةً	مِّن رَّبِّي ۚ	فَإِذَا	جَاءَ	وَعْدُ رَبِّي	جَعَلَهُ
یہ	ایک رحمت ہے	میرے رب (کی طرف) سے	پھر جب	آئے گا	میرے رب کا وعدہ	تو وہ بنادے اس کو
دَكَّاءَ ۚ	وَكَانَ	وَعْدُ رَبِّي	حَقًّا ۝	وَتَرَكْنَا	بَعْضَهُمْ	
ایک نرم مٹی کا ٹیلہ	اور ہے	میرے رب کا وعدہ	سچا	اور ہم چھوڑ دیں گے	ان کے بعض کو	
يَوْمَئِذٍ	يَمُوجُ	فِي بَعْضِ	وَنُفِخَ	فِي الصُّورِ	فَجَمَعْنَاهُمْ	
اس دن	وہ ریلواریں گے	بعض میں	اور پھونک ماری جائے گی	صور میں	پھر ہم جمع کریں گے	

جَمْعًا ۹۹	وَعَرَضْنَا	جَهَنَّمَ	يَوْمَئِذٍ	۱۲۱۴ لِّلْكَافِرِينَ
جیسا جمع کرنے کا حق ہے	اور ہم سامنے لائیں گے	جہنم کو	اس دن	کافروں کے لئے
عَرَضًا ۱۰۰	الَّذِينَ	كَانَتْ	أَعْيُنُهُمْ	عَنِ ذِكْرِي
جیسا سامنے لانے کا حق ہے	وہ لوگ	تھیں	جن کی آنکھیں	میری یاد سے
وَكَاؤُالَا يَسْتَطِيعُونَ		سَبْعًا ۱۰۱		
اور وہ لوگ استطاعت نہیں رکھتے تھے		سننے کی		

نوٹ-1

ذوالقرنین کی تعمیر کردہ دیوار کے متعلق بعض لوگوں میں یہ غلط خیال پایا جاتا ہے کہ اس سے مراد دیوار چین ہے۔ حالانکہ دراصل یہ دیوار قفقاز کے علاقہ داغستان میں در بند اور داریال کے درمیان بنائی گئی۔ قفقاز اس ملک کو کہتے ہیں جو بحیرہ اسود اور بحیرہ خزر (Caspian Sea) کے درمیان واقع ہے۔ در بند اور داریال کے درمیان جو علاقہ ہے اس میں پہاڑ زیادہ بلند نہیں ہیں اور ان میں کوہستانی راستے بھی خاصے وسیع ہیں۔ قدیم زمانے میں شمال کی وحشی قومیں اسی راستے سے حملہ کرتی تھیں۔ ان ہی حملوں کو روکنے کے لئے ایک دیوار بنائی گئی تھی جو ۵۰ میل لمبی، ۲۹ فٹ بلند اور دس فٹ چوڑی تھی۔ ابھی تک یہ تحقیق نہیں ہو سکی کہ یہ دیوار کب اور کس نے بنائی تھی۔ مگر مسلمان مورخین اسی کو سد ذوالقرنین قرار دیتے ہیں اور اس کی تعمیر کی جو کیفیت قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے اس کے آثار اب بھی وہاں پائے جاتے ہیں۔ (تفہیم القرآن۔ ج ۳، ص ۷۷۱)

آیت نمبر (102 تا 106)

ترجمہ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	أَنْ	يَتَّخِذُوا	عِبَادِي	مِنْ دُونِي
ان لوگوں نے جنہوں نے	کفر کیا	کہ	وہ بنالیں گے	میرے بندوں کو	میرے علاوہ	
أُولَئِكَ ۱۰۲	إِنَّا	أَعْتَدْنَا	جَهَنَّمَ	لِلْكَافِرِينَ	نُؤَلِّكُمُ	
(اپنا) کارساز	بیشک	ہم نے تیار کیا	جہنم کو	کافروں کی	بطور مہمانی کے لیے	
قُلْ	هَلْ	نُنَبِّئُكُمْ	بِالْأَخْسَرِينَ	أَعْمَالًا ۱۰۳		
آپ کہئے	کیا	ہم خبر دیں تم لوگوں کو	سب سے زیادہ گھٹا پانے والوں کی	بلحاظ اعمال کے		
الَّذِينَ	صَلَّ	سَعَيْهُمْ	فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	و	هُمْ	
وہ لوگ	غارت ہوئی	جن کی بھاگ دوڑ	دنیا کی زندگی میں	اس حال میں کہ	وہ لوگ	
يَحْسَبُونَ	أَنَّهُمْ	يُحْسِنُونَ	صُنْعًا ۱۰۴	أُولَئِكَ الَّذِينَ		
گمان کرتے رہے	کہ وہ	خوب بناتے ہیں	کام	یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے		
كَفَرُوا	بِآيَاتِ رَبِّهِمْ	وَلِقَائِهِ	فَحِطَّتْ	أَعْمَالُهُمْ		
انکار کیا	اپنے رب کی نشانیوں کا	اور اس سے ملاقات کرنے	کا تو اکارت گئے	ان کے اعمال		

فَلَا تُقِيمُ	لَهُمْ	يَوْمَ الْقِيَامَةِ	وَزَنَّا ۝	ذَلِكَ	جَزَاؤُهُمْ ¹²¹⁴
پس ہم کھڑی نہیں کریں گے	ان کے لئے	قیامت کے دن	تول	یہ	ان کا بدلہ ہے
جَهَنَّمَ	بِمَا	كُفَرُوا	وَاتَّخَذُوا	اٰتِي	وَرُسُلِي ۝
جو کہ جہنم ہے	بسبب اس کے جو	انہوں نے انکار کیا	اور بنایا	میری نشانیوں کو	اور میرے رسولوں کو
					مذاق کا ذریعہ

نوٹ-1

اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ خسارہ پانے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں خواہ کتنے ہی بڑے کارنامے کئے ہوں بہر حال وہ دنیا کے خاتمے کے ساتھ ہی ختم ہو جائیں گے۔ اپنے محلات، اپنی یونیورسٹیاں اور لائبریریاں، اپنے کارخانے اور ملیں اپنی سڑکیں اور ریلیں، اپنی ایجادیں اور صنعتیں، اپنے علوم و فنون اپنی آرٹ گیلریاں اور وہ چیزیں جن پر وہ فخر کرتے ہیں، ان میں سے کوئی چیز بھی اپنے ساتھ لئے ہوئے وہ خدا کے یہاں نہ پہنچیں گے کہ خدا کی میزان میں اس کو رکھ سکیں۔ وہاں جو چیز باقی رہنے والی ہے وہ صرف مقاصد عمل اور نتائج عمل ہیں۔ اب اگر کسی کے سارے مقاصد دنیا تک محدود تھے اور نتائج بھی اس کو دنیا ہی میں مطلوب تھے اور دنیا میں وہ اپنے نتائج دیکھ بھی چکا تو اس کا سب کیا کر یا دنیا کے فانی کے ساتھ فنا ہو گیا۔ آخرت میں جو کچھ پیش کر کے وہ کوئی وزن پاسکتا ہے وہ تو لازماً کوئی ایسا ہی کارنامہ ہونا چاہئے جو اس نے خدا کی رضا کے لئے کیا ہو، اس کے احکام کی پابندی کرتے ہوئے کیا ہو اور ان نتائج کو مقصود بنا کر کیا ہو، جو آخرت میں نکلنے والے ہیں۔ ایسا کوئی کارنامہ اگر اس کے حساب میں نہیں ہے تو وہ ساری دوڑ دھوپ بلاشبہ اکارت گئی جو اس نے دنیا میں کی تھی۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (107 تا 110)

ترجمہ:

اِنَّ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوْا	الصّٰلِحٰتِ	كَانَتْ
بیشک	وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	نیکیوں کے	(تو) ہیں
لَهُمْ	جَنَّاتُ الْغُرُودِ	فِرْدَوْسُ	نُزُلًا ۝	خُلْدًا	
ان کے لئے	فردوس کے باغات	بطور مہمان نوازی کے	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے		
فِيْهَا	لَا يَبْغُوْنَ	عَنْهَا	حَوْلًا ۝	قُلْ	لَّوْ
ان میں	وہ نہیں چاہیں گے	وہاں	جگہ بدلی	آپ کہئے	اگر
مَدَادًا	لِّكَلِمَتِ رَبِّيْ	لَنفِدَ	الْبَحْرُ	قَبْلَ اَنْ	
روشنائی	میرے رب کے فرمان (لکھنے) کے لئے	تو ضرور ختم ہو جاتے	سارے سمندر	اس سے پہلے کہ	
تَنْفَدَ	كَلِمَتِ رَبِّيْ	وَلَوْ	جِئْنَا	بِئْتِهٖ	مَدَدًا ۝
ختم ہوتے	میرے رب کے فرمان	اور اگرچہ	ہم لے آتے	اس جیسے (اور سمندر)	بطور مدد کے
قُلْ	اِنَّمَّا	اَنَا	بَشَرٌ	مِّثْلُكُمْ	يُوحٰى
آپ کہئے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	میں	ایک بشر ہوں	تم لوگوں جیسا	وحی کی جاتی ہے
					میری طرف

اَنۡبَا	اِلٰهُكُم	اِلٰهٌ وَّاحِدٌ	فَمَنْ	كَانَ	يَرْجُوا ¹²¹⁴
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	تم لوگوں کا الہ	واحد الہ ہے	پس وہ جو	ہے (کہ)	امید رکھتا ہے
لِقَاءِ رَبِّهِ	فَلْيَعْبُدْ	تو اسے چاہئے کہ وہ کرے	عَمَلًا صَالِحًا	وَلَا يُشْرِكْ	اپنے رب سے ملاقات کرنے کی
بِعِبَادَةِ رَبِّهِ	اَحَدًا	کسی ایک کو	نیک عمل	اور وہ شریک مت کرے	اپنے رب کی بندگی میں

نوٹ-1

حضرت شہاد بن اوسؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر شرک اور پوشیدہ شہوت کا ہے۔ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ (ﷺ) کیا آپؐ کی امت آپؐ کے بعد شرک کرے گی۔ فرمایا ہاں۔ سنو! وہ سورج، چاند، پتھر، بت کو نہ پوجے گی بلکہ اپنے اعمال میں ریاکاری کرے گی۔ پوشیدہ شہوت یہ ہے کہ صبح روزے سے ہے اور کوئی خواہش سامنے آئی تو روزہ چھوڑ دیا۔ (ابن کثیر)

نوٹ-2

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک ایسا کام بتاتا ہوں کہ جب تم وہ کام کر لو تو شرک اکبر اور شرک اصغر، سب سے محفوظ ہو جاؤ۔ تم تین مرتبہ روزانہ یہ دعا کیا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَاَنَا اَعْلَمُظ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ۔ (معارف القرآن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورہ مریم (19)

آیت نمبر (1 تا 6)

ش ع ل

(ف)

(افتعال)

ش ی ب

(ض)

آگ بھڑکانا۔

شَعَلًا

اِسْتَعَالَ

آگ سے شعلہ نکالنا۔ غصہ کا بھڑک اٹھنا، زیر مطالعہ آیت - ۴

(۱) سفید بالوں والا ہونا۔ (۲) بوڑھا ہونا۔

شَيْبًا

شَيْبٌ

اسم ذات بھی ہے۔ (۱) سفیدی (۲) بڑھاپا۔ زیر مطالعہ آیت - ۴۔ اور ﴿ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً ط﴾ (30/ الروم: 54) ”پھر اس نے بنایا قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا۔“

اَشْيَبُ

ج: شَيْبٌ۔ اَفْعَلُ الوان وعیوب کے وزن پر صفت ہے۔ (۱) سفید سر والا۔ (۲) بوڑھا۔

﴿فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا﴾ (73/ المزل: 17)

”پھر کیسے تم لوگ بچو گے اگر تم نے کفر کیا ایک ایسے دن سے جو کر دے گا بچوں کو بوڑھے۔“

ترکیب

(آیت-۲) ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ۔ یہ پورا مرکب اضافی خبر ہے اور اس کا مبتدا ہذا محذوف ہے۔ ذِکْرٌ یَا تینوں حالتوں میں بنی کی طرح ذِکْرٌ یَا استعمال ہوتا ہے۔ یہاں یہ عَبْدٌ کا بدلہ ہونے کی وجہ سے محلاً حالت نصب میں ہے۔ (آیت-۵-۶) یَرِثُنِي مِنْ آلِ يَعْقُوبَ۔ یہ پورا جملہ فعل امر فَهْبٌ لِي کا جواب امر نہیں ہے۔ اگر جواب امر ہوتا تو مضارع مجزوم یَرِثُ آتا۔ لیکن یہاں مضارع مرفوع یَرِثُ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جملہ دراصل نکرہ موصوفہ وَلِیًّا کی صفت ہے۔ ترجمہ میں اس فرق کو ظاہر کیا جائے گا۔

ترجمہ:

کَهِیْعَصٌ ۝	ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ	عَبْدٌ	ذِکْرٌ یَا ۝
.....	(یہ) آپ کے رب کی رحمت کا ذکر ہے	اس کے بندے	ذکرِ یا پر
اِذْ	نَادٰی	رَبَّهُ	نَادٰی
جب	انہوں نے پکارا	اپنے رب کو	اے میرے رب
اِنِّیْ	وَهَنَ	الْعَظْمُ	الرَّأْسُ
بیشک میں (ہوں کہ)	کمزور ہوئی	ہڈیاں	سر
شِیْبًا	وَلَمْ اَكُنْ	بِدُعَائِكَ	وَاِنِّیْ
سفیدی سے	اور میں ہوا ہی نہیں	تیری دعا سے	اور بیشک میں
خَفْتُ	اَلْمَوَالِیْ	مِنْ وَّرَآءِیْ	وَ
ڈرتا ہوں	اپنے بھائی بندوں سے	اپنے بعد	اس حال میں کہ
فَهْبٌ	لِیْ	مِنْ لَّدُنْكَ	وَلِیًّا ۝
پس تو عطا کر	مجھ کو	اپنے خزانے سے	ایک ایسا کام اٹھانے والا
وَرِثٌ	مِنْ آلِ یَعْقُوبَ ۝	وَاَجْعَلْهُ	رَبِّ
اور جو وارث ہو	یعقوب کے پیروکاروں میں سے (لوگوں) کا	اور تو بنا اس کو	اے میرے رب
			رَضِیًّا ۝
			پسندیدہ

آیت-۵۔ نمبر-۵۔ میں حضرت زکریا کے اس قول کا ذکر ہے کہ انہیں اپنے بعد، اپنے عزیز و اقارب کی طرف سے اندیشہ تھا۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ کس بات کا اندیشہ تھا۔ اس ضمن میں یہ بات بہت واضح ہے کہ حضرت زکریا کو یہ اندیشہ نہیں تھا کہ ان کے عزیز و اقارب ان کی جائیداد پر قبضہ کر لیں گے کیونکہ وہ صاحب جائیداد نہیں تھے۔ پھر انہیں کس بات کا اندیشہ تھا۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے بنی اسرائیل

نوٹ-1

کے نظام کھانت (Preisthood) کا ایک خاکہ ذہن میں واضح ہونا ضروری ہے جسے ہم تفہیم القرآن سے اُحد 1214 پر رہے ہیں۔
 فلسطین پر قابض ہونے کے بعد بنی اسرائیل نے ملک کا انتظام اس طرح کیا تھا کہ حضرت یعقوب کی اولاد کے بارہ قبیلوں میں سارا ملک تقسیم کر دیا گیا اور تیرھواں قبیلہ یعنی لاوی بن یعقوب کا گھرانہ مذہبی خدمات کے لئے مخصوص رہا۔ پھر بن لاوی میں سے بھی جو خاندان پاک ترین چیزوں کی تقدیس کا کام کرتا تھا، وہ حضرت ہارون کا خاندان تھا۔ ان میں ایک ایسا خاندان تھا جس کے سردار حضرت زکریا تھے۔ انہیں ایسا خاندان میں کوئی ایسا نظر نہیں آ رہا تھا جو ان کے بعد دینی اور اخلاقی حیثیت سے اس منصب کا اہل ہو جسے وہ سنبھالے ہوئے تھے۔ یہ وہ اندیشہ ہے جس کا ذکر کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بیشک علماء و ارث ہیں انبیاء کے کیونکہ انبیاء دینار و درہم کی وراثت نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی وراثت علم ہوتا ہے۔ جس نے علم حاصل کر لیا اس نے بڑی دولت حاصل کر لی۔ (معارف القرآن)

نوٹ-2

آیت نمبر (7 تا 11)

ترجمہ:

يُذَكِّرِيَا	إِنَّا	نُبَشِّرُكَ	بِعِلْمٍ	إِسْمُهُ	يَحْيَىٰ
اے زکریا	بیشک	ہم بشارت دیتے ہیں آپ کو	ایک ایسے لڑکے کی	جس کا نام	یحییٰ ہے
لَمْ نَجْعَلْ	لَهُ	مِنْ قَبْلُ	سَبِيًّا ۝	قَالَ	أَنَّىٰ
ہم نے نہیں بنایا	اس کے لئے	اس سے پہلے	کوئی ہم نام	انہوں نے کہا	اے میرے رب کہاں سے
يَكُونُ	لِي	عِلْمٌ	وَّ	كَانَتْ	أَمْرًا تِي
ہوگا	میرے لئے	کوئی لڑکا	اس حال میں کہ	ہے	میری عورت
وَقَدْ بَلَغْتَ	عَاقِرًا	وَقَدْ بَلَغْتَ	وَقَدْ بَلَغْتَ	وَقَدْ بَلَغْتَ	وَقَدْ بَلَغْتَ
اور میں پہنچ چکا ہوں	بانجھ	اور میں پہنچ چکا ہوں	اور میں پہنچ چکا ہوں	اور میں پہنچ چکا ہوں	اور میں پہنچ چکا ہوں
مِنْ الْكَبِيرِ	عِتِيًّا ۝	قَالَ	كَذَلِكَ ۚ	قَالَ	قَالَ
بڑھاپے سے (یعنی بڑھاپے کی)	حد سے گزرا ہوا	(اللہ تعالیٰ نے) کہا	اس طرح ہے	کہہ دیا	کہہ دیا
رَبُّكَ	هُوَ	عَلَىٰ	هَدِيْن	وَقَدْ خَلَقْتُكَ	مِنْ قَبْلُ
آپ کے رب نے	یہ	مجھ پر	آسان ہے	اور میں پیدا کر چکا ہوں آپ کو	اس سے پہلے
وَّ	لَمْ تَكُ	شَيْئًا ۝	قَالَ	رَبِّ	أَيُّهٗ ط
اس حال میں کہ	آپ نہیں تھے	کوئی چیز	انہوں نے کہا	اے میرے رب	تو بنادے
قَالَ	أَيُّنَا	أَلَا تَشْكُرُ	النَّاسِ	ثَلَاثَ لَيَالٍ	سَبِيًّا ۝
(اللہ تعالیٰ نے) کہا	آپ کی نشانی ہے	کہ آپ کلام نہیں کریں گے	لوگوں سے	تین راتیں	کامل ہوتے ہوئے
فَخَرَجَ	عَلَىٰ قَوْمِهِ	مِنَ الْمِحْرَابِ	فَاوْجَىٰ	إِلَيْهِمْ	أَنْ
پھر وہ نکلے	اپنی قوم پر	محراب سے	تو انہوں نے اشارہ کیا	ان کی طرف	کہ

سَبِّحُوا	بُكْرَةً	وَعَشِيًّا ¹²¹⁴
تم لوگ تسبیح کرو	صبح کے وقت	اور شام کے وقت

آیت نمبر (12 تا 15)

ح ن ن

(ض)

حَنَانًا

کسی پر مہربان و شفیق ہونا۔

حَنَانٌ

اسم ذات بھی ہے۔ شفقت۔ مہربانی۔ زیر مطالعہ آیت - ۱۳۔

حُنَيْنٌ

اسم علم ہے۔ مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ کا نام جہاں جنگ حنین ہوئی تھیں۔ آیت

نمبر 9 / التوبہ: 25۔

ترکیب

زیر مطالعہ آیات کا صحیح ترجمہ کرنے کے لئے منصوبات کی وجوہات کا تعین ضروری ہے۔ اَتَيْنَاهُ کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَلْحُكْمَ، حَنَانًا اور زَكُوَّةً حالت نصب میں آئے ہیں، جبکہ صَبِيًّا حال ہے۔ کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے تَقِيًّا اور بَرًّا حالت نصب میں ہیں۔ جَبَّارًا اور عَصِيًّا خبریں ہیں لَمْ يَكُنْ کی۔ حَيًّا حال ہے۔

ترجمہ:

يُحْيِي	حُنًى	الْكِتَابَ	بِقُوَّةٍ ^ط	وَاتَيْنَاهُ
اے یحییٰ	آپ پکڑیں	کتاب (یعنی تورات) کو	مضبوطی سے	اور ہم نے دیا ان کو
الْحُكْمَ	صَبِيًّا ^ط	وَحَنَانًا	مِّنْ لَّدُنَّا	وَزَكُوَّةً ^ط
فیصلہ کرنے کی صلاحیت	بچہ ہوتے ہوئے	اور شفقت (دی)	اپنے پاس سے	اور پاکیزگی (دی)
وَكَانَ	تَقِيًّا ^ط	وَبَرًّا	يُولَدِيهِ	وَلَمْ يَكُنْ
اور وہ تھے	پرہیزگار	اور فرمانبردار (تھے)	اپنے والدین کے	اور وہ نہیں تھے
عَصِيًّا ^ط	وَسَلَمٌ	عَلَيْهِ	يَوْمَ	وَلَدَ
نافرمانی کرنے والے	اور سلامتی ہے	ان پر	جس دن	وہ پیدا کئے گئے
يَهْوَتْ	وَيَوْمَ	يُبْعَثُ	حَيًّا ^ع	
وہ مریں گے	اور جس دن	وہ اٹھائے جائیں گے	زندہ ہوتے ہوئے	

نوٹ-1

حضرت یحییٰ کے جو حالات انجیلوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ تفہیم القرآن میں ان کو جمع کر کے ان کی سیرت پاک کا ایک نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ ہم اس کا خلاصہ دے رہے ہیں۔

حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ سے چھ ماہ بڑے تھے۔ تقریباً تیس سال کی عمر میں وہ نبوت کے منصب پر عملاً مامور ہوئے۔ وہ لوگوں سے گناہوں کی توبہ کراتے تھے اور توبہ کرنے والوں کو ہتھسمہ دیتے تھے یعنی توبہ کے بعد غسل کراتے تھے تاکہ روح اور جسم

دونوں پاک ہو جائیں۔ یہودیہ اور یروشلم کے بکثرت لوگ ان کے معتقد ہو گئے تھے اور ان کے پاس جا کر پچھمہ لیتے تھے۔ اسی بنا پر ان کا نام یوحنا پچسمہ دینے والا (JHON The BAPTIST) مشہور ہو گیا ہے۔

وہ اونٹ کے بالوں کے پوشاک پہنتے۔ انکی خوراک نڈیاں اور جنگلی شہد تھا۔ اس فقیرانہ زندگی کے ساتھ وہ منادی کرتے پھرتے تھے کہ تو بہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی قریب آگئی ہے۔ یعنی مسیح کی دعوت نبوت کا آغاز ہونے والا ہے۔ وہ لوگوں کو نماز اور روزے کی تلقین کرتے تھے وہ لوگوں سے کہتے تھے کہ جس کے پاس دو کرتے ہوں وہ اس کو جس کے پاس نہ ہو بانٹ دے۔ اور جس کے پاس کھانا ہو وہ بھی ایسا ہی کرے۔ محصول لینے والوں سے فرمایا کہ جو تمہارے لئے مقرر ہے اس سے زیادہ نہ لینا۔ سپاہیوں سے فرمایا کہ نہ کسی پر ظلم کرو اور نہ ناحق کسی سے کچھ لو اور اپنی تنخواہ پر کفایت کرو۔

ان کے عہد کا یہودی فرمانروا، جس کی ریاست میں وہ دعوت حق کی خدمت انجام دیتے تھے، سر تا پارومی تہذیب میں غرق تھا۔ اس کی وجہ سے سارے ملک میں فسق و فجور پھیل رہا تھا۔ حضرت یحییٰ نے اس کو ملامت کی اور اس کی فاسقانہ حرکات کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس جرم میں اس نے ان کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔

فرمانروا کی سالگرہ کے جشن کے دربار میں ایک رقاصہ نے کوب رقص کیا جس پر خوش ہو کر اس نے کہا مانگ کیا مانگتی ہے۔ اس نے کہا مجھے یوحنا پچسمہ دینے والے کا سر ایک تھال میں رکھوا کر ابھی منگوادیتے۔ اس نے فوراً قید خانہ سے یحییٰ کا سر کٹوایا اور ایک تھال میں رکھ کر رقاصہ کی نذر کر دیا۔

آیت نمبر (16 تا 21)

ترجمہ:

وَإِذْ كُنَّا فِي الْكَلْبِ	مَرْيَمَ	إِذْ	انْتَبَهَتْ	مِنْ أَهْلِهَا	مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝
اور یاد کرو	مریم کو	جب	وہ علیحدہ ہوئیں	اپنے لوگوں سے	ایک مشرقی جگہ میں
فَاتَّخَذَتْ	مِنْ دُونِهِمْ	حِجَابًا	فَارْسَلْنَا	إِلَيْهَا	رُوحَنَا
پھر انہوں نے کر لیا	ان لوگوں سے	ایک اوٹ	تو ہم نے بھیجا	ان کی طرف	اپنا فرشتہ (یعنی جبرائیل کو)
فَتَمَثَّلَ	لَهَا	بَشَرًا سَوِيًّا ۝	قَالَتْ	إِنِّي	أَعُوذُ
تو وہ شکل میں آگئے	ان کے لیے	ایک مکمل آدمی کی	(بی بی مریم نے) کہا	کہ میں	پناہ میں آتی ہوں
بِالْوَحْيِ	مِنْكَ	إِنْ	كُنْتُ	تَقِيًّا ۝	أَنَا
رحمن کی	تجھ سے	اگر	تو ہے	پرہیزگار	میں
رَسُولُ رَبِّكَ ۝	لَا هَبْ	لَكَ	غُلْبًا زَكِيًّا ۝	قَالَتْ	
آپ کے رب کا پیغامبر ہوں	کہ میں عطا کروں	آپ کو	ایک پاکیزہ لڑکا	انہوں نے کہا	
أَنْتِ	يَكُونُ	لِي	عُلْمٌ	وَّ	لَمْ يَسْئَلْنِي
کہاں سے	ہوگا	میرے لئے	کوئی لڑکا	حالانکہ	چھو اہی نہیں مجھ کو
					اور نہ میں ہوں

بَعِثْنَا ۝	قَالَ	كَذٰلِكَ ۚ	قَالَ	رَبُّكَ	هُوَ	عَلَىٰ ۚ	1214 هَيِّنْ ۚ
بدکار	انہوں نے کہا	اس طرح ہے	کہا	آپ کے رب نے	وہ	مجھ پر	آسان ہے
وَلِنَجْعَلَنَّ	اٰیۃً	لِّلنَّاسِ	وَرَحْمَةً	مِّنَّا ۚ			
اور تاکہ ہم بنائیں اس (لڑکے) کو	ایک نشانی	لوگوں کے لئے	اور رحمت ہوتے ہوئے	ہماری طرف سے			
وَكَانَ	اَمْرًا	مَّقْضٰیًا ۝۱۱					
اور وہ ہے	ایک کام	فیصلہ کیا ہوا					

نوٹ-1

بی بی مریم کا ایک مشرقی جگہ میں الگ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہیکل کے مشرقی جانب میں معتکف ہو گئیں۔ مشرقی جانب میں اس وجہ سے کہ ہیکل کا جو حصہ عورتوں کے اعتکاف اور عبادت کے لئے خاص تھا وہ مشرقی سمت میں ہی تھا۔ حضرت جبرائیل نے انہیں اولاد ہونے کی جو خبر دی اس پر بی بی مریم نے جن الفاظ میں تعجب کا اظہار کیا، اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ لوقا کی یہ روایت بالکل بے سرو پا ہے کہ یوسف نامی کسی شخص سے ان کا نکاح ہوا تھا۔ اگر ان کا نکاح ہوا ہوتا تو یہ خبر ان کے لئے ایک خوشخبری ہوتی اور وہ مذکورہ الفاظ میں اس پر تشویش اور حیرت کا اظہار کرنے کی بجائے اللہ کا شکر ادا کرتیں۔ لوقا کی یہ روایت یہودی دراندازی کا مولودِ فساد ہے کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ کی خارق عادت ولادت کے مخالف ہیں۔ ہمارے ہاں جن لوگوں نے بے سوچے سمجھے اس روایت کو نقل کر لیا ہے انہوں نے نادانستہ یہودی کی مقصد براری کی ہے۔ (تدبر قرآن)

نوٹ-2

بی بی مریم کے اظہار تعجب کے جواب میں حضرت جبریل نے فرمایا كَذٰلِكَ یعنی ایسا ہی ہوگا۔ یہ ہرگز اس معنی میں نہیں ہو سکتا کہ بشر تجھے کو چھوئے گا اور اس سے تیرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ بلکہ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تیرے ہاں لڑکا ہوگا، باوجود اس کے کہ تجھے کسی بشر نے نہیں چھوا ہے۔ اس سے پہلے آیت نمبر ۸۔ میں حضرت زکریا کا استعجاب نقل ہو چکا ہے۔ وہاں بھی یہی جواب دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو مطلب اس جواب کا وہاں ہے، وہی یہاں بھی ہے۔ اسی طرح سورہ ذاریات کی آیات ۲۸ تا ۳۰ میں جب فرشتہ حضرت ابراہیمؑ کو بیٹے کی بشارت دیتا ہے اور حضرت سارہ کہتی ہیں کہ مجھ بوڑھی بانجھ کے ہاں بیٹا کیسے ہوگا تو فرشتہ ان کو جواب دیتا ہے کہ كَذٰلِكَ (ایسا ہی ہوگا) ظاہر ہے کہ اس سے مراد بڑھاپے اور بانجھ پن کے باوجود اولاد ہونا ہے۔ اس کے علاوہ اگر كَذٰلِكَ کا یہ مطلب لیا جائے کہ بشر تجھے چھوئے گا اور تیرے ہاں اسی طرح لڑکا ہوگا جیسے دنیا بھر کی عورتوں کے ہاں ہوتا ہے، تو پھر بعد کے دونوں فقرے بے معنی ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کہ تیرا رب کہتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم اس لڑکے کو ایک نشانی بنانا چاہتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ-3

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کو نشانی اس لئے بنایا تاکہ لوگ جان لیں کہ وہ خالق ہر طرح کی پیدائش پر قادر ہے۔ حضرت آدمؑ کو بغیر عورت مرد کے پیدا کیا۔ بی بی حوا کو صرف مرد سے بغیر عورت کے پیدا کیا۔ باقی تمام انسانوں کو مرد و عورت سے پیدا کیا۔ حضرت عیسیٰؑ کو بغیر مرد کے صرف عورت سے پیدا کیا۔ پس تقسیم کی یہ چار ہی صورتیں ہو سکتی تھیں جو سب پوری کر دی گئیں اور اللہ نے اپنی کمال قدرت کی مثال قائم کر دی۔ (ابن کثیرؒ)

آیت نمبر (22 تا 26)

م خ ض

(س)

مَخَاضًا

حاملہ کا دردزہ مینج بتلا ہونا۔

مَخَاضٌ

اسم ذات بھی ہے۔ دردزہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۳

ج ذ ع

(ف)

جَذْعًا

دواؤنٹوں کو ایک رسی میں باندھا۔

جَذْعٌ

ج: جُذُوعٌ۔ درخت کا تنہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۳ اور ﴿وَأَصْلَبْكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ﴾ (20/ طہ: 71) ”اور میں لازماً پھانسی دوں گا تم لوگوں کو کھجور کے تنوں میں۔“

ہ ز

(ن)

هَزًا

کسی چیز کو حرکت دینا۔ ہلانا۔

هَزٍ

فعل امر ہے۔ تو ہلا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۵

اهْتَزَّازًا

(افتعال)

کسی چیز کا حرکت میں آنا۔ ہلنا۔ لہلہانا۔ ﴿فَلَمَّا رَأَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ﴾ (27/ النمل: 10) ”پھر جب انہوں نے دیکھا اس کو یعنی لاٹھی کو کہ وہ ہلتی ہے جیسے کہ وہ کوئی سانپ ہے۔“ ﴿فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ﴾ (22/ الحج: 5) ”پھر جب ہم نے اتارا اس پر یعنی زمین پر پانی تو وہ لہلہا اٹھی۔“

ج ن ی

(ض)

جَنِيًا

درخت سے پھل چننا۔

جَنِىٌّ

ابھی کا چننا ہوا پھل۔ تازہ پھل۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۵

ترجمہ:

فَحَمَلَتْهُ	فَأَنْتَبَذَتْ	بِهِ	مَكَانًا قَصِيًّا ۞
پس انہوں نے اٹھایا اس (بچے) کو (پیٹ میں)	پھر وہ علیحدہ ہوئیں	اس کے ساتھ	ایک دور والی جگہ میں
فَاجَاءَهَا	إِلَى جَذْعِ النَّخْلَةِ ۚ	قَالَتْ	يَلِكُنْتَنِي
پھر لایا ان کو	کھجور کے تنے کی طرف	انہوں نے کہا	اے کاش میں
قَبْلَ هَذَا	نَسِيًا مِّنْ نَّسِيًّا ۞	فَنَادَاهَا	مِنْ تَحْتِهَا
اس سے پہلے	اور میں ہوتی	تو آواز دی ان کو	ان کے نیچے سے
أَلَّا تَحْزَنِي	قَدْ جَعَلَ	تَحْتِكَ	سَرِيًّا ۞
کہ آپ غمگین مت ہوں	بنادی ہے	آپ کے نیچے	ایک نہر
		آپ کے ربنے	اور آپ ہلائیں

إِلْيَٰكَ	يَجْذَعُ النَّحْلَةَ	تُسْقِطُ	عَلَيْكَ	رُطْبًا	جَنِيًّا ۝۱۲۱۴	فَكُنِيَ
اپنی طرف	کھجور کے تنے کو	تو وہ گراتا رہے گا	آپ پر	پکے ہوئے	چنے ہوئے پھل	پس آپ کھائیں
وَأَشْرَبِي	وَقَرِي	عَيْنًا	وَأَمَّا	تَرِي	مِنَ الْبَشَرِ	أَحَدًا
اور پینیں	اور ٹھنڈی رکھیں	آنکھ	پھر اگر	آپ دیکھیں	بشر میں سے	کسی ایک کو
فَقُولِي	إِنِّي	نَذَرْتُ	لِلرَّحْمَنِ	صَوْمًا	فَلَنْ أَكَلَمَ	
تو آپ کہیں	کہ میں نے	منت مانی ہے	رحمن کے لئے	روزہ رکھنے کی	تو میں ہرگز کلام نہیں کروں گا	
	الْيَوْمَ			لِالنَّبِيِّ ۝۱۲۱۵		
	آج کے دن			کسی انسان سے		

نوٹ-1

(آیت- ۲۲) میں دو روالی جگہ سے مراد بیت لحم ہے۔ بنی بی مریم کا اپنے اعتکاف سے نکل کر وہاں جانا اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰؑ باپ کے بغیر پیدا ہوئے تھے۔ اگر وہ شادی شدہ ہوتیں اور شوہر سے ہی ان کے ہاں بچہ پیدا ہو رہا ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ میکے اور سسرال، سب کو چھوڑ چھاڑ کر وہ زچگی کے لئے تنہا ایک دور دراز مقام پر چلی جاتیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ-2

قبل از اسلام یہ بھی عبادت میں داخل تھا کہ بولنے کا روزہ رکھے۔ صبح سے رات تک کسی سے کلام نہ کرے۔ اسلام نے اس کو منسوخ کر کے یہ لازم کر دیا کہ صرف برے کلام، گالی گلوچ، جھوٹ، غیبت وغیرہ سے پرہیز کیا جائے۔ عام گفتگو ترک کرنا اسلام میں کوئی عبادت نہیں رہی اس لئے اس کی نذر ماننا بھی جائز نہیں۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (27 تا 34)

ترجمہ:

فَالْتَبِه	قَوْمَهَا	تَجَلَّهٗ	قَالُوا	
پھر وہ لائیں اس (بچے) کو	اپنی قوم کے پاس	اٹھائے ہوئے اس کو	ان لوگوں نے کہا	
يَسْرِي	لَقَدْ جِئْتَ	شَيْعًا فَرِيًّا ۝۱۲۱۶	يَأْخُذَ هَرُونَ	مَا كَانَ
اے مریم	بیشک آپ نے کیا ہے	ایک حیران کن چیز (یعنی کام)	اے ہارونؑ کی بہن	نہیں تھے
أَبُوكَ	أَمْرًا سَوِيًّا	وَمَا كَانَتْ	أُمُّكَ	بَغِيًّا ۝۱۲۱۷
آپ کے والد	برے آدمی	اور نہیں تھیں	آپ کی والدہ	بدکار
فَاكْشَارَتْ	إِلَيْهِ	قَالُوا	كَيْفَ	نُكِّمَ
تو انہوں نے اشارہ کیا	اس (بچے) کی طرف	ان لوگوں نے کہا	کیسے	ہم کلام کریں
فِي الْبَهْدِ	صَبِيًّا ۝۱۲۱۸	قَالَ	إِنِّي	عَبْدُ اللَّهِ ۝۱۲۱۹
گود میں	بچہ ہوتے ہوئے	اس (بچے) نے کہا	کہ میں	اللہ کا بندہ ہوں
				اس نے دی مجھ کو
				الْكِتَابِ
				اور اس نے بنایا مجھ کو

نَبِيًّا ۞	وَجَعَلَنِي	مُبَرَّكًا	أَيْنَ مَا	كُنْتُ ۝	وَأَوْصِيَنِي ¹²¹⁴
ایک نبی	اور اس نے بنایا مجھ کو	برکت دیا ہوا	جہاں کہیں بھی	میں ہوں	اور اس نے تاکید کی مجھ کو
بِالصَّلَاةِ	وَالزُّكُوَّةِ	مَا دُمْتُ	حَيًّا ۞	وَبَرًّا	بِوَالِدَتِي ۝
نماز کی	اور زکوٰۃ کی	جب تک میں رہوں	زندہ	اور (بنایا مجھ کو) فرمانبردار	میری والدہ کا
وَلَمْ يَجْعَلْنِي	جَبَّارًا	شَقِيًّا ۞	وَالسَّلَامُ	عَلَيَّ	يَوْمَ
اور اس نے نہیں بنایا مجھ کو	جبر کرنے والا	نامراد	اور سلام ہے	مجھ پر	جس دن
أَمُوتٌ	وَيَوْمَ	أُبْعَثُ	حَيًّا ۞	ذَلِكَ	عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۝
میں مروں گا	اور جس دن	میں اٹھایا جاؤں گا	زندہ ہوتے ہوئے	یہ	عیسیٰ ابن مریم ہیں
قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي			فِيهِ		يَمْتَرُونَ ۞
(میں کہتا ہوں) ان کی سچی بات			جن (کے بارے) میں		یہ لوگ جھگڑتے ہیں

نوٹ-1

(آیت-۳۲) میں یہ نہیں ہے کہ اس نے مجھے اپنے والدین کا فرمانبردار بنایا ہے۔ جیسا کہ حضرت یحییٰؑ کے ذکر میں آیت-۱۳ میں والدین کا لفظ آیا ہے۔ کیونکہ حضرت یحییٰؑ کے والد اور والدہ دونوں تھے، لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے صرف والدہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ اس بات کا بہت بڑا ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے والد نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو قرآن مجید میں ہر جگہ عیسیٰ ابن مریم کہا گیا ہے۔

آیت نمبر (35 تا 40)

ترجمہ:

مَا كَانَ	لِلَّهِ	أَنْ	يَتَّخِذَ	مِنْ وَلَدٍ ۝	سُبْحَنَهُ ۥ	إِذَا	قَضَىٰ
نہیں ہے	اللہ کے لئے	کہ	وہ بنائے	کوئی بھی اولاد	وہ پاک ہے	جب بھی	وہ فیصلہ کرتا ہے
أَمْرًا	فَانْكِسَا		يَقُولُ	لَهُ	كُنْ	فَيَكُونُ ۥ	وَأَنَّ
کسی کام کا	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ		وہ کہتا ہے	اس کو (کہ)	تو ہو جا	تو وہ ہو جاتا ہے	اور بیشک
اللَّهُ	رَبِّي	وَرَبُّكُمْ		فَاعْبُدُوهُ ۥ		هَذَا	صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝
اللہ	میرا رب ہے	اور تم لوگوں کا رب ہے		پس تم لوگ بندگی کرو اس کی		یہ	ایک سیدھا راستہ ہے
فَاخْتَلَفَ	الْاَحْزَابُ	مِنْ بَيْنِهِمْ ۝		فَوَيْلٌ	لِّلَّذِينَ		كَفَرُوا
پھر اختلاف کیا	گروہوں نے	ان لوگوں میں سے		پس تباہی ہے	ان کے لئے جنہوں نے		انکار کیا
مِنْ مَّشْهَدٍ يَوْمِ عَظِيمٍ ۝			اسْمِعْ بِهِمْ		وَابْصُرْ ۝		يَوْمَ
جس وقت دیکھیں گے ایک دن بڑا			کیا خوب سننے والے ہوں گے		اور دیکھنے والے ہوں گے		جس دن

يَا تُؤْنِنَا	لٰكِنْ	الظَّالِمُونَ	الْيَوْمَ	فِي صَلَاتٍ مُّبِينٍ ﴿٣٤﴾
یہ لوگ آئیں گے ہمارے پاس	لیکن	یہ ظالم لوگ	آج کے دن	ایک کھلی گمراہی میں ہیں
وَأَنْذِرْهُمْ	يَوْمَ الْحَسْرَةِ	إِذْ	قُضِيَ	الْأَمْرُ
اور آپ خبردار کر دیں ان کو	حسرتوں کے دن سے	جب	فیصلہ کر دیا جائے گا	تمام معاملات کا
وَهُمْ	فِي غَفْلَةٍ	وَهُمْ	لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٥﴾	إِنَّا
اور (ابھی) یہ لوگ	غفلت میں ہیں	اور یہ لوگ	ایمان نہیں لائیں گے	بیشک
كَرِهُوا	الْأَرْضَ	وَمَنْ	عَلَيْهَا	وَالْيَنَّا
وارث ہوں گے	اس زمین کے	اور ان کے جو	اس پر ہیں	اور ہماری طرف ہی
				لوٹائے جائیں گے

تمام معاملات کا فیصلہ ہو جانے والے دن کو حسرتوں کا دن اس لئے کہا گیا کہ اہل جہنم کو حسرت ہوگی کہ اگر وہ مومن صالح ہوتے تو ان کو جنت ملتی۔ جبکہ اہل جنت کو بھی ایک خاص قسم کی حسرت ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اہل جنت کو کسی چیز پر حسرت نہ ہوگی۔ بجز ان لمحات وقت کے جو بغیر ذکر اللہ کے گزر گئے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ہر مرنے والے کو حسرت و ندامت سے سابقہ پڑے گا۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا کہ یہ ندامت و حسرت کس بناء پر ہوگی تو آپؐ نے فرمایا کہ نیک اعمال کرنے والوں کو اس پر حسرت ہوگی کہ اور زیادہ نیک اعمال کیوں نہ کر لئے کہ اور زیادہ درجات جنت ملتے اور بدکار کو اس پر حسرت ہوگی کہ وہ اپنی بدکاری سے باز کیوں نہ آگیا۔ (معارف القرآن)

نوٹ-1

آیت نمبر (41 تا 50)

ترجمہ:

وَأَذْكُرْ	فِي الْكِتَابِ	إِبْرَاهِيمَ ۖ	إِنَّهُ	كَانَ	صِدِّيقًا	نَبِيًّا ﴿٣٦﴾
اور یاد کرو	اس کتاب میں	ابراہیمؑ کو	بیشک وہ	تھے	ایک انتہائی سچے	(اور) ایک نبی
إِذْ	قَالَ	لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا	يَا أَبَتِ	لِمَ تَعْبُدُ	مَا	لَا يَسْمَعُ
جب	انہوں نے کہا	اپنے والد سے	اے میرے والد	آپ کیوں بندگی کرتے ہیں	اس کی جو	نہیں سنتا
وَلَا يُبْصِرُ	وَلَا يُعْنِي	عَنْكَ	شَيْئًا ﴿٣٧﴾	يَا أَبَتِ	إِنِّي	
اور نہیں دیکھتا	اور کام نہیں آتا	آپ کے	کچھ بھی	اے میرے والد	بیشک	
قَدْ جَاءَنِي	مِنَ الْعِلْمِ	مَا	لَمْ يَأْتِكَ	فَاتَّبَعْنِي		
آچکا ہے میرے پاس	علم میں سے	وہ جو	نہیں پہنچا آپ تک	پس آپ پیروی کریں میری		
أَهْدِكَ	صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٣٨﴾	يَا أَبَتِ	لَا تَعْبُدُ			
تو میں ہدایت دوں گا آپ کو	ایک ہموار راستے کی	اے میرے والد	آپ بندگی مت کریں			

الشَّيْطَانُ ط	إِنَّ	الشَّيْطَانَ	كَانَ	لِلرَّحْمَنِ	عَصِيًّا ۝	يَا بَتَ 1214	إِنِّي
شیطان کی	بیشک	شیطان	ہے	رحمان کا	نافرمان	اے میرے والد	بیشک
أَخَافُ	أَنْ	يَبْسُكَ	عَذَابُ	مِّنَ الرَّحْمَنِ	فَتَكُونُ		
میں ڈرتا ہوں	کہ	چھو لے آپ کو	کوئی عذاب	رحمن (کی طرف) سے	نتیجہ آپ ہو جائیں		
لِلشَّيْطَانِ	وَلِيًّا ۝	قَالَ	أَ	رَاغِبٌ	أَنْتَ	عَنِ الْهَقَىٰ	
شیطان کے	ایک کارندے	(والد نے) کہا	کیا	روگردانی کرنے والا ہے	تو	میرے معبودوں کی	
يَا بُرْهِيْمَ ؕ	لَئِنْ	لَّمْ تَنْتَهِ	لَا رَجُوكَ	وَاهْجُرْنِي			
اے ابراہیمؑ	بیشک اگر	تو باز نہ آیا	تو میں لازماً سنسار کروں گا تجھ کو	اور تو چھوڑ دے مجھ کو			
مَلِيًّا ۝	قَالَ	سَلِّمْ	عَلَيْكَ ؕ	سَأَسْتَغْفِرُ	لَكَ	رَبِّي ط	
ہیشمہ کے لئے	انہوں نے کہا	سلامتی ہو	آپ پر	میں مغفرت مانگوں گا	آپ کے لئے	اپنے رب سے	
إِنَّهُ	كَانَ	بِئِ	حَفِيًّا ۝	وَأَعْتَزِلْكُمْ			
بیشک وہ	ہے	مجھ پر	شفقت کرنے والا	اور میں کنارہ کش ہوتا ہوں آپ سب سے			
وَمَا	تَدْعُونَ	مِن دُونِ اللَّهِ	وَأَدْعُوا	رَبِّي ؕ			
اور اس سے جس کو	آپ لوگ پکارتے ہیں	اللہ کے سوا	اور میں پکارتا ہوں	اپنے رب کو			
عَسَىٰ	أَلَّا أَكُونَ	بِدُعَاءِ رَبِّي	شَقِيًّا ۝	فَلَمَّا	اِعْتَزَلَهُمْ		
امید ہے	کہ میں نہیں ہوں گا	اپنے رب کو پکارنے سے	نامراد	پھر جب	وہ کنارہ کش ہوئے ان سے		
وَمَا	يَعْبُدُونَ	مِن دُونِ اللَّهِ ؕ	وَهَبْنَا	لَهُ	إِسْحَاقَ	وَيَعْقُوبَ ط	
اور اس سے جس کی	وہ لوگ بندگی کرتے تھے	اللہ کے علاوہ	تو ہم نے عطا کیا	ان کو	اسحاق	اور یعقوب	
وَكُلًّا	جَعَلْنَا	نَبِيًّا ۝	وَوَهَبْنَا	لَهُمْ	مِّن رَّحْمَتِنَا	وَجَعَلْنَا	
اور ہر ایک کو	ہم نے بنایا	نبی	اور ہم نے عطا کیا	ان کو	اپنی رحمت میں سے	اور ہم نے بنایا	
لَهُمْ	لِسَانَ صِدْقٍ			عَلِيًّا ؕ			
ان کے لئے	سچائی کی بات			بلند ہونے والی ہوتے ہوئے			

آیت نمبر (51 تا 58)

ترجمہ:

وَأَذْكُرُ	فِي الْكِتَابِ	مُوسَىٰ	إِنَّهُ	كَانَ	مُخْلِصًا	وَكَانَ	رَسُولًا	نَبِيًّا ۝
اور یاد کرو	اس کتاب میں	موسیٰ کو	بیشک وہ	تھے	چنے ہوئے	اور وہ تھے	رسول	نبی

وَنَادَيْنَاهُ	مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ	وَقَرَّبْنَاهُ	نَجِيًّا ¹²¹⁴
اور ہم نے پکارا ان کو	طور کی داہنی جانب سے	اور نزدیک بلا یا اس کو	بھید کہنے کو
وَوَهَبْنَا لَهُ	مِنْ رَحْمَتِنَا	أَخَاهُ هَارُونَ	نَبِيًّا ^{۱۲۱۵}
ان کو	اپنی رحمت سے	ان کے بھائی ہارون کو	نبی ہوتے ہوئے
فِي الْكِتَابِ	إِسْمَاعِيلَ ^{۱۲۱۶}	كَانَ	صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا
اس کتاب میں	اسماعیلؑ کو	پیشک وہ تھے	وعدے کے سچے اور وہ تھے رسول
نَبِيًّا ^{۱۲۱۷}	وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ	وَالزَّكَاةِ ^{۱۲۱۸}	وَكَانَ نَبِيًّا
نبی	اور وہ حکم کرتے تھے اپنے گھر والوں کو	نماز کا اور زکوٰۃ کا	اور وہ تھے
عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ^{۱۲۱۹}	وَإِذْ كُنَّا فِي الْكِتَابِ	إِدْرِيسَ ^{۱۲۲۰}	كَانَ
اپنے رب کے پاس پسند کئے ہوئے	اور یاد کرو اس کتاب میں	ادریسؑ کو	پیشک وہ تھے
صِدْقًا نَبِيًّا ^{۱۲۲۱}	وَرَفَعْنَاهُ	مَكَانًا عَلِيًّا ^{۱۲۲۲}	أُولَئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
سچے نبی	اور ہم نے بلند کیا ان کو	ایک بالاتر مقام پر	یہ وہ لوگ ہیں انعام کیا
اللَّهُ	عَلَيْهِمْ	مِّنَ النَّبِيِّينَ	مِنْ ذُرِّيَّتِهِ آدَمَ
اللہ نے ان پر	نبیوں میں سے	آدمؑ کی اولاد میں سے	اور ان میں سے جن کو ہم نے سوار کیا
مَعَ نُوحٍ	وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ	وَمِمَّنْ	هُدًى
نوحؑ کے ساتھ	اور ابراہیمؑ اور اسرائیلؑ کی اولاد میں سے	اور ان میں سے جن کو	ہم نے ہدایت دی
وَأَجْتَبَيْنَاهُ	إِذَا تُثْلَىٰ عَلَيْهِمْ	أَيُّ الرَّاغِبِينَ	خَزْوًا
اور ہم نے منتخب کیا جب	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو	رحمن کی آیتیں	تو وہ گر پڑتے ہیں
سُجَّدًا	وَبِكَيْلَا ^{۱۲۲۳}	وَالْحَمْدُ لِلَّهِ	وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے	اور روتے ہوئے	والحمد لله	والحمد لله

قرآن مجید میں رسول اور نبی، دونوں الفاظ ہم معنی استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی شخصیت کو کہیں صرف رسول کہا گیا ہے اور کہیں صرف نبی اور کہیں رسول اور نبی ایک ساتھ، لیکن بعض مقامات پر رسول اور نبی کے الفاظ اس طرح بھی استعمال ہوئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں میں مرتبے یا کام کی نوعیت کے لحاظ سے کوئی اصطلاحی فرق ہے۔ مثلاً سورہ حج کی آیت ۵۲ میں فرمایا ”ہم نے تم سے پہلے نہیں بھیجا کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر.....“ یہ الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ رسول اور نبی کے درمیان کوئی معنوی فرق ضرور ہے۔ اہل تفسیر نے اس پر بحث کی ہے لیکن قطعی دلائل کے ساتھ کوئی بھی رسول اور نبی کی الگ الگ

نوٹ-1

حیثیتوں کا تعین نہیں کر سکا۔ البتہ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ رسول کا لفظ نبی کی نسبت خاص ہے۔ 1214 ہجری رسول نبی بھی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ اس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے رسولوں کی تعداد پوچھی گئی تو آپؐ نے ۳۱۵۳ بتائی اور انبیاء کی تعداد پوچھی گئی تو آپؐ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ - 2

حضرت ادریسؑ کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک وہ بنی اسرائیل سے بھی پہلے گزرے ہیں۔ کوئی حدیث ایسی ملی جس سے ان کی شخصیت کے تعین میں کوئی مودد ملتی ہو۔ البتہ قرآن کا ایک اشارہ اس خیال کی تائید کرتا ہے کہ وہ نوح سے پہلے ہیں۔ کیونکہ بعد والی آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ انبیاء جن کا ذکر گزرا ہے، آدمؑ کی اولاد، نوحؑ کی اولاد، ابراہیمؑ کی اولاد اور اسرائیلؑ کی اولاد سے ہیں۔ اب یہ ظاہر ہے کہ حضرت یحییٰ عیسیٰ اور موسیٰؑ بنی اسرائیل میں سے ہیں، حضرت اسمعیلؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ اولاد ابراہیمؑ سے ہیں، اور حضرت ابراہیمؑ اولاد نوحؑ سے ہیں۔ ان کے بعد صرف حضرت ادریسؑ ہی رہ جاتے ہیں جن کے متعلق یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ اولاد آدمؑ سے ہیں۔ اور وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا کا سیدھا سادھا مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریسؑ کو بلند مرتبہ عطا کیا تھا، لیکن اسرائیلی روایات سے منتقل ہو کر یہ بات ہمارے ہاں بھی مشہور ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریسؑ کو آسمان پر اٹھالیا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (59 تا 65)

ترجمہ:

فَخَلَفَ	مِنْ بَعْدِهِمْ	خَلَفَ	أَضَاعُوا	الصلوة
پھر جانشین ہوئے	ان کے بعد	کچھ ایسے جانشین جنہوں نے	ضائع کیا	نماز کو
وَاتَّبَعُوا	الشَّهَوَاتِ	فَسَوْفَ	يَلْقَوْنَ	غِيًّا ۝
اور انہوں نے پیروی کی	خواہشات کی	تو عنقریب	وہ لوگ ملیں گے	گمراہی سے
تَابَ	وَأَمَنَ	وَعَمِلَ	صَالِحًا	يَدْخُلُونَ
توبہ کی	اور ایمان لایا	اور عمل کیا	نیک	داخل ہوں گے
وَلَا يُظْلَمُونَ	شَيْئًا ۝	جَنَّتِ عَذَنَ	إِلَّا نَبِيًّا	وَعَدَ
اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا	کچھ بھی	عدن کے باغات	جن کا	وعدہ کیا
عِبَادًا	بِالْغَيْبِ ط	إِنَّهُ	كَانَ	وَعْدُهُ
اپنے بندوں سے	غیب میں	حقیقت یہ ہے کہ	ہے	اس کا وعدہ
فِيهَا	لَعْنًا	إِلَّا	سَلَامًا	وَلَهُمْ
اس میں	کوئی بیہودہ بات	مگر	سلام	ان کی روزی ہے
وَعَشِيًّا ۝	تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي	نُورِثُ	مِنْ عِبَادِنَا	مَنْ
اور شام کے وقت	یہ وہ جنت ہے جس کا	ہم وارث بنائیں گے	اپنے بندوں میں سے	اس کو جو

كَانَ	تَقِيًّا ۞	وَمَا تَنْتَظِرُ	إِلَّا	بِأَمْرِ رَبِّكَ ۚ	لَهُ	مَا 1214
تھا	پرہیزگار	اور ہم نہیں اترتے	مگر	آپ کے رب کے حکم سے	اس کا ہی ہے	وہ جو
بَيْنَ أَيْدِينَا	وَمَا	خَلَقْنَا	وَمَا	بَيْنَ ذَلِكَ ۚ	وَمَا كَانَ	رَبُّكَ
ہمارے سامنے ہے	اور وہ جو	ہمارے پیچھے ہے	اور وہ جو	اس کے درمیان ہے	اور نہیں ہے	آپ کا رب
نَسِيًّا ۞	رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	وَمَا	بَيْنَهُمَا	وَمَا	بَيْنَهُمَا	بَيْنَهُمَا
بھولنے والا	جوزمین اور آسمانوں کا رب ہے	اور اس کا جو	ان دونوں کے درمیان ہے	اور اس کا جو	ان دونوں کے درمیان ہے	ان دونوں کے درمیان ہے
فَاعْبُدْهُ	وَاصْطَبِرْ	وَلِعِبَادَتِهِ ط	هَلْ	تَعْلَمُ	تَعْلَمُ	تَعْلَمُ
پس آپ بندگی کریں اس کی	اور آپ ڈٹے رہیں	اس کی بندگی کے لئے	کیا	آپ جانتے ہیں	آپ جانتے ہیں	آپ جانتے ہیں
لَهُ	سَبِّحًا ۞	سَبِّحًا ۞	سَبِّحًا ۞	سَبِّحًا ۞	سَبِّحًا ۞	سَبِّحًا ۞
اس کے	کسی ہم نام کو	کسی ہم نام کو	کسی ہم نام کو	کسی ہم نام کو	کسی ہم نام کو	کسی ہم نام کو

نماز کو ضائع کرنے سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک نماز کو اس کے وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ نماز کے آداب و شرائط میں سے کسی میں کوتاہی کرنا، جس میں وقت بھی شامل ہے، نماز کو ضائع کرنا ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اضاعتِ صلوٰۃ سے مراد بے جماعت کے گھر میں نماز پڑھ لینا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو نماز میں اقامت نہ کرے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو رکوع اور سجدے میں جلدی کرے اور رکوع سے سیدھا کھڑا ہونے کا اور دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنے کا اہتمام نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی یعنی ضائع ہو جاتی ہے۔ (معاف القرآن)

نوٹ-1

یہ عجیب اتفاق ہے کہ مشرکین اور بت پرستوں نے اگرچہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت سے انسانوں، فرشتوں پتھروں اور بتوں کو شریک کر ڈالا تھا اور ان سب کو الہ یعنی معبود کہتے تھے مگر کسی نے لفظ اللہ، کسی معبود باطل کا نام کبھی نہیں رکھا۔ یہ ایک تکوینی اور تقدیری امر تھا کہ دنیا میں اللہ کے نام سے کوئی بت اور کوئی باطل الہ کبھی موسوم نہیں ہوا۔ (معارف القرآن)

نوٹ-2

آیت نمبر (66 تا 74)

ج ث و

(ن)

دوزانوں بیٹھنا۔ گھٹنوں کے بل گرنا۔

جَثُّوْا

ج: جثیٰ۔ گھٹنوں کے بل گرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت- ۶۸

جَاثٍ

ح ت م

(ض)

مضبوط کرنا۔ واجب کرنا

حَثْمًا

قطع۔ کچی بات۔ زیر مطالعہ آیت- ۷۱

حَثْمٌ

ترجمہ:

وَيَقُولُ	الْإِنْسَانُ	ءَ	إِذَا مَا	وَمَثٌ	لَسَوْفَ	أُخْرِجُ
اور کہتا ہے	انسان	کیا	جب کبھی	میں مرجاؤں گا	تو عنقریب (پھر)	میں نکالا جاؤں گا

حَيًّا ۞	اَوْ	لَا يَذْكُرُ	الْإِنْسَانُ	أَنَا	حَاقَنَهُ	1214 مِنْ قَبْلُ
زندہ ہوتے ہوئے	تو کیا	یاد نہیں کرتا	انسان	کہ	ہم نے پیدا کیا اس کو	اس سے پہلے
وَ	لَمْ يَكُ	شَيْئًا ۞	فَوَرَبِّكَ	لَنَحْشُرَنَّهُمْ		
اس حال میں کہ	وہ نہیں تھا	کوئی چیز	تو آپ کے رب کی قسم	ہم لازماً اکٹھا کریں گے ان کو		
وَالشَّيْطَانِ	ثُمَّ	لَنُحْضِرَنَّهُمْ	حَوْلَ جَهَنَّمَ	جِثْيَا ۞		
اور شیطانوں کو	پھر	ہم لازماً حاضر کریں گے ان کو	جہنم کے گرد	گھٹنوں کے بل گرے ہوئے		
ثُمَّ	لَنَذِيعَنَّ	مِنْ كُلِّ شَيْعَةٍ	أَيُّهُمْ	أَشَدُّ		
پھر	ہم لازماً اکھیچ نکالیں گے	ہر فرقے سے	جو نسا ان میں سے	سخت رکھتا تھا		
عَلَى الرَّحْنِ	عِتْيَا ۞	ثُمَّ	لَنَحْنُ	أَعْلَمُ		
رحمن سے	اکڑ سے	پھر	یقیناً ہم ہی	زیادہ جاننے والے ہیں		
بِالَّذِينَ	هُمْ	أُولَى	بِهَا	صَلِيًّا ۞		
ان کو جو (کہ)	وہ لوگ ہی	زیادہ حقدار ہیں	اس (جہنم) کے	بلحاظ پیش جھیلنے کے		
وَأِنْ	مِّنْكُمْ	إِلَّا	وَادُّهَا	كَانَ		
اور نہیں ہے	تم میں سے (کوئی)	جو (مگر)	نہ پہنچے گا اس پر	یہ ہے		
عَلَى رَبِّكَ	حَبْنًا مَّقْضِيًّا ۞	ثُمَّ	نُنَجِّي	الَّذِينَ	اتَّقُوا	
آپ کے رب پر	فیصلہ کی ہوئی پکی بات	پھر	ہم بچالیں گے	ان کو جنہوں نے	تقویٰ اختیار کیا	
وَنَذُرُ	الظَّالِمِينَ	فِيهَا	جِثْيَا ۞	وَإِذَا	تُثْلَى عَلَيْهِمْ	
اور ہم چھوڑ دیں گے	ظالموں کو	اس میں	گھٹنوں کے بل گرے ہوئے	اور جب	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو	
أَيُّدُنَا	بَيِّنَاتٍ	قَالَ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	لِلَّذِينَ	أَمْنُوا ۞
ہماری آیتیں	واضح ہوتے ہوئے	تو کہتے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا	ان سے جو	ایمان لائے
أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ	خَيْرٌ	مَّقَامًا	وَأَحْسَنُ	نَدِيًّا ۞	وَكَمْ أَهْلَكْنَا	
دونوں فرقوں میں سے کون	بہتر ہے	بلحاظ مقام و مرتبہ کے	اور زیادہ اچھا ہے	بلحاظ مجلس کے	اور کتنی ہی ہم نے ہلاک کیں	
قَبْلَهُمْ	مِّنْ قَرْنٍ	هُمْ	أَحْسَنُ	أَثَاثًا	وَرِعْيَا ۞	
ان سے پہلے	تو میں	وہ لوگ	زیادہ اچھے تھے	بلحاظ ساز و سامان کے	اور بلحاظ ظاہری دکھاوے کے	

(آیت - ۷۱) میں وارد ہونے کے معنی بعض روایات میں داخل ہونے کے بیان کئے گئے ہیں۔ مگر ان میں سے کسی کی بھی سند نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک قابل اعتماد رافع سے نہیں پہنچی۔ اور پھر یہ بات قرآن مجید اور ان کے عیر التعداد احادیث کے بھی خلاف ہے جن میں

نوٹ - 1

مومنین صالحین کے دوزخ میں جانے کی قطع نفی کی گئی ہے۔ مزید برآں لغت میں بھی ورود کے معنی دخول کے 214 ہیں۔ اس لئے اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جہنم پر سے گزرتو سب کا ہوگا مگر، جیسا کہ آگے والی آیت بتا رہی ہے، پرہیزگار لوگ اس سے بچا لئے جائیں گے اور ظالم اس میں جھونک دیئے جائیں گے۔ (تفہیم القرآن)

حضور ﷺ فرماتے ہیں اس دن بہت سے مرد عورت اس پر ہے (یعنی پل صراط سے) پھسل پڑھیں گے۔ اس کے دونوں کنارے فرشتوں کی صف بندی ہوگی جو اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعائیں کر رہے ہوں گے۔ یہ تو اللہ کی ایک قسم ہے جو پوری ہو کر رہے گی۔ پل صراط جانے کے بعد پرہیزگار تو پار ہو جائیں گے۔ ہاں کافر و گنہگار اپنے اپنے اعمال کے مطابق جہنم میں گرتے جائیں گے۔ مومن بھی اپنے اپنے اعمال کے مطابق نجات پائیں گے۔ جیسے عمل ہوں گے اتنی دیروہاں لگ جائے گی۔ پھر یہ نجات یافتہ اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کی سفارش کریں گے۔ ملائکہ شفاعت کریں گے اور نبیاء بھی۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ پل صراط سے سب کو گزرنا ہوگا یہی آگ کے پاس کھڑا ہونا ہے۔ (یعنی آگ پر وارد ہونا ہے) (ابن کثیر)

نوٹ-2

دوسرے مذاہب میں سے آتش پرستوں یعنی پارسی لوگوں کے ہاں بھی پل صراط کا تصور پایا جاتا ہے۔ ان کی نمازیں بھی پانچ ہیں اور ان کی نمازوں کے اوقات بھی ہم سے ملتے جلتے ہیں۔ کسی کے انتقال کے بعد وہ لوگ بھی چالیسواں کرتے ہیں۔ (شاید یہ بھی اس طرح کی خانہ ساز اور من گھڑت رسم ہے جیسے مسلمانوں کے ہاں ہے۔ کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ موجد کون اور نقل کون ہے) ایک پارسی دوکاندار سے اس کے مذہب کے متعلق کچھ باتیں پوچھیں تو اس نے کہا کہ ہم بس اتنا جانتے ہیں کہ ہم پارسی ہیں۔ ہمارے مذہب کے بارے میں ہمارے عالم سے پوچھو۔ آج مسلمان میں بھی اکثر کا یہی حال ہے۔ ان کو بس اتنا پتہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ اسلام میں کیا ہے کیا نہیں ہے یہ مولوی سے پوچھو۔ دوسری بات یہ ہے کہ آخرت میں تو پل صراط سے گزرنا ہی ہے لیکن اس سے پہلے اس دنیا میں بھی ہم پل صراط ہی سے گزر رہے ہیں، یہاں شریعت پر عمل کرنا پل صراط سے گزرنے کے برابر ہے۔ خاص طور پر ماں اور بیوی کے حقوق میں توازن برقرار رکھنے کا مسئلہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

آیت نمبر (75 تا 82)

ض د د

(ن)

ضدًا
ضدًا
جھگڑے میں غالب آنا۔
مخالف۔ دشمن۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۸۲

ترکیب

(آیت- ۷۵) فَلْيَمْدُدْ فِعْل امر غائب ہے اور اس کا فاعل اَلرَّحْمٰن ہے اس لئے حالت رفع میں ہے۔ رَاَوْا کا مفعول مَا ہے اور محلاً حالت نصب میں ہے۔ اس کا بدل ہونے کی وجہ سے اَلْعَذَاب اور اَلْسَّاعَةِ حالت نصب میں آئے ہیں۔ يُوْعَدُوْنَ کے دو امکان ہیں۔ اگر اس کا مصدر وُعِدْ مانا جائے تو ترجمہ ہوگا۔ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اور اگر مصدر وُعِدْ ہو تو ترجمہ ہوگا ”جس سے انکو ڈرایا جاتا ہے“ اور دونوں صورتوں میں ثلاثی مجرد ہی ہوگا یا اگر اس کو ثلاثی مجرد کا مضارع مجہول مانیں تو ترجمہ ہوگا ”جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے“ اور اگر باب افعال کا مضارع مجہول مانیں تو ترجمہ ہوگا ”جس سے انکو ڈرایا جاتا ہے“ دونوں ترجمے درست مانیں جائیں گے۔

ترجمہ:

1214

قُلْ	مَنْ	كَانَ	فِي الصَّلَاةِ	فَلْيَمْدُدْ	لَهُ	الرَّحْمَنُ	مَدَّاهُ
آپ کہئے	وہ جو	ہے	گمراہی میں	تو چاہئے کہ مہلت دے	اس کو	رحمن	جیسے مہلت دیتے ہیں
حَتَّىٰ	إِذَا	رَأَوْا	مَا	يُوعَدُونَ	إِمَّا	الْعَذَابَ	
یہاں تک کہ	جب	وہ لوگ دیکھیں	اس کو جو	ان سے وعدہ کیا جاتا ہے	خواہ	عذاب کو	
وَأَمَّا السَّاعَةُ ۖ	فَسَيَعْلَمُونَ	مَنْ	هُوَ	شَرُّ	مَكَانًا		
اور یا قیامت کو	پھر وہ لوگ جان لیں گے	کون ہے (کہ)	وہ ہی	برا ہے	بلحاظ جگہ کے		
وَأَضَعُ	جُنْدًا ۝۴۰	وَيَزِيدُ	اللَّهُ	الَّذِينَ	اهْتَدَوْا		
اور زیادہ کمزور ہے	بلحاظ لاؤ لشکر کے	اور زیادہ کرتا ہے	اللہ	ان لوگوں کو جنہوں نے	ہدایت پائی		
هُدًى ۖ	وَالْبَقِيَّةُ	الضَّالِّحَةُ	خَيْرٌ	عِنْدَ رَبِّكَ	ثَوَابًا		
بلحاظ ہدایت کے	اور باقی رہنے والی	نیکیاں	بہتر ہیں	آپ کے رب کے نزدیک	بلحاظ بدلے کے		
وَّخَيْرٌ	مَرَدًّا ۝۴۱	أَفْرَأَيْتَ	الَّذِي	كَفَرَ	بِأَيَّتِنَا		
اور بہتر ہیں	بلحاظ لوٹانے کے	تو کیا آپ نے دیکھا	اس کو جس نے	انکار کیا	ہماری نشانوں کا		
وَقَالَ	لَاؤْتَيْنَنَّ	مَالًا	وَوَكْدًا ۝۴۲	أَطْلَعَ	الْغَيْبِ	أَمْ	
اور کہا	مجھ کو لازماً دیا جائے گا	مال	اور اولاد	کیا وہ آگاہ ہوا	غیب سے	یا	
اتَّخَذَ	عِنْدَ الرَّحْمَنِ	عَهْدًا ۝۴۳	كَلًّا ۖ	سَنَكْتُبُ	مَا	يَقُولُ	
اس نے لیا	رحمن سے	کوئی عہد	ہرگز نہیں	ہم لکھ لیں گے	اس کو جو	وہ کہتا ہے	
وَنُمِدُّ	لَهُ	مِنَ الْعَذَابِ	مَدًّا ۝۴۴	وَنَزِثُهُ			
اور ہم دراز کریں گے	اس کے لئے	عذاب کو	جیسے دراز کرتے ہیں	اور ہم وارث ہوں گے اس کے			
مَا	يَقُولُ	وَيَأْتِينَا	قُرْدًا ۝۴۵	وَاتَّخَذُوا			
اس چیز میں جو	وہ کہتا ہے	اور وہ آئے گا ہمارے پاس	تہا ہوتے ہوئے	اور انہوں نے بنائے			
مِنْ دُونِ اللَّهِ	إِلَهَةً	لِيَكُونُوا	لَهُمْ	عِزًّا ۝۴۶	كَلًّا ۖ	سَيَكْفُرُونَ	
اللہ کے علاوہ	کچھ معبود	تاکہ وہ ہو جائیں	ان کے لئے	ایک پناہ	ہرگز نہیں	وہ (معبود) انکار کریں گے	
بِعِبَادَتِهِمْ	وَيَكُونُونَ	عَلَيْهِمْ	ضِدًّا ۝۴۷				
ان کی عبادت کا	اور وہ ہو جائیں گے	ان کے	مخالف				

1214

آیت نمبر (83 تا 92)

ء د د

(ض-ن)

بھاری اور دشوار ہونا۔

اَدَّا

ہولناک۔ بھاری۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۸۹

اَدُّ

ه د د

(ض)

کسی چیز کا آواز کے ساتھ گرنا۔ دھڑام سے گرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۹۰

هَدَّا

ء ز ز

(ن)

(۱) ہانڈی کا جوش میں آنا۔ اُبُلنا۔ (لازم)۔ (۲) ہانڈی کو جوش میں لانا۔ اُبُلنا۔ (متعدی)
پھر کسی کو کسی کام پر ابھارنے، اُکسانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۸۳۔

اَزَّا

ترجمہ:

آ	لَمْ تَرَ	أَنَّا	أَرْسَلْنَا	الشَّيَاطِينَ	عَلَى الْكَافِرِينَ	تَوَّزَّهُمْ
کی	آپ نے غور نہیں کیا	کہ ہم نے ہی	بھیجا	شیطان کو	کافروں پر	وہ اکساتے ہیں ان کو
أَزَّالًا	فَلَا تَعْجَلْ	عَلَيْهِمْ	إِنَّمَا نَعُدُّ	جیسے اکسانے کا حق ہے	تو آپ جلدی مت کریں	ان پر (عذاب کی)
لَهُمْ	عَذَابٌ	يَوْمَ	نَحْشُرُ	الْمُتَّقِينَ	ان کے لئے	جیسے گنتی کرتے ہیں
إِلَى الرَّحْمَنِ	وَقَدْ آهَلَّا	وَسَوْفَ	الْمُجْرِمِينَ	إِلَى جَهَنَّمَ	رحمن کی طرف	ایک وفد کے طور پر
وَرَدًّا ۝	لَا يَلْبِثُونَ	الشَّفَاعَةَ	إِلَّا	مِنْ	اتَّخَذَ	پیا سے ہوتے ہوئے
عِنْدَ الرَّحْمَنِ	عَهْدًا ۝	وَقَالُوا	اتَّخَذَ	الرَّحْمَنُ	وَكَدَّا ۝	لَقَدْ جِئْتُمُ
رَحْمَنٍ سَ	کوئی عہد	اور لوگوں نے کہا	بنائی	رحمن نے	کوئی اولاد	یقیناً تم لوگ آئے ہو
شَيْئًا إِذَّا ۝	تَكَادُ	السَّمَوَاتُ	يَنْفَطَرُونَ	مِنْهُ	وَتَنْشَقُّ	ایک ہولناک چیز کے پاس
الْأَرْضُ	وَتَجْرُ	الْجِبَالُ	هَدَّالًا	أَنْ	دَعَا	لِلرَّحْمَنِ
زمین	اور گر جائیں	پہاڑ	دھڑام سے	(بسبب اس کے) کہ	لوگوں نے دعویٰ کیا	رحمن کے لئے
وَكَدَّا ۝	وَمَا يَنْبَغِي	لِلرَّحْمَنِ	أَنْ	يَتَّخِذَ	وَكَدَّا ۝	کسی اولاد کا
	اور شایانِ شان نہیں ہوتا	رحمن کے لئے	کہ	وہ بنائے	کوئی اولاد	

(آیت-۸۷) کے دو معانی ہو سکتے ہیں اور آیت کے الفاظ ایسے ہیں جو دونوں معانی پر یکساں روشنی ڈالتے ہیں۔ ایک یہ کہ سفارش اسی کے حق میں ہو سکے گی جس نے رحمن سے پروانہ حاصل کر لیا ہو یعنی دنیا میں ایمان لا کر اور خدا سے کچھ تعلق جوڑ کر اپنے آپ کو عفو و درگزر کا مستحق بنالیا ہو۔ دوسرے یہ کہ سفارش وہی کر سکے گا جس کو پروانہ ملا ہو یعنی لوگوں نے جن جن کو اپنا شفیع اور سفارشی سمجھ لیا ہے وہ سفارش کرنے کے مجاز نہ ہوں گے بلکہ خدا خود جس کو اجازت دے گا وہی شفاعت کے لئے زبان کھول سکے گا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (93 تا 98)

ر ک ز

(ض-ن)

زُكُزَا
رُكُزَا
رگ کا پھڑکنا۔ حرکت کرنا۔
دھیمی آواز۔ آہٹ۔ زیر مطالعہ آیت-۹۸۔

ترجمہ:

إِنْ	كُلُّ مَنْ	فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ	إِلَّا	إِنِّي الرَّحْمَنُ
جتنے	جو کوئی بھی	زمین اور آسمانوں میں ہیں	مگر (یہ کہ)	وہ سب آتے ہیں رحمن کے پاس
عَبْدًا ۞	لَقَدْ أَحْضَرْتُهُمْ	وَعَدَّ	هُمْ	عَدًّا ۞
بندہ ہوتے ہوئے	بیشک اس نے شمار پورا کیا ہے ان کا	اور اس نے گنتی کی	ان کی	جیسے گنتی کرتے ہیں
وَكُلُّهُمْ	إِتَيْنَهُ	يَوْمَ الْقِيَامَةِ	فَرْدًا ۞	إِنَّ
اور ان کے سب	اس کے پاس آنے والے ہیں	قیامت کے دن	تنہا	بیشک
وَعَمِلُوا	الضَّلِيلَاتِ	سَيَجْعَلُ	لَهُمْ	الرَّحْمَنُ
اور انہوں نے عمل کئے	نیکیوں کے	عنقریب بنا دے گا	ان کے لئے	رحمن
يَسِّرُنَهُ	يَلْسَانَاكَ	لِتُبَشِّرَ	بِهِ	الْمُتَّقِينَ
ہم نے آسان کیا اس (قرآن) کو	آپ کی زبان میں	تاکہ آپ بشارت دیں	اس سے	متقی لوگوں کو
وَتُنذِرَ	بِهِ	قَوْمًا لَّذًا ۞	وَكَمْ أَهْلَكْنَا	
اور تاکہ آپ خبردار کریں	اس سے	ایک انتہائی ہٹ دھرم قوم کو	اور کتنی ہی ہم نے ہلاک کیں	
قَبْلَهُمْ	مِّن قَوْمٍ ط	هَلْ	نُحِشُ	مِّنْ أَحَدٍ
ان سے پہلے	تو میں	(تو) کیا	آپ محسوس کرتے ہیں	ان میں سے
أَوْ	تَسْمِعُ	لَهُمْ	رُكُزًا ۞	
یا	آپ سنتے ہیں	ان کی	کوئی بھنک	

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو پسند فرماتے ہیں تو جبرائیلؑ سے کہتے ہیں کہ میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ جبرائیلؑ سارے آسمانوں میں اس کی منادی کرتے ہیں اور سب آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر یہ محبت زمین پر نازل ہوتی ہے۔ (یعنی زمین والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں) پھر آپؐ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت اس پر شاہد ہے اور زیر مطالعہ آیت-۹۶ کی تلاوت فرمائی۔ (معارف القرآن)

1253

1214

انڈیکس برائے لغت (حصہ چہارم)

6

آیت نمبر	مادہ
----------	------

ح

19/مریم:71	1- ح ت م
17/الاسراء:68	2- ح ص ب
12/یوسف:51	3- ح ص ح ص
14/ابراہیم:34	4- ح ص ی
17/الاسراء:20	5- ح ظ ر
16/النحل:72	6- ح ف د
18/الکہف:32	7- ح ف ف
18/الکہف:60	8- ح ق ب
15/الحجر:26	9- ح م ع
11/ہود:69	10- ح ن ذ
17/الاسراء:62	11- ح ن ک
19/مریم:13	12- ح ن ن
12/یوسف:68	13- ح و ج
8/الانفال:16	14- ح و ز

خ

11/ہود:23	1- خ ب ت
15/الحجر:21	2- خ ز ن
16/النحل:45	3- خ س ف
17/الاسراء:110	4- خ ف ت
15/الحجر:88	5- خ ف ض

د

18/الکہف:56	1- د ح ض
16/النحل:48	2- د خ ر
16/النحل:59	3- د س س
16/النحل:5	4- د ف ع
17/الاسراء:78	5- د ل ک

آیت نمبر	مادہ
----------	------

11/ہود:116

3- ت ر ف

11/ہود:40

4- ت ن ر

ث

17/بنی اسرائیل:102	1- ث ب ر
9/التوبہ:46	2- ث ب ط
8/الانفال:67	3- ث خ ن
12/یوسف:92	4- ث ر ب

ج

16/النحل:53	1- ج ع ر
12/یوسف:10	2- ج ب ب
9/التوبہ:35	3- ج ب ہ
14/ابراہیم:26	4- ج ث ث
19/مریم:68	5- ج ث و
17/بنی اسرائیل:49	6- ج د د
9/التوبہ:97	7- ج د ر
11/ہود:108	8- ج ذ ذ
19/مریم:23	9- ج ذ ع
18/الکہف:8	10- ج ر ز
14/ابراہیم:17	11- ج ر ع
9/التوبہ:109	12- ج ر ف
14/ابراہیم:21	13- ج ز ع
13/الرعد:17	14- ج ف ع
17/بنی اسرائیل:64	15- ج ل ب
9/التوبہ:57	16- ج م ح
19/مریم:25	17- ج ن ی
12/یوسف:59	18- ج ہ ز
11/ہود:44	19- ج و د
17/الاسراء:5	20- ج و س

آیت نمبر	مادہ
----------	------

ع

16/النحل:80	1- ع ث ث
19/مریم:89	2- ع د د
19/مریم:83	3- ع ز ز
9/التوبہ:108	4- ع س س
17/بنی اسرائیل:23	5- ع ف ف
9/التوبہ:8	6- ع ل ل
15/الحجر:3	7- ع م ل
9/التوبہ:114	8- ع و ہ
15/الحجر:78	9- ع ی ک

ب

18/الکہف:6	1- ب خ ع
10/یونس:92	2- ب د ن
17/بنی اسرائیل:26	3- ب ذ ر
12/یوسف:80	4- ب ر ح
12/یوسف:19	5- ب ض ع
8/الانفال:47	6- ب ط ر
12/یوسف:65	7- ب ع ر
16/النحل:8	8- ب غ ل
9/التوبہ:82	9- ب ک ی
44/الدخان:11	10- ب ل ع
8/الانفال:12	11- ب ن ن
14/ابراہیم:28	12- ب و ر
12/یوسف:50	13- ب و ل
18/الکہف:35	14- ب ی د

ت

17/بنی اسرائیل:69	1- ت ع ر
11/ہود:101	2- ت ب ب

آیت نمبر	مادہ
6	
26: النحل / 16	8۔ س ق ف
12: الحجر / 15	9۔ س ل ك
43: یوسف / 12	10۔ س م ن
17: ابراہیم / 14	11۔ س و غ
12: یوسف / 18	12۔ س و ل
9: التوبہ / 2	13۔ س ی ح
13: الرعد / 17	14۔ س ی ل

ش

10: یونس / 61	1۔ ش ء ن
14: ابراہیم / 42	2۔ ش خ ص
8: الانفال / 57	3۔ ش ر د
18: الکہف / 14	4۔ ش ط ط
19: مریم / 4	5۔ ش ع ل
12: یوسف / 30	6۔ ش غ ف
18: الکہف / 49	7۔ ش ف ق
9: التوبہ / 14	8۔ ش ف ی
11: ہود / 105	9۔ ش ق و
17: الاسراء / 84	10۔ ش ك ل
12: یوسف / 86	11۔ ش ك و
15: الحجر / 18	12۔ ش ه ب
8: الانفال / 7	13۔ ش و ك
18: الکہف / 29	14۔ ش و ی
19: مریم / 4	15۔ ش ی ب
11: ہود / 72	16۔ ش ی خ

آیت نمبر	مادہ
11: ہود / 74	19۔ ر و ع
	ز
13: الرعد / 17	1۔ ز ب د
12: یوسف / 88	2۔ ز ج و
8: الانفال / 15	3۔ ز ح ف
11: ہود / 31	4۔ ز ر ی
11: ہود / 106	5۔ ز ف ر
11: ہود / 114	6۔ ز ل ف
18: الکہف / 40	7۔ ز ل ق
17: الاسراء / 32	8۔ ز ن ی
12: یوسف / 20	9۔ ز ه د
9: التوبہ / 55	10۔ ز ه ق
18: الکہف / 17	11۔ ز و ر
14: ابراہیم / 44	12۔ ز و ل

س

17: الاسراء / 45	1۔ س ت ر
11: ہود / 82	2۔ س ج ل
12: یوسف / 25	3۔ س ج ن
13: الرعد / 10	4۔ س ر ب
14: ابراہیم / 50	5۔ س ر ب ل
11: ہود / 81	6۔ س ر ی
11: ہود / 101	7۔ س ع د

آیت نمبر	مادہ
13: الرعد / 35	6۔ د و م
	ذ
11: ہود / 77	1۔ ذ ر ع
18: الکہف / 45	2۔ ذ ر و
17: الاسراء / 107	3۔ ذ ق ن
9: التوبہ / 8	4۔ ذ م م

ر

12: یوسف / 12	1۔ ر ت ع
9: التوبہ / 25	2۔ ر ح ب
12: یوسف / 62	3۔ ر ح ل
8: الانفال / 9	4۔ ر د ف
18: الکہف / 95	5۔ ر د م
11: ہود / 27	6۔ ر د ل
9: التوبہ / 5	7۔ ر ص د
17: الاسراء / 49	8۔ ر ف ت
11: ہود / 99	9۔ ر ف د
18: الکہف / 18	10۔ ر ق د
18: الکہف / 9	11۔ ر ق م
17: الاسراء / 93	12۔ ر ق ی
19: مریم / 98	13۔ ر ك ز
8: الانفال / 37	14۔ ر ك م
11: ہود / 80	15۔ ر ك ن
14: ابراہیم / 18	16۔ ر م د
11: ہود / 91	17۔ ر ه ط
10: یونس / 26	18۔ ر ه ق

آیت نمبر	مادہ
----------	------

ص

1- ص ب و	12/ یوسف: 33
2- ص خ ر	18/ الکہف: 63
3- ص د ع	15/ الحجر: 94
4- ص د و	8/ الانفال: 35
5- ص ر خ	14/ ابراہیم: 22
6- ص ف د	14/ ابراہیم: 49
7- ص ف ف	18/ الکہف: 48
8- ص ل ل	15/ الحجر: 26
9- ص ن و	13/ الرعد: 4
10- ص و ت	17/ بنی اسرائیل: 64
11- ص و ع	12/ یوسف: 72
12- ص و ف	16/ النحل: 80
13- ص ی ح	11/ ہود: 67

ض

1- ض ح ك	11/ ہود: 71
2- ض غ ث	12/ یوسف: 44
3- ض ہ ی	9/ التوبہ: 30
4- ض ی ف	11/ ہود: 78

ط

1- ط ر ح	12/ یوسف: 9
2- ط ر و	16/ النحل: 14

ظ

1- ظ ع ن	16/ النحل: 80
2- ظ م ء	9/ التوبہ: 120

آیت نمبر	مادہ
----------	------

ع

1- ع ت ب	16/ النحل: 84
2- ع ج ف	12/ یوسف: 43
3- ع ج م	16/ النحل: 103
4- ع د ن	9/ التوبہ: 72
5- ع ر ب	9/ التوبہ: 90
6- ع ر ج	15/ الحجر: 14
7- ع ز ب	10/ یونس: 61
8- ع ص ب	11/ ہود: 77
9- ع ص ف	10/ یونس: 22
10- ع ض د	18/ الکہف: 51
11- ع ض و	15/ الحجر: 91
12- ع ط و	9/ التوبہ: 29
13- ع ن د	11/ ہود: 59
14- ع ن ق	8/ الانفال: 12
15- ع ی ب	18/ الکہف: 79
16- ع ی ر	12/ یوسف: 70
17- ع ی ل	9/ التوبہ: 28

غ

1- غ د ر	18/ الکہف: 47
2- غ ر م	9/ التوبہ: 60
3- غ ز ل	16/ النحل: 92
4- غ س ق	17/ بنی اسرائیل: 78
5- غ ص ب	18/ الکہف: 79
6- غ ط و	18/ الکہف: 101

آیت نمبر	مادہ
----------	------

6

7- غ ل ق	12/ یوسف: 23
8- غ ل م	18/ الکہف: 74
9- غ و ث	8/ الانفال: 9
10- غ و ر	9/ التوبہ: 40
11- غ ی ث	12/ یوسف: 49
12- غ ی ظ	11/ ہود: 44

ف

1- ف ت ء	12/ یوسف: 85
2- ف ج و	18/ الکہف: 17
3- ف ر ت	16/ النحل: 66
4- ف ر ر	18/ الکہف: 18
5- ف ر ع	14/ ابراہیم: 24
6- ف ز ز	17/ بنی اسرائیل: 64
7- ف ض ح	15/ الحجر: 68
8- ف ق د	12/ یوسف: 71
9- ف ن د	12/ یوسف: 94

ق

1- ق ب ر	9/ التوبہ: 84
2- ق د د	12/ یوسف: 25
3- ق ص ف	15/ الحجر: 55
4- ق ص و	8/ الانفال: 42
5- ق ض ض	18/ الکہف: 77
6- ق ط ر	14/ ابراہیم: 50
7- ق ل ع	11/ ہود: 44
8- ق ن ط	15/ الحجر: 55

آیت نمبر	مادہ
6 52: النحل / 16	8۔ و ص ب
18: التوبہ / 18	9۔ و ص د
9: التوبہ / 37	10۔ و ط ء
9: التوبہ / 25	11۔ و ط ن
12: یوسف / 76	12۔ و ع ی
17: بنی اسرائیل / 63	13۔ و ف ر
12: یوسف / 31	14۔ و ك ء
16: النحل / 91	15۔ و ك د

ھ

17: بنی اسرائیل / 79	1۔ ھ ج د
19: مریم / 90	2۔ ھ د د
11: ہود / 78	3۔ ھ ر ع
19: مریم / 35	4۔ ھ ز ز
18: الکہف / 45	5۔ ھ ش م
14: ابراہیم / 43	6۔ ھ ط ع
9: التوبہ / 109	7۔ ھ و ر
12: یوسف / 23	8۔ ھ ی ت

ی

18: الکہف / 18	1۔ ی ق ظ
----------------	----------

آیت نمبر	مادہ
8: الانفال / 35	8۔ م ك و
18: الکہف / 29	9۔ م ھ ل
10: یونس / 22	10۔ م و ج
12: یوسف / 65	11۔ م ی ر

ن

17: بنی اسرائیل / 90	1۔ ن ب ع
7: الاعراف / 200	2۔ ن م ز غ
9: التوبہ / 37	3۔ ن س ء
17: بنی اسرائیل / 13	4۔ ن ش ر
11: ہود / 82	5۔ ن ض د
16: النحل / 4	6۔ ن ط ف
17: بنی اسرائیل / 51	7۔ ن غ ض
16: النحل / 96	8۔ ن ف د
8: الانفال / 1	9۔ ن ف ل
8: الانفال / 84	10۔ ن ك ص
11: ہود / 75	11۔ ن و ب

و

18: الکہف / 58	1۔ و ء ل
16: النحل / 80	2۔ و ب ر
18: الکہف / 52	3۔ و ب ق
11: ہود / 70	4۔ و ج س
8: الانفال / 2	5۔ و ج ل
11: ہود / 98	6۔ و ر د
15: الحجر / 75	7۔ و س م

آیت نمبر	مادہ
14: ابراہیم / 43	9۔ ق ن ع
ک	
12: یوسف / 21	1۔ ک ر م
9: التوبہ / 24	2۔ ک س د
17: بنی اسرائیل / 92	3۔ ک س ف
18: الکہف / 9	4۔ ک ھ ف
9: التوبہ / 34	5۔ ک ن ز
9: التوبہ / 35	6۔ ک و ی

ل

9: التوبہ / 57	1۔ ل ج ء
11: ہود / 28	2۔ ل ز م
10: یونس / 78	3۔ ل ف ت
17: الاسراء / 104	4۔ ل ف ف
15: الحجر / 22	5۔ ل ق ح
12: یوسف / 10	6۔ ل ق ط
16: النحل / 77	7۔ ل م ح
9: التوبہ / 58	8۔ ل م ز

م

13: الرعد / 13	1۔ م ح ل
13: الرعد / 39	2۔ م ح و
16: النحل / 14	3۔ م خ ر
19: مریم / 23	4۔ م خ ض
17: بنی اسرائیل / 37	5۔ م ر ح
8: الانفال / 38	6۔ م ض ی
13: الرعد / 17	7۔ م ك ث

انڈیکس برائے قواعد و موضوعات (حصہ چہارم) 6

قواعد و موضوعات	حوالہ	قواعد و موضوعات	حوالہ
ع		2۔ توکل اور تدبیر کا توازن	12 / یوسف: 68، نوٹ۔ 1
1۔ احادیث کے متن پر تحقیق کی ضرورت	8 / الانفال: 11، نوٹ۔ 1	3۔ تقدیر بدلی جاسکتی ہے	13 / الرعد: 68، نوٹ۔ 1
2۔ اخلاقی قوت	8 / الانفال: 65، نوٹ۔ 1	4۔ تبدیلی احکام کی مثالیں	16 / النحل: 101، نوٹ۔ 1
3۔ اسلامی اور غیر اسلامی ممالک کے مسلمانوں کا باہمی تعلق	8 / الانفال: 72، نوٹ۔ 1	5۔ تہذیر اور اسراف کا فرق	17 / بنی اسرائیل: 26، نوٹ۔ 2
4۔ امت واحدہ کی مدت	10 / یونس: 19، نوٹ۔ 3	ج	
5۔ اُمۃ لفظ کا تیسرا مفہوم	11 / ہود: 8، نوٹ۔ 1	1۔ جہاد کی فضیلت	9 / التوبہ: 19، نوٹ۔ 1
6۔ اتباع رسولؐ کے دعوے کا تقاضہ	12 / یوسف: 108، نوٹ۔ 2	2۔ جذباتی بلوغت	11 / ہود: 11، نوٹ۔ 2
7۔ آخرت کے وجود پر ایک دلیل	13 / الرعد: 3، نوٹ۔ 1	3۔ جنت میں Status کا مسئلہ	17 / الاسراء: 21، نوٹ۔ 3
8۔ آپؐ کا مقصد بعثت اور ذمہ داریاں	16 / النحل: 35، نوٹ۔ 1	4۔ جادو کا اثر نبی پر	17 / الاسراء: 101، نوٹ۔ 1
9۔ اسراف فی القتل کا مطلب	17 / الاسراء: 33، نوٹ۔ 5	ح	
ب		1۔ حج اکبر کی وضاحت	9 / التوبہ: 3، نوٹ۔ 1
1۔ بدزبانی کی ممانعت	9 / التوبہ: 73، نوٹ۔ 1	2۔ حصول علم دین فرض عین یا فرض کفایہ	9 / التوبہ: 122، نوٹ۔ 2
2۔ بنی اسرائیل میں غیر اسرائیلیوں کی شمولیت	12 / یوسف: 99، نوٹ۔ 1	3۔ حدیث کی حفاظت کا وعدہ	15 / الحجر: 9، نوٹ۔ 1
3۔ بہکانے والے اور بہکنے والے دونوں مجرم ہیں	14 / ابراہیم: 21، نوٹ۔ 1	4۔ حدیث کے بغیر قرآن نہیں سمجھا جاسکتا	16 / النحل: 44، نوٹ۔ 1
4۔ بدلہ لینے کی شرط	16 / النحل: 126، نوٹ۔ 2	5۔ حضرت خضرؑ پر ایک نوٹ	18 / الکہف: 65، نوٹ۔ 1
5۔ بحث کرنے کا چرکا	18 / الکہف: 54، نوٹ۔ 1	6۔ حضرت یحییٰؑ کی سوانح کا خلاصہ	19 / مریم: 15، نوٹ۔ 1
پ		7۔ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش	19 / مریم: 16 تا 21، نوٹ۔ 1 تا 3
1۔ پیشگوئی کی حقیقت	15 / الحجر: 18، نوٹ۔ 1	خ	
2۔ پاکیزہ زندگی کا مطلب	16 / النحل: 97، نوٹ۔ 1	1۔ خاتم الانبیاءؑ کی پیشگوئی اشعار جاہلیہ میں	8 / الانفال: 53، نوٹ۔ 1
3۔ پنج وقتہ نماز کے اوقات کا تعین	17 / بنی اسرائیل: 78، نوٹ۔ 1	2۔ خچر اور گدھے کا گوشت حرام ہونے کی دلیل	16 / النحل: 5، نوٹ۔ 2
4۔ پل صراط آگ پر وارد ہونا ہے	19 / مریم: 71، نوٹ۔ 1، 2	3۔ خودکشی حرام ہونے کی سند	17 / الاسراء: 33، نوٹ۔ 2
ت			
1۔ تبلیغ کا ایک اہم نکتہ	10 / یونس: 42، نوٹ۔ 1		

قواعد و موضوعات	حوالہ
-----------------	-------

د	
1۔ دنیا میں عذاب کی دو صورتیں	8 / الانفال: 33، نوٹ۔ 1
2۔ دولت کے دنیا میں عذاب کی صورت	9 / التوبہ: 55، نوٹ۔ 1
3۔ دنیوی عذاب سے نجات	9 / التوبہ: 101، نوٹ۔ 1
4۔ دعوت و تبلیغ کے اصول و آداب	16 / النحل: 125، نوٹ۔ 1

ز	
1۔ زکوٰۃ کے متعلق اہم نکات	9 / التوبہ: 60، نوٹ۔ 1

س	
1۔ سیکولرزم کی تاریخ	11 / ہود: 87، نوٹ۔ 1
2۔ سورہ یوسف کے اسرائیلی روایات سے منقول نہ ہونے کے ثبوت	12 / یوسف: 29، نوٹ۔ 1

ش	
1۔ شرک پر ایک نوٹ۔	10 / یونس: 35، نوٹ۔ 2
2۔ شہد سے علاج	16 / النحل: 68، نوٹ۔ 4

ع	
1۔ عربی کی خصوصیت	14 / ابراہیم: 4، نوٹ۔ 2
2۔ عذاب قبر کا ثبوت	16 / النحل: 34، نوٹ۔ 1
3۔ علم کا اصطلاحی مفہوم	16 / النحل: 56، نوٹ۔ 1

غ	
1۔ غیر اسلامی رسوم کی وجہ	10 / یونس: 59، نوٹ۔ 3

ق	
1۔ قتال اور جہاد کا فرق	9 / التوبہ: 16، نوٹ۔ 1
2۔ قتال فرض کفایہ ہے	9 / التوبہ: 122، نوٹ۔ 1
3۔ قرآن کی آخری آیات	9 / التوبہ: 127، نوٹ۔ 1
4۔ قرآن میں موٹر، ہوائی جہاز کی طرف اشارہ	16 / النحل: 8، نوٹ۔ 3

قواعد و موضوعات	حوالہ
-----------------	-------

5۔ قتل بالحق کی صورتیں	17 / بنی اسرائیل: 33، نوٹ۔ 3
6۔ قبروں پر مساجد بنانے کی ممانعت	18 / الکہف: 21، نوٹ۔ 2

ل	
1۔ لوطؑ کے قول ”یہ میری بیٹیاں ہیں“ کا مطلب	11 / ہود: 78، نوٹ۔ 2

م	
1۔ مغربی تہذیب کی انتہا پسندی	8 / الانفال: 39، نوٹ۔ 1
2۔ مشرکوں کے قتل عام کے حکم کی حقیقت	9 / التوبہ: 5، نوٹ۔ 2
3۔ مصدر کی جمع نہیں آتی	9 / التوبہ: 28، ترکیب
4۔ مسیلمہ کذاب کی وحی کے نمونے	10 / یونس: 17، نوٹ۔ 2
5۔ مشرک کون ہے	12 / یوسف: 106، نوٹ۔ 1
6۔ مقتول کے ولی کے اختیار کی وضاحت	17 / بنی اسرائیل: 33، نوٹ۔ 4
7۔ مادہ پرستی کا شرک	18 / الکہف: 44، نوٹ۔ 1

ن	
1۔ نبی کا اصل مشن	8 / الانفال: 67، نوٹ۔ 2
2۔ نبوت کی دلیل	16 / النحل: 9، نوٹ۔ 4
3۔ نعمت الہی کے انکار کا مطلب	16 / النحل: 71، نوٹ۔ 1
4۔ نماز ضائع کرنے کا مطلب	19 / مریم: 59، نوٹ۔ 1

و	
1۔ ولی اللہ کی حقیقت	10 / یونس: 62، نوٹ۔ 1
2۔ والدین کے حقوق	17 / بنی اسرائیل: 23، نوٹ۔ 1

ی	
1۔ یونسؑ کا زمانہ	10 / یونس: 98، نوٹ۔ 3

قواعد و موضوعات	حوالہ	قواعد و موضوعات	حوالہ
-----------------	-------	-----------------	-------

